

فیوضہ ریاستی: قائد اہل سنت، محافظ مسکند علی حضرت
 حضرت علامہ شاہ سیّد محمد حسینی میاں اشرفی مصباحی
 اہمال اللہ عمرؤ۔ چیف ایڈیٹر ریاستی آواز، و سبھا دین اسناد عالیہ شریعہ قطب راج پور شریف

مَقَالِ حُسینی

جلداول

مُرتَب
 خَلِیفَةُ اَمِیْن شَرِیْعَتٍ وَ تَاجُ الشَّرِیْعَةِ
 اَبُو عَیْوَانُ مُحَمَّدٌ اَشْرَفُ بَرَضَا قَادِرِی
 چیف ایڈیٹر امین شریعت، رے ماہی

ماہنامہ حسینی اہل سنت ناشر

شیر پیشہ رخصویت، مظہر شان تاج شریعت، قاطع
 نجدیت و صلح کلیت، محافظ مسلک اعلیٰ حضرت سیدی
 وسندی حضرت علامہ الشاہ سید محمد حسینی صاحب قبلہ
 بلاشبہ ہمارے لئے قدرت کا انعام اور محبوب رب کی
 عطا ہیں۔ ان کی ایک ذات میں ایثار صدیقی کی رفق
 ، جلال فاروقی کا تیور، حیا و سخاوت عثمانی کی خوشبو،
 شجاعت حیدری کی جھلک اور جرأت شبیری کی شان سبھی
 جلوے موجود ہیں۔ وہ لوگ خوش نصیب ہیں جنہوں
 نے اس ”حامل جلوہ صدرنگ“ شخصیت کو دیکھا اور ان
 کی صحبت میں چند لمحے گزارنے کی سعادت پائی ہے۔

اس خاکسار عصیاں شعار نے ناگپور کی پانچ سالہ
 طالب علمی کی زندگی (۱۹۸۵ء تا ۱۹۸۹ء) سے لے کر بعد
 کے تیس سالہ عرصہ تک قبلہ سید صاحب کو بار بار دیکھا
 ، امجدیہ کی چہار دیواری میں دیکھا، ناگپور کے اجلاس میں
 دیکھا، ان کی تصنیفات کے اوراق میں دیکھا اور سنی
 آواز کے صفحات میں دیکھا ہر جگہ اور ہر بار وہ ”کے کہ کشتہ
 نہ شد و قبیلہ مانیت“ کا نعرہ مستانہ لگانے والی شخصیت
 اپنے ایک ہی رنگ ”مسلک اعلیٰ حضرت“ کے رنگ میں
 شرابور نظر آئی اور دوسروں پر بھی یہی رنگ چڑھانے کی
 کوشش میں زندگی کی ساری توانائیاں صرف کر دیں۔

حضرت سید صاحب قبلہ کی زندگی ”زندگی آمد برائے
 بندگی“ کی اعلیٰ مثال ہے۔ انہوں نے کسی لمحہ کو ضائع
 نہیں کیا بلکہ الدنیا من ذرع الآخر کو پیش نظر رکھ کر اسے
 آخرت کا توشہ بنایا۔ تقریر ہو یا تحریر، تدریس ہو یا
 تحقیق اور بیعت و ارادت ہو یا تصنیف و صحافت، سب
 ان کی مصروف ترین زندگی کے روشن عنوانات ہیں، جو
 ہمیں پڑھنے سمجھنے اور عمل کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

زَبُورِ سُبْحَتِی: قَائِدِ اہل سُنَّتْ، مُحَافِظِ مَسَلِکِ اَعْلٰی حَضَرَتِ
حَضْرَۃ الشَّہِ سَیِّدِ مُحَمَّدِ حَسَنِیِّ مِیَانِ اَشْرِفِ مَصْبَاحِی
اَحْمَدِ اَبَدِیِّ۔ چیف ایڈیٹر ناظمِ اَدَبِ اَوَّلِ و سجادِ نشینِ اَرشادِ عالیہ شریعہ، قطبِ راجپوتِ شریف

مَقَالِ حَسَنِیِّ

(جلد اول)

مُتَّعِب:

خَلِیْفَہٗ اَمِیْنِ شَرِیْعَتِ وَ نَاجِ الشَّرِیْعَہ
اَبُو عَیْوَانِ مُحَمَّدِ اَشْرِفِ رَضَا قَادِرِی
چیف ایڈیٹر اَمِیْنِ شَرِیْعَتِ، رِسَالِہی

مَاہِنَا مَسْنٰی اَوَّلٰہِ نَاکِیُوْر
مَاہِنَا اَشْرِفِ

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ©

مقالات حسینی	:	نام کتاب
محمد اشرف رضا قادری	:	مرتب
محمد آفتاب قریشی	:	کمپوزنگ
مولانا احمد رضا صابری صاحب	:	ترجمین
ماہ صفر المظفر ۲۰۲۰ء	:	نمودِ اول
ماہنامہ سنی آواز ناگ پور مہاراشٹر	:	اہتمام
۳۵۰ روپے	:	قیمت
عرس اعلیٰ حضرت، ماہ صفر المظفر ۲۰۲۰ء	:	بموقع



ملنے کا پتہ

MAHNAMA SUNNI AAWAZ

NAGPUR (M.H.)

MOB.: 7974116050, 9424239786

اجمالی فہرست

18	حضور سید حسینی میاں: حیات و خدمات	☆
مقالات		
55	اسلامیاء ہند کے لئے حضور سیدنا غریب نواز کا وجود مقدس رحمت ہے	☆
67	سادات مارہرہ مطہرہ کا مقام	☆
104	آستانہ عالیہ شمسہ اور مسلک اعلیٰ حضرت	☆
113	حقیقت بیعت	☆
132	علامہ نظامی داغ مفارقت دے گئے	☆
135	صیانت مسلک اعلیٰ حضرت	☆
148	بریلی کی مرکزیت اور مدار نجات	☆
191	سونے والوں جاگتے رہیو	☆
197	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی اور اسماعیل دہلوی	☆
214	علماء کونسل ممبئی کی گمراہیت سے راہ نجات	☆
243	عالم اسلام صلح کلیت کی زد میں	☆
249	علماء سے تلخ نوائی پر معذرت کے ساتھ چند معروضات	☆
254	جامعہ نظامیہ حیدر آباد کا ۱۲۵واں جشن، صلح کلیت کی یادگار	☆
263	صلح کلیت کی لعنت میں گرفتار علماء	☆
268	ہندوستان کے تیس کروڑ مسلمانوں کے درمیان کیا اتحاد ممکن ہے؟	☆
277	افکار سنیت	☆
286	سیف جباری برگردن ڈاکٹر طاہر القادری	☆

منظومات

- ☆ حضرت مولانا کیف الحسن صاحب بہار _____ 294
- ☆ جناب شفیق رائے پوری صاحب چھتیس گڑھ _____ 297
- ☆ محمد اشرف رضا قادری _____ 299

تفصیلی فہرست

18-54

☆ حضور سید حسینی میاں: حیات و خدمات

ولادت باسعادت

عصری تعلیم و دینی تعلیم

اساتذہ کرام

تدریسی خدمات

مشہور تلامذہ

تصانیف و تالیفات

شادی خانہ آبادی

اولاد و امجاد

حضرت اشرف الفقہاء کا دورہ رانچور

اہلیہ مکرمہ کا حسب و نسب

شجرہ نسب

بیعت و ارادت اور خلافت

آپ کے مشاہیر خلفاء

خانوادہ قائد اہل سنت اور مسلک اعلیٰ حضرت

شاعری و نظم نگاری

سید صاحب کی سادگی

اصاغر نوازی

شہر ناگ پور میں جلوس غوثیہ کا آغاز

خان مسجد کی بازیابی

قبولیت دعا اور فرزند کی پیدائش

قبولیت دعا کا دوسرا واقعہ

فیوض و برکات کا چشم دید گواہ

قائد اہل سنت اور کشف و کرامت
تبلیغی دورے اور جلسوں میں شرکت
سرکار حسینی میاں کی دینی استقامت
مقالات حسینی کے چند شہ پارے

☆ 55-66 ————— اسلامیان ہند کے لئے حضور سیدنا غریب نواز کا وجود مقدس رحمت ہے

حضور سیدنا غریب نواز کی ہند میں آمد
خواجہ غریب نواز کا ہند میں ورود
حضرت خواجہ کی حیرت انگیز قوت تسخیر
حضرت خواجہ کا مشرب و مسلک
مسلک حنفی کی اشاعت

حضرت خواجہ غریب نواز نے ایک ٹیم تیار کی
حضرت خواجہ دکن خواجہ بندہ نواز گیسو دراز
حضرت بندہ نواز حنفی المسلک تھے
حضور مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ
انگریز حکومت میں دین اسلام پر حملوں کی بوچھاڑ
شدھی تحریک اور شہزادہ اعلیٰ حضرت اور خلفائے اعلیٰ حضرت

☆ 67-104 ————— سادات مارہرہ مطہرہ کا مقام

حضرت سیدنا شاہ حمزہ قدس سرہ کے وصایا مبارکہ
حضرت سیدنا آتھے میاں قدس سرہ کے دوسرے وصایا مبارکہ
حضرت سیدنا تھڑے میاں کے وصایا مبارکہ
سجادہ نشینی کیا ہے

حضرت سیدنا ابوالحسن احمد نوری میاں کے وصایا مبارکہ
حضرت سیدنا اسماعیل حسن قدس سرہ کے وصایا مبارکہ
وصایا مبارکہ کے اختتام پر کچھ معروضات
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت کو نصیحت

ساوات کا اترانا

ساوات کا احترام شرعی احکام پر

سجادگان شمسہ را پچور میں برکاتی سلسلہ

104-112

☆ آستانہ عالیہ شمسہ اور مسلک اعلیٰ حضرت

حضرت قطب را پچور کے والد ماجد کی جلوہ گری

حضرت خواجہ بندہ نواز کا آسمان کی طرف دیکھنا

غیب سے گہوارے کا نمودار ہونا

انگشت مبارک سے دودھ کا جاری ہونا

خواجہ بندہ نواز کی یارگاہ میں حاضری

قطب را پچور قدس سرہ

دکن میں سلسلہ اشرفیہ کی اشاعت

صاحب ولایت را پچور ہونا

دریائے کرشنا کا رک جانا

شہنشاہ وقت کی بیوی کی گستاخی

تبلیغ اسلام

وفات اقدس

را پچور کی سجادگی

قوالی کی ممانعت

میرے جد امجد تیرھویں سجادے اور مسلک اعلیٰ حضرت

تحریک وہابیت کے خلاف آپ کا کردار

آستانہ عالیہ شمسہ کی مسلک اعلیٰ حضرت سے ایک صدی پیشتر سے وابستگی

را پچور میں تاریخی دور کا آغاز

آپ کی اپنی اولاد کے لئے وصیت

113-131

☆ حقیقت بیعت

بیعت کی قسمیں

بیعت کا تصور

بیعت کا مفہوم

بیعت کی تفصیل

بیعت لینے کے شرائط

بیعت کے لئے شرط اصل ہے

بیعت کی کوئی حد

ولی نامہ عوام کا کام نہیں

دو وقتے

موجودہ دور میں

بیعت کو کن مقامات کا حامل ہونا چاہئے

فرقہ سنیہ کی تقریف

عقود ام اشرف جہاں گیر سنی رضی اللہ عنہ کے مطلقیات

132-134 علامہ نظامی دارق مفارقت دے گئے

135-147 صیانت مسلک اعلیٰ حضرت

مستند علامہ اہل سنت

مسلک اعلیٰ حضرت کیا ہے

پچھلی تاریخ کے قتلوں پر ایک نظر

گزشتہ صدی میں برپا ہونے والے قتلے

148-190 بریلی کی مرکزیت اور مدار نجابت

حضور مٹھی اعظم ہند کا انتقال اور آزادی کی طرف دوڑ

اکابر کا دیکھنا چاہنا احتشاک کا سبب بنا

تیسرتا گنیز واقعہ

ناپور میں پہلی بار حضور مٹھی اعظم ہند کی آمد

مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج میں وسط ہند اور جنوب میں تاریخی و انتہائی اقدام

مسلک اعلیٰ حضرت اور سلسلہ رضویت کے فروغ کے لئے طریقہ کار

فتح برادر حضور مٹھی اعظم ہند

حضور مٹھی اعظم ہند کی عبادت

حضور مٹھی اعظم ہند کا وصال اور قتل و قضا کا آغاز

حضور مٹھی اعظم ہند کے وصال کا اخیر پر گہرا اثر

وفا کے لئے کامیاب کیا گیا

فی دی گناہوں پر ہے پاک بنانے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے

بریلی جی میں عقیدتوں کو سلام

فروغ ضار کی قوت آزادی اور بریلی کی مرکزیت

فتویٰ آل الرحمن

191-196 سونے والوں جیسے ریشہ

علامہ داغ باند کی ریشہ دانیوں

سب دشمن کے ساتھ اتحاد و اتفاق کی دہائی

کف اسان کا قدر

مولوی غلبیل داغ بانی کا نقشہ

علما کے انسنت کا رد

حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خان صاحب قلم کی توجہ

197-213 اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی اور اسامیل دہلوی

دہلی کے کف اسان اور اعلیٰ حضرت کے کف اسان میں کیا فرق ہے

اسامیل دہلوی کی تحفہ نقی میں علامہ فضل حق خیر آبادی اور اعلیٰ حضرت کا اتفاق

کف اسان کیا ہے؟

مکتبہ اعظم مولوی اصحاب قدیری خیر آبادی نے فتویٰ تحریر کی روش میں

مداری کا فرق

فیصلہ شریعہ دار بارہ دار ہے

عقیدہ دار یہ کفر ہے

اہل سنت سے انصاف کی اپیلیں

زمانے کا تقاوت

اہل سنت سے آخری گزارش

214-242 علماء کونسل ممبئی کی گمراہیت سے راہ نجات

سیدنا صدیق اکبر اور مدینہ کا حوالہ

تفریق است یا اتحاد است

گلبرگ اور اہل قبلہ ہونا مدار نجات نہیں

مولوی اسرار احمد قاضی نے علماء کونسل والوں کو باندھ دیا

قاتل تو چرخیہ

مولوی ظہیر الدین خاں سکریٹری علماء کونسل کا جواب

وہابیہ کے مختصر عقائد

مولوی ظہیر الدین خاں کا بیان اور ان کی کونسل کا دستور العمل

اتحادی علماء کے اتحاد سے فساد یوں پر کچھ اثر نہیں ہوگا

اہل سنت کے درمیان اتحاد کی ضرورت ہے

علماء کونسل وادوں کو بدعتوں کی تلاش تھی

243-248 عالم اسلام صلح کلیت کی زد میں

صلح کلیت کیا چاہتی ہے

اشرفیہ مبارک پور صلح کلی الہادی طرف

صلح کلی الہادی کا رد آیات ربانی سے

249-253 علماء سے تلخ فواکی پر معذرت کے ساتھ چند معروضات

شرعی بورڈ کے پاس اس کی کیا ضمانت ہے؟

مسلمک اہل سنت کے لئے بازگ ترین دور

خدا را ہوش میں آئیے

تلیخ اسلام و سنت کے لئے علامہ حسین علمی استنبول (ترکی) و دنیا میں منتخب ذات

254-262 جامعہ نظامیہ حیدرآباد کا ۱۳۵ روایں دشمن، صلح کلیت کی یا وکار

موجودہ علماء جامعہ نظامیہ نے ہائی جامعہ کی شخصیت کو مجروح کر دیا

جامعہ نظامیہ کا مسلک اعتدال دین کے لیے کتنا خطرناک ہے

263-267 صلح کلیت کی لغت میں گرفتار علماء ☆

268-276 ہندوستان کے تیس کروڑ مسلمانوں کے درمیان کیا اتحاد ممکن ہے؟ ☆

277-285 افکار منیت ☆

286-293 سیف جباری برگردن ڈاکٹر طاہر القادری ☆

پروفیسر طاہر القادری پاکستانی کوئی، کیسے مانا جائے؟

شرف انتساب

ولی کامل، قطب را پچور حضرت علامہ سید شاہ شمس عالم حسینی قدس سرہ
حضور شیخ المشائخ فخر العلماء حضرت

علامہ ابو محمد سید شاہ چندہ حسینی صوفی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ
اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین و ملت امام اہل سنت

الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی

برادر اعلیٰ حضرت استاذ زمن

حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد حسن رضا خاں حسن بریلوی

شہزادہ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام

حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد حامد رضا خاں بریلوی

شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی

شہزادہ استاذ زمن استاذ العلماء

حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد حسنین رضا خاں بریلوی

جگر گوشہ علامہ حسنین رضا خاں، شبیہ مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد سبطین رضا خاں بریلوی

جانشین مفتی اعظم ہند تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الہند

حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری بریلوی

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

عقیدت کیش

محمد اشرف رضا قادری

نذر عقیدت

حضور قائد اہل سنت، محافظ مسلک اعلیٰ حضرت، پیر طریقت حضرت علامہ
الشاہ سید محمد حسینی میاں اشرفی مصباحی مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ شمسہ قطب را پچور و چیف ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز ناگپور کی بارگاہ میں یہ کتاب نذر ہے۔

جن کا خاندان ڈیڑھ سو سال سے مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت کر رہا ہے، جن کے
جد امجد حضرت سید شاہ شمس عالم حسینی قدس سرہ العزیز دکن میں اعلیٰ حضرت کی تحریک،
تحریک عشق رسالت ﷺ کو آگے بڑھانے والے پہلے عالم دین تھے۔ اور والد گرامی
حضور شیخ المشائخ فخر العلماء حضرت علامہ سید شاہ چندہ حسینی صوفی اشرفی علیہ الرحمہ نے اسی
تحریک کی ترویج و اشاعت میں اپنی پوری زندگی وقف فرمادی۔

جو اپنے جد امجد اور والد گرامی کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے عہد حاضر میں اپنی
تحریر و تقریر، تصنیف و تالیف اور وعظ و نصیحت کے ذریعہ باطل عقائد اور فاسد نظریات کا
قلعہ قمع فرما رہے ہیں، اور مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ اور اس کی ترویج و ترقی میں
کوشاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ تعالیٰ اس عظیم ذات یعنی حضور سید حسینی میاں مدظلہ العالی کو صحت و
تندرستی کے ساتھ طویل عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد اشرف رضا قادری

کلمات خیر

قائد اہل سنت، محافظ مسلک اعلیٰ حضرت حضرت علامہ الشاہ

سید محمد حسینی میاں اشرفی مصباحی مدظلہ العالی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ شمسہ قطب رانچھورو چیف ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز ناگ پور

فقیر سید محمد حسینی اشرفی کے مضامین و مقالات منتشر و غیر مدون تھے۔ خیال ہوا کہ یہ تمام تحریریں جمع کر لی جائیں تو محفوظ بھی ہو جائیں اور مستقبل میں قارئین کو ایک ہی مجموعہ میں بہت سی تحریریں پڑھنے کی سہولت فراہم ہو جائے۔ یہ تمام مضامین و مقالات موقع بہ موقع ماہنامہ سنی آواز (ناگپور) میں شائع ہوئے تھے۔

مختلف قسم کی تحریریں تھیں۔ بعض طویل تحریریں مستقل رسالے کی صورت اختیار کر گئیں اور بعض مختصر مضامین بھی تھے۔ تقریباً چالیس سال کے طویل عرصے میں یہ مضامین رقم کیے گئے تھے۔ ان تمام کی جمع و تدوین کوئی آسان کام نہیں تھا۔ خود میں مسلسل علالت کی وجہ سے اپنے اندر وہ قوت محسوس نہیں کرتا کہ یہ کار عظیم سرانجام دے سکوں۔

مجھے کسی ایسے قلم کار کی ضرورت تھی جو اس خدمت کو بحسن و خوبی انجام دے سکے۔ میری نظر انتخاب عہد حاضر کے مشہور اور صاحب طرز قلم کار حضرت مولانا محمد اشرف رضا قادری زید مجدہ، مدیر اعلیٰ سہ ماہی امین شریعت کی جانب گئی۔ میرے حکم پر مولانا موصوف نے اس عظیم خدمت کو انجام دینے کی یقین دہانی کرائی۔ میرے فرزند عزیز سید طاہر اشرف نے بہت سے مقالات و مضامین ڈاکٹر منصور خاں صاحب کے ذریعہ مولانا موصوف کو بھیجے۔ مولانا موصوف نے ان میں بہت سے مفید مضامین کو بحسن و خوبی مرتب کیا اور میری امیدوں پر کھرے اترے۔

اسی درمیان عرس رضوی کا موقع قریب آ گیا۔ میری تمنا تھی کہ امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس سراپا قدس کے موقع پر اس کی اشاعت ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور مولانا موصوف کی کوشش سے یہ مجموعہ احباب اہل سنت کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

فاضل گرامی حضرت مولانا اشرف رضا قادری زید فضلہ نے انتہائی محنت و مشقت اور جاں فشانی کر کے اس مجموعہ کو مرتب فرمایا ہے۔ قلمی دنیا میں مولانا موصوف ایک متعارف شخصیت ہیں۔ آپ کی تحریریں ادبی حسن، جودت ترتیب اور ظاہری و معنوی خوبیوں سے مزین و آراستہ ہوتی ہیں، جو قارئین کے ذوق کو تسکین و چاشنی فراہم کرتی ہیں، اور بہت سی عمدہ معلومات بھی دستیاب ہوتی ہیں۔

آپ ایک باعمل عالم دین اور مسلک اعلیٰ حضرت کے علم بردار ہیں۔ رضویات پر بہت سے مضامین و مقالات بھی آپ نے رقم فرمائے ہیں۔ نثر نگاری کے ساتھ نظم نگاری اور شاعری کا فن بھی آپ کو عطا ہوا ہے۔ آپ نے حضور امین شریعت علیہ الرحمہ کی ایک منظوم سوانح بھی ترتیب دی ہے جو شائع ہو چکی ہے۔

اس کے علاوہ بھی آپ کی نعت و منقبت اور دیگر منظوم کلام وقتاً فوقتاً نظر نواز ہوتے رہتے ہیں۔ ایسے علمائے کرام سے اہل سنت و جماعت کی بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔ انہیں نوجوانوں کو مستقبل میں اپنے کاندھوں پر ملت و مسلک کا بوجھ اٹھانا ہے۔

مولانا موصوف کی دینی خدمات کو دیکھتے ہوئے میں نے انہیں اپنی خلافت سے بھی نوازا۔ اور میرے استاذ گرامی حضور امین شریعت حضرت علامہ مفتی سبطین رضا خاں قدس سرہ العزیز کے بھی بہت چہیتے مرید اور ان کے خلیفہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو دونوں جہاں کی برکتیں اور سعادتیں عطا فرمائے اور ہر قسم کی آفت و مصیبت سے محفوظ و مامون فرمائے۔ (آمین)

ماہنامہ سنی آواز کے زیر اہتمام یہ کتاب منظر عام پر آرہی ہے۔ میں نے اس مجموعہ ”مقالات حسینی“ (جلد اول) کی از اول تا آخر نظر ثانی کر لی ہے۔ یہ کام میری نگرانی میں انجام پایا ہے۔ ممکن ہے کہ کہیں کچھ لفظی یا معنوی لغزش و خطا ہو تو قارئین سے گزارش ہے کہ اطلاع فرمائیں، تاکہ سیکنڈ ایڈیشن میں تصحیح کر دی جائے۔

جلد اول میں سترہ مقالات ہیں۔ مزید مضامین و مقالات کی ترتیب و تدوین کا کام جاری ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یکے بعد دیگرے دیگر جلدیں بھی بدیہ قارئین کی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مذہب اہل سنت و جماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم و دائم رکھے اور عمل صالح کی توفیق سے سرفراز فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر سید محمد حسینی اشرفی (ناگ پور)

بتاریخ: ۶ اکتوبر ۲۰۲۰ء

تقریظ جلیل

محقق رضویات

حضرت مولانا ڈاکٹر امجد رضا امجد صاحب پٹنہ

شیر بیشہ رضویت، مظہر شان تاج شریعت، قاطع نجدیت و صلح کلیت، محافظ مسلک اعلیٰ حضرت سیدی و سندی حضرت علامہ الشاہ سید محمد حسینی صاحب قبلہ بلاشبہ ہمارے لئے قدرت کا انعام اور محبوب رب کی عطا ہیں۔ ان کی ایک ذات میں ایثار صدیقی کی رقت، جلال فاروقی کا تیور، حیا و سخاوت عثمانی کی خوشبو، شجاعت حیدری کی جھلک اور جرأت شبیری کی شان بھی جلوے موجود ہیں۔ وہ لوگ خوش نصیب ہیں جنہوں نے اس ”حامل جلوہ صدرنگ“ شخصیت کو دیکھا اور ان کی صحبت میں چند لمحے گزارنے کی سعادت پائی ہے۔

اس خاکسار عصیاں شعار نے ناگپور کی پانچ سالہ طالب علمی کی زندگی (۱۹۸۵ء تا ۱۹۸۹ء) سے لے کر بعد کے تیس سالہ عرصہ تک قبلہ سید صاحب کو بار بار دیکھا، امجدیہ کی چہار دیواری میں دیکھا، ناگپور کے اجلاس میں دیکھا، ان کی تصنیفات کے اوراق میں دیکھا اور سنی آواز کے صفحات میں دیکھا ہر جگہ اور ہر بار وہ ”کسے کہ کشتہ نہ شد در قبیلہ مانیت“ کا نعرہ مستانہ لگانے والی شخصیت اپنے ایک ہی رنگ ”مسلک اعلیٰ حضرت“ کے رنگ میں شرابور نظر آئی اور دوسروں پر بھی یہی رنگ چڑھانے کی کوشش میں زندگی کی ساری توانیاں صرف کر دیں۔

حضرت سید صاحب قبلہ کی زندگی ”زندگی آمد برائے بندگی“ کی اعلیٰ مثال ہے۔ انہوں نے کسی لمحہ کو ضائع نہیں کیا بلکہ الدنیا مزرع الآخرہ کو پیش نظر رکھ کر اسے آخرت کا توشہ بنایا۔ تقریر ہو یا تحریر، تدریس ہو یا تحقیق اور بیعت و ارادت ہو یا تصنیف و صحافت، سب ان کی مصروف ترین زندگی کے روشن عنوانات ہیں، جو ہمیں پڑھنے سمجھنے اور عمل کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

ان کی تحریروں کے منتشر اجزا کا تقاضا تھا کہ اسے صحیفہ عشق و عرفان سمجھ کر مدون کر دیا جائے تاکہ وہ دست بروز مانہ سے محفوظ بھی ہو جائے اور اس سے استفادہ آسان بھی، مقام مسرت ہے کہ یہ کام حضرت مولانا اشرف رضا سبطینی کی نیک بختی و فیروز مندی کے سبب پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ ان کے

مشاق قلم و تجربہ کار ذہن نے ان مضامین کو حسن ترتیب کے ساتھ کتابی شکل دے دی جو ”مقالاتِ حسین“ کے نام سے منظر عام پہ آرہی ہے۔

پیش نظر کتاب حضرت سید صاحب کے علمی جلال کا مرقعِ داعیانہ جذبات کا مظہر اور مخلصانہ جدوجہد کا آئینہ ہے۔ اس میں شامل تحریریں اپنا خاص پس منظر رکھتی ہیں اور اسی تناظر میں اسے پڑھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے تاکہ مصنف کے جذبہ کی صداقت کا صحیح عرفان حاصل ہو سکے۔ اس مجموعہ کے مضامین ”دوست آں باشد کہ گیر دوست دوست“ کا مصداق ہیں۔ سید صاحب قبلہ کی باریک بین اور نکتہ رس نگاہ نے جسے ذرہ برابر بھی ”راہِ اعتدال“ سے منحرف دیکھا ہے اسے دلائل و شواہد کے ذریعہ آئینہ دکھانے کی جہدِ تبلیغ کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ کتاب ”بہ چشمِ عشق نہیں تاسراغ اوگیری“ کے تناظر میں پڑھنے کی متقاضی ہے تاکہ اس کی معنویت صحیح طور سے آشکارا ہو سکے۔

محمد امجد رضا امجد

خادم مرکزی دارالقضا دارہ شرعیہ بہار سلطان گنج پٹنہ

حضور سید حسینی میاں : حیات و خدمات

اسم گرامی : سید محمد حسینی
تخلص : امجد

ولادت باسعادت : ۱۳/ ذی الحجہ ۱۳۶۰ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۳۳ء
مولد و مسکن : ریاست کرناٹک کے مردم خیز شہر انچور میں آپ کی ولادت ہوئی۔ یہی آپ کا آبائی وطن بھی ہے۔
القاب و خطابات : قائد اہل سنت، محافظ مسلک اعلیٰ حضرت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، صدر المشائخ
رسم بسم اللہ خوانی : جب آپ کی عمر شریف چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تو آپ کے آبائی وطن رانچور میں علمائے کرام و مشائخ عظام کی موجودگی میں رسم بسم اللہ خوانی ادا کی گئی۔
عصری تعلیم و دینی تعلیم :

آپ نے گورنمنٹ اردو اسکول میں آٹھویں جماعت تک تعلیم پائی۔ ہر سال امتحانات کے نتیجوں میں آپ نمایاں کامیابی حاصل کرتے تھے، لیکن آپ کے والد ماجد علیہ الرحمہ کی خواہش تھی کہ آپ کو دین کا خادم بنائیں، اس لیے درس نظامی کی ابتدائی کتابیں والد ماجد علیہ الرحمہ نے خود سے اپنے شہزادے کو پڑھائی، پھر آپ کے والد گرامی نے اعلیٰ تعلیم کے لیے آپ کو ۱۹۵۸ء میں جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور مہاراشٹر میں داخل کر دیا۔

آپ ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۳ء تک جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ ۱۹۶۳ء میں آپ کے والد ماجد علیہ الرحمہ نے آپ کو الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور بھیج دیا۔ آپ نے فضیلت تک کی تعلیم جامعہ اشرفیہ میں حاصل کی اور وہیں سے تعلیمی فراغت حاصل کی۔ آپ کی فراغت اور شعبہ فضیلت کی دستار بندی ۱۳/ جنوری ۱۹۶۵ء کو جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں ہوئی۔ حضور حافظ ملت حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی قدس سرہ العزیز کی صدارت میں جامعہ اشرفیہ کے صدر متولی سرکار کلاں حضرت علامہ سید مختار اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی قدس سرہ القوی کے دست مبارک سے حضرت سید صاحب قبلہ کی دستار بندی ہوئی۔ اس جلسہ میں حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی، خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی، مناظر اہل سنت حضرت علامہ ارشد القادری، حضرت مفتی عبدالمنان اعظمی علیہم الرحمۃ والرضوان اور بہت سے علمائے کرام و مشائخ عظام جلوہ

فرماتے۔ دستار بندی کے بعد وہاں کے رواج کے مطابق اہل مبارک پور نے پھولوں کے ڈھیر سارے ہار پہنائے، پھر وہاں کے معمول کے مطابق جلوس کی شکل میں فارغین کو لے کر شہر میں گشت کے واسطے گئے، پھر دوبارہ دارالعلوم اشرفیہ پہنچے۔ یہ صبح کے قریب کا تھا۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ ہمیشہ کے معمول کے مطابق فارغین کے استقبال کے لیے صحن جامعہ میں جلوہ افروز تھے۔ استقبال کے بعد حضور حافظ ملت نے فارغین کو بہت سی دعائیں دیں اور نصیحت فرمائی، جس کا خلاصہ یہ تھا۔

”ابھی تک آپ حضرات طالب علم تھے۔ آپ کی کچھ غلطی ایک طالب علمی کی غلطی مانی جاتی تھی، ہم لوگ نظر انداز کرتے تھے، لیکن اب آپ حضرات عالم و فاضل ہو چکے ہیں۔ اب آپ کی غلطی عالم اور مولوی کی غلطی ہوگی۔ اپنے دامن کو بچا کر رکھئے۔ اپنے ضمیر کی حفاظت کیجیے۔ دل و دماغ کو قابو میں رکھیے۔ دین اور سنیت کی خدمت کیجیے۔ مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہئے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت کیجئے۔ دونوں جہاں کی اللہ تعالیٰ برکتیں عطا فرمائے گا۔ اب آپ لوگ عالم و مولانا ہو گئے۔ اب آپ کی غلطی میری غلطی ہوگی۔ میری سفید داڑھی کی لاج رکھئے۔ آپ کی بدنامی میری بدنامی ہوگی۔“

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نصیحتیں فرما رہے تھے اور طلبہ و دیگر حاضرین رورہے تھے۔ خود حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان پر بھی گریہ و زاری طاری تھی۔ آپ بچوں کو اپنی قلبی دعاؤں سے بھی سرفراز فرما رہے تھے۔ اس استقبال پر دعا کی مجلس کے اختتام کے بعد تمام موجودہ فارغین حضرت سرکار کلاں سید مختار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ وہاں دیگر علمائے کرام بھی جلوہ افروز تھے۔ فارغین نے فردا فردا ہر ایک سے ملاقات کی۔ اسی درمیان نماز فجر کا وقت ہو گیا۔ تمام لوگوں نے نماز فجر ادا کی۔ نماز فجر کے بعد قصبہ مبارک پور کے ارباب عقیدت دوبارہ دارالعلوم وارد ہوئے اور فارغین کو جلوس کی شکل میں لے کر شہر میں گشت کے لیے نکل پڑے، پھر حسب معمول چاروں طرف گشت کرتا ہوا یہ قافلہ دارالعلوم اشرفیہ واپس ہوا۔

حضرت سید صاحب قبلہ فراغت کے بعد بنارس آئے۔ وہاں سے ٹرین کے ذریعہ ناگ پور تشریف لائے۔ ناگ پور سے اپنے والد ماجد کی خدمت میں اپنے وطن رانچور حاضر ہوئے۔ وہاں مریدین و معتقدین، احباب و اقارب اور اہل شہر کی جانب سے بے شمار مبارک بادیاں دی گئیں۔ حضور قائد اہل سنت کی تعلیمی فراغت اور دستار فضیلت کے اعزاز میں ایک بڑا جلسہ شہر رانچور میں منعقد ہوا۔ علمائے کرام تشریف لائے۔ سبھوں نے حضرت قائد اہل سنت کے والد ماجد حضرت سید شاہ چندا حسینی علیہ الرحمہ اور حضرت قائد اہل سنت کو بہت مبارک بادیاں اور دعائیں دیں۔ وہ ایک عجب دل افروز منظر تھا۔

کچھ دنوں کے بعد حضور قائد اہل سنت رانچور سے ناگ پور تشریف لائے۔ اس وقت حضرت مولانا قاری سہیل احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دارالعلوم امجدیہ ناگ پور کی بنیاد رکھ چکے تھے۔ حضرت قائد اہل سنت بھی ان کی مدد میں لگ گئے، آپ انہیں کی رفاقت میں رہے، تاکہ دارالعلوم کی تعمیر و ترقی میں حضرت قاری صاحب قبلہ کا ہاتھ بٹائیں، اور دارالعلوم کو قوت و مضبوطی فراہم

ہو۔ کچھ دنوں بعد اشرف الفقہا حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب رضوی علیہ الرحمہ بھی اس منصوبے میں شریک کار ہو گئے، اور آپ نے اصحاب ثروت کو دارالعلوم کے تعاون کی طرف توجہ دلائی۔ ابتدائی مرحلہ میں کراہیہ کی عمارتوں میں مدرسہ چلتا رہا۔ اس کے بعد دارالعلوم کی عمارت تعمیر ہوئی اور اسی عمارت میں تعلیم کا آغاز ہوا۔

اساتذہ کرام:

حضرت قائد اہل سنت نے ابتدائی دینی تعلیم یعنی درس نظامی کی ابتدائی کتابیں اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ چندا حسینی اشرفی علیہ الرحمہ سے پڑھیں۔ اس کے بعد ناگپور تشریف لائے۔ متوسط درجات کی تعلیم جامعہ عربیہ ناگپور میں حاصل کی۔ اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے واسطے جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں داخل ہوئے۔ اس طرح جامعہ عربیہ ناگپور اور جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے اساتذہ کرام سے آپ نے تعلیم کی تکمیل فرمائی اور دونوں اداروں کے اساتذہ کرام سے آپ کو شرف تلمذ حاصل ہوا۔

اساتذہ کرام: [جامعہ عربیہ ناگپور]

❁ فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی عبدالرشید صاحب قبلہ فتح پوری علیہ الرحمہ
❁ امین شریعت حضرت علامہ مفتی سبطین رضا خاں علیہ الرحمہ بریلی شریف
❁ حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب

❁ مفتی مجیب اشرف صاحب رضوی قادری ناگپوری

❁ ودیگر اساتذہ کرام: جامعہ عربیہ ناگپور

اساتذہ کرام [الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور]

❁ حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی علیہ الرحمہ

❁ حضرت علامہ حافظ عبدالرؤف بلیاوی علیہ الرحمہ

❁ بحر العلوم حضرت مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ

❁ حضرت علامہ مفتی شفیع مبارک پوری علیہ الرحمہ

❁ حضرت علامہ قاری یحییٰ صاحب علیہ الرحمہ

❁ حضرت علامہ سید حامد اشرف اشرفی کچھوچھوی

❁ ودیگر اساتذہ کرام جامعہ اشرفیہ مبارک پور

تدریسی خدمات:

۲۳ فروری ۱۹۶۶ء کو شہر ناگپور میں دارالعلوم امجدیہ کی بنیاد رکھی گئی۔ آپ دارالعلوم امجدیہ ناگ پور کے وقت قیام سے ۲۰۱۲ء تک مسلسل وہاں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ اس درمیان تصنیف و تالیف کا کام بھی جاری رہا۔ تقریباً نصف

درجن کتابیں آپ نے تصنیف فرمائیں۔

۱۹۸۰ء میں مشہور زمانہ رسالہ ”ماہنامہ سنی آواز“ جاری ہوا جو مجاہدہ تعالیٰ اب تک اپنی شان و شوکت کے ساتھ جاری ہے۔ حضرت تادم تحریر اس کے چیف ایڈیٹر ہیں۔ یہ رسالہ دینی ماہناموں میں اپنا ایک خاص مقام رکھتا ہے، اور عوام و خواص کے درمیان یکساں مقبول ہے۔ ۱۹۸۰ء سے ۲۰۲۰ء تک کی چالیس سالہ مدت میں نہ جانے کتنے فتنے رونما ہوئے۔ ماہنامہ سنی آواز نے اکثر فتنوں کا تعاقب کیا اور اس کی سرکوبی کی۔ ضلالت و گمراہی کے خاتمہ اور فتنوں کو سرنگوں کرنے میں اس ماہنامے نے اہم کردار ادا کیا، جس کو ایک زمانے تک یاد رکھا جائے گا۔ اس کے علاوہ یہ ماہنامہ مختلف قسم کے بے شمار علمی و تحقیقی مضامین و معلومات قوم کو سپرد کر چکا ہے۔ علامہ موصوف کی ادارت میں میگزین نے شاندار ترقی اور عروج حاصل کیا۔ اس درمیان نہ جانے کتنے ماہنامے منصفہ شہود پر جلوہ گر ہوئے اور پھر چند سال بعد پردہ عدم میں روپوش ہو گئے۔ ماہنامہ سنی آواز اپنی چالیس سالہ مدت مکمل کر چکا ہے اور آج بھی اسی شان و شوکت کے ساتھ اپنا وجود برقرار رکھا ہے۔

ع / یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

مشہور تلامذہ:

حضرت سید صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے ایک طویل مدت تک درس و تدریس کا فریضہ انجام دیا اور اپنے علمی جوہر سے طالبان علوم شرعیہ کو فیض یاب فرمایا ہے تو یقیناً آپ کے تلامذہ کی ایک کثیر تعداد ہوگی۔ آپ نے دارالعلوم امجدیہ ناگ پور میں ۱۹۶۶ء سے ۲۰۱۰ء تک تدریسی فرائض سرانجام دیئے۔ اس مدت میں جتنے بھی طلبہ دارالعلوم سے فارغ ہوئے، ان تمام کو آپ کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ ان تمام کی فہرست پیش نہیں کی جاسکتی، لیکن اجمالی طور پر تمام کا ذکر ضروری ہے، تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو سکے۔ ہمیں جن مشہور تلامذہ کا علم ہو سکا، ان کی ایک ناقص فہرست مندرجہ ذیل ہے، اس امید کے ساتھ کہ مزید تلامذہ کے اسمائے گرامی دستیاب ہوں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اسی فہرست میں ان کے نام شامل کر دیئے جائیں گے۔ ابھی جو فہرست دستیاب ہو سکی، وہ مندرجہ ذیل ہے۔

حضرت مولانا خورشید عالم صاحب کاٹھی علیہ الرحمہ خلیفہ و خادم خاص حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ

حضرت مولانا مفتی حبیب یار خاں صاحب مفتی مالوہ و ناظم اعلیٰ دارالعلوم نور یہ اندور

حضرت مولانا احسان الرحمن صاحب فاروقی شیخ الحدیث دارالعلوم نور یہ اندور

حضرت مولانا حافظ وقاری غلام مصطفیٰ صاحب خطیب و امام مسجد میر عزیز ناگپور

حضرت مولانا عطاء المصطفیٰ صاحب مدینہ منورہ

حضرت مولانا مفتی منصور صاحب رضوی ناظم اعلیٰ دارالعلوم برکات رضا ناگپور

حضرت مولانا محمد نسیم احمد صاحب اعظمی شیخ الحدیث و التفسیر رضا دارالیتامی ناگپور

- ☆ حضرت مولانا عبدالحیسیب رضوی ناگپور ناظم اعلیٰ رضا دارالیتامی ناگپور
- ☆ حضرت مولانا احسان الحق صاحب قبلہ پوسد: مہاراشٹر
- ☆ حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب رائے پوری وشاکھا پنٹم
- ☆ حضرت مولانا عبدالباری صاحب قبلہ نظام آباد
- ☆ حضرت مولانا امتیاز صاحب، سابق امام جامع مسجد گوندیا
- ☆ حضرت مولانا حافظ سلطان صاحب حسن باغ ناگپور
- ☆ حضرت مولانا سید عفت علی صاحب مدراس
- ☆ حضرت مولانا قاری ہارون صاحب خطیب و امام مسجد یعقوب علی ناگپور
- ☆ حضرت مولانا فخر الدین احمد قادری مصباحی خلیفہ حضور تاج الشریعہ ناگ پور
- ☆ حضرت مولانا سید قطب الدین صاحب ہوکیری کرناٹک
- ☆ حضرت مولانا قطب الرحمن صاحب بھاگل پوری ہاسپیٹ کرناٹک
- ☆ حضرت مولانا خلیل احمد رضوی صاحب دموہ، ایم۔ پی
- ☆ حضرت مولانا محمد سلیم صاحب کرناٹک
- ☆ حضرت مولانا عبدالرشید جیل پوری صاحب بانی و مہتمم دارالعلوم برہان ملت ناگپور
- ☆ حضرت مولانا عتیق الرحمن صاحب رضوی خطیب و امام مسجد عزیز کوثر ناگپور
- ☆ حضرت مولانا شفیق الرحمن صاحب رضوی خطیب و امام خان مسجد ناگپور
- ☆ حضرت مولانا جعفر العابدین صاحب رضوی بانی و ناظم اعلیٰ جامعہ امجدیہ خیر العلوم و رنگل
- ☆ حضرت مولانا حافظ قلندر صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم رضائے مصطفیٰ گلشن رضوی رانچور
- ☆ حضرت مولانا عتیق الرحمن صاحب رضوی صدر مدرس دارالعلوم رضائے مصطفیٰ گلشن رضوی کرناٹک
- ☆ حضرت مولانا مفتی نذیر احمد صاحب رضوی خطیب و امام مسجد منشی جی ناگپور
- ☆ حضرت مولانا صوفی شمس الدین رضوی صاحب خطیب و امام مسجد بھوتیہ دروازہ ناگپور
- ☆ حضرت مولانا شاہد رضا رضوی صاحب جھارکھنڈ
- ☆ حضرت مولانا افتخار احمد امجدی رضوی بھاگل پور ثم بلود بازار: چھتیس گڑھ
- ☆ حضرت مولانا سید احمد قادری صاحب گوکاک کرناٹک
- ☆ حضرت مولانا صابر صاحب گوکاک کرناٹک

- سید علی پاشا ادونی آندھرا
- سید مخدوم پاشا ادونی آندھرا
- سید یوسف پاشا ادونی آندھرا
- حضرت مولانا فیض احمد صاحب اشہری ناگپور
- حضرت مولانا مجتبیٰ شریف صاحب ناگپور
- حضرت مولانا محمد ارشاد صاحب خطیب و امام بڑی مسجد بھالدار پورہ
- حضرت مولانا تاج محمد صاحب خطیب و امام مسجد کانوراپٹھ ناگ پور
- حضرت مولانا حافظ احمد شاہ ابدالی صاحب خطیب و امام مسجد مانکا پور ناگ پور
- حضرت مولانا مفتی محمد اسلام صاحب چھتیس گڑھ
- حضرت مولانا عبد الوکیل صاحب بہار

نوٹ:

[۱] طباعت کی جلدی اور معلومات کی کمی کی بنیاد پر بہت سے شاگردوں کے نام شامل نہیں ہو پائے۔ یقیناً دارالعلوم امجدیہ ناگ پور کے بہت سے فارغین کو قانداہل سنت کی ذات طیبہ سے شرف تلمذ حاصل ہے، لیکن ہماری ناقص معلومات کے سبب فہرست میں سب کے نام درج نہیں ہو سکے، لہذا گزارش ہے کہ ”ماہنامہ سنی آواز“ کے دفتر کا نمبر جو کتاب کے شروع میں درج ہے، اس پر رابطہ کر کے مطلع فرمادیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ طباعت میں ان کے اسمائے گرامی شامل کر دیئے جائیں گے۔

[۲] چوں کہ حضور قانداہل سنت مسلک میں انتہائی متصلب ہیں اور مرکز اہل سنت بریلی شریف سے وابستگی بھی بہت مستحکم ہے۔ ذرہ برابر بھی مد اہنت یا نرمی برداشت نہیں کرتے ہیں، اس لیے یہ وضاحت ضروری ہے کہ ان کے شاگردوں میں بعض وہ بھی ہیں جنہوں نے حضرت سے کتابیں تو پڑھیں، لیکن وہ ایسے متصلب نہیں ہیں۔ ہم نے صرف تلمذ کا خیال کیا ہے اور یہ اساتذہ تحریر کر دیئے ہیں۔

تصانیف و تالیفات:

آپ ایک مشہور و معروف اور خاص اسلوب سے آراستہ قلم کار ہیں۔ ماہنامہ سنی آواز ناگپور اور دیگر ماہناموں میں آپ کے مضامین و مقالات شائع ہوتے رہے ہیں۔ آپ کی علمی و تحقیقی مقالات کا مجموعہ شائع ہو کر جو آپ کے پیش نظر ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ قارئین کو اس میں حضرت قانداہل سنت کے گراں قدر مقالات و مضامین سے استفادہ کا بہترین موقع میسر ہوگا۔ ہمیں آپ کی پانچ مستقل تصانیف کا علم ہوا۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

- [۱] نور ہدایت
- [۲] عبادت واستقامت
- [۳] عرس شہادت (۳: حصے)
- [۴] سبیل النجات
- [۵] داڑھی کا نور
- [۶] ہدیہ ہاشمی
- [۷] گل افشائیاں
- [۸] انوکھے نور کی برسات
- [۹] بدلتے زاویے
- [۱۰] ناقدانہ نظر
- [۱۱] شمس تاباں
- [۱۲] خنجر خونخوار
- حج و زیارت:

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ ۶ مرتبہ حج بیت اللہ اور ۳ مرتبہ عمرہ کی سعادت سے مالا مال ہوئے۔ یہ اللہ و رسول (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا فضل و کرم ہے کہ جسے اپنے در پر بلائیں۔ اللہ تعالیٰ کی کرم فرمائی کہ آپ کو چھ بار حج اور تین بار عمرہ کا شرف ملا، یعنی کل نو بار بیت اللہ شریف کی زیارت اور طواف کا سعادت مند موقع عنایت ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نوازشیں بھی شامل حال رہیں اور دیار حبیب کی حاضری سے ہر بار سرفراز ہوتے رہے اور اس بارگاہ اعظم کی نعمتیں اور برکتیں پاتے رہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تاناہ بخشد خدائے بخشندہ

شادی خانہ آبادی:

سال ۱۹۷۸ء میں آپ کی شادی شہر ناگپور میں ایک صاحب نسب خاندانی سید زادی سے ہوئی۔

اولاد امجاد:

آپ کی تین اولاد ہیں۔ دو صاحب زادگان ہیں اور ایک صاحب زادی۔ ان کے نام مرقومہ ذیل ہیں۔

- [۱] حضرت سید فیض اللہ حسینی عرف نعمانی میاں صاحب
 [۲] حضرت سید عزیز اللہ حسینی عرف طاہر اشرف میاں صاحب
 [۳] سیدہ صالحہ فاطمہ

حضرت قائد اہل سنت کی شادی کا واقعہ بھی بڑا دل چسپ ہے۔ حضرت کے احباب و اقارب اور اہل خاندان کی خواہش تھی کہ آپ رانچور میں شادی کر لیں اور پھر وہیں بود و باش اختیار فرمائیں۔ آپ کے اہل قرابت و ارباب عقیدت اس بات پر زور دیتے تھے اور حضرت رانچور میں رہائش اختیار کرنے کے لیے راضی نہیں تھے، اس لیے حضرت نے وہاں شادی کرنے سے انکار فرمادیا۔ اسی درمیان اشرف الفقہاء حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ پر وگرام میں رانچور گئے۔ حضرت کے والد ماجد علیہ الرحمہ نے ان سے فرمایا کہ میرے صاحب زادے یہاں شادی کے لیے تیار نہیں۔ وہ یہاں آتے بھی نہیں ہیں۔ اگر ناگ پورہی میں کوئی صاحب نسب اور خاندانی سید زادی مل جائے تو آپ بتائیے، ان کی شادی کا وہیں انتظام کر دیا جائے۔

اس وقت حضرت سید صاحب قبلہ مدظلہ العالی حضور سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس پاک میں اجیر شریف میں تھے۔ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز بھی عرس شریف میں شرکت کے لیے تشریف لائے ہوئے تھے۔ عرس کے بعد بھی چار پانچ دنوں تک حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کا قیام اجیر شریف میں رہا۔ حضرت سید صاحب قبلہ بھی حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت بابرکت سے فیض یاب ہوتے رہے۔ حضور مفتی اعظم قدس سرہ العزیز کے ساتھ متعدد علمائے کرام بھی اجیر شریف میں قیام پذیر تھے۔ ناگپور کے حضرت مولانا صابر القادری صاحب اور محمد میاں (بیڑی والے) نے حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ سے تعویذ طلب فرمایا تھا۔ حضرت نے فرمایا تھا کہ میں اجیر شریف جا رہا ہوں اور مولانا سید محمد حسینی صاحب بھی اجیر شریف آ رہے ہیں۔ میں ان کی معرفت تعویذ بھیج دوں گا۔

اجیر شریف میں جس دن حضرت قائد اہل سنت کی واپسی کی ٹرین تھی۔ آپ اس دن حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ ٹرین کا وقت قریب ہوتا جا رہا تھا اور حضور مفتی اعظم ہند لوگوں کو تعویذ عطا فرمانے اور دعائیں دینے میں مصروف تھے۔ ٹرین کا وقت جیسے جیسے قریب ہوتا جا رہا تھا، سید صاحب قبلہ کی بے چینی بھی بڑھتی جا رہی تھی اور کچھ عرض کرنے کی بھی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ کچھ دیر بعد حضرت نے خود ہی حضور سید حسینی میاں صاحب مدظلہ العالی سے فرمایا۔ یہ تعویذ حضرت مولانا صابر القادری صاحب کو دینا ہے اور یہ تعویذ محمد میاں (بیڑی والے) کے لیے ہے۔ ان لوگوں نے مجھ سے تعویذ کے واسطے عرض کیا تھا۔

اس کے بعد حضور مفتی اعظم ہند نے تیسری تعویذ حضرت سید صاحب قبلہ کو عطا فرمائی، اور فرمایا کہ یہ تعویذ آپ کے لیے ہے اور یہ میاں بیوی میں محبت کے لیے ہے۔ اس وقت سید صاحب قبلہ کی شادی بھی نہیں ہوئی تھی۔ خیر حضرت نے تعویذ لے لیا، اور دورہ کرتے ہوئے جب ناگ پور پہنچے تو آپ کو آپ کے والد ماجد کا ایک خط ملا، جس میں آپ کی شادی کے واسطے ناگ پور کی

ایک خاندانی سیدزادی کا ذکر تھا۔

حضرت اشرف الفقہاء کا دورہ رانچ پور:

اس خط کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت قائد اہل سنت کے والد ماجد علیہ الرحمہ نے رانچ پور کے پروگرام کے موقع پر حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب علیہ الرحمہ سے ایک سیدزادی لڑکی تلاش کرنے کی گزارش کی تھی۔ حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ لکڑ گنج کی مسجد میں فجر کی نماز ادا فرماتے تھے۔ ان کی عادت کریمہ تھی کہ نماز فجر کے بعد مسجد کے صحن میں کچھ دیر بیٹھتے۔ احباب بھی موجود رہتے۔ کچھ بات چیت ہوتی، پھر یہ مجلس اختتام پذیر ہوتی۔ یہ ہمیشہ کا معمول تھا۔

حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب علیہ الرحمہ نے رانچ پور سے واپسی کے بعد ایک دن لکڑ گنج مسجد کی مذکورہ مجلس میں ذکر کیا کہ حضرت مولانا سید محمد حسینی میاں صاحب کے والد ماجد نے مجھے ذمہ داری دی ہے کہ ان کے لیے ایک صاحب نسب اور خاندانی سیدزادی لڑکی تلاش کروں، اور دیگر تفصیل انہوں نے بیان فرمائی۔ اسی مجلس میں سید عبد المجید صاحب موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کیوں گھبراتے ہیں۔ سید کمال الدین صاحب کی لڑکی ہے۔ وہ خاندانی سیدزادی ہے۔ دراصل لڑکی کے والد کا انتقال ہو چکا تھا۔ ان کے تین بچے تھے۔ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں۔ انہوں نے اخیر وقت میں اپنے تینوں بچے سید عبد المجید کے سپرد کر دیئے اور کہا کہ میں تو اب جا رہا ہوں۔ ان بچوں کی ذمہ داری آپ کو دے رہا ہوں۔ اچھا برا آپ دیکھئے۔ اس وقت یہ تینوں بچے چھوٹے تھے۔

جس وقت حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب نے مجلس میں حضرت قائد اہل سنت کی شادی کے واسطے ایک سیدزادی لڑکی تلاش کرنے کا تذکرہ کیا تھا، اس وقت سید عبد المجید صاحب بھی اس لڑکی کے واسطے کسی سیدزادے کی تلاش میں تھے۔ اس مجلس میں دونوں کے درمیان بات چیت ہونے کے بعد حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ اور سید عبد المجید صاحب لڑکی کے تایا کے گھر پہنچے۔ دروازہ کھٹکھٹایا، دروازہ کھلا تو وہاں سب حضرات بیٹھے۔ اس وقت حضرت قائد اہل سنت کی ہونے والی اہلیہ اپنے تایا کے گھر میں رہتی تھی۔

جب بات طے ہو گئی تو حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب نے حضرت قائد اہل سنت کے والد ماجد علیہ الرحمہ کو خط لکھا اور تفصیل بیان فرمادی کہ میں نے ایک لڑکی دیکھی ہے۔ وہ صاحب نسب اور خاندانی سید گھرانے کی لڑکی ہے، اور دیگر احوال بھی حضرت نے لکھ بھیجے۔

والد ماجد صاحب قبلہ نے اسی کا جواب حضرت قائد اہل سنت کو دیا تھا کہ حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ اور ان کے دوست سید عبد المجید صاحب نے ناگ پور میں ایک لڑکی تمہاری شادی کے واسطے دیکھا ہے۔ ان کا دیکھنا میرا دیکھنا ہے اور تمہاری والدہ کا دیکھنا ہے۔ اب تمہارے لیے انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔ رضامندی کے علاوہ تمہارے پاس کوئی چارہ نہیں ہے۔ یہی خط تھا جو حضرت قائد اہل سنت کو اجیر شریف سے واپسی کے بعد ملا تھا۔ آپ کے والد ماجد علیہ الرحمہ کی طرف سے رشتے کی بات

کنفرم ہو چکی تھی۔ اس طرح ایک مشہور سادات کے گھرانے میں حضرت قائد اہل سنت کی شادی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کی تین اولاد ہوئی۔ دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی۔ بڑے صاحبزادے حضرت سید محمد فیض اللہ حسینی عرف نعمانی میاں ہیں۔ دوسرے صاحبزادے حضرت سید عزیز اللہ حسینی عرف طاہر اشرف میاں ہیں، اور صاحبزادی کا نام سیدہ صالحہ جواد ہے۔ ان کی شادی ناگپور شہر سے قریب قصبہ بھنڈارہ میں ہوئی۔ آپ کے داماد بھی سادات گھرانے سے ہیں۔ یہ حضرت قائد اہل سنت کی شادی کا مختصر تذکرہ ہے۔

اہلیہ مکرمہ کا حسب و نسب:

مہاراشٹر کے علاقہ برار میں الیس پور شہر میں ایک مشہور بزرگ ہیں۔ وہ قریباً بارہ سو سال پہلے کے بزرگ ہیں۔ یہ حضرت سلطان محمود غزنوی کے بھانجے ہیں۔ سلطان محمود غزنوی کی دو بہنوں سے دو بھانجے تھے۔ ایک بہن سے بھانجے حضرت شاہ دولہ رحمان غازی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو الیس پور میں آرام فرما ہیں، اور دوسری بہن سے سلطان غزنوی کے بھانجے حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ بہرائچ شریف ہیں۔ حضرت قائد اہل سنت کی اہلیہ محترمہ حضرت شاہ دولہ رحمان غازی رحمۃ اللہ علیہ کی نسل پاک ہیں۔

شجرہ نسب:

آپ کا خاندانی نسب نامہ جو آپ کے اہل خانوادہ کے پاس محفوظ ہے۔ وہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ آپ حسینی سادات کرام میں سے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب سبط رسول حضرت سیدنا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے۔ قطب گوگی شریف حضرت مخدوم سید شاہ چندا حسینی قدس سرہ القوی سید صاحب قبلہ کے اجداد کرام میں سے ہیں۔ آپ کا خاندانی شجرہ نسب مندرجہ ذیل ہے۔

سرکار کائنات سید الانبیاء والرسل خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

[۱] سیدۃ النساء بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

[۲] حضرت سیدنا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[۳] حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[۴] حضرت سیدنا زید شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

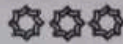
[۵] حضرت سیدنا علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[۶] حضرت سیدنا حسین اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[۷] حضرت سیدنا حسن اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[۸] حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

- [۹] حضرت سیدنا یحییٰ قدس سرہ
- [۱۰] حضرت سیدنا عبدالعزیز عمر قدس سرہ
- [۱۱] حضرت سیدنا محمد قدس سرہ
- [۱۲] حضرت سیدنا عبداللہ قدس سرہ
- [۱۳] حضرت سیدنا حسین قدس سرہ
- [۱۴] حضرت سیدنا زین الدین قدس سرہ
- [۱۵] حضرت سیدنا شرف الدین قدس سرہ
- [۱۶] حضرت سیدنا سراج الدین قدس سرہ
- [۱۷] حضرت سیدنا حسین قدس سرہ
- [۱۸] حضرت سیدنا زید قدس سرہ
- [۱۹] حضرت سیدنا یحییٰ قدس سرہ
- [۲۰] حضرت سیدنا احمد قدس سرہ
- [۲۱] حضرت سیدنا محمد قدس سرہ
- [۲۲] حضرت سیدنا خضر قدس سرہ
- [۲۳] حضرت سیدنا علی جہاں شیر حسینی قدس سرہ



- [۱] سراج العاشقین تاج العارفین قطب الاقطاب غوث الاجباب حضرت سید شاہ چندا حسینی قدس سرہ
- [۲] حضرت سید شاہ نور عالم حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- [۳] حضرت سید شاہ مخدوم حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- [۴] حضرت سید شاہ حبیب اللہ حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- [۵] حضرت سید شاہ اسماعیل حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- [۶] حضرت سید شاہ حبیب اللہ حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- [۷] حضرت سید شاہ مصطفیٰ حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- [۸] حضرت سید شاہ خلیل اللہ حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- [۹] حضرت سید شاہ مصطفیٰ حسینی بڑے صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- [۱۰] حضرت سید شاہ اسماعیل حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

- [۱۱] حضرت سید شاہ حسن الحسینی علیہ الرحمہ (شاگرد رشید حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ)
- [۱۲] حضرت سید شاہ علی حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- [۱۳] حضرت سید شاہ مرتضیٰ حسینی شہید علیہ الرحمہ
- [۱۴] حضرت سید شاہ شمس عالم حسینی شہید علیہ الرحمہ
- [۱۵] حضرت سید شاہ چندا حسینی صوفی اشرفی شہید علیہ الرحمہ
- [۱۶] حضرت سید شاہ محمد حسینی دامت برکاتہم القدسیہ (چیف ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز ناگ پور)

بیعت و ارادت اور خلافت:

سید السادات حضرت علامہ سید محمد حسینی میاں صاحب قبلہ کو اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ چندا حسینی صوفی اشرفی شہید علیہ الرحمہ سے شرف بیعت و ارادت حاصل ہے۔

خلافت:

سلسلہ چشتیہ اشرفیہ کی خلافت بھی اپنے والد ماجد علیہ الرحمہ سے حاصل ہوئی۔ سلسلہ قادریہ برکاتیہ کی خلافت تاج العلماء حضرت علامہ مفتی سید شاہ محمد میاں قدس سرہ العزیز سجادہ نشین آستانہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ شریف سے حاصل ہوئی اور سلسلہ قادریہ رضویہ کی خلافت اعلیٰ حضرت کے خلیفہ حضرت علامہ ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ کے شہزادہ گرامی حضرت علامہ فضل الرحمن مہاجر مدنی علیہ الرحمہ سے حاصل ہوئی۔

شجرہ طریقت سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ علائیہ اشرفیہ:

الہی بحرمت حضور اکرم مالک رقاب امم سید عالم نور مجسم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

الہی بحرمت حضرت مولائے کائنات حل المشکلات سیدنا علی مرتضیٰ وجہ الکریم

الہی بحرمت حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الہی بحرمت حضرت سلطان خواجہ ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ سدید الدین حذیفۃ المرعشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ امین الدین ہبیرۃ البصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ ممشاد علودینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ ابواسحاق شامی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

- الہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالاحمد ابدال چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ ابو محمد چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ شریف زندنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ عثمان انی سراج الحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ علاء الحق پنڈوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت قدوة الکبریٰ غوث العالم محبوب یزدانی سلطان اوحد الدین سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ سعد الدین زنجانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ عارف بن ضیاء الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت قطب الاقطاب غوث الاحباب ثانی شاہ ادہم مخدوم سید شاہ جلال الدین حسینی المعروف بہ سید شاہ چندا
 حسینی قطب گوگی شریف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت قطب رانچو سید شاہ شمس عالم حسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت سید شاہ علی حسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت سید شاہ عزیز اللہ حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سید شاہ خضر حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سید شاہ امجد الدین محمد حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 الہی بحرمت حضرت ولی الدین سید شاہ صوفی حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سید شاہ مصطفیٰ حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سید شاہ فقیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الہی بحرمت حضرت سید شاہ حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سید شاہ مرتضیٰ حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سید شاہ احمد حسینی فقیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سید شاہ شمس عالم حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سید شاہ چندا حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 الہی بذریعہ پیروشن من حضرت سید شاہ محمد حسینی مدظلہ العالی

(ماخوذ از شجرہ شریف)

آپ کے مشاہیر خلفاء:

خاندان میں جن حضرات کو آپ نے خلافت سے سرفراز فرمایا۔ ان کی فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

- ✽ حضرت سید احمد قادری صاحب
- ✽ حضرت سید فیض اللہ حسینی صاحب
- ✽ حضرت سید نعیم اشرف صاحب
- ✽ حضرت سید حماد اشرف صاحب
- ✽ حضرت سید عزیز اللہ حسینی صاحب
- ✽ حضرت سید نسیم اشرف صاحب
- ✽ حضرت سید حمید اشرف صاحب
- ✽ حضرت سید کمیل اشرف صاحب
- ✽ حضرت سید محمود اشرف صاحب
- ✽ حضرت سید حبیب اشرف صاحب
- ✽ حضرت سید سہیل اشرف صاحب
- ✽ حضرت سید تمیم اشرف صاحب

بہت سے اہل علم کو بھی آپ نے خلافت سے سرفراز فرمایا ہے۔ آپ نے علمائے کرام و مفتیان عظام میں سے جن حضرات کو خلافت سے نوازا، ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

- ✽ مناظر اسلام حضرت علامہ عبدالستار ہمدانی صاحب گجرات
- ✽ حضرت علامہ منصور علی خان صاحب ممبئی

- ☆ حضرت مولانا مفتی بشیر حشمتی صاحب ممبئی
- ☆ حضرت مولانا انیس عالم صاحب لکھنؤ
- ☆ حضرت مولانا رحمت اللہ صدیقی صاحب ممبئی
- ☆ حضرت مولانا مفتی مجیب الرحمن صاحب رائے پور چھتیس گڑھ
- ☆ حضرت مولانا فخر الدین صاحب رضوی ناگپور
- ☆ حضرت مولانا ابراہیم صاحب ناگپور
- ☆ سید احمد قادری صاحب
- ☆ حضرت مولانا مفتی امام الدین صاحب پرتاپ گڑھ یوپی
- ☆ حضرت مولانا مفتی امتیاز صاحب جبل پور
- ☆ حضرت مولانا عبدالرشید صاحب جبل پوری ثم ناگ پوری
- ☆ حاجی احمد عمر دوسا صاحب ممبئی
- ☆ مولانا اشرف رضا قادری بلودا بازار چھتیس گڑھ
- ☆ حضرت مولانا افتخار احمد امجدی رضوی بھاگل پوری بلودا بازار چھتیس گڑھ

خانوادہ قانداہل سنت اور مسلک اعلیٰ حضرت:

حضرت قانداہل سنت کے جد امجد حضرت علامہ سید شاہ شمس عالم حسینی علیہ الرحمہ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز کے ہم عصر عالم دین اور شیخ طریقت تھے۔ سید السادات حضرت علامہ سید شاہ شمس عالم حسینی علیہ الرحمہ نے ۱۳۳۸ھ میں وصال فرمایا۔ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ کی حیات ہی میں آپ نے ۱۳۳۵ھ میں اپنی اولاد کے لیے تحریری وصیت نامہ ترتیب دیا تھا جس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

”موجودہ حالات میں دین و ایمان کی سلامتی کے لیے مجدد وقت حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کو پڑھنا اور اسے حق ماننا لازم ہے۔ اس کے بغیر اسلام و سنیت پر استقامت ناممکن ہے۔ آج کل اکثر خانقاہوں میں گمراہیت آگئی ہے۔ اس سے بچنے کے لیے اعلیٰ حضرت کے مسلک حق سے وابستگی ضروری ہے۔“ (ماخوذ از: تحریری وصیت نامہ حضور سید شاہ شمس عالم حسینی)

حضور قانداہل سنت کی مبارک زندگی کا ایک ایک لمحہ مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت و اشاعت کے لئے وقف ہے اور آپ کو مسلک اعلیٰ حضرت ورثہ میں ملا ہے۔ آپ کے والد گرامی حضور شیخ المشائخ فخر العلماء حضرت علامہ ابو محمد سید شاہ چندہ حسینی صوفی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ پوری زندگی شہرہ رانچور (کرناٹک) میں مسلک اعلیٰ حضرت کی تبلیغ و اشاعت فرماتے رہے۔ حضور شیخ المشائخ شہرہ رانچور کے عظیم ولی کامل، قطب رانچور حضرت سید شاہ شمس عالم حسینی قدس سرہ التوفی ۸۹۲ھ کی بارگاہ کے پندرہویں سجادہ

نشین تھے۔

آپ ۵۲ھ میں اس آستانہ عالیہ کے سجادہ نشین منتخب ہوئے اور ۶۰۲ھ میں اس دار فانی سے کوچ فرمائے۔ ان پچاس سالوں میں آپ نے ایک سو سے زیادہ کتابیں تصنیف فرمائیں۔ سلسلہ چشتیہ کے معروف روزگار بزرگ، قطب دکن حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ القوی کے فرزند اکبر حضرت سید شاہ اکبر حسینی قدس سرہ کی فارسی کتاب ”کتاب العقائد“ کا آپ نے اردو میں ترجمہ کیا اور اس کی شرح بھی تحریر فرمائی۔ اس کا نام ”شمس العقائد“ رکھا۔ اس کتاب پر مفسر اعظم ہند نبیرہ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں صاحب، شیریشہ اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خاں صاحب لکھنوی، مفتی پبلی، بھیت حضرت مولانا ضیاء الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی تقریظات موجود ہیں۔ حضور شیخ المشائخ کی تصنیفات میں شمس التواریخ، مرآۃ مہاجت، اشرف الاخلاق، اسباب زوال مسلمان در ملک ہندوستان اور الاستقامت بہت معرکہ آرا کتابیں ہیں۔

ان کتابوں کا مطالعہ عام مومنین اور خاص کر علمائے کرام کے لیے نہایت مفید ہے۔ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک درجن سے زائد کتابوں پر آپ نے حاشیہ بھی تحریر فرمایا ہے، جس سے آپ کے تجربہ علمی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ مندرجہ بالا حوالہ جات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ حضور قائد اہل سنت کا خاندان ڈیڑھ سو سال سے مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت کر رہا ہے، آپ کے جد امجد حضرت سید شاہ شمس عالم حسینی قدس سرہ العزیز علما و دکن کے اولین ناشر مسلک اعلیٰ حضرت ہیں، اور آپ کے والد گرامی حضرت سید شاہ چندا حسینی اشرفی علیہ الرحمہ نے اسی مسلک حق کی ترویج و اشاعت میں اپنی پوری زندگی وقف فرمادی۔

عہد حاضر میں حضور قائد اہل سنت اپنی تحریر و تقریر، تصنیف و تالیف اور وعظ و نصیحت کے ذریعہ باطل عقائد اور مناسد نظریات کا قلعہ قمع فرما رہے ہیں، اور مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ اور اس کی ترویج و ترقی میں کوشاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور قائد اہل سنت کو صحت و تندرستی کے ساتھ طویل عمر عطا فرمائے اور ہمیں بھی مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت کی سچی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شاعری و نظم نگاری:

۱۔ ہم تک آپ مستقل طور پر شاعری اور نظم نگاری سے وابستہ رہے۔ اس کے بعد حالات کی وجہ سے شاعری سے آپ کی دل چسپی کم ہو گئی اور آپ نے شاعری ترک کر دی۔ آپ کے منظوم کلام کا مجموعہ مجھے میسر نہ ہو سکا۔ ایک نعت شریف مجھے موصول ہوئی، وہ قارئین کے لیے پیش خدمت ہے۔

مدینے کی گلیوں میں کیا دیکھتا ہوں
ہر اک سمت میں ایک ضیاء دیکھتا ہوں
جہاں رحمت حق برستی ہے پیہم

مدینے کو دار العطا دیکھتا ہوں
جو ہیں وجہ ایجاد بزم دو عالم
انہیں افضل الانبیاء دیکھتا ہوں
نزول ملائکہ شہ دوسرا کے
میں روضہ پہ صبح و مساء دیکھتا ہوں
چلو تم ادھر کو جب ہر اولیا ہیں
اسی میں رضائے خدا دیکھتا ہوں
جو عشق خدا و نبی میں ہیں کامل
دو عالم سے ان کو خفا دیکھتا ہوں
میں روضہ کو اس شاہ والا کے امجد
فروں تر زعرش خدا دیکھتا ہوں

حضرت قائد اہل سنت کی اس نعت شریف کو دیکھ کر ہر باشعور پکار اٹھے گا کہ اس منظوم کلام کے ہر ایک شعر اور ہر ایک مصرع سے عشق مصطفوی و محبت نبوی کی ضیا باریاں ہو رہی ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ آپ نے اس نعت شریف میں مسلک اہل سنت و جماعت کے اعتقادی مسائل کو بہت حسین پیرایہ میں پیش فرمایا ہے۔ بعض اشعار اور چند مصرعوں کی توضیح و تشریح رقم کردی جاتی ہے، تاکہ مفہوم و مراد واضح ہو جائے۔

[۱]

جہاں رحمت حق برستی ہے پیہم
مدینے کو دار العطا دیکھتا ہوں

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انما انا قاسم واللہ یعطی (صحیح بخاری شریف جلد اول: کتاب العلم) یعنی اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نعمتیں عطا فرماتا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعمت خداوندی کو تقسیم فرماتے ہیں۔ مصرع دوم میں اسی مفہوم کو خاص انداز میں پیش کیا گیا۔ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعمتیں تقسیم فرمانے والے ہیں تو لامحالہ مخلوقات الہیہ کو وہاں سے نعمتیں عطا ہوتی ہیں۔ اس طرح مدینہ منورہ ”دار العطا“ ہے۔ اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام اہل سنت امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز نے فرمایا:

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

[۲]

جو ہیں وجہ ایجاد بزم دو عالم
انہیں افضل الانبیاء دیکھتا ہوں

اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوقات سے قبل نور نبوی کو پیدا فرمایا اور ساری کائنات کی تخلیق آپ کے نور مبارک کے جلوؤں سے ہوئی۔ اسی طرح حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے: لولاک لما خلقت الافلاک والارضینی یعنی اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے پیدا فرمایا۔ اس طرح ہمارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ساری دنیا کی تخلیق و ایجاد کی وجہ اور سبب قرار پائے۔ اسی کا ذکر مذکورہ شعر کے پہلے مصرعہ میں ہے۔

دوسرے مصرعہ میں حضور اقدس تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی افضلیت کا ذکر ہے۔ اہل سنت و جماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام مخلوقات میں سب سے افضل و اعلیٰ اور برتر و بالا ہیں۔ بس اس مفہوم کو آسان لفظوں میں اس طرح ادا کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے عظمت و رفعت اور شان و شوکت والے آپ ہی ہیں۔ مخلوقات میں اللہ تعالیٰ نے کسی کو بھی وہ مرتبہ عطا نہیں فرمایا جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا ہوا۔

ع/ بعد از خدا بزرگ تر توئی قصہ مختصر

[۳]

نزول ملائک شہ دوسرا کے
میں روضہ پہ صبح و سہا دیکھتا ہوں

حدیث شریف میں روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیات کو ہر صبح ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ہر شام ستر ہزار ملائکہ کرام حاضر ہوتے ہیں۔ جو فرشتے ایک بار تشریف لائے، پھر ان کو قیامت تک دوبارہ آنے کا موقع نہیں ملے گا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رتبہ کتنا بلند ہے کہ ہر صبح اور ہر شام ستر ہزار فرشتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو درود و سلام پیش کرنے حاضر ہوتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام اہل سنت امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز نے فرمایا:

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام
یوں صبح و شام حاضری اس پاک در کی ہے

[۴]

چلو تم ادھر کو جد ہسرا و لیا ہیں
اسی میں رضائے خدا دیکھتا ہوں

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر اپنے نیک بندوں کی راہ پر چلنے کا حکم فرمایا ہے۔ سورۃ الفاتحہ میں ارشاد رہانی ہے: اٰهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (سورہ فاتحہ) اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو تعلیم فرمائی کہ اپنے رب تعالیٰ سے دعا کرو کہ: یا اللہ! ہمیں سیدھی راہ چلا، ان بندوں کی راہ پر جن پر تو نے انعام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے جن بندوں پر انعام فرمایا ہے، بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں۔ حضرات انبیائے کرام و ملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام، حضرات صحابہ کرام و اہل بیت عظام، تابعین و تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، اولیاء و صالحین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ یہ تمام نفوس قدسیہ بارگاہ الہی سے انعام یافتہ ہیں۔ ان ہی بلند مرتبہ ہستیوں کی راہ پر چلنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا۔ مذکورہ بالا شعر میں اسی مفہوم کو بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اسی میں ہے کہ بندگان خدا اولیائے کرام و صالحین کے نقش و قدم کی پیروی کریں، تاکہ جس طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں پائی ہیں، اسی طرح آپ بھی انعامات الہیہ کے مستحق بن سکیں۔

[۵]

میں روضہ کو اس شاہ والا کے امجد

فزون تر ز عرش خدا دیکھتا ہوں

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تربت اطہر کا وہ حصہ جو جسم اقدس سے متصل ہے، وہ عرش اعظم سے بھی افضل ہے۔ مصرع دوم میں اسی مفہوم کو ادا کیا گیا ہے۔ دربار نبوی کی عظمت و فضیلت سے متعلق فارسی زبان کا یہ شعر بھی بہت ہی مشہور و معروف ہے۔

ادب گاہے ست زیر آسماں از عرش نازک تر

نفس گم کردہ می آید چنید و بایزید ایں حبا

اخلاق و کردار اور خدمات و کارنامے

سید صاحب کی سادگی:

اسلاف کرام کے متعلق سادگی کے جو واقعات کتابوں میں پڑھنے کو ملتے ہیں، ان کا مکمل نمونہ اور عکس جمیل اگر کوئی دیکھنا چاہے تو قائد اہل سنت فخر سادات حضرت علامہ سید محمد حسینی میاں دام ظلہ الاقدس کی ذات گرامی میں نظر آتا ہے۔ آپ بالکل سفید کپڑے کا کرتہ اور بڑی موہری کا سادہ پانجامہ زیب تن فرماتے ہیں، اور سر پر صرف دوپلی ٹوپی رکھتے ہیں۔ آپ کو عظیم الشان جلسوں اور عالی شان کانفرنسوں میں بھی اسی لباس میں دیکھا گیا ہے۔ ہاں، جب احباب و معتمدین اصرار کرتے ہیں تو علامہ اور جبہ بھی زیب تن فرماتے ہیں۔ وہ بھی صرف جلسہ کی حد تک۔

خورد و نوش میں بھی مکمل سادگی ہے۔ کسی بھی قسم کے کھانے کی فرمائش نہیں فرماتے ہیں۔ جو دسترخوان پر موجود ہو، اسے

تناول فرما لیتے ہیں اور خوراک بھی معمولی ہے۔ میزبان کو محسوس ہوتا ہے کہ حضرت نے کچھ تناول ہی نہیں فرمایا۔ الحاصل حضرت کے اخلاق و کردار، عادات و اطوار میں اسلاف کرام کی سادگی کا عکس جمیل نظر آتا ہے۔ موجودہ دور کے خطباء و مقررین کو بھی سادگی اختیار کرنی چاہئے، تاکہ قوم پر اس کے عمدہ اثرات مرتب ہوں۔ حضرت سید صاحب قبلہ اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ چندا حسینی اشرفی علیہ الرحمہ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جو رنگ و روپ اور شکل و صورت آپ کو عطا فرمائی تھی، اسے دیکھ کر نئے لوگ سمجھتے تھے کہ آپ انڈیا کے نہیں، بلکہ انگلینڈ کے ہیں۔

آپ ۱۹۵۸ء میں جامعہ عربیہ ناگ پور دینی تعلیم کے واسطے آئے۔ اس وقت آپ کے پاس بہت عمدہ قسم کے کپڑے ہوتے تھے۔ اس وقت جاپان کے کپڑے چلتے تھے۔ آپ کے بچپن کا زمانہ تھا۔ پیسے بھی گھر سے خوب آتے تھے۔ آپ بہت شان و شوکت کے ساتھ رہتے تھے۔

ایک بار حضرت قائد اہل سنت عمدہ کپڑے پہن کر سبج دھج کر جامعہ عربیہ ناگ پور کے پاس چوڑے والی مسجد میں ظہر کی نماز پڑھنے تشریف لے گئے۔ آپ وضو بنا کر اپنے سر کے بالوں کو سنوار رہے تھے کہ اسی درمیان حضرت مفتی عبدالرشید خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں داخل ہوئے۔ جیسے ہی آپ کی نظر ان پر پڑی۔ اپنے استاذ کو دیکھ کر آپ کا جسم لرزنے لگا۔ آپ کے جسم کا رنگٹار و گٹٹا کا نپنے لگا۔ آپ نے اپنی ٹوپی کہاں رکھی تھی، جلد بازی میں وہ بھی نظر نہ آسکی کہ آپ اپنے سر پر ٹوپی رکھ لیں۔ اسی درمیان حضرت مفتی عبدالرشید فتح پوری علیہ الرحمہ آپ کے پاس تشریف لائے اور فرمائے کہ یہ کیا آپ نے شکل و صورت بنا رکھی ہے۔ آپ اتنی بڑی خانقاہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ پورے کرناٹک اور پورے علاقہ دکن اور ہندوستان کے مشہور و معروف پیر کے صاحبزادے اوہونے والے سجادہ نشین ہیں۔ آپ نے شکل و صورت کیا بنا رکھی ہے۔ انہوں نے نصیحت فرمائی، اور فرمایا کہ آپ کے کپڑے اور آپ کے اس انداز کو دیکھ کر کون کہے گا کہ آپ اتنے بڑے پیر کے صاحبزادے ہیں، اور اسی قسم کی نصیحت کی۔

آپ نے وہاں نماز پڑھی، اور مدرسہ اپنے روم میں تشریف لائے۔ اس وقت آپ کے پاس بیس جوڑے کپڑے تھے۔ ان میں سے صرف چار جوڑے سفید کپڑے تھے۔ اور سولہ جوڑے بہت قیمتی اور فیشنیل تھے۔ آپ نے صرف چار جوڑے سفید کپڑے اپنے پاس رکھے اور سولہ جوڑے کپڑے اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیئے۔ آپ نے اپنے استاذ کی نصیحت پر عمل کیا۔ اس وقت سے آج تک حضرت سفید ہی کپڑے پہنتے ہیں اور سفید کپڑے کے علاوہ کوئی کپڑا پسند نہیں فرماتے۔

اصاغر نوازی:

حضور قائد اہل سنت زندگی بھر علمائے اہل سنت کی حوصلہ افزائی فرماتے رہے ہیں۔ جو بھی سنی عالم جہاں دین کی خدمت انجام دے رہے ہوں، آپ ان کی حوصلہ افزائی اور عزت افزائی کرتے ہیں۔ خاص طور پر بد مذہبوں کے رد میں اگر کوئی کوشاں

نظر آئے، تو وہ آپ کے شناساؤں میں ہو، یا آپ سے کوئی ربط و تعلق نہ ہو، حضرت قائد اہل سنت ان تمام دین کے خدمت گزاروں کی حوصلہ افزائی فرماتے ہیں جس سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ آپ ان علمائے دین سے بہت خوش ہیں۔ مدارس کا قیام ہو، یا وعظ و نصیحت، درس و تدریس ہو یا فکر و تحریر، حضور قائد اہل سنت نے ہر محاذ پر اپنے چھوٹوں کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ اس سے کام کرنے والوں کو ہمت ملتی ہے۔ ان کے جذبات میں اضافہ ہوتا ہے اور پھر دین و سنت کا عظیم کام انجام پذیر ہوتا ہے۔

شہرناگپور میں جلوس غوشیہ کا آغاز:

محلہ گانجہ کھیت کے کچھ نوجوان یہ منصوبہ بنا رہے تھے کہ ناگپور شہر میں جلوس غوشیہ نکلتا چاہئے۔ ابھی ان کی پلاننگ زیر غور تھی کہ ان نوجوانوں نے چند علمائے کرام کی خدمت میں اپنا ارادہ ظاہر کیا تو حوصلہ شکن جواب ملا کہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوس شہر میں نکلتا ہے، اسی کو سنوارو، اسی کو بہتر کرنے کی کوشش کرو۔ اس کے بعد وہ نوجوانان اہل سنت حضرت قائد اہل سنت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان نوجوانوں کی خوب حوصلہ افزائی فرمائی اور اسی نشست میں نوجوانوں کی کمیٹی تشکیل فرمادی، پھر اسی سال سے شہرناگپور میں جلوس غوشیہ نکلتے لگا۔ الحمد للہ یہ جلوس کئی سالوں سے حضور قائد اہل سنت کی نگرانی میں آج تک بحسن و خوبی نکل رہا ہے۔

خان مسجد کی بازیابی:

شہرناگپور کی مرکزی شاہ راہ کے مشہور چوراہے گیتا نچلی ٹاکیڑ چوک میں واقع خان مسجد ۱۹۷۰ء سے پہلے تک تبلیغیوں کے قبضے میں تھی۔ اس کی بازیابی کے لیے احباب اہل سنت کوشش کر رہے تھے۔ حضرت سید حسینی میاں دام ظلہ کی سرپرستی میں چلنے والی تنظیم ”ایمان“ کے کچھ افراد نے مسجد کی قانونی کاروائی مکمل کر لی تھی، مگر سب سے بڑا مسئلہ مسجد کو اپنے قبضے میں لینے کا تھا۔ اس وقت قائد اہل سنت نے جرأت حسینی کا مظاہرہ فرمایا اور ایک بار جمعہ کے دن شہر کے کچھ جرأت مند افراد کو لے کر اذان سے پہلے ہی مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر پر جلوہ فرما ہو گئے۔

جب یہ خبر دیوبندیوں کو ہوئی تو دیکھتے ہی دیکھتے شہر کے بے شمار تبلیغی لوگ خان مسجد کے پاس آ گئے۔ پولس نے حالات کو قابو کرنے کے لیے مسجد کے دروازے بند کر دیئے۔ اب منظر یہ تھا کہ مسجد کو دو ہزار تبلیغیوں نے گھیر رکھا تھا اور اندر قائد اہل سنت اور ان کے ساتھ شہر کے دو یا تین علمائے کرام تھے، اور سنی عوام سے مسجد بھری ہوئی تھی۔ دروازہ بند ہونے کے سبب کوئی تبلیغی اندر داخل نہیں ہو سکا۔

اس طرح مسجد پر سنیوں کا قبضہ مکمل ہو گیا۔ ایسے نازک موقع پر آپ نے جو ثابت قدمی دکھائی اور جو جرأت مند قدم اٹھایا، وہ ایک تاریخ ساز اقدام تھا۔ سیادت حسینی کی برکتوں سے وہ مسجد آج تک اہل سنت کے قبضے میں ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ تا قیام قیامت کوئی اسے سنیوں سے چھیننے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔

قبولت دعا اور فرزند کی پیدائش:

بہت سے لوگ جو اولاد سے مایوس ہو چکے تھے، انہوں نے اپنے دکھ درد کا تذکرہ حضرت قائد اہل سنت سے کیا۔ آپ نے ان کے حق میں فرزند صالح کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور قائد اہل سنت کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا اور فرزند صالح عطا فرمایا۔ اس قسم کے دو واقعات یہاں رقم کیے جاتے ہیں۔

نام : محمد زبیر
تاریخ پیدائش : 06 اپریل 2015
والد : احسان الحق
والدہ : شبانہ

لڑکے کے والد جناب احسان الحق صاحب کا بیان ہے کہ میری دو بیٹیاں تھیں اور میری خواہش تھی کہ اب لڑکا ہو جائے تو بہتر ہوگا۔ جب حضور قائد اہل سنت لہسوئی شریف تشریف لائے تو میں اسی آرزو اور خواہش کے ساتھ حضرت قائد اہل سنت کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اور عرض کی کہ حضرت ہمارے حق میں دعا فرمائیں، تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک صالح بیٹا عطا فرمائے۔ میں نے جس وقت دعا کے لیے عرض کی تھی، اس وقت میری اہلیہ چھ ماہ کی حاملہ تھی۔ قائد اہل سنت نے دعا فرمائی اور فرمایا: جاؤ لڑکا پیدا ہوگا، اور اس کا نام محمد زبیر رکھنا۔ اس نام کو عام کرو، اور اس لڑکے کو حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی میں دے دینا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور قائد اہل سنت کی دعا سے میرے گھر لڑکا پیدا ہوا۔

قبولت دعا کا دوسرا واقعہ:

اسی طرح کا ایک دوسرا واقعہ بھی لہسوئی شریف ہی کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور عرضی گزار کو فرزند عطا فرمایا۔ ڈاکٹر بھی ان کو جواب دے دیا تھا اور خون کی خرابی بتایا تھا۔

نام : محمد حمزہ
تاریخ پیدائش : 10 اکتوبر 2005ء
والد : محمد شکیل
والدہ : استاکن

لڑکے کی والدہ کا بیان ہے کہ میری چھ بیٹیاں تھیں اور چار بچے پیٹ ہی میں مر گئے۔ جب میں ڈاکٹر کے پاس گئی اور چیک اپ کروایا تو ڈاکٹر نے کہا کہ لڑکے کا خون خراب ہے، اور لڑکی کا خون ٹھیک ہے، اسی لیے آپ کا بچہ پیٹ ہی میں مر جاتا ہے۔ میں نے اس کا علاج بھی کروایا، لیکن کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا۔ اسی درمیان قائد اہل سنت حضور حسینی میاں مدظلہ العالی لہسوئی شریف لائے۔ میں حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور اپنی پوری داستان حضرت کی خدمت میں پیش کر دی۔ جب حضرت سے

ملاقات ہوئی، اس وقت غالباً میں چھ دن کی حاملہ تھی۔ حضرت نے دعا فرمایا اور کہا کہ جاؤ لڑکا ہوگا اور ان شاء اللہ تعالیٰ خیر و خوبی کے ساتھ ہوگا اور اس کا نام حمزہ رکھنا۔ حضرت کی دعاؤں کی برکت کہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور مجھے لڑکا عطا فرمایا۔ حضرت کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میں نے اپنے بیٹے کا نام حمزہ رکھا۔ اسی طرح بے شمار لوگ حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ بعض کی شادی کے اٹھارہ بیس سال بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت کی دعاؤں کی برکت سے اولاد عطا فرمایا اور وہ بے اولاد سے صاحب اولاد ہو گئے۔

فیوض و برکات کا چشم دید گواہ:

حضرت مولانا عبدالحق رضوی مصباحی صاحب کا بیان ہے کہ حضور قائد اہل سنت، محافظ مسلک اعلیٰ حضرت حضرت علامہ مولانا سید محمد حسینی میاں صاحب قبلہ حفظہ اللہ تعالیٰ کی آمد سرزمین لہسوی کو تمام سال ۲۰۰۲ء میں ہوئی۔ حضور سید حسینی میاں کے قدموں کی برکت سب سے پہلے میں نے اپنے گھر میں سو فیصد پائی۔ حضرت کی پہلی ہی آمد پر میں نے اپنے پورے گھر والوں کو آپ کے دست اقدس پر بیعت کرا دی۔

حضرت سال میں ایک مرتبہ محرم شریف کے موقع پر لہسوی آتے تھے۔ حضور سید حسینی میاں کے قدموں کی برکت تھی کہ جتنی بار آپ کے مبارک قدم میرے گھر پر پڑے، ہر سال میرے گھر کی حالت تعمیری اعتبار سے اور مالی اعتبار سے بہتر سے بہتر ہوتی گئی، یہاں تک کہ میرے سارے بچوں کا مستقبل بھی اطمینان بخش اور پرسکون ہو گیا۔ میرے چار بچے ہیں۔ دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ ان میں سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی حضور سید حسینی میاں صاحب کی دعاؤں کی برکت سے بہترین ملٹی نیشنل کمپنیوں میں اچھے عہدوں پر پرسکون نوکریاں کر رہے ہیں۔ آج بھی حضور قائد اہل سنت کے فیوض و برکات مجھ پر اور میری آل و اولاد پر جاری ہیں۔ حضور سید حسینی میاں کی نگاہ فیض پر قربان جاؤں، شروعات میں چند سال آپ کا قیام جناب مقبول احمد ولد عسنی صاحب کے مکان پر ہوتا تھا۔ ہر سال مکان مالک نے آپ کی خوب خدمت کی، لیکن مکان مالک مرید نہیں تھا۔ کئی سال تک مرید نہیں ہوا، لیکن جس سال مکان مالک مقبول احمد کا انتقال ہونا تھا، اس سال وہ حضرت سے مرید ہو گیا اور پھر حضور سید حسینی میاں بعد عاشورہ ناگپور تشریف لے گئے، اور دوسرے سال محرم شریف میں تشریف لائے تو مقبول صاحب کا انتقال ہو گیا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کی نگاہ میں تھا کہ میں جس گھر میں قیام کرتا ہوں، اس مکان مالک کا وقت ہو گیا ہے۔ اب اسے مرید کر کے اپنے نانائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ کر دوں۔ اس طرح حضور حسینی میاں دام ظلہ کا فیض ہر وہ شخص پایا، جو آپ سے معتقد ہوا۔

قائد اہل سنت اور کشف و کرامت:

شہر ناگپور کی مرکزی مسجدوں میں شطرنجی پورہ کی بڑی مسجد بھی شمار ہوتی ہے۔ اس کے متعدد اسباب ہیں۔ پہلا سبب یہ ہے کہ یہ مسجد شہر ناگپور کے قلب میں واقع ہے۔ دوسرا سبب اور اہم وجہ یہ ہے کہ اسی مسجد کے صحن میں ایک ولی کامل حضرت سید محمود

بغدادی علیہ الرحمہ کا مزار مقدس واقع ہے۔ آپ کا مزار پاک مرجع عوام و خواص ہے۔ جہاں زائرین کی آمد و رفت سے اس علاقے میں ہر وقت چہل پہل محسوس ہوتی ہے۔ ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو جمعہ کے دن صبح ساڑھے دس بجے روضہ مبارک کی عمارت کے تین منار اچانک زمین بوس ہو گئے اور گنبد شریف میں ہلکا سا شگاف واقع ہو گیا۔ چون کہ یہ جمعہ کا دن تھا، اس لیے مسجد اور درگاہ شریف کے خدام صفائی اور نظافت کے اہتمام میں لگے ہوئے تھے اور وہاں دیگر متعدد اسرار بھی موجود تھے۔ وہاں کے حاضر باشوں نے یہ منظر دیکھا تو سب لوگ سہم گئے، اور بہت خوف زدہ ہوئے کہ اچانک یہ سب کچھ کیسے ہو گیا؟ کوئی ظاہری سبب بھی کسی کی سمجھ میں نہیں آ سکا۔

آخر کار اہل محلہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی۔ محلہ کے سربراہ اور ذمہ دار لوگ درگاہ شریف کے پاس آئے۔ سبھوں نے تو پہلے میناروں کے گرنے کا سبب جاننا چاہا، لیکن اس میں ناکام رہے۔ کسی کو اس کی وجہ سمجھ میں نہ آ سکی۔ حضرت سرکار بغدادی شاہ رحمۃ اللہ علیہ عقیدت مند اہل شہر کا ایک طبقہ بھی یہ خبر سن کر نماز جمعہ میں حاضر ہو گئے، تاکہ حالات و واقعات کی تفتیش و تحقیق کریں اور اس سانحہ کا مشاہدہ کریں۔ انجام کار اہل محلہ نے علمائے ناگپور کی بارگاہ میں رجوع کرنے کا مشورہ کیا اور بات طے ہو گئی۔ شہر ناگپور کے متعدد علمائے کرام سے ان لوگوں نے رابطہ کیا، لیکن اس حادثہ کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آ سکی اور لوگوں کو تشفی نہیں ہو سکی۔ کسی کو یہ سمجھ میں نہ آ سکا کہ یہ حادثہ کیوں رونما ہوا؟ اس موقع پر نہ اس جگہ زلزلہ کا کوئی واقعہ پیش آیا تھا، نہ ہی اس دن ناگپور کے کسی علاقے میں زلزلے کی کوئی خبر تھی۔ محکمہ موسمیات کے پاس بھی اس دن کہیں زلزلہ ہونے کی خبر نہیں تھی۔ درگاہ شریف کے آس پاس یا دور تک کہیں کوئی گڑھا بھی نہیں کھودا جا رہا تھا کہ شاید اس کا اثر درگاہ شریف کی عمارت پر آیا ہو، اور پھر اس سبب سے مینارے گر پڑے ہوں۔ روضہ شریف کی عمارت بھی خستہ نہیں تھی۔ اس کی عمارت کی دیواروں میں کہیں کوئی شگاف بھی نہیں تھا۔

خلاصہ کلام یہ کہ ظاہری وجوہات میں سے ہر ایک وجہ پر غور و فکر کیا گیا، لیکن کوئی وجہ نظر نہیں آئی۔ تھک ہار کر اہل محلہ اور درگاہ شریف کے ذمہ داران اس معاملہ کو لے کر قائد اہل سنت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، فخریادت حضرت علامہ مولانا سید محمد حسینی میاں دام ظلہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ حضرت سید صاحب قبلہ درگاہ شریف میں حاضر ہو کر محو مراقبہ ہوئے۔ کافی دیر مراقبہ کے بعد آپ نے فرمایا کہ یہ ”تعمیر نو کا اشارہ ہے“۔ حضور قائد اہل سنت کے اس انکشاف پر اہل محلہ مسجد و درگاہ کے ذمہ داران کو تشفی ہو گئی اور سب لوگ مطمئن ہو گئے اور اب کسی قسم کی کوئی گھبراہٹ و بے چینی نہیں تھی۔

چنانچہ ۱۸ نومبر ۱۹۹۳ء بروز جمعہ بعد نماز جمعہ تقریباً ڈھائی بجے قائد اہل سنت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، فخریادت حضرت علامہ مولانا سید محمد حسینی میاں دام ظلہ العالی نے درگاہ شریف کی تعمیر نو کے لیے اپنے دست بابرکت سے سنگ بنیاد رکھا، پھر الحمد للہ چند ہی ہفتوں میں حضرت بغدادی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتہائی خوبصورت اور دیدہ زیب روضہ تعمیر ہو گیا۔

تبلیغی دورے اور جلسوں میں شرکت:

حضور قائد اہل سنت جس طرح ایک خوش فکر قلم کار ہیں، اسی طرح آپ ایک مشہور و معروف اور عوام و خواص میں مقبول

خطیب بھی ہیں۔ آپ بے شمار جلسوں میں شرکت فرما چکے ہیں۔ جس کا تفصیلی ریکارڈ تو موجود نہیں، لیکن بعض تبلیغی دوروں اور جلسوں کی روداد جو ہمیں مل سکی۔ ان کا مختصر بیان مرقومہ ذیل ہے۔

حضور قائد اہل سنت کا دورہ ورنگل:

حضرت مولانا دثر رضا اشرفی صاحب صدر ”تنظیم غلامان اولیا“ (ورنگل: تلنگانہ) کا بیان ہے کہ ریاست تلنگانہ کے تاریخی شہر ”ورنگل“ میں حضور قائد اہل سنت، محافظ مسلک اعلیٰ حضرت حضرت علامہ الشاہ سید محمد حسینی میاں اشرفی مصباحی مدظلہ العالی کی پہلی بار تشریف آوری ۲۹ ستمبر ۲۰۰۰ء کو ہوئی۔ ۳۰ ستمبر ۲۰۰۰ء کا دن حضور قائد اہل سنت کے مجبین و معتقدین اور اہل شہر کے لیے انتہائی مسرت و شادمانی کا دن تھا، کیوں کہ اسی تاریخ کو تقریباً ۱۱ بجے شب کو عظیم الشان جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حضور قائد اہل سنت نے تاریخی خطاب فرمایا اور اپنے مخصوص انداز میں سامعین کو عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جام پلایا، جس کی چاشنی آج تک محسوس کی جاتی ہے۔

اس کے بعد مسلک اعلیٰ حضرت کی حقانیت کو قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح فرمایا اور امام ابوہابہ اسماعیل دہلوی اور اس کی گمراہ کن تحریک وہابیت کا ردِ تبلیغ فرمایا۔ سامعین حضور والا کے خطاب نایاب سے بہت محفوظ ہوئے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کے لیے ورنگل میں حضرت والا کا یہ دورہ تاریخی اہمیت کا حامل رہا۔ اس کے بعد کم و بیش دس سال تک قائد اہل سنت مختلف مواقع پر صدارتی خطاب فرمانے کے لئے ورنگل تشریف لاتے رہے اور ہر تقریر میں سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تجدد ی خدمات کا مفصل ذکر فرماتے رہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے تعارف کے ساتھ ان کے عقائد سے بھی قوم کو آشنا فرماتے رہے۔ حضور قائد اہل سنت کے سینکڑوں مریدین اس علاقہ میں ہیں اور قائد اہل سنت کی سرپرستی میں سرکاری تنظیم ”غلامان اولیا رجسٹرڈ“ مذہب حق اہل سنت و جماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت میں مشغول و متحرک ہے۔ اللہ تعالیٰ بطفیل مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس تنظیم کو سلامتی عطا فرمائے اور مسلک حق کی خوب سے خوب تر خدمات انخاب دینے کی توفیق عظیم بخشے۔ آمین

سرکار حسینی میاں کی دینی استقامت:

حضرت مولانا ابراہیم رضا قادری صاحب قبلہ بانی و مہتمم دارالعلوم فیضان امام احمد رضا و انجمنہ ناگپور مہاراشٹر کا بیان ہے: ہر صدی، ہر دور میں اللہ رب العزت نے ایسے نفوس قدسیہ کو پیدا کیا، جنہوں نے اسلام کی سچی خدمت انجام دی۔ جب بھی باطل پرستوں نے شریعت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حرف غلط لانے کی کوشش کی تو انہوں نے دندان شکن جواب دیا ہے۔ مسائل شرعیہ پر ہمیشہ ڈٹے رہے اور اسلام کی سچی ترجمانی کرتے رہے۔ ایسے ہی لوگوں میں ایک نام قائد اہل سنت محافظ مسلک اعلیٰ حضرت حضرت علامہ سید محمد حسینی میاں اشرفی مصباحی صاحب قبلہ کا ہے۔ حق بولنا، سچائی پر ڈٹے رہنا آپ کا طرہ امتیاز ہے۔ آج کے اس پر فتن دور میں اچھے اچھے اپنا موقف بدل لیتے ہیں، یا یہ کہتے ہیں کہ میاں مصلحت سے کام لیجئے، مگر سرکار حسینی میاں

نے نا اپنا موقف بدلا، اور نا مصلحت سے کام لیا، بلکہ احکام شریعت پر ڈٹے رہے اور ڈٹنے کی چوٹ پر پیغام حق سناتے رہے۔ حضور سید حسینی میاں کی ذات محتاج تعارف نہیں۔ آقائے رانچور شریف کی امانتوں کے امین بن کر دنیا سے سنیت میں فکر رضا کی جو روشنی بکھیری ہے، وہ سب یہ عیاں ہے۔ اکابر کے تراشیدہ انمول ہیرے کا نام حسینی میاں ہے۔ آج کے اس پر فتن دور میں جہاں قیمتی جبہ و دستار والے لوگ نفس کی غلامی میں موٹے لفافے کے چکر میں دنیا داروں سے مرعوب ہو کر قلم بیچ دیتے ہیں، ضمیر کا سودا کر لیتے ہیں، وہیں حضور حسینی میاں استقامت کا پہاڑ بن کر عزیمت کے ہائی وے سے لوگوں کے قلوب و اذہان کو کر بلائے معلیٰ کا مزاج عطا کر رہے ہیں۔ وہ حسینی عزم لیے ہوئے یہ بتا رہے ہیں کہ ذرا ذرا سی بات پر حکمت، مصلحت، رخصت کے ٹول ناکہ لگانے والے بزدل ہیں اور آپ تیور حسینی لے کر ان کی غفلت کی پٹی اتارتے اور فرماتے ہیں کہ رخصت، حکمت، مصلحت اور چیز ہے، عزیمت اور چیز ہے۔

کچھ لوگ یو پی، ممبئی، کراچی وغیرہ میں اتحاد بین الممالک والہ مذہب کی ضرورت کا دعویٰ کرنے لگے اور اس بے جاد دعویٰ پر دلیلیں بھی دینے لگے۔ اتحاد کے نام پر کئی تنظیمیں معرض وجود میں آئیں۔ ان اتحادیوں کا حال اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ یہ لوگ مہج جن بد مذہبوں کے خلاف اپنی نشستوں میں تقریر کرتے تھے، شام میں انہیں بد مذہبوں کے ساتھ ایک اسٹیج پر حبس لوہ بار ہوتے تھے۔ عوام مغالطے میں پڑ جاتے کہ وہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ ایسے اتحادیوں سے مخالفین کو بہت فائدے ہوئے۔ وہ عوام کو یہ کہہ کر بہکانے میں کامیاب رہے کہ علماء و دانشوروں کا اپنی مسجدوں اور نشستوں میں حق بیان کرنا، بد مذہبوں کے عفت اند باطلہ کا پردہ فاش کرنا، مذہبی حقائق پر مبنی نہیں، بلکہ محض فکری اور نظریاتی اختلاف ہے، جب کہ یہ اختلافات محض فکری نہیں، بلکہ اصل عقائد کی خرابی کی بنیاد پر تھے اور ہیں، جسے پوری دنیا کے لوگ جانتے بھی ہیں اور مانتے بھی ہیں۔

ایسے پر آشوب، پر فتن ماحول میں دین حنیف کی تبلیغ اور عقائد اہل سنت کی محافظت کے لیے سرکار حسینی میاں صاحب نے مسلک حق، مسلک اعلیٰ حضرت کی ترجمانی کرتے ہوئے کلک رضا، خنجر رضا اور سخن رضا کے ذریعہ اس اتحاد کے خلاف کاغذ و قلم سنبھالا اور امت مسلمہ کے لیے رہنمایانہ اصول مرتب فرمایا۔ اس علمی مخالفت کے تناظر میں آپ پر کئی قلمی و لسانی حملے بھی ہوئے، مگر آپ جبل استقامت بن کر ڈٹے رہے۔

آج تو حال یہ ہے کہ کرسی پہ اچھل کود کو ہی خطابت کی علامت سمجھ لیا گیا ہے۔ اوپر سے ہر منٹ پہ واہ واہ کی صداؤں کا ہجوم، مقرر کا بھی قدم فرش پہ اور دماغ عرش پہ پہنچ جاتا ہے۔ اتفاق کہنے کہ حضرت (قائد اہل سنت) اسٹیج پر تھے۔ خطیب صاحب نے واقعہ کر بلا بیان کرنا شروع کیا۔ آخر کار اس موڑ پہ پہنچے جہاں مالک جنت کے شہزادوں کو مظلوم کے بجائے مجبور بنا دیا۔ آپ انھیں کے خون تھے، رہا نہ گیا، مانک ہاتھ میں لیا اور فرمایا۔ حضرت یہ کیا کر دیا؟ مظلوم کو مجبور بنا دیا۔ آواہم سے ہمارے گھر کی بات سنو، تاکہ عوام کہنے پہ مجبور ہو جائیں کہ یہ کس مزاج کے قیدی تھے، جو قید خانے میں بھی یزیدیت کا جنازہ نکال کے نکلے۔ حال ہی میں چاہے وہ طلاق ثلاثہ کا مسئلہ ہو، یا این آرسی کا۔ ہر کوئی ظالم حکومت کی دوغلی پالیسی سے خون کے آنسو رو رہا تھا۔ علما کی ٹیم حضور

قائد اہل سنت سرکار حسینی میاں کی خدمت میں پہنچی۔ عرض کیا: حضور! ایسے حالات میں شہرنا گپور میں آپ کی قیادت کی سخت ضرورت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: کاش ایسے وقت حضور مفتی اعظم ہند ہوتے۔ کاش سرکار مجاہد ملت ہوتے، پھر یہ فرما کر علمائے کرام کے دلوں پہ تسکین کا مرہم رکھتے ہوئے حوصلے بلند کیے: ”میری ضرورت آدھی رات کو بھی پڑے تو میں حاضر رہوں گا۔“ ایک خطیب نے نجیل پور کی سرزمین پر مسلک اعلیٰ حضرت کے نعرہ پر اعتراض کیا اور کہا: ”عشق و محبت عشق و محبت اعلیٰ حضرت اعلیٰ حضرت“ کا نعرہ نہ لگاؤ، بلکہ اہل سنت، اہل سنت کا نعرہ لگاؤ۔ مسلک اعلیٰ حضرت کا وفادار اٹھا اور للکار کے کہا: جب دل میں حسد کا کینسر ہو جائے، تب جا کر کوئی اعلیٰ حضرت کے نعرہ سے چڑھتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کا احسان تجھ پہ بھی ہے، تیرے باپ دادا پہ بھی ہے۔ ذکر رضا مٹانا تو دور کی بات، بھلانے کے لیے تم کو اور تمہاری نسلوں کو صدیاں درکار ہیں۔ کیا تمہیں پتہ نہیں کہ اہل سنت کا لیل تو اب بد عقیدہ بھی لگانے لگے ہیں؟ یہ نام اعلیٰ حضرت ہی ہے جو منافقت کے لباس کو اتار کے دکھا دیتا ہے۔ نام کچھ بھی رکھیں، بریلی کا سمبال اپنے بیگانے کی پہچان کرا دیتا ہے۔ اتنا ہی نہیں، پھر اسی وقت آپ نے اپنے رسالہ ”ماہنامہ سنی آواز“ میں وہ تمام اعتراضات کے وہ جوابات دئے، جسے پڑھ کر حاسدین ابھی تک دنگ ہیں، اسی لیے انہیں ”محافظ مسلک اعلیٰ حضرت“ بھی کہا جاتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ سرکار سید حسینی میاں قبلہ نے اپنی ساری زندگی مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت اور تحفظ کے لیے وقف کر دیا ہے۔ نہ کسی کی جیب پہ نظر رہی، نہ ہی کسی کے بنگلے سے مرعوب ہوئے۔ اگر کسی نے رجھانے کی کوشش بھی کی تو اسے یہ کہہ کر اس کی اوقات یاد دلادی:

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

آج بھی پورے ہندوستان میں جب جب کوئی مسلک اعلیٰ حضرت و مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ و تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی گستاخی کرتا ہے اور ان کے جوابات کے لیے جب بھی آپ کو بلا یا گیا، ضعف و نقاہت کے بعد بھی ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ہمارے قائد و محافظ مسلک اعلیٰ حضرت علامہ سید محمد حسینی میاں قبلہ کو شفاء کا ملہ عطا فرمائے اور حضرت کا سایہ اہل سنت و جماعت کے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ آمین، بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مقالات حسینی کے چند شہ پارے

مقالات حسینی (جلد اول) کے چند اقتباسات حاضر خدمت ہیں۔ ان اقتباسات میں حضرت قائد اہل سنت کے افکار و نظریات، اسلوب نگارش، ادبی ذوق، مذہبی تصلب، تاریخی دانی، حالات حاضرہ پر تبصرے، علمی و قلمی جاہ و جلال، عالمانہ وقائدانہ فرض منصبی کی ادائیگی اور بہت سے اوصاف سے آشنائی حاصل ہوگی۔

اقتباس اول:

خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال کے موقع پر آپ نے رقم فرمایا: ”اس دنیائے فانی میں ہر ایک کو فنا ہونا ہی ہے، انہیں میں بعض انسان ایسے ہیں جن کے

جانے کے بعد دنیا کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑتا ہے اس کی جگہ کا پُر ہونا بظاہر محال معلوم ہوتا ہے۔ ایسے علما اور نیک بندوں کا اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف منتقل ہونا کہ جن کے وجود سے عالم مستفیض ہو رہا تھا۔ ان کی موت عالم کی موت ہے، اسی لئے کہا گیا، موت العالم موت العالم: یعنی ایسے عالم کی موت جس کی زندگی کا ہر پہلو اسلام اور مسلمانوں کی خدمات اور ان دکھ و درد، فلاح و بہبود، دنیا و آخرت کی بھلائیوں کے لئے وقف تھا۔ جو خود کے لئے نہیں بلکہ قوم و مذہب و ملت کی حفاظت و مسلک کی صیانت کے لئے جیتا تھا، اسکے اٹھ جانے کے بعد قوم و ملت کا ہر فرد آہیں بھر کر رہ جاتا ہے، جانے والا تو جا چکا، اب اس جانے والے کی کس کس ادا کو یاد کر کے روئیں۔ ایسے انسانوں کو کہاں سے لائیں، وہ انسان، پانے اور ”واپس آنے“ کی منزل سے دور بہت دور جا چکا، ہندوستان میں انسانوں کی طویل فہرست ہے، لیکن جس عظیم الشان جامع الصفات شخصیت کا ذکر مقصود ہے وہ ذات کہ جس کو زمانہ پاسبان ملت خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی الہ آبادی کے نام سے یاد کرتا تھا۔

(مقالات حسینی، مضمون: پاسبان ملت علامہ نظامی علیہ الرحمہ بھی داغ مفارقت دے گئے)

منقولہ بالا تحریر میں حضرت قائد اہل سنت نے ”موت العالم موت العالم“ کی بہت عمدہ تشریح فرمائی۔ اس میں آپ نے یہ بتایا کہ کن صفات کے حامل انسانوں کا دنیا سے رخصت ہو جانا قوم کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان ہوتا ہے، اور کیوں ایسی عظیم شخصیتوں کے چلے جانے پر ساری قوم غم زدہ اور افسردہ نظر آتی ہے۔ خاص کر درج ذیل جملوں کو پڑھیں تو حقائق سے آشنائی نصیب ہو، اور ایک عالم کی موت سے ہونے والے نقصان کا کچھ اندازہ آپ کو بھی ہو سکے۔

”ایسے علما اور نیک بندوں کا اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف منتقل ہونا کہ جن کے وجود سے عالم مستفیض ہو رہا تھا۔ ان کی موت عالم کی موت ہے، اسی لئے کہا گیا، موت العالم موت العالم: یعنی ایسے عالم کی موت جس کی زندگی کا ہر پہلو اسلام اور مسلمانوں کی خدمات اور ان دکھ و درد، فلاح و بہبود، دنیا و آخرت کی بھلائیوں کے لئے وقف تھا۔ جو خود کے لئے نہیں بلکہ قوم و مذہب و ملت کی حفاظت و مسلک کی صیانت کے لئے جیتا تھا، اسکے اٹھ جانے کے بعد قوم و ملت کا ہر فرد آہیں بھر کر رہ جاتا ہے۔“

اقتباس دوم:

”سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد انگریز حکومت کے جبر و تشدد اور ظلم و بربریت کے آغاز ہی سے اس کی پیدا کردہ و پروردہ گمراہ و بد مذہب جماعتوں کی وجہ سے اسلام و سنیت کو جو نقصان ہوا، اس کی تفصیل کے لیے ہزاروں صفحات بھی ناکافی ہیں۔ اس کے لیے غازی ملت اسید السنۃ حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ محمد

محبوب علی صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصنیف لطیف ”تاریخ اعیان وہابیہ“ خطیب مشرق حضرت علامہ مولانا الشاہ مشتاق احمد صاحب نظامی علیہ الرحمۃ کی تصنیف ”خون کے آنسو“ میرے والد ماجد شیخ المشائخ حضرت علامہ سید چندا حسینی صوفی اشرفی سجادہ نشین آستانہ عالیہ شمسہ اشرفیہ رحمۃ اللہ علیہ رانچور (کرناٹک) کی تصانیف ”اسباب زوال مسلمان در ملک ہندوستان“ اور ”شمس التواریخ“۔ حضرت علامہ حسین رضا خاں صاحب بریلوی کی تصنیف ”اسباب زوال مسلم“۔ اور حضرت علامہ مولانا ارشد القادی مدظلہ کی تصنیف ”زلزلہ“ کا مطالعہ ہر سنی مسلمان کے لیے بے حد ضروری ہے۔

موجودہ دور کے دین شکن گمراہ و مرتد مسلکوں کے مقابل ہم نے اہل سنت کو یہ نعرہ دیا ہے کہ ”مسلک اعلیٰ حضرت عین دین اسلام ہے۔ دین و ایمان کو محفوظ رکھنے کے لیے ہر صاحب سلسلہ اور ہر مشرب اور ہر خانقاہ ہر درگاہ ہر درس گاہ والے کے ایمان و عقیدہ کی حفاظت صرف مسلک اعلیٰ حضرت میں ہے۔“

(مقالات حسینی، مضمون: صیانت مسلک اعلیٰ حضرت)

مذکورہ بالا اقتباس میں آپ نے بھارت میں گمراہ جماعتوں کے آغاز کا ذکر فرمایا اور یہ بھی بیان فرمایا کہ ماضی قریب کے بد مذہبوں کی تفصیلی تاریخ سے آشنائی کے لیے مذکورہ کتابوں کا مطالعہ کریں۔ چوں کہ عہد حاضر میں گمراہ فرقے بھی خود کو اہل سنت و جماعت کہتے ہیں، اس لیے آپ نے فرمایا کہ ”مسلک اعلیٰ حضرت“ میں ہمارے دین و ایمان کا تحفظ ہے۔ دراصل مسلک اعلیٰ حضرت ایک شناخت ہے، جسے آپ عرفی نام کہہ سکتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے کوئی نیا دین و مذہب ایجاد نہیں فرمایا، بلکہ مذہب اہل سنت و جماعت کی ہی تبلیغ اور نشر و اشاعت تازنگی فرماتے رہے۔ بد مذہبوں سے محض فرق و امتیاز کے لیے ”مسلک اعلیٰ حضرت“ کہا جاتا ہے۔ کسی کو غلط فہمی میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی بہکانے اور شکوک و شبہات میں مبتلا کرنے کی کوشش کرے تو اسے کہہ دیں کہ جو حضرات صحابہ و تابعین، ائمہ مجتہدین و اولیائے کاملین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا مذہب ہے، اسی کو مسلک اعلیٰ حضرت کہا جاتا ہے۔

اقتباس سوم:

”گمراہوں اور بد مذہبوں کا ایک گروہ ہمیشہ غیر مذہب کے صاحبان حکومت و دولت کے ہاتھوں کھلونا بن کر مسلمانوں کی قوت ایمانی کو کمزور کرنے اور انہیں جادہ حق سے ہٹانے کی سعی ناکام میں مصروف رہا۔ ہندوستان میں جب انگریز حکومت قائم تھی، گمراہوں و بد مذہبوں میں خود کو عالم و فاضل، علامہ فلاں فلاں کہلا کر یا کسی دارالعلوم کا بانی یا اس سے منسلک ہو کر یا علما کے نام کی کوئی جمعیت قائم کر کے اہل سنت کو مٹانے اور انہیں کمزور کرنے کی کوشش میں مصروف رہا جیسے غیر مقلد، وہابی، دیوبندی، وہابی غیر مقلد بنام اہل حدیث وغیرہ اور ایک گروپ صلح کلیت کی پالیسی اپنا کر اہل سنت کو مختلف خانوں میں منقسم کرنے کی کوشش میں

مصروف رہا۔

صلح کلیت کیا چاہتی ہے؟ صلح کلیت ایک عجیب پنچ رنگی دھرم ہے کہ وہ کوئی مستقل مذہب نہیں رکھتی۔ اگر اس کو کسی سے عناد و دشمنی ہے تو صرف اہل سنت و جماعت سے۔ کوئی عالم دین بد مذہبوں کا رد و ابطال کرے تو صلح کلی بول پڑے گا۔ ”کسی کی برائی کرنے اور بد گوئی کرنے سے کیا فائدہ۔ ہم اپنی قبر میں جائیں گے، وہ اپنی قبر میں، کسی کو کیوں برا کہیں۔ اس سے ملت کمزور ہوتی ہے۔ مسلمانوں کے تمام فرقے یا ہم دیگر مل جل کر رہنا چاہیے۔ اگر ہم کسی کو برا نہ کہیں تو وہ ہم کو برا نہ کہے گا وغیرہ۔“

اگر صلح کلیوں کے اس مکرو فریب کو مان لیں تو قرآن کی ان آیات کا کیا جواب ہوگا جو کفار و مشرکین یہود و نصاریٰ اور منافقین کے رد و ابطال میں نازل ہوئی ہیں ان کے ساتھ شدت اور غلظت اختیار کرنے کی قرآن نے تعلیم دی ہے۔“

(مقالات حسینی، مضمون: عالم اسلام صلح کلیت کی زد میں)

تحریر بالا میں آپ نے صلح کلیت کا بالکل صحیح نقشہ پیش فرمایا ہے۔ یہ بھی سچ ہے کہ جتنے بھی بد مذہب فرقے ہیں، سبھوں کی نظر اہل سنت و جماعت پر رہتی ہے۔ وہ سنی مسلمانوں کو بہکا کر اپنی جماعتوں میں شامل کرتے جاتے ہیں۔ صلح کلی ہر ایک فرقہ کو اہل حق سمجھتا ہے۔ قرآن و حدیث میں بد مذہبوں کے ساتھ سختی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ صلح کلی جماعت ہر بد مذہب کے ساتھ مسلمانوں کی طرح سلوک کرنے کی قائل ہے۔ صلح کلیوں کا نظریہ اتحاد قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ قرآن و حدیث میں بد مذہبوں سے راہ و رسم رکھنے کو ممنوع قرار دیا گیا۔ حتیٰ کہ کوئی بد مذہب بیمار ہو تو عیادت کی اجازت نہیں۔ وہ مرجائے تو نماز جنازہ پڑھنا منع، لیکن صلح کلیوں نے اسلامی احکام سے منہ موڑ کر خود ساختہ اصول و ضوابط کو ترجیح دی۔ وہ رضائے خداوندی کی بجائے بندوں کی خوشنودی کے طلبگار ہوتے ہیں۔ وہ خود بھی مگرہی کی عمیق خندق میں جا گرتے ہیں اور اپنے گمراہ کن نظریات کے ذریعہ نہ جانے کتنے مسلمانوں کی آخرت کو تباہ و برباد کر ڈالتے ہیں۔

اقتباس چہارم:

”ماہ اکتوبر ۱۹۹۶ء میں دکن کی ایک دینی درسگاہ جامعہ نظامیہ حیدر آباد کا ۱۲۵واں جشن منایا گیا۔ جامعہ نظامیہ حیدر آباد کے اکابر علمائے دکن و ہابیت وغیرہ مقلدیت کے فتنہ کے آغاز سے دین میں متصلب اور اکابر علمائے دیوبند کو، بلکہ ہر بد مذہب مرتد کو ان کی کفری عقائد و عبارات پر کافر و مرتد جانتے تھے۔ جب سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے اکابر علماء دیوبند پر کفر و ارتداد کا فتویٰ شرعی و دینی عائد کر کے علماء حرمین مقدسین سے اس کی تصدیقات حاصل کی۔ علمائے حرمین کے ساتھ مصر و شام، تمام علمائے ہند سندھ و افغان وغیرہ کے علمائے اعلام نے اس فتویٰ مبارکہ جو ”حسام الحرمین“ کے نام سے معروف ہے۔ اس

فتویٰ پر علمائے دکن نے بھی تصدیقات ثبت فرمائیں اور اکابر علماء دیوبند کو کافر و مرتد تسلیم کیا جس کی تصدیق کے لیے ماہ نومبر دسمبر ۱۹۹۶ء کا ماہنامہ سنی آواز نے شائع کر کے اپنے دعوے کا ثبوت دیا ہے وہابیوں کے کفر پر صادر کیا ہوا فتویٰ کافی ہے۔ جس میں اکابر علمائے دکن نے وہابیوں، دیوبندیوں پر کفر و ارتداد کا فتویٰ دے کر اپنے تہذیب کا ثبوت دیا ہے، اور خاص طور پر الصوامع الہندیہ میں ان حضرات کی تصدیقات موجود ہیں، وہابیوں اور دیوبندیوں کے کافر و مرتد ہونے پر ہندوستان کے سیکڑوں علمائے کرام کی تصدیقات ہیں ان میں علمائے دکن کی بھی تصدیقات ہیں۔ موجودہ حیدرآباد کے علماء بالخصوص علمائے جامعہ نظامیہ کا اکثر طبقہ اپنے ہی اکابر علماء کے دین و مسلک سے منحرف اور صلح کلیت کے انتہائی شدید و غلیظ دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ آگے ہم اس کی تفصیل بیان کریں گے۔

(مقالات حسینی، مضمون: 'جامعہ نظامیہ حیدرآباد کا ۱۲۵ واں جشن، صلح کلیت کی یادگار)

منقولہ بالا اقتباس میں حضرت قائد اہل سنت نے حیدرآباد اور خاص کر جامعہ نظامیہ کے موجودہ حالات کو بیان فرمایا کہ ان لوگوں کا میلان صلح کلیت کی طرف ہو چکا ہے، جب کہ حیدرآباد کے ماقبل کے علمائے کرام و مشائخ عظام کا مسلک و مذہب وہی تھا، جو امام اہل سنت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ والرضوان کا تھا۔ حالات بدلتے گئے اور لوگوں میں وہ تہذیب باقی رہا۔ شیریشہ اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خاں لکھنوی علیہ الرحمۃ نے سال ۱۳۴۴ / ۱۳۴۵ ہجری میں غیر منقسم ہندوستان کے علمائے کرام سے حسام الحرمین کی تصدیق کرائی تھی۔ تصدیقات کا مجموعہ 'الصوامع الہندیہ' کے نام سے مشہور و معروف ہے اور کئی بار شائع ہو چکا ہے۔ اس میں حیدرآباد کے علماء و مشائخ کی تصدیقات بھی موجود ہیں۔

جامعہ نظامیہ حیدرآباد کے بارے میں یہ خبر بھی موصول ہوئی تھی کہ بہت سے بد مذہب بھی وہاں حصول تعلیم کے واسطے داخل ہو جاتے ہیں۔ وہ مذہب کے اعتبار سے سنی نہیں ہوتے۔ وہ لوگ زیر تعلیم طلبہ کو بھی بد مذہب بنادیتے ہیں اور فراغت کے بعد بھی دیوبندیت و وہابیت کی تبلیغ یا صلح کلیت کو فروغ دینے میں لگ جاتے ہیں۔ ضرورت کے وقت انہیں فارغین میں سے کسی کو استاذ منتخب کر لیا جاتا ہے تو ان کو اپنے افکار و نظریات کی تشہیر کا مزید سنہرا موقع میسر آ جاتا ہے اور اساتذہ و طلبہ سب لوگ متاثر ہونے لگتے ہیں۔ ایسی صورت میں جس پر فضل الہی ہوا، اس کا ایمان بچ گیا، ورنہ خر بوزہ کو دیکھ کر خر بوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ اسی طرح بد مذہب کی صحبت سے بد مذہبیت سراپت کر جاتی ہے۔ جامعہ نظامیہ میں صلح کلیت داخل ہونے کا سبب یہی طریق کار بنا۔ اس طرح وہابیہ سنی مدارس میں اپنے بچوں کو داخل کر کے مدرسہ کو بگاڑ دیتے ہیں۔

اقتباس پنجم:

”سرزمین ہند پر ہمیشہ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر رحمت رہی ہے۔ اسی وجہ سے دور صحابہ کرام ہی سے اسلام کی منور کرنیں ساحلی علاقوں کو منور کرتی رہیں۔ صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین

کے زمانے میں اسلامی قافلے مالابار کے ساحل سے بغرض تجارت ورو فرماتے رہے۔ وہاں سے اسلام کی شعاعیں پھیلتی رہیں۔ یہاں تک کہ مختلف ادوار میں اولیائے کرام کی آمد سے اسلام کی اشاعت ہوتی رہی۔ ملک ہند شروع ہی سے جوگیوں اور مختلف قسم کی استدراجی طاقت رکھنے والوں کا مرکز رہا ہے۔ اسی لیے مشیت خداوندی سے ان کی خطرناک استدراجی قوتوں کو توڑنے کے لیے اولیائے کرام تشریف لاتے رہے۔ اور مختلف ادوار میں اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی آمد سے اسلام کی اشاعت ہوتی رہی۔ اولیائے کرام نے کرامتوں سے استدراجی قوتوں کو توڑ کر کفر و شرک کو اپنی جگہ سے ہٹنے پر مجبور کیا اور اپنے اخلاق کریمہ اور اوصاف حمیدہ کی ضیاء سے غیر مسلموں کے سیاہ تاریک دلوں کو صاف کر کے ان کے اندر اسلام کی حقانیت سے منور کر دیا۔ بزرگان دین نے ظالم و جابر کفار و مشرک صاحبان اقتدار سے جہاد فرما کر انہیں خائف کر دیا اور بہتوں کو فنا فی النار کر دیا، آج بھی ان سے کفار لرزہ بر اندام ہیں۔ جیسا کہ ایک ہندو شاعر دلورام نے اس کا اعتراف کیا ہے۔

قوت اسلام کا انکار کس کافر کو ہے

ہیبت اسلام کا ڈر اب تک اہل شر کو ہے

اولیائے کرام کا خوف اب تک اس قدر غالب ہے کہ وہ اپنے پرانے خوف و دہشت کی وجہ سے اور صرف دنیاوی مراد کے لیے اولیائے کرام کے آستانوں میں غیر مسلموں کی بھیڑ نظر آتی ہے۔ اس سے صلح کلیوں نے سمجھا کہ اولیائے کرام کے پاس ہندو مسلم اصطلاح نہیں تھی۔ اولیائے کرام سب کے ساتھ رواداری برتتے تھے وغیرہ صلح کلیانہ بکواس کرتے رہتے ہیں۔ اگر واقعی کسی بزرگ نے اس قسم کی صلح کلیت کا مظاہرہ کیا ہے، وہ ایک مسلمان نہیں ہو سکتا، چہ جائیکہ وہ ولی ہو۔

صلح کلیانہ ذہن رکھنے والوں کا یہ حال ہے کہ عرسوں وغیرہ میں غیر مسلم لیڈروں، پنڈتوں کو تک بلوا کر صلح کلیانہ بکواس کروا کر اس کا نام ”ہندو مسلم ایکتا“ رکھا ہے۔ اس کے باوجود بت پرستوں نے متحد ہو کر اسلام کے خلاف جو فضا پیدا کی ہے وہ ختم ہونے والی نہیں ہے۔ اسلام و کفر کی ہمیشہ کی دشمنی ہے، وہ ہمیشہ قائم رہے گی۔ بزرگان دین کے پاس ہندو مسلم اصطلاح نہیں تھی۔ یہ کہنا، اولیائے کرام پر سخت افترا ہے اور حقائق و تاریخ کو جھٹلانا ہے۔ کیا ان کے ایسا کہنے سے غیر مسلم خوش ہو کر بزرگان دین کی تاریخ کو جھٹلائیں گے۔ اولیائے کرام نے کفار و مشرکین کے کفر و شرک کو توڑا پھر اپنے اخلاق کریمانہ سے ان کو ایمان لانے کی دعوت دی ہندوستان کے مختلف علاقوں میں شروع ہی سے اولیائے کرام جلوہ گر ہوتے رہے۔

(مقالات حسینی، مضمون: اسلامیان ہند کے لیے حضور سیدنا غریب نواز کا وجود مقدس رحمت ہے)

مذکورہ بالا تحریر میں حضرت قائد اہل سنت نے انتہائی جاہ و جلال کے ساتھ عالم سائنہ و قائدانہ انداز میں صلح کلیہ سائنہ افکار و نظریات کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔ صلح کلی لوگ سمجھتے ہیں کہ حضرات اولیائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان بھی صلح کلی سائنہ مزان رکھتے تھے، حالاں کہ یہ بات سراسر غلط ہے۔ جو آدمی شریعت کے احکام کا پابند نہ ہو، بھلا وہ ایک متقی انسان نہیں ہو سکتا تو پھر وہ ولی کیسے ہو جائے گا۔ ذرا آپ اولیائے کرام کی سیرت و سوانح پڑھیں۔ اس میں یہ نہیں ملتا ہے کہ ان کے دربار میں ہر مذہب کے لوگ براجمان رہتے تھے، بلکہ ان کے پاس صالحین رہا کرتے تھے جو سلوک و معرفت کی منزلیں طے کرتے تھے۔ ہاں، ان کے شاگردوں میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہوتے تھے جو پہلے مسلمان نہیں تھے، پھر اس ولی کی نگاہ کرم سے یا ان کی کوئی کرامت یا ان کی برکتیں دیکھ کر دامن اسلام سے وابستہ ہو جاتے تھے، پھر ان کی صحبت اختیار کر لیتے تھے۔ دراصل اولیائے کرام تبلیغ دین و اشاعت اسلام کی خدمت سرانجام دیتے تھے تو ان کے ہاتھوں پر اسلام قبول کرنے والوں میں سے بہت سے لوگ ان ہی کے دامن کرم سے اپنی زندگی وابستہ کر دیتے تھے۔ آج جو اولیائے کرام کی درگاہوں میں غیر مسلموں کا جھوم لگا رہتا ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ وہ اپنی مرادیں طلب کرنے وہاں حاضر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کا مالک و رازق ہے۔ ان اولیائے کرام کی برکتوں کے سبب کفار و مشرکین کو بھی نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ اس طرح حضرات اولیائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کے دربار میں مسلم و غیر مسلم ہر ایک کے قافلے اترتے رہتے ہیں۔ دنیا دار العمل ہے۔ اللہ تعالیٰ یہاں نیک و بد، مومن و کافر سب کو رزق اور نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ ہاں، آخرت کی نعمتیں اور برکتیں خاص مومنین کے لیے ہیں۔ کوئی کافر جنت نہیں جائے گا۔ اس کے لیے جو کچھ بھلائی ہے، وہ دنیا ہی تک محدود ہے۔

اقتباس ششم:

حضور سیدنا غریب نواز کی ہند میں آمد

حضور سیدنا معین الملت والدین خواجہ خواجگاں سلطان الہند خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک و مسعود وجود سے پہلے ہند میں مختلف خطوں میں اولیائے کرام کی تشریف آوری ہوتی رہی، اپنے اپنے علاقوں میں اسلام کی خدمت انجام دیکر بہتوں کو ایمان سے مشرف فرمایا یہ سلسلہ جاری تھا، ایک وقت یہ آیا کہ کفر و شرک نے پوری طاقتوں و قوتوں سے اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کا ارادہ کر لیا۔ طرح طرح کے ظلم ڈھائے جانے لگے۔ ظلم انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ مشیت ایزدی نے ہند پر رحمت کے بادل بھیجے۔ خوب خوب باران رحمت کے برسنے کا موسم آ گیا۔

حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے گلستان نبوت کا ایک گل زیبا حضرت خواجہ غریب نواز کی شکل میں سر زمین ہند کو باغ و بہار بنانے کے لیے تشریف لایا۔ اس آفتاب ولایت کی کرنیں پورے ملک ہند کو گھیر لیں، وہ اجمیر جو جو گیوں اور شیطانی طاقتوں کا مرکز تھا، آفتاب ولایت کے طلوع کے بعد کرامات

اور اسلام کی حقانیت کے ثابت کرنے کا مرکز بن گیا، آج تک دنیا کے مؤرخین حیرت زدہ ہیں کہ حضرت خواجہ غریب نواز کی تنہا ذات مقدس نے لاکھوں انسانوں کو کیسے مشرف بہ اسلام فرمایا۔ یہاں کے کفار و مشرکین سب سے سخت اسلام دشمن اور استدراجی طاقت رکھنے والے ہیں ان میں اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنا اور ان کے کفر و شرک کو توڑنا یہ کوئی معمولی کام نہیں تھا اس کے لیے دربار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتخاب ہوا۔

(مقالاتِ حسینی، مضمون: اسلامیان ہند کے لیے حضور سیدنا غریب نواز کا وجود مقدس رحمت ہے)

بھارت میں اسلام کی آمد عہد صحابہ میں ہو چکی تھی، بلکہ پہلی صدی ہجری میں ہی سندھ کا سارا علاقہ مسلمانوں کے زیر نگین ہو چکا تھا اور ان علاقوں میں اسلام کی خوب اشاعت ہوئی تھی۔ آج وہ علاقے پاکستان میں شامل ہیں۔ حضرات اولیائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان تبلیغ دین متین کے واسطے بھارت کے دیگر علاقوں میں بھی گئے اور جا بجا اسلام کا پرچم لہرانے لگا اور بھارت کے مختلف علاقوں میں بتوں کی پرستش کی بجائے ایک خدا کی عبادت ہونے لگی۔ قرآنی پیغام ہر طرف پھیلنے لگا اور لوگوں کے دلوں میں جگہ بنانے لگا۔ اسلام کی تبلیغ و ترقی دیکھ کر یہاں کے بت پرستوں کا کلیجہ پھٹتا۔ انہیں اسلام ایک نظر نہیں بھاتا۔ ہندو پنڈت اور جوگی یہاں کے ہندو راجاؤں کو مسلمانوں کے خلاف ورغلا تے رہتے اور مسلمانوں پر ظلم و ستم ہوتا رہتا۔ سندھ کی اسلامی سلطنت پر بھی یہاں کے ہندو راجا، مہاراجہ گاہے بگاہے یلغار کرتے رہتے۔

حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ والرضوان کی آمد سے قبل ہی یہاں سلطان محمود غزنوی اور ان کے جانشینوں کی حکومت بھارت کے وسیع و عریض علاقوں پر تھی۔ سلطان غزنوی کے جانشینوں کو کمزور دیکھ کر ہندو راجاؤں نے ان کے بہت سے علاقے ہڑپ کر لیے۔ مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑتے۔ آخر کار رحمت الہی ہندوستانی مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئی اور حضور اقدس سرور دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھارت میں تبلیغ اسلام کے لیے حضور خواجہ غریب نواز سیدنا معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتخب فرما کر ہندوستان کی ولایت و سلطنت ان کے سپرد فرمائی۔

یہودیوں کی طرح قوم ہندو بھی جادوگری میں بہت ماہر قوم ہے۔ ان کا مذہب جس قدر باطل ہے، اسی قدر وہ اپنے مذہب میں سخت ہیں۔ یہاں کسی ایسے مبلغ اسلام کی ضرورت تھی جو قوم ہندو کے جادوگروں اور جوگیوں کی کرشاتی حبا دو کو بھی توڑ دے، اور ان کی تربیت فرما کر ان کے دلوں میں اسلام کی شمع بھی روشن کر سکے۔ حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ ان خوبیوں سے آراستہ تھے، پھر جس پر حضور اقدس سید الانبیاء والمرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نظر کرم ہو جائے تو وہ کامل تھا تو اکمل ہو جاتا ہے۔ جب حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہندوستان میں جلوہ گر ہوئے تو بڑے بڑے جادوگر اور جوگی آپ کے مقابلے میں آئے۔ جوگی جے پال کا نام بہت مشہور ہے اور ہواؤں میں اس کے اڑنے کا واقعہ بھی شہرت یافتہ ہے کہ جب وہ اپنے جادو کی قوت سے فضاؤں میں اڑنے لگا اور بہت اوپر جا چکا تو حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کھڑاؤں کو حکم

فرمایا کہ جاؤ! جے پال کو نیچے لاؤ۔ آپ کا حکم پا کر کھڑاؤں اڑا، اور اوپر جا کر جے پال کے سر پر ضرب لگانے لگا۔ کھڑاؤں کی تیز مار کے سبب جوگی جے پال نیچے آیا اور حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر ایمان کی دولت سے مشرف ہوا۔ اس طرح بے شمار جوگی، پنڈت، جادوگر، امرا و حکام اور عام لوگ حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتوں سے متاثر دامن اسلام سے وابستہ ہو گئے۔ تاریخوں میں آتا ہے کہ نوے لاکھ غیر مسلموں نے آپ کے ہاتھ پر کلمہ اسلام پڑھ کر داخل اسلام ہوئے اور بھارت میں اسلام کا بول بالا ہوا۔

اقتباس ہفتم:

”خواجہ خواجگاں سلطان الہند خواجہ غریب نواز قدس سرہ کی ولادت پاک ۱۵۳۷ھ میں ہوئی۔ جید علماء و اصفیاء، کالمین علوم و فنون سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد اخلاق نبوی کا پیکر بن کر روحانی دنیا میں انقلاب برپا کرنے والی طاقت لے کر ۱۵۵۰ھ میں اولیاء کرام کے طریقے پر سیر وافی الارض کے تحت سیر و سیاحت کا ارادہ فرمایا اور بغداد مقدس، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، نیشاپور، شام، کرمان، ہمدان، تبریز، خرقان، سمرقند، ہرات، رے، غزنی، ملتان، لاہور وغیرہ کا سفر فرمایا وہاں کامل علماء و اصفیاء کی زیارت کی اور ان حضرات کی صحبت بافیض سے استفادہ فرمایا اور ۱۵۸۶ھ میں ۴۹ سال کی عمر شریف میں ہند کے شہر اجمیر شریف جو خالص کفرستان تھا، ورود فرمایا۔ آپ کا قیام ہند میں ۷ سالہ ہے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں ۴ سالہ عرصہ میں تمام مؤرخین و سوانح نگاروں کے متفقہ ثبوت کی بنیاد پر کم سے کم نوے ۹۰ / لاکھ غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام فرمایا۔

اختلافی روایات کئی ہیں، کسی نے ایک کروڑ سے زائد کہا۔ پھر بعضوں نے ۳ / کروڑ بھی بتایا ہے۔ اختلافی روایات کو چھوڑ کر تمام مؤرخین اور سوانح نگاروں کے اتفاق پر کم سے کم نوے ۹۰ / لاکھ غیر مسلموں کے اسلام میں داخل کرنے پر ہم بحث کرنا چاہتے ہیں۔

(مقالات حسینی، مضمون: اسلامیان ہند کے لیے حضور سیدنا غریب نواز کا وجود مقدس رحمت ہے)

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور حضور اقدس نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ فیض کا اثر تھا کہ صرف ۷ سال میں حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر نوے لاکھ ہندوستانیوں نے اسلام قبول کیا۔ یہ بات بھی واضح رہے کہ ہندو قوم اپنے مذہب میں یہودیوں کی طرح سخت ہے۔ وہ بہت جلد اپنے مذہب سے دستبردار ہونے کو راضی نہیں ہوتے۔ یہودیوں میں بھی بہت ہی کم لوگ، بلکہ چند لوگ ہی دامن اسلام سے وابستہ ہوئے۔ یہودیوں کی طرح قوم ہندو بھی اپنے مذہب کے علاوہ دیگر اہل مذاہب سے سخت تعصب رکھتے ہیں۔ ملک بھر میں اس تعصب کے آثار نظر آتے رہتے ہیں۔ فرقہ وارانہ فسادات بھی اسی مذہبی عصبیت کے نتائج ہیں۔ اب حالیہ چند سالوں سے ماب لپٹنگ کی بلا بھی مذہبی عداوت کا شاخسانہ ہے۔

ہندوستان میں حضور خواجہ غریب نواز سے قبل بھی اور بعد بھی بہت سے اولیائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان دیگر ممالک سے تبلیغ اسلام کے مقصد سے بھارت تشریف لائے۔ ملک بھر میں جا بجا بیرون ممالک سے جلوہ افروز ہونے والے اولیائے کرام کے مزارات و مقابر اس کے گواہ ہیں۔ اگر کسی دوسرے ملک میں اس قدر اولیائے کرام تشریف لے جاتے تو سارا ملک دامن اسلام سے وابستہ ہو جاتا۔ یہ ہندو قوم کی عصبیت ہی ہے کہ وہ حق کو حق سمجھ کر بھی جلد قبول نہیں کرتی ہے، ورنہ عرب کے علاوہ سارا عراق و ایران، ترکستان و افغانستان اپنے قدیم مذاہب کو چھوڑ کر اسلام سے منسلک ہو گئے۔

آج بھارتی مسلمانوں کو غیر ملکی کہا جاتا ہے تو پہلے اس سوال کا جواب دیا جائے کہ حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر نوے لاکھ ہندوستانیوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کو آٹھ سو سال سے زیادہ ہو گئے۔ ان نوے لاکھ نو مسلموں کی آل و اولاد کئی کروڑ ہوگی۔ اگر بھارت کے مسلمان غیر ملکی ہیں تو ان نوے لاکھ مسلمانوں کی آل و اولاد کہاں چلی گئی؟ پھر دیگر اولیائے کرام کے ہاتھوں پر بھی بے شمار ہندوستانی ایمان لائے، ان کی آل و اولاد کہاں جا بسی؟ حقیقت تو یہی ہے کہ بھارت کے اکثر مسلمان بھارت ہی کے اصل باشندہ ہیں۔ ان کے آباؤ اجداد نے اسلام قبول کر لیا، پھر وہ نسل بعد نسل مسلمان رہے۔ بہت کم ہی مسلمان باہر سے آئے تھے۔ جو مسلمان باہر سے آئے تھے، ان کی زیادہ تر آل و اولاد پاکستان جا بسی۔ اب بھارت میں اکثر وہی مسلمان ہیں، جن کے آباؤ اجداد بھارت کے تھے۔ مسلمانوں کو غیر ملکی بتا کر بلا وجہ فتنہ کھڑا نہ کیا جائے۔ فتنوں سے ملک کا ماحول بگڑتا ہے، سنو رہا نہیں۔



مقالات

اسلامیان ہند کے لیے حضور سیدنا غریب نواز کا وجود مقدس رحمت ہے

سرزمین ہند پر ہمیشہ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر رحمت رہی ہے۔ اسی وجہ سے دور صحابہ کرام ہی سے اسلام کی منور کرنیں ساحلی علاقوں کو منور کرتی رہیں۔ صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین کے زمانے میں اسلامی قافلے مالا بار کے ساحل سے بغرض تجارت و رود فرماتے رہے وہاں سے اسلام کی شعاعیں پھیلتی رہیں۔ یہاں تک کہ مختلف ادوار میں اولیاء کرام کی آمد سے اسلام کی اشاعت ہوتی رہی۔ ملک ہند شروع ہی سے جوگیوں اور مختلف قسم کے استدراجی طاقت رکھنے والوں کا مرکز رہا ہے۔ اسی لیے مشیت خداوندی سے ان کی خطرناک استدراجی قوتوں کو توڑنے کے لیے اولیاء کرام تشریف لاتے رہے۔ اور مختلف ادوار میں اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی آمد سے اسلام کی اشاعت ہوتی رہی۔

اولیاء کرام نے کرامتوں سے استدراجی قوتوں کو توڑ کر کفر و شرک کو اپنی جگہ سے ہٹنے پر مجبور کیا اور اپنے اخلاق کریمہ اور اوصاف حمیدہ کی ضیاء سے غیر مسلموں کے سیاہ تاریک دلوں کو صاف کر کے ان کے اندر اسلام کی حقانیت سے منور کر دیا۔ بزرگان دین نے ظالم و جاہل کفار و مشرک صاحبان اقتدار سے جہاد فرما کر انہیں خائف کر دیا اور بہتوں کو فانی النار کر دیا، آج بھی ان سے کفار لرزہ بر اندام ہیں۔ جیسا کہ ایک ہندو شاعر دلورام نے اس کا اعتراف کیا ہے۔

قوت اسلام کا انکار کس کا منہ کو ہے

ہیبت اسلام کا ڈر اب تک اہل شر کو ہے

اولیاء کرام کا خوف اب تک اس قدر غالب ہے کہ وہ اپنے پرانے خوف و دہشت کی وجہ سے اور صرف دنیاوی مراد کے لیے اولیاء کرام کے آستانوں میں غیر مسلموں کی بھیڑ نظر آتی ہے۔ اس سے صلح کلیوں نے سمجھا کہ اولیاء کرام کے پاس ہندو مسلم اصطلاح نہیں تھی۔

اولیاء کرام سب کے ساتھ رواداری برتتے تھے وغیرہ صلح کلیانہ کو اس کرتے رہتے ہیں۔ اگر واقعی کسی بزرگ نے اس قسم کی صلح کلیت کا مظاہرہ کیا ہے وہ ایک مسلمان نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ وہ ولی ہو۔ صلح کلیانہ ذہن رکھنے والوں کا یہ حال ہے کہ عرسوں وغیرہ میں غیر مسلم لیڈروں، پنڈتوں کو تک بلوا کر صلح کلیانہ کو اس کروا کر اس کا نام ”ہندو مسلم ایکتا“ رکھا ہے۔ اس کے باوجود بت پرستوں

نے متحد ہو کر اسلام کے خلاف جو فضا پیدا کی ہے وہ ختم ہونے والی نہیں ہے اسلام و کفر کی ہمیشہ کی دشمنی ہے وہ ہمیشہ قائم رہے گی، بزرگانِ دین کے پاس ہندو مسلم اصطلاح نہیں تھی یہ کہنا، اولیاء کرام پر سخت افتراء ہے اور حقائق و تاریخ کو جھٹلانا ہے۔ کیا ان کے ایسا کہنے سے غیر مسلم خوش ہو کر بزرگانِ دین کی تاریخ کو جھٹلائیں گے۔ اولیاء کرام نے کفار و مشرکین کے کفر و شرک کو توڑا پھر اپنے اخلاق کریمانہ سے ان کو ایمان لانے کی دعوت دی ہندوستان کے مختلف علاقوں میں شروع ہی سے اولیاء کرام جلوہ گر ہوتے رہے۔

حضور سیدنا غریب نواز کی ہند میں آمد

حضور سیدنا معین الملت والدین خواجہ خواجگاں سلطان الہند خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک و مسعود وجود سے پہلے ہند میں مختلف خطوں میں اولیاء کرام کی تشریف آوری ہوتی رہی، اپنے اپنے علاقوں میں اسلام کی خدمت انجم دیکر بہتوں کو ایمان سے مشرف فرمایا یہ سلسلہ جاری تھا، ایک وقت یہ آیا کہ کفر و شرک نے پوری طاقتوں و قوتوں سے اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کا ارادہ کر لیا۔ طرح طرح کے ظلم ڈھائے جانے لگے۔ ظلم انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ مشیت ایزدی نے ہند پر رحمت کے بادل بھیجے۔ خوب خوب بارانِ رحمت کے برسنے کا موسم آ گیا۔

حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے گلستانِ نبوت کا ایک گل زیبا حضرت خواجہ غریب نواز کی شکل میں سرزمینِ ہند کو بارغ و بہار بنانے کے لیے تشریف لایا۔ اس آفتابِ ولایت کی کرنیں پورے ملک ہند کو گھیر لیں، وہ اجیر جو جو گیوں اور شیطانی طاقتوں کا مرکز تھا، آفتابِ ولایت کے طلوع کے بعد کرامات اور اسلام کی حقانیت کے ثابت کرنے کا مرکز بن گیا، آج تک دنیا کے مؤرخین حیرت زدہ ہیں کہ حضرت خواجہ غریب نواز کی تنہا ذات مقدس نے لاکھوں انسانوں کو کیسے مشرف بہ اسلام فرمایا۔ یہاں کے کفار و مشرکین و سب سے سخت اسلام دشمن اور استدراجی طاقت رکھنے والے ہیں ان میں اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنا اور ان کے کفر و شرک کو توڑنا یہ کوئی معمولی کام نہیں تھا اس کے لیے دربارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتخاب ہوا۔

دنیا میں سب سے زیادہ اہم کام دلوں کی دنیا کو بدلنا ہے، آج کے مادی دور میں دیکھیے صرف دلوں کی دنیا کو بدلنے کے لیے کیسی کیسی ایجادات ہوئی ہیں، اور ہو رہی ہیں۔ میڈیا اور پریس کی ساری توانائیاں اسی کے لیے ہیں ٹی وی، وی سی آر، نیٹ ورک وغیرہ صرف دلوں کی دنیا کو بدلنے اور ذہن سازی کے لیے بنائے گئے ہیں۔ آج دنیا کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ ممالک ہوں یا متوسط یا اس سے کم درجے کے ممالک، سب کا ایک منشا ہے کہ ذہن سازی ہو، اور دلوں کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیں، آج کے مادی دنیا نے اپنے بنائے ہوئے ساز و سامان سے وہ نہیں کر سکی جو کام اولیاء کرام کی نگاہیں کر گئیں مادی دنیا کا وہاں تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔

خواجہ غریب نواز کا ہند میں ورود

خواجہ خواجگاں سلطان الہند خواجہ غریب نواز قدس سرہ کی ولادت پاک ۱۰۳۰ھ میں ہوئی۔ جید علماء و اصفیاء کا ملیں علوم

دنوں سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد اخلاق نبوی کا پیکر بن کر روحانی دنیا میں انقلاب برپا کرنے والی طاقت لے کر ۵۵ھ میں اولیاء کرام کے طریقے پر سیرانی الارض کے تحت سیر و سیاحت کا ارادہ فرمایا اور بغداد مقدس، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، نیشاپور، شام، کرمان، ہمدان، تبریز، خرقان، سمرقند، ہرات، رے، غزنی، ملتان، لاہور وغیرہ کا سفر فرمایا وہاں کامل علماء و اصفیاء کی زیارت کی اور ان حضرات کی صحبت بانیض سے استفادہ فرمایا اور ۸۶ھ میں ۳۹ رسال کی عمر شریف میں ہند کے شہر اجیر شریف جو خالص کفرستان تھا ورود فرمایا۔ آپ کا قیام ہند میں ۳ سالہ ہے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں ۳ سالہ عرصہ میں تمام مورخین سوانح نگاروں کے متفقہ ثبوت کی بنیاد پر کم سے کم نوے ۹۰ لاکھ غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام فرمایا، اختلافی روایات کئی ہیں، کسی نے ایک کروڑ سے زائد کہا۔ پھر بعضوں نے ۳ کروڑ بھی بتایا ہے۔ اختلافی روایات کو چھوڑ کر تمام مورخین اور سوانح نگاروں کے اتفاق پر کم سے کم نوے ۹۰ لاکھ غیر مسلموں کے اسلام میں داخل کرنے پر ہم بحث کرنا چاہتے ہیں۔

حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ دور اسلام اور مسلمانوں کے لیے بڑا رحمت بھرا دور تھا۔ آپ سے پہلے کفر و شرک، ظلم و تشدد، پورے شباب پر تھے۔ بظاہر اسلامیان ہند کے لیے کوئی مدد ادا نہیں تھا۔ لیکن خدائے تعالیٰ ان کی سرکوبی کے لیے کسی محبوب و مقبول بندے کو بھیج کر باطل قوتوں کو فنا فرما دیتا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ انہیں اللہ کے مقبول و محبوب بندوں نے ہندوستان جیسی سرزمین جو استدراجی قوتوں والے جو گیوں اور ظالم حکمرانوں کی سرزمین تھی، اس کو اولیاء کرام اپنی کشف و کرامات سے ان کی قوتوں کو ایسا توڑا ہے کہ آج بھی کفر و شرک لرزہ بر اندام ہے۔ آج بھی ظالم و جاہل غیر مسلم ان حضرات کے آستانوں پر لرزے کا نپتے حاضر ہوتے ہیں۔ اسی کے ساتھ ان حضرات نے اپنے اخلاق و کردار و تقویٰ و پاکبازی کو اس طرح پیش کیا کہ ہزاروں لاکھوں غیر مسلم اسلام کی دولت سے مالا مال ہو گئے۔

حضرت خواجہ کی حیرت انگیز قوت تسخیر

جب حضور غریب نواز قدس سرہ نے سرزمین اجیر مقدس میں ورود فرمایا آپ کے ساتھ بھی وہی معاملہ ہوا جو، ہر ولی کامل کے ساتھ ہوتا ہے۔ کفر و شرک پوری طاغوتی قوتوں کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ حضرت خواجہ کی کرامات اور اخلاق نے انہیں اسلام کی حقانیت کو تسلیم کر کے اسلام کی دولت لازوال سے مالا مال ہونے پر مجبور کیا۔ ہم حضرت خواجہ کی ہند میں انقلابی زندگی کی جھلک دکھاتے ہیں کہ آپ نے نوے ۹۰ لاکھ غیر مسلموں کو ایمان کی دولت سے مشرف فرمایا۔

۳ سالہ زندگی میں نوے ۹۰ لاکھ غیر مسلموں کو ایمان کی دولت سے مشرف کرنا یہ خود بہت بڑا حیرت انگیز کارنامہ ہے۔ ہند میں ۳ سالہ دور میں جو غیر مسلم ایمان کی دولت سے مشرف ہوئے ان کی تعداد کو سال اور مہینے اور دن میں تقسیم کر کے دیکھیے تو ایک سال میں ایک لاکھ نوے ہزار چار سو نو اسی اور ایک مہینے میں پندرہ ہزار نو سو ستاون اور ایک دن میں پانچ سو اکتیس غیر مسلم ایمان کی دولت سے مشرف ہوتے ہوئے نظر آئیں گے۔ دنیا نے ذہن سازی اور دلوں کی دنیا کو بدل دینے کو سب سے بڑا انقلاب تسلیم کیا ہے، حضرت خواجہ کا بہت بڑا روحانی انقلاب تھا کہ جو اسلام ہند کے چند جگہوں اور علاقوں ہی میں محدود تھا اس

اسلام کو ہندوستان گیر بنانے والی تنہا حضرت غریب نواز کی ذات ہے۔ آج جو مسلمان بھارت و پاکستان و بنگلہ دیش، سری لنکا اور برما، و جزائر، انڈومان وغیرہ میں نظر آتے ہیں، ان میں نوے فیصد سے زائد حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ پر ایمان لانے والوں کے آبا و اجداد کی اولاد ہے۔

حضرت خواجہ کا مشرب و مسلک

حضرت خواجہ خواجگان ولی الہند سلطان غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت و ارادت کو حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ میں سلسلہ چشت سے بیعت و ارادت سے جاری رکھا اور خود ایک عظیم سلسلہ کے بانی کہلائے۔ جو چشتیہ سلسلہ کے نام سے معروف ہے۔ سلسلہ قادریہ کے بعد سب سے بڑا سلسلہ یہی چشتیہ سلسلہ ہے۔

حضرت خواجہ کی زندگی پاک کو دیکھیے تو آپ کو زبردست انقلاب کی حامل شخصیت نظر آئے گی، ایک طرف غیر مسلم ظالم و جابر حکمرانوں سے نبرد آزما کی اور زبردست استدراجی قوتوں کے حامل جوگیوں کی طاغوتی قوتوں سے مقابلہ آرائی۔ اپنے کریمانہ اخلاق حمیدہ سے غیر مسلموں کو ایسا متاثر کرا کہ وہ اسلام کی حقانیت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ پھر اپنے پیران عظام کی جانب سے لائے ہوئے سلسلہ چشتیہ کی توسیع، خلفاء و مریدین کی جماعت کو اپنے بعد سلسلہ کی اشاعت اور اسلام کی تبلیغ کے لیے تیار کرنا، یہ ایسا انقلابی دور تھا کہ آپ کی ایک ایک ساعت ایک تحریک بن چکی تھی۔

مسلک حنفی کی اشاعت

حضرت خواجہ ہندوستان کی مذکورہ انقلابی تحریکوں کے ساتھ خاص طور پر مسلک حنفی کی اشاعت اور فرق باطلہ کا رد و ابطال خاص مقصد تھا۔ آپ مسلک حنفی تھے حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کے خاص مقلدین میں سے تھے۔ ہندوستان میں تشریف لانے کے بعد فقہ حنفی کی اشاعت کے ساتھ فقہ حنفی کی روشنی میں ہزاروں مسائل کے جوابات اور باطل عفت اند و نظریات کا رد و ابطال اور تصنیف و تالیف کا کام احسن طریقے سے انجام دیا۔

آپ دیکھیے، حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء اور پھر ان کے خلفاء پھر خلفاء کے خلفاء سب کے سب جید اولیاء کرام میں سے ہونے کیساتھ حنفی مسلک اور فقہ حنفی کی اشاعت کرنے والے حضرات گزرے ہیں۔ چنانچہ آپ دیکھیے، سلسلہ چشتیہ میں موجودہ دور تک سب کے سب حنفی مسلک والے ہی رہے۔

سلسلہ چشتیہ کے بزرگوں سے غیر منقسم ہندوستان جس کی سرحدیں سری لنکا، جزائر انڈومان سے لیکر برما تک، افغانستان سے لیکر ترکستان کی سرحد تک پھیلی ہوئی ہیں۔ دنیا کے اتنے بڑے وسیع علاقے میں نوے ۹۰ فی صد سے زائد آج بھی حنفی مسلک کے مقلدین نظر آتے ہیں۔ یہ سب سلسلہ چشتیہ کے بزرگوں کی چلائی ہوئی تحریک کا اثر ہے۔ (ہم اس سے انکار نہیں کرتے کہ ہند میں سلسلہ قادریہ کے بزرگوں نے بھی حنفی مسلک کی اشاعت میں کم خدمات انجام نہیں دی ہیں ان کی خدمات سے بھی کافی مسلک حنفیت کو تقویت پہنچی۔ خاص طور پر سرکاران مارہرہ مطہرہ اور گذشتہ صدی میں اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا کی

انقلابی تجدیدی خدمات کا تو زمانہ معترف ہے) اس کا ذکر مستقلاً ہم کسی شمارے میں کریں گے۔

حضرت خواجہ غریب نواز کا ایسا انقلابی دور تھا کہ آپ کی ایک ایک گھڑی ایک تحریک بن چکی تھی۔ آپ نے فرق باطلہ کی بھی خوب تردید فرمائی ہے خاص طور پر روافض و معتزلہ کی تردید میں آپ نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ معتزلہ و روافض کا فتنہ اس زمانے میں عروج پر تھا۔ آپ نے ان کے خلاف بھی بہت بڑا کام کیا ہے۔ پورے ہند کو ان کے ناپاک حملوں سے بچا کر اسلامیان ہند کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھا۔

آپ کے زمانے اور آپ کے بعد طویل عرصے تک اسلام اور دین و مسلک حنفیت کی پہچان مسلک خواجہ یا مسلک چشت کے نام سے معروف تھی۔ سلسلہ چشتیہ کے بزرگوں کے زمانے میں اسلام کے نام پر فرق باطلہ کے فتنوں کے مقابلے میں صحیح العقیدہ سنی حنفی مسلمان ہونے کے لیے جس نے صدق دل سے مسلک چشت کا حامل ہونے کا یقین دلایا، اسی کو سنی سمجھا جاتا تھا۔ اس وقت ایمان اور اسلام و حنفیت کی ساری نسبتیں حضرت خواجہ کی ذات بابرکات سے وابستہ ہو گئیں تھیں، جیسا کہ گذشتہ صدی میں قادیانیت، وہابیت، دیوبندیت، نیچریت وغیرہ مرتد و باطل فرقے جو اپنے آپ سنی اور حنفی کہتے ہیں، ان کے مقابلے میں دین و ایمان کی حفاظت کے لیے اور سچے پکے سنی حنفی کہلانے کے لیے عرب و عجم کے معتمد و مستند ہزاروں اکابر علماء اور لاکھوں خواص اور کروڑوں عوام اہلسنت نے مسلک اعلیٰ حضرت کے نام سے اپنے دین و ایمان کو محفوظ کر لیا۔

اسی طرح پچھلے دور میں حنفیت کے نام پر معتزلہ اور دیگر باطل عقائد و نظریات جو حنفیت کے نام پر اٹھے تھے جس کی سرکوبی حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ اور آپ کے خلفاء نے فرمائی، اس دور میں صحیح العقیدہ سنی حنفی کہلانے کے لیے چشتی سلسلہ معروف کیا گیا کہ جس سے اہلسنت کا تشخص برقرار رہے۔ پھر چشتیت کے نام پر بھی فرقہ مبایہ بلکہ روافض و معتزلہ بھی چشتیت کے نام پر دھوکہ دینے لگے۔ وہابیہ بھی اپنے آپ کو چشتی کہلا کر دھوکہ دینے لگے تو اس صورت میں صرف چشتی کہلانے یا سلسلہ چشتیہ سے وابستہ ہونے کا یقین دلانا سنی حنفی ہونے کے لیے کافی نہیں تھا۔ اس لیے کہ سلسلوں کے نام پر بھرپور طریقے سے باطل عقائد شذوذ و بدعات ساتھ پھیلائے گئے۔ اب صرف دین و ایمان کی حفاظت مسلک اعلیٰ حضرت سے وابستہ ہے۔

جس طرح دین و ایمان کی حفاظت پچھلی صدیوں میں بزرگان چشت کی ذوات سے وابستہ ہو گئی تھی اس طرح سوا سو سال سے دین و ایمان کی حفاظت مسلک اعلیٰ حضرت سے وابستہ ہو گئی ہے، ہر دور میں یہی ہوتا آیا ہے۔ ایمان اور اسلام اور دین کو کسی شخص سے یا جگہ کی نشانی قرار دے کر اپنی ذات کو اس کی طرف منسوب کرنے ہی میں اہل سنت نے نجات جانا ہے۔

حضرت خواجہ غریب نواز نے ایک ٹیم تیار کی

حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ نے مذہب حنفیت پر کام کرنے کے لیے اپنے خلفاء کی ایسی عظیم الشان فعال و انقلاب انگیز جماعت تیار کی، وہ جماعت زندگی بھر سلسلہ چشتیہ کی توسیع کے ساتھ ساتھ باطل و گمراہ فرقوں کے رد و ابطال اور مسلک حنفیت پر کام کرتی رہی۔ پھر ان حضرات کے خلفاء پھر ان کے بعد کی جماعت، سب کے سب نے مذہب امام اعظم رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی ایسی اشاعت کی کہ ان حضرات نے غیر منقسم ہندوستان میں تین حصوں سے زیادہ پر مذہب حنفیت کو استحکام بخشا۔ چونکہ مالا بار اور کیرلا اور دیگر ہند کے ساحلی علاقوں میں حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ سے پہلے اسلام آچکا تھا۔ ان علاقوں میں زیادہ تر عرب تجارت کی آمد ہوتی رہی۔ اور مذہب شافعی بھی آچکا تھا۔ ان علاقوں میں آج بھی مذہب شافعی رائج ہے۔ کیرلا، مالا بار اور کوکن وغیرہ کے علاقے حضرت خواجہ اور آپ کے سلسلہ کے مشائخ نے ان علاقوں کو چھوڑ کر پورے ہندوستان میں مذہب حنفیت کو پھیلایا۔

مشائخ چشت نے اپنے سلسلہ کی اشاعت ہی میں فرق باطلہ کا رد و ابطال کے ساتھ مذہب امام اعظم کا فروغ لازمی قرار دیا۔ چنانچہ مشائخ چشت میں حضرت خواجہ دکن خواجہ بندہ نواز گیسو دراز (گلبرگہ شریف) اور تارک السلطنت حضرت سید شاہ مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی قدس سرہ مشائخ چشت میں کثیر التصانیف اولیائے کرام میں سے ہیں۔ آپ حضرات نے حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ کی طرف سے لائے ہوئے مشن پر قائم رہ کر سلسلہ چشتیہ کے ساتھ باطل فرقوں کے رد و ابطال اور مذہب امام اعظم قدس سرہ کی اشاعت کو اپنا فرض اولین سمجھا۔ ان حضرات کی کتب کا مطالعہ کیجیے تو معلوم ہوگا کہ ان حضرات نے دین کی کتنی بڑی خدمت کی ہے۔

حضرت خواجہ دکن خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ

بزرگان چشت میں سے ہیں، حضرت خواجہ دکن خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتب میں روافض و معتزلہ کا خاص طور سے رد و ابطال کیا ہے۔ لیکن موجودہ دور میں جو کتب حضرت خواجہ کے نام سے شائع کی جا رہی ہیں ان کے پڑھنے کے بعد آپ کے تفضیلی ہونے کا شبہ ہوتا ہے، اس کو لے کر وہابیہ دیوبندیہ نے خوب شور مچایا، آپ کے خلاف بہت کچھ لکھا، حضرت خواجہ بندہ نواز کے موجودہ خانوادہ کے چند لوگ جو مائل بہ روافض ہو چکے یا پکے تفضیلی ہیں، وہ حضرت خواجہ کو تفضیلی ثابت کرنے پر زور دے رہے ہیں۔ (معاذ اللہ)

حضرت خواجہ کے ملفوظات ”جوامع الکلم“ موضوع بحث بنے ہوئے ہیں ”جوامع الکلم“ جو بہت پہلے حکومت نظام کے زمانے میں محمد معشوق حسین خاں تعلقدار (کلکٹر) گلبرگہ شریف کے عہدہ تعلقداری میں جو کتب شائع ہوئیں وہ صحیح نسخے ہیں۔ چونکہ کسی مسئلہ میں شاہ دکن نظام حیدر آباد نے اپنے جبر و تشدد کو سابق سجادہ صاحب کی معزولی کی شکل میں ظاہر کیا ہے۔ اس وقت کے لوگ اچھی طرح سے اس واقعہ کو جانتے ہیں، بلکہ ابھی تک معمر لوگ پچھلے سجادہ صاحب کے معزول کی عرفیت سے جانتے ہیں۔ اس وقت درگاہ اور اس کے متعلقات براہ راست تعلقدار (کلکٹر) گلبرگہ کی نگرانی میں آ گئے تھے۔ تعلقدار گلبرگہ کے زمانے اقتدار میں حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کی قلمی کتب کی اشاعت کے لیے حافظ محمد حامد صاحب صدیقی لکچر عثمانیہ کالج گلبرگہ کے دل میں خیال پیدا ہوا۔ جس میں خود محمد حامد صاحب صدیقی لکھتے ہیں:

”حسن اتفاق یہ ہوا کہ بسلسلہ ملازمت سرکاری ۳۸ء گلبرگہ شریف پر متبادل ہو کر آستانہ عالیہ کی زیارت کے لیے

حاضر ہوا اور بفضلہ تعالیٰ مسلسل حاضری کا شرف حاصل ہوتا رہا تو کچھ درگاہ مبارک کی حاضری اور کچھ محب محترم و معظم حضرت مولانا الحاج مولوی معشوق حسین خان صاحب الملقب بہ نواب معشوق یار جنگ سابق اول تعلقہ دار ضلع گلبرگہ شریف حال زانہ ناظم عطیات ملک سرکار عالی کی تحریک و ترغیب سے یہ خیال پیدا ہوا کہ قطب الارشاد حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات ”جوامع الکلم“ عوام و خواص کے استفادہ کے لیے شائع کیے جائیں، اور اس تحریک کی عملی تائید عالی جناب معالیٰ الالقباق حافظ محمد یسین صاحب الخطاب بہ نواب یسین یار جنگ بہادر سابق صوبیدار صوبہ گلبرگہ شریف حال معتمد صرف خاص مبارک نے فرمائی۔“

پھر صاحب مرتب ”جوامع الکلم“ آگے لکھتے ہیں:

چونکہ اس کتاب کے بہت کم نسخے موجود ہیں اور جو نسخے جہاں جہاں موجود ہیں وہ تقریباً دو تین ہی نسخوں کی نقل ہیں، اور اب امتداد زمانہ سے یہ بھی نیست و نابود ہو گیا ہوتا جا رہا ہے اس لیے اس کی تصحیح کرنا اور متعدد نسخوں کا جمع کرنا بہت ہی مشکل کام تھا لیکن خداوند تعالیٰ کے فضل و کرام سے آہستہ آہستہ متعدد نسخے بھی جمع ہو گئے اور کتاب کی تصحیح کا کام بھی شروع ہو گیا۔ مطالعہ سے معلوم ہوا کہ تمام نسخے بے شمار اور بے تعدا و غلطیوں سے لبریز ہیں اور بعض مقامات پر بعض مضامین الحاقی بھی معلوم ہوتے تھے جن کی حقیقت تمام نسخوں کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے بے نقاب ہوئی، الخ

(عرض حال ”جوامع الکلم“ دوسرا تیسرا صفحہ)

مرتب ”جوامع الکلم“ کے مذکورہ عرض حال، سے معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ بندہ نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات کے نسخوں میں پہلے ہی الحاق کیا گیا، صحیح نسخوں کو جمع کر کے پھر شائع کرنے میں بہت دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ درگاہ معلیٰ اور اس کے املاک اور کتب خانے پر حکومت نظام کے اعلیٰ احکام نے اپنے قبضے میں لے رکھا تھا، تبھی تو درگاہ شریف کا کتب خانہ خاص حکام کے قبضہ میں آیا۔ صحیح نسخوں کو تلاش کر کے شائع کرنے والے کوئی معمولی شخصیات نہیں تھیں، حکومت کے با اختیار اعلیٰ حکام تھے۔

ان ملفوظات بندہ نواز میں ہمیں دیکھنا ہے کہ کہیں ایسی عبارت تو نہیں ہے کہ جس سے حضرت خواجہ پر تفضیلی ہونے کا الزام ہو، حاشا کہ حضرت خواجہ کا دامن مقدس اس سے پاک ہے، بحمدہ تعالیٰ، اس وقت کے صحیح نسخے جو حکومت نظام کے اعلیٰ عہدیداران کی نگرانی میں شائع ہوئے، ہمارے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ ہم بہت جلد حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کی کتب پر کام کریں گے اور اہل علم کو دکھائیں گے کہ حضرت خواجہ نے فرق باطلہ خاص طور سے رفض و خروج اور معتزلہ کا کس طرح رد و ابطال کر کے مسلک حنفی کی کس قوت سے خدمت انجام دی ہے۔

حضرت بندہ نواز حنفی المسلک تھے

حضرت خواجہ بندہ نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے چلائی گئی حنفی مسلک کی اشاعت کی

ایک کڑی ہیں آپ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک کے پیرو تھے چنانچہ ”جوامع الکلم“ میں حاجیہ ارشاد فرمایا کہ میں متعدد مرتبہ نہایت وثوق اور تاکید سے بیان کر چکا ہوں اور میرا عقیدہ راسخ یہ ہے کہ افضل صحابہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق اور آپ کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی اور آپ کے بعد حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ آپ سلسلہ چشت کی اشاعت کے ساتھ تصوف کی بحر عمیق میں غرق رہنے کی باجوہ شریعت مطہرہ پر سختی سے عامل تھے۔ عشق حقیقی کے جلوؤں میں کھوجانے کے باوجود شریعت کا التزام رکھتے تھے۔

آپ نے اپنی کتاب ”آداب المریدین“ میں صاف صاف ارشاد فرمایا ہے کہ:

”میں حنفی ہوں“ فقہ حنفی کی پابندی کرتا ہوں:

نیز آپ نے حضرت امام اعظم قدس سرہ کی خوبیاں احسن طریقے سے فرمائی ہیں اور آپ حضرت امام اعظم کا نام نہایت ادب و احترام سے لیتے تھے، میں بطور ثبوت ”جوامع الکلم“ سے حوالہ پیش کر کے اصل مقصود یعنی حضرت خواجہ ہندوستان کے ذکر پاک کی طرف آ رہا ہوں، حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز فرماتے ہیں:

لنحتے سخنے در فضیلت اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افتاد فرمودند مردم بسیار در باب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بالفت کنند گویند بنی گویند، خدا گویند بسیار طوالیف اند، غرابیہ، نصیریہ، صابیہ، براقنیہ، روافضہ، ومجہبی است ذکر آنا طوالتے دارو، امام مذہب حق اینست کہ امیر المومنین ابو بکر افضل صحابہ و بعد ادم و بعد عثمان و بعد علی رضی اللہ عنہم و کل صحابہ و اولیاء خدا بر حق اند۔ (جوامع الکلم ص ۱۰)

اس کے بعد بھی حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی بد بخت حرمان نصیب تفضیلی ہونے یا مائل بہ شیعیت ہونے کا الزام لگائے گا؟ پھر آگے ارشاد فرماتے ہیں: بعد از تاکید بسوگند اغلط و شداد کہ عقیدہ من بدل راست اینست کہ افضل صحابہ ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم۔ (ص ۲۰)

حضرت خواجہ گیسو دراز ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

خلافت برد و نوع است خلافت کبریٰ و خلافت صغریٰ، خلافت کبریٰ خلافت باطنی است و خلافت صغریٰ مخصوص با امیر المومنین بود، باجماع امت و خلافت صغریٰ میان امت مختلف فیہ است، سنیان باجماع راست، شیعہ و روافض باصناف و بانواع خویش گویند علی راست، اما صحیح آنست بروا جماع شد ابو بکر راست بعد ادم و بعد عثمان و بعد علی رضی اللہ عنہم۔ (ص ۹۹)

مذکورہ بالا حوالے کے بعد بات صاف ہو چکی کہ اکابر چشت قدس سرہم پر تفضیلیت یا مائل بہ رفض ہونے پر ایک مہم چلائی جا رہی ہے۔ بزرگان چشت کا دامن تفضیلیت اور مائل بہ رفض ہونے سے پاک و صاف ہے۔ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتب کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ آپ نے رفض و خروج اور معتزلہ وغیرہ کے باطل عقائد و نظریات کے خلاف کس شد و مد کے ساتھ کام کیا ہے اور مسلک امام اعظم کو کس مستعدی اور جانبازی سے پھیلا یا اور اس وقت اہلسنت کی پہچان ہی مسلک بندہ نوازی سے معروف ہو گئی تھی۔

اس سے مراد کوئی نیا دین و نیا مسلک مراد نہیں لیا جاتا تھا اس سے وہی مذہب اعظم اور مسلک اہلسنت مراد تھا۔ پھر اس کے بعد انہیں کے چاہنے والے اور ماننے والے حضرت خواجہ گیسو دراز کا نام لے کر آپ پر تفصیلت کا الزام لگا کر اپنے غلط نظریات و افکار پھیلانے لگے، یہ اصطلاحی عرفیت بدل گئی صحیح دین و مذہب و مسلک کی شناخت کے لیے نسبت بدل گئی۔

حضور مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

یہی حال حضور تارک السلطنت سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ آپ بھی حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے چلائی گئی دینی تحریک جو کفار و مشرکین کی قوت استدراجی کی سرکوبی اور باطل عقائد و نظریات کا رد و ابطال خاص طور پر روافض و معتزلہ کی تردید اور خفی مسلک کی توسیع پر تقریر یا اپنی ایک سو دس سالہ حیات مبارکہ میں تقریباً اسی سال دین حنفیت کی حفاظت مسلک امام اعظم کی صیانت اور فرق باطل رد و ابطال میں گزرا۔

آپ کثیر التصانیف چشتی بزرگ گزرے ہیں، دنیا کی مختلف زبانوں میں رسالے تصنیف فرمائے۔ یقیناً آپ کی تمام تصانیف امداد زمانہ کی شکار ہو گئیں، آپ کا نام لے کر دولت حاصل کرنے والے اشرفی پیر سوائے لفاظی اور تقریر کے کچھ نہیں کیا۔ اور حضور مخدوم پاک کا نام مبارک بھی دھونس جمانے، قوم میں اپنے جھوٹے وقار اور دبے کو قائم رکھنے کے لیے استعمال کیا۔ غرور و نخوت کے مجسم بن کر غیر سادات علماء کی تحقیر و تذلیل اپنا پیشہ بنالیا۔ اس پوری ٹیم نے بڑی جستجو اور محنت کر کے لطائف اشرفی کا اصل نسخہ جو حضور کے خلیفہ خاص حضرت ملک نمود کے خاندان والوں کے پاس تھا کسی بھی طرح حاصل کر کے تحریف و تبدیلی کے ساتھ بارہویں صدی ہجری میں شائع کر دیا سوائے اس کے حضور مخدوم پاک کی تصانیف کے سلسلہ میں کوئی کام نہیں کیا بلکہ حضرت مخدوم پاک کی تصنیف کا ایک نسخہ بھی باقی نہیں رکھا۔

میرا چیلنج ہے حضور مخدوم پاک کے نام پر دولت کے انبار لگانے والے کچھ چھوی آپ کی تصنیف کا ایک صحیح نسخہ لا کر شائع کر کے دکھائیں، خالی دامن خالی ہاتھ کیا دیں گے۔ ان کے پاس حضور مخدوم پاک کا نام رہ گیا ہے، اس کے علاوہ ان کے پاس صرف فن تقریر ہے وہ بھی خود کو زندہ رکھنے اور دولت جمع کرنے کے لیے۔ اگر ان کے پاس لفاظی اور فن تقریر ختم ہو جائے تو ان کو سوائے بھوکے مرنے کے اور کچھ نہیں، ان کے پاس حضور مخدوم پاک کی جھوٹی نسبت اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا نام لے کر دولت کمانے کے اور کچھ نہیں ہے۔

شاہان وقت، حاکمان زمانہ کی عطا کی ہوئی جاگیریں، صحیح النسب سادات کی خدمت میں یہ لوگ جاگیریں اور فتوحات عطا کرتے تھے، وہ تو ہے نہیں ان کے پاس خود کا اپنا یا ہوا فن تقریر ہی ہے اس کے علاوہ میدان خالی ہے۔ پندار، غرور و نخوت، تکبر، صاحبان علم کی تحقیر و تذلیل وغیرہ یہی چیزیں رہ گئیں ہیں، اگر کوئی ان کے غرور و تعلیٰ، فخر دانا کو دیکھتا چاہے تو ان کی محفلوں میں جا کر دیکھیے سوائے اپنے آپ کو زمانے بھر میں باعزت و باکرامات ہونے کا دعویٰ کرنے کے اور کچھ نہیں ملے گا۔

حضور مخدوم پاک نے بھی مشائخ چشت کی طرح مذہب امام اعظم کی خوب خدمت کی اور فرق باطلہ کا بھرپور رد و ابطلال فرمایا، مشائخ چشت کے بارے میں یہ مشہور کر رکھا ہے کہ یہ حضرات تفصیلی تھے یا معاذ اللہ، شیعہ تھے، اکابر چشت پر یہ بدترین الزام ہے۔

انگریز حکومت میں دین اسلام پر حملوں کی بوچھاڑ

ہم نے حضور سیدنا خواجہ خواجگان سلطان الہند غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انقلابی و روحانی تحریک پر مختصر روشنی ڈالی اور آپ نے اپنے بعد اپنے خلفاء شاگردوں کے ذریعہ مذہب اسلام کو تقویت عطا کی اور مسلک امام اعظم پر جو کام کیا وہ ظاہر ہے۔ جو حکومت کی سربراہ میں نہیں ہو سکتا تھا۔ تنہا ایک ذات نے انجام دیا۔ چشتیہ سلسلہ اور اس کی شاخوں سے پھیلے ہوئے سلاسل سے جہاں روحانیت کی دنیا میں انقلاب برپا ہوا، وہیں دین اسلام کو جو قوت و طاقت ملی اس کی تفصیل بیان کرنا بہت مشکل امر ہے، بہر صورت۔ ان سلاسل سے جو مذہب حنفیت کی توسیع کے ساتھ کفار و مشرکین و مرتدین کی تردید کا جو کام ہو وہ بھی ظاہر ہے۔ ایک زمانہ ایسا بھی آیا جب سلطنت مغلیہ شوکت و سطوت کے ساتھ قائم تھی اس وقت دین اسلام کے نام پر سوائے روافض کے اور کوئی بڑا فتنہ عالم وجود میں نہیں آیا تھا۔ حکمران سمیت پورا ہندوستان خالص سنی حنفی صحیح العقیدہ مسلمانوں سے بھرا ہوا تھا پھر سلطنت مغلیہ کا زوال شروع ہوا۔ مسلمان طرح طرح کے مصائب و آلام میں گرفتار ہو گیا، جب انگریزوں کا مکمل قبضہ ہو گیا۔ اس نے جان لیا کہ پورا ہندوستان سنی حنفی راسخ الاعتقاد مسلمانوں سے بھرا ہوا تھا۔ جب ملک ہند میں نظر دوڑائی تو اسے یقین ہو گیا کہ ہماری حکومت کو مستحکم کرنے کے لیے ہندوستان کے صحیح العقیدہ سنی حنفی مسلمانوں کے اندر پھوٹ ڈالنا ضروری ہے۔ تاکہ ان کا شیرازہ بکھر جائے تو اس نے دیکھا کہ ہندوستان میں دو علماء کا سکہ چل رہا ہے ایک حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی اور ایک ولی اللہ خاندان کے وارث و جانشین علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا۔

اول الذکر شخصیت پہلے ہی انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ صادر کر چکی تھی۔ وہ ہاتھ آنے والے نہیں تھے۔ دوسری ذات کے خاندان کا ایسا بدبہ ہے کہ حکومت مغلیہ سمیت پورے ہندوستان میں اس خاندان کی علمی دھاگ بیٹھی ہوئی ہے، تو اس نے شاہ عبدالعزیز صاحب کے خاندان پر جب نظر دوڑائی تو اس خاندان میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے بھائی عبدالغنی صاحب کا لڑکا مولوی اسماعیل دہلوی جو شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کا متنبہ تھا، جو بچپن ہی سے شریعہ اور ضدی، بڑوں کا گستاخ و بے ادب واقع ہوا تھا، اس پر ڈورے ڈالے گئے، آخر کار انگریز اس میں کامیاب ہو گیا۔

مولوی اسماعیل دہلوی کو کہیں سے ابن عبدالوہاب نجدی کی کتاب ”کتاب التوحید“ ملی اس کو بہت پسند آئی۔ مولوی اسماعیل دہلوی نے ”کتاب التوحید“ کا چرچہ ”تقویۃ الایمان“ میں اتار دیا۔ اس میں ان تمام امور و مراسم و معمولات امت کو جو شروع دور سے چلے آ رہے تھے، ان تمام کو ناجائز و شرک و بدعت بتایا۔ خاص طور پر حضور خواجہ غریب نواز اور آپ کے خلفاء اور اس زمانے تک کے تمام چشتیہ سلسلے کے اکابر چشت نے مسلک حنفیت کو جو طاقت و قوت بخشی تھی آپ ہی کے ذریعہ ایک ملک ہند میں

اسی کام ملا تھا اس کو کمزور کرنے اور اسے منتشر کرنے کے لیے عدم تقلید کی زوردار ہوا چلائی۔ آمین بالجبر اور عدم تقلید کا فتنہ برپا کیا۔ اب کیا تھا تمام معمولات اہلسنت جو دور صحابہ سے لے کر اس زمانے تک چلے آ رہے تھے، سب کو شرک و بدعت لکھ مارا اور عدم تقلید کی شورش برپا کی، گھر گھر، گاؤں گاؤں شہر شہر پر اختلاف کی آگ پھیل گئی۔ چنانچہ کتاب ”ارواحِ ثلاثہ“ کے ص ۸۰ و ۸۱ میں مذکور ہے: ”میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ الفاظ ذرا تیز بھی آ گئے ہیں (یعنی انبیاء و اولیاء کی بارگاہوں میں گستاخیاں کی گئی ہیں) اور بعض جگہ تشدد بھی پیدا ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو شرک جلی (یعنی جسکے کرنے سے مسلمان کافر و مرتد ہو جاتا ہے) ان کو شرک خفی لکھ دیا گیا یعنی جس کے ارتکاب سے مسلمان ایمان سے خارج نہیں ہوتا) اور ان سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی مگر توقع ہے کہ لوگ لڑ بھڑ کر ٹھیک ہو جائیں گے۔“ (ارواحِ ثلاثہ ص ۸۰ و ۸۱)

ہندوستان کے ایمانی و دینی سنی و حنفی شیرازے کو بانی و ہایت سے کس طرح منتشر کر دیا پورے ہندوستان میں اختلاف کی آگ بھڑک اٹھی۔ عدم تقلید اور آمین بالجبر اور معمولات امت کے کفر و شرک ہونے پر جو اسماعیلی تحریک چلی اس کے خلاف گھر گھر جھگڑے ہونے لگے۔ پھر اس کے بعد ہر کہ آمد بر آں مزید کرد کے تحت جو بھی آیا بد عقیدگی اور اختلاف و انتشار کو اور بڑھا دیا۔

مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی ظلیل احمد امین شہوی، مولوی اشرف علی تھانوی کی گستاخانہ و فتنہ انگیز کتب کی اشاعت نے بد عقیدگی اور انتشار کو اور بڑھا دیا۔ پھر اسی میں حضور اکرم ﷺ جیسا پیدا ہونا ممکن ہونے کا فتنہ اور ختم نبوت کا انکار اور قادیانیت کے دعوے نبوت کا فتنہ اور نیچریت کا الحادی فتنہ ان کے علاوہ درجنوں نئے نئے عقائد فاسدہ کے فتنے برپا کیے گئے، ہندوستان کو شدید فتنوں کا مرکز بنا دیا گیا، جو دینی تحریک حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دین اسلام کو غلبہ و قوت دینے اور مذہب حنفی کے فروغ کے لیے چلائی تھی جس کی وجہ سے ہندوستان میں نوے ۹۰ فیصد سے زائد صحیح العقیدہ سنی حنفی مسلمان آباد تھے انہیں کے دین و ایمان اور مذہب حنفیت کے اندر خطرات پیدا ہو گئے۔

حضرت غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید و حمایت لیکر حضرت خواجہ ہند کے ذریعہ پھیلا دیا، جس کی وسعتیں پورے ہند کو گھیرے ہوئے تھی، انہیں اسلامیان ہند کے دین و ایمان پر خطرے پیدا ہونے کی وجہ سے درجنوں فتنوں کے خلاف تنہا اعلیٰ حضرت کی ذات، ایمان و عقیدے کو محفوظ رکھنے اور حضرت خواجہ کے دین کی حفاظت کے لیے کھڑے ہو گئے۔ اگر حضرت خواجہ غریب نواز اور آپ کے خلفاء نے کروڑوں غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کر کے دین کو قوت بخشی اور انہیں سنی حنفی مسلمانوں کے دین و ایمان کے لوٹنے کے لیے وہابیت، نیچریت، دیوبندیت وغیرہ کے فتنے اٹھائے تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے کروڑوں سنی حنفی مسلمانوں کو کافر و مرتد ہونے سے بچا کر دین اسلام پر قائم رکھ کر حضرت سیدنا غوث پاک و حضرت سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہما کے نائب مطلق بن کر دین اسلام و مذہب حنفیت کی لاج رکھی۔ آج ہندو پاک و بنگلہ دیش وغیرہ میں

اسلام اور سنیت و حنفیت پوری قوت کے ساتھ جلو گر ہے یہ صدقہ ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ کا۔

شدھی تحریک اور شہزادہ اعلیٰ حضرت اور خلفاء اعلیٰ حضرت

ہندوستان میں انگریزوں کے مضبوط ہونے کے بعد، انگریزوں کو اور خود یہاں کے مشرکین کو اسلام اور مسلمانوں کو کمزور کرنے بلکہ فنا کرنے کی سوجھی۔ اس کے لیے مختلف تحریکیں چلائی گئیں، ان میں سے ایک تحریک شدھی تحریک ہے یعنی مشرکوں کے نزدیک جو مسلمان ہند میں آباد ہیں ان کے آباؤ اجداد پہلے ہندو ہی تھے پھر انہیں پاک کر کے پرانے مذہب کی طرف واپس لے آنے کی تحریک، یہ تحریک اس قدر زور و شور سے چلائی گئی کہ بظاہر مسلمانوں کو اسلام پر قائم رہنا مشکل نظر آتا تھا۔

ایسے سنگین موقع پر اسلام کی حفاظت کے لیے اللہ نے شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند اور حضرت شیر پیشہ اہلسنت، حضرت صدالافاضل کو پیدا فرمایا۔ مسلمانوں کو مرتد بنانے کی ہندو تحریک شدھی کے خلاف ہر قسم کی قربانی پیش کی یہ تحریک خواجہ ہند کے مرکز ولایت راجستھان ہی سے چلی تھی جو پنجاب تک پہنچی تھی۔ ہمارے بزرگوں کی محنت شاقہ سے پھر اسلام کو غلبہ ملا۔ حضور مفتی اعظم ہند، حضرت شیر پیشہ اہلسنت علامہ مولانا حشمت علی خاں صاحب اور دیگر علماء اہلسنت نے کروڑوں مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچا لیا اور ہزاروں غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام فرمایا۔ خواجہ ہند کے لائے ہوئے دین اور مسلک حنفیت کی لاج رکھ لی۔

ماہنامہ سنی آواز مارچ اپریل ۲۰۱۵ء

نجیب الطرفین سادات میں سادات مارہرہ مطہرہ کا مقام

ہندوستان میں پاک باز نجیب الطرفین سادات کی کمی نہیں ہے۔ کیسے کیسے صحیح النسب سادات اولیاء کرام ہند میں جلوہ گر ہوتے رہے، آج ان اعلیٰ خاندانوں کی اولاد نے انہیں پر فخر و ناز کر کے ”پدرم سلطان بود“ کے نشے میں چور ہو کر علماء کرام و صاحبان علم و شرف کی تحقیر و تذلیل کا بیڑہ اٹھا رکھا ہے۔ پچھلی چند صدیوں پر نظر ڈالیے، کیسے کیسے علم و عمل میں کامل اور حسب و نسب میں طیب و طاہر سادات کرام نے ہند میں ورود فرما کر ہندوستان کے چپے چپے کو رونق بخشی دین پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صیانت و شریعت اسلامیہ کی حفاظت میں مصروف رہے، اس پر گفتگو کی جائے تو ہزاروں صفحات بھی ناکافی ہوں گے۔

ہم اس وقت صرف سادات و مشائخ مارہرہ مطہرہ پر مختصر گفتگو کریں گے کہ یہ خاندان اہلسنت میں دل کی دھڑکن کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیوں نہ ہو، اس خاندان میں ایک مجدد و وقت جو قطب الارشاد ہوتا ہے کہ وہ زمانے کے تمام کالمین پر نظر رکھتا ہے۔ اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے زمانے بھر کے کالمین و واصلین پر نگاہیں دوڑا کر بصیرت قلبی سے ملاحظہ فرمایا تو ان میں مارہرہ مطہرہ کے واصلین منفرد و اعلیٰ مقام پر جلوہ گر نظر آئے۔ پھر مجدد و وقت کے عقائد اسلامیہ اور شریعت مصطفوی کی حفاظت کرنے والے دست کرم کو کامل الواصلین سید شاہ آل رسول مارہروی کے دست کامل میں دیکر غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پیر کامل کے فیوض و برکات حاصل فرما کر خود بھی زمانے میں منفرد مقام پر فائز ہو گئے۔

اب اس بابرکت خاندان مقدس کے چند بزرگوں کے وصایا پیش کیے جاتے ہیں جن سے اندازہ ہوگا کہ یہ حضرات صرف ”پدرم سلطان بود“ کے نشے میں پڑے ہوئے نہیں تھے بلکہ ان میں سے ہر بزرگ اپنے وقت کا شریعت و طریقت میں کامل اور دین مصطفیٰ کا محافظ، اقلیم دین متین کا تاجدار تھا۔ اس خاندان کے ہر بزرگ نے اپنے ہی خاندان والوں اور عام مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت کا سامان مہیا فرماتا رہا۔ اس سلسلے کے وہ مورث اعلیٰ جن کی طرف نسبت کر کے سلسلہ برکات یہ معروف ہو گیا یعنی سلطان الکالمین سید شاہ برکت اللہ قدس سرہ العزیز اپنے وصایا میں فرماتے ہیں:

”اِس چند نصائح نوشتہ شدہ براں عمل نمائند و اِس رسالہ را ہموار با خود دارند باید کہ مشغول بیا و الہی باشند و یہ کتب فقہ و سلوک الفت نمایند و از مقام خود با جنبش نکنند و بخانہ مخلوق و مردم دنیا نروند و بزیارت قبور و بدیدن عالمے کہ دے داشته باشند و یا آنکہ ظاہر او بدین و دیانت آراستہ البتہ البتہ روند و بدین اور اس سادات کونین دانند و بیچ کاروے مطبے بحاکم و بکے رجوع نکنند کہ سازندہ کار با کار ساز است۔ (بہترین کملا کی وصیتیں ص ۳)

ترجمہ: یہ چند نصیحتیں لکھی جاتی ہیں، ان پر عمل کریں اور اس رسالہ کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھیں چاہیے کہ ہمیشہ یا دالہی میں مشغول رہیں اور فقہ و سلوک کی کتابوں سے الفت رکھیں اور دنیا داروں کے گھروں پر نہ جائیں، اور زیارت قبور اور اس عالم کی زیارت کے لیے جو صاحب دل ہو یا اس کا ظاہر دین و دیانت سے آراستہ ہو، ضرور ضرور جائیں اور اس کی زیارت کو سعادت کو نین جائیں، اور کسی کام اور کسی مطالب کے لیے کسی حاکم وغیرہ سے رجوع نہ کریں کہ کاموں کا بنانے والا کار ساز حقیقی ہے۔

مذکورہ بالا نصائح میں غور فرمائیے تو ان میں دنیا و آخرت کی بھلائی صاف نظر آ رہی ہے۔ جب ایک راہ سلوک کا راہی ہر وقت ایک پیر کامل کی نگاہ کرم سے شیطان و نفس کے مکر و فریب سے بچ کر یاد الہی میں مشغول رہے گا اس کا دل اتنا مصفا ہو جائے گا کہ وہ دل آماجگاہ تجلیات ربانیہ بن جائے گا، اور اس پر ہی اکتفا نہ کرے بلکہ کتب فقہ اور سلوک کی کتب سے شغف رکھے، علوم فقہ ہی اصل ہے اس لیے ایک کامل نے یاد الہی میں مشغولیت کے بعد اسی کو ترجیح دی۔ یہ علوم قرآن و حدیث اصول و عقائد وغیرہ کا بے نظیر عطر مجموعہ ہے اور اس پر سلوک کی کتب علوم معرفت والے کے لیے حرز جاں ہے اس سے اس کی الفت اس کو کیا سے کیا بنا دے گی۔

دنیا دار، چاہے وہ حکومتوں کا مالک ہو۔ یا خزانے و دولت کے مالک یا دنیاوی جاہ و شتم سطوت و شوکت والے ہوں، ان سے کنارہ کشی اور لاتعلقی کا ملین کا وطیرہ رہا ہے، اسی کی حضرت سیدنا شاہ برکت اللہ اپنے ماننے والوں کو نصیحت فرما رہے ہیں۔ اپنے پیران سلسلہ کے نصائح پر حضور مفتی اعظم ہند بریلوی قدس سرہ بدرجہ اتم فائز نظر آتے ہیں۔

آپ ہندوستان کی زبردست شوکت و جبر و تشدد کی بلکہ اندرا گاندھی کے دور کو دیکھیے جب وہ حضور مفتی اعظم ہند سے ملنے بریلی آئی تو کس درجہ حقارت سے اس سے بے اعتنائی فرمائی اور صدر جمہوریہ ہند مسٹر فخر الدین ملنے آئے تو اس کو کس حقارت و بے توجہی سے، ایمر جنسی کے مظالم یعنی نس بندی پر تحدید و تنبیہ فرمائی کہ جس پر وہ لرز اٹھے۔ بہر صورت سرکار اعلیٰ حضرت و شہزادگان اعلیٰ حضرت اپنے پیران عظام کے نصائح پر ہر وقت عمل پیرا نظر آتے ہیں۔

زیارت قبور میں کئی فائدے ہیں کہ ہر وقت موت کا یقین قائم رہتا ہے کہ مجھے مرنا ہے اور اسی جگہ آنا ہے یہی تصور گناہوں کو ایسا کھاتا ہے جیسے زنگ لوہے کو۔ اور ان میں کاملین ہوں تو ان کی توجہ خاص زائر کو کیا سے کیا بنا دے گی، بے شمار فوائد ہیں اسی لیے زیارت قبور کی تاکید کی گئی ہے اور خاص طور پر عالم دین کی زیارت کو جانے کے حکم میں کئی رموز ہیں۔ کہ جو عالم دین ہوگا یقیناً وہ وارث علوم مصطفیٰ ہوگا۔ نبوی علوم کی نسبت نسب کی نسبت سے اہم ہے اس لیے علماء کی زیارت اور ان کی صحبت کو لازم جائیں۔ لیکن آج کے سادات کے خاندان سے وابستہ لوگ جو شریعت کے احکام سے دور رہ کر خاندانی نسبت کی وجہ سے علماء پیرا نظر آتے ہیں اس لیے کہ علماء شریعت کے احکام بتائیں گے ہمارا ظاہری کردار شریعت سے دور ہے اس لیے ان حضرات سے تنفر ان کا نفسانی حق ہے خود بھی علماء سے دور رہیں گے اور اپنے ماننے والوں کو بھی دور رکھیں گے۔

لیکن مارہرہ مطہرہ کے سادات عام نے شرع سادات سے منفرد ہیں اور دین و شریعت و طریقت کے ساتھ ہیں ان کے پاس اصل جو ہر ہے اس لیے اپنے ماننے والوں کو صاحبان علم و تقویٰ کی زیارت کے لیے جانے کی تاکید فرماتے ہیں۔ وہ عالم دین جو دین و تقویٰ و دیانت سے آراستہ ہو اس کی زیارت کی تاکید فرماتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ نیاوی حکام سے بے رغبتی کی بھی تعلیم دی جاتی ہے۔ ایک منصب دینی کا اہم مہمہ ہے یہاں تک کہ انسان اپنی مہمات میں دنیاوی حکام سے سبید رکھے کہ میرے یہ کام بنادیں گے۔ یہ سلوک اور علوم و عرفان پر فائز مرد کامل کے لیے سخت معیوب ہے۔

اس لیے فرماتے ہیں ”کسی مطلب کے لیے کسی حاکم و غیرہ سے رجوع نہ کریں دنیا کی لذت سے محروم نہ ہو جائیں وقت سے کنارہ کش ہو کر کارساز حقیقی خدائے قدوس کی طرف دل لگائے“ یہ وہ نصائح ہیں جن پر ایک سیدنا و مہتمم ہیں جو جانے تو روزمانے میں کامل ہو جائے۔ سادات و مشائخ مارہرہ مطہرہ کے نصائح ایسی ہی دنیا و آخرت کی صلاح و اصلاح کے لیے ہوتے نظر آتے ہیں کی، آگے ارشاد فرماتے ہیں:

”برائے کار خلق باہر کس تملق و لجاجت نہایت کہ ثواب است روز سے والے بالائے عاتق
برائے کارے مخالفت کرد و رگز کرد و شد و اکثر عزیزان با او تعلق شد و قبول نہ کرد و گفت
اگر فلانے مرار قہ فوسید از میں کار او از انکار بگذرم آں ہمہ عزیزان باین محتاج الی اللہ
تقاضائے رقعہ نوشتن بکند و جہدیش کرد و اندلا چار شد و این بیت نوشتہ فرستاد
آنکہ رخسار ترا بگ گل و نسریں داد
صبر و آرام تو اندر بمن مسکین داد

خواہد و باز آمد و باز آمد و موافقت نمود۔ بہر حال دریا او باشند و ہر آں فقر و الی اللہ ولا
تفکرو امن رحمۃ اللہ و التوکل علی اللہ، بردل و جان و زبان و دار و مد و طریقہ کا ہر را با اسلوب
لا رو و الا کہ پیش سازند و شعار دین را تقیہ و تکلف ہر چہ کہ کردہ آید و در لطف تکلمتہ جاہد وافی
سبیل اللہ، آرسے جہاد اکبر ہمیں است کہ خود آرام مدد تا کہ آرام ینابد محار با پائش
کنند و حکم رجوع نشوند و بر خلق ہرگز ہرگز اعتماد و تکلمتہ و بدینہا محتاج نشوند

بارغ مرا چہ حاجت سر و ضمیر است
شمشاد خانہ پرور ماز کہ کست راست

نصیحہ کثرت یاد گیر و در عمل آر: کہ حدیث ذہبی طریقم یاد است
ترجمہ: اور محض خدا واسطے خلق خدا کے کام کے لیے ہر شخص سے تملق و لجاجت کریں
کہ ثواب ہے۔ ایک روز کسی حاکم نے کسی کام کے لیے اس عاجز سے مخالفت کی۔

درگزر کی گئی۔ اکثر عزیز اس سے ملتی ہوئے اس نے قبول نہ کیا اور کہا اگر فلاں مجھے
 رقعہ لکھے تو میں اس کام اور انکار سے درگزر کروں۔ وہ سب عزیز محتاج الی اللہ سے
 رقعہ لکھنے کا تقاضہ کرو کوشش سے کرنے لگے ناچار یہ بیت لکھ کر بھیج دی۔
 جس نے رخسار کو بخشا ترے رنگ نسریں
 صبر دینا مجھے دشوار اسے کچھ بھی نہیں

اس نے پڑھا اور باز آیا اور باز رہا اور موافقت کی بہر حال یا حق میں مشغول ہیں اور
 اس کے لیے ففروا الی اللہ ولا تقظوا من رحمۃ اللہ والتوکل علی اللہ، دل
 اور جان اور زبان پر کہیں اور طریقہ ظاہر کو لا روالا کد (یعنی جو فتوح و نذرانے وغیرہ)
 بے مطلب پہنچے اسے لوٹانا نہیں اور خود فتوح کے پیچھے پڑنا نہیں، کے اصول پر رکھیں
 اور شعار دین کی پابندی و اہتمام جس قدر بھی ہو سکے اسے اٹھانہ رکھیں، مجاہدہ کرو اللہ کی
 راہ میں، ہاں ہاں جہاد اکبر یہی ہے کہ اپنے کو آرام نہ دے تاکہ آرام نہ پائے نفس کے
 ساتھ لڑائی کریں۔ اور کچھ یوں میں نہ جائیں اور اہل دنیا پر ہرگز ہرگز اعتماد نہ کریں
 اور اہل دنیا پر ہرگز ہرگز اعتماد نہ کریں اور محتاج نہ بنیں

ہمارے باغ کو کیا حاجت سرو و صنوبر ہے
 وہ جو شمشاد ہے پروردہ اپنا کس سے گھٹ کر ہے
 نصیحت تو سن اور عمل اس پہ کر
 یہی مجھ کو استاد سے یاد ہے
 نہ رکھ زال دنیا سے تو کچھ امید
 یہ رکھتی ہزاروں ہی داماد ہے

مذکورہ بالا طویل نصائح پر مشتمل اصول موتیوں کو کوئی چن کر اپنے دامن کو بھرے وہ شخص یقیناً صاحب کمال ہو جائے۔
 حضرت کے نصائح کا ایک ایک لفظ سونے کے پترے سے زیادہ قیمتی ہے۔ دنیا و آخرت کو سنوارنے کے لیے کافی ہے۔ یہ جذبہ
 کتنا نیک ہے کہ صرف خدا کی رضا اور خدا کے بندوں کے کام بنانے کے لیے لوگوں کی عاجزی کریں۔ جو خدا کی رضا کے لیے
 اپنے آپ کو وقف کرے اور اپنی زندگی مخلوق خدا کے جائز کام بنانے کے لیے لگا دے یقیناً اس مرد کامل کی زندگی عبادت ہے۔ اور
 دنیا داروں سے دوری اور ان سے دلجوئی کا جذبہ بھی کتنا نیک ہے کہ لالچ و حرص سے بے نیاز ہو کر جو فتوحات ملیں انہیں مقبول
 کر لیں، اس کے ساتھ ساتھ دین و شریعت کی پابندی اور ان کے اہتمام کے ساتھ زندگی گزارے۔ اس کی زندگی مخلوق میں نمونہ

فعل ہے۔

اللہ والوں کے پاس مجاہدہ ایک نفس منزل ہوتی ہے، علوم شریعت و طریقت سے آراستہ ہونے کے بعد واپس کی منزل پر کاموں مرد کامل کو مجاہدہ کی منزل سے گزرنے پڑتا ہے۔ مجاہدہ اسلام میں ترک دنیا کو کہتے ہیں۔ ترک دنیا کا تصور دیگر مذاہب کے پاس بھی ہے۔ اس سے ان کی مراد ہے دنیا اور لوازمات دنیا کو چھوڑ کر نقل و بیابان میں جا کر اپنے معبود کی یاد میں گھومنا اس کو رہائیت کہتے ہیں۔

اسلام نے رہائیت کو منع فرمایا لا رہبائیت فی الاسلام بلکہ ترک دنیا کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کھائے پیتے، شادی بیاہ کرے، ہال بچوں میں زندگی گزارے، مگر اس کو نفس اور شیطان کو دور رکھے۔ ایک اللہ والا ترک دنیا کرتے کرتے یہاں تک سخت منزل پر چل پڑتا ہے کہ طیب و طاهر، جائز و حلال چیزوں کو بھی چھوڑ دیتا ہے۔ شدت کی گرمی ہے انتہائی پاک نفس و جائز و طیب مشروب رکھا ہوا ہے نفس چاہ رہا ہے کہ پی لیں، ایک اللہ والا اس کو بھی ترک کر دیتا ہے، نفس کو ترپے دیتا ہے۔ یہاں تک کہ ہر جائز خواہش اور ضرورت کو نفس کی خواہش کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہے یہ بہت سخت منزل ہے۔ روح جو پاکیزہ ہوتی ہے وہ امر ربی ہے وہ بڑی لطیف اور اعلیٰ ہے اب اس پر نفس کا غلبہ نہیں بلکہ صفات رحمانی غالب آجاتے ہیں، اس کے بعد اس کا ہر فعل حکم خداوندی کے تحت ہوتا ہے، اسی کو مجاہدہ یا ترک دنیا کہتے ہیں۔ حضور سیدنا محمدؐ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجاہدہ کی جس سخت منزل سے گزرے ہیں اس پر بہت کم اولیاء کرام فائز ہوئے۔ ترک دنیا کا یہ حال تھا کہ کئی کئی دن بغیر کھائے پیتے گزر گئے۔ سیدنا اعلیٰ حضرت آپ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔

قسمیں دے دے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے

پیارا اللہ تیرا چاہنے والا تیرا

عارف باللہ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اسی کو یوں ارشاد فرمایا۔

گھڑے او گھڑے اللہ بود

گر چہ زحلقوم عبد اللہ بود

یہ مارہرہ شریف کے پیر کامل اس منزل پر فائز نظر آتے ہیں بلکہ مارہرہ شریف کا ہر بزرگ اس پر فائز ہے۔ عوام کا مجاہدہ چاہے وہ علماء و خواص ہی کیوں نہ ہوں۔ صرف یہ ہے کہ دین و شریعت پر مضبوطی سے قائم رہیں اور شریعت کی ہر حال میں محافظت کریں اور اپنی زندگی کو شریعت کے سانچے میں ڈھال لیں۔ آگے ارشاد فرماتے ہیں:

والمقصود علم و عمل پیش گرد و بر آں مغرور نہ شو نہ آرزو آں کنند کہ چشم گریاں دول

بریاں و عمل خالص و اجابت و عا در فاقہ درویشاں و مسکن مسجد و آہ دروناک و اخفاء

حال از مدد الہی و از فیض عالم پناہی میسر شود۔ آمین۔

ہمدریں بودم کہ دل با من عتاب کرد و جانم پیچ و تاب نمود و مطابقت قول مشہور کہ خود را نصیحت و دیگران را نصیحت اے ناہموار مویت سفید شدہ و وابت ہم چنان سیاہ است ظاہر آراستہ و باطن تو تباہ پس کار خود نیش و بر حال خود غم دالم نمائی۔ کہ ام حسنہ از تو سرزدہ کردی گراں بہ نصیحت پیش می آئی و کہ ام حمیدہ را سرا انجام دادہ کہ ارشادی فرمائی بس کن و وقت از دست مدہ۔

بنیش پس کار د دیدہ بر دوز

از درد فراق خود ہمیں سوز

ایں گندم نمائے و جو فروشی تا چند آنچنان باش کہ می نمائی و آنچنان نمائی کہ می باشی چوں نیک نگر بستم از اں ہم تہرم کہ دل گفتہ آہ صد آہ

وقت عزیز رفت بیا تا قضا کنیم

عمرے کہ بحضور صراحی و جام رفت

اے دل شباب رفت نہ چیدے گلے ز عشق

پیرانہ سر یکن ہنر ننگ و نام را

بس کردم و تو بہ کردم و خموش گشتم و بجوش و خروش آمدم باز

بہوش رسیدم بمنہ و کرمہ یخرج الحجی من المیت من فہم فہم

ترجمہ: خلاصہ یہ کہ علم و عمل لازم پکڑیں اور اس پر مغرور نہ ہوں یہ آرزو کریں کہ چشم روتی ہوئی اور دل جلا ہوا اور عمل خالص اور دعا کی قبولیت اور درویشان حق آگاہ کی رفاقت اور مسکن (ٹھکانہ) مسجد (کہ وہاں طاعت و عبادت سے گزار دیں) اور آہ دردناک اور اخفائے حال مدد الہی اور فیض عالم پناہی سے میسر ہو، آمین۔

میں اسی حال میں تھا کہ میرے دل نے مجھ پر عتاب کیا۔ اور میری جان نے پیچ و تاب کھا کر کہا کہ بقول مشہور ”خود کو نصیحت اور دوسروں کو نصیحت“ اے ناہموار تیرے بال سفید ہو گئے اور دل تیرا دیسے ہی سیاہ ہے، ظاہر تیرا سنورا ہوا، اور باطن تیرا تباہ۔ خود اپنی فکر کر اور اپنے حال پر ردھو۔ کون سی نیکی تجھ سے بن پڑی کہ دوسروں کو نصیحت کرتا ہے اور کون سی بھلائی تو نے سر انجام دی ہے کہ دوسروں کو کہتا ہے، بس کر اور وقت ہاتھ سے نہ دے اپنی فکر کر، (اور دوسروں سے) آنکھیں بند کر لے۔ خود اپنے درد

فراق سے جل، یہ گندم نما جو فروش کب تک ویسا ہی ہو جیسا دکھاتا ہے اور ایسا دکھا جیسا کہ ہے۔ جب کہ اچھی طرح میں نے غور کیا تو اپنے کو اس سے بھی بدتر پایا جو دل نے کہا تھا آہ صد آہ اے گزرے ہوئے عزیز وقت آ کہ اس عمر کی جو صراحی و جام کے بغیر گزر گئی قضا کر لیں۔ اے دل شباب گزر گیا اور تو نے باغ عشق سے کوئی پھول نہ چننا اب بڑھاپے میں تنگ و تنام کے ہنر کے لیے سر مار۔ بس کر دیا میں نے توبہ کی اور خاموش ہو گیا اور ہوش و خروش میں آیا، پھر ہوش میں آیا اس کے احسان اور کرم سے نکالتا ہے وہ زندہ کو مردہ سے اسے جو سمجھا سمجھا۔

مذکورہ نصائح کے طویل اقتباس سے صاف طور پر یہ ظاہر ہے کہ خاندان برکات کے صاحب برکات و فصائل بزرگ نے اپنے بعد آنے والے خاندان کے بزرگوں اور خلفاء و مریدین اور عام مسلمانوں کے دین و دنیا کی بھلائیوں کا کتنا خیال رکھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس قابل احترام خاندان کا ہر بزرگ مخلوق خدا کی بھلائی کے لیے پیدا ہوا تھا۔

مذکورہ اقتباس میں صاحب خاندان برکات کے علم و عمل کو لازم پکڑنے پر زور دیا ہے یہ اہل خاندان کے لیے خاص ہے۔ اہل خاندان کہ سیادت کی دولت عظمیٰ سے نوازے گئے ہیں میرے بعد آنے والے خاندان کے افراد علم و عمل سے دور رہ کر صرف زعم سیادت میں پڑے نہ رہیں بلکہ علم و عمل کو ضروری جانیں، اور یہ بات بھی خاص ہے کہ سیادت اور علم و عمل کے حصول کے بعد مغرور نہ ہوں، سیادت کے ساتھ غرور اس کے لیے بدنام داغ ہے۔

چنانچہ دیکھیے خاندان برکات کا پیر صاحب فضیلت بزرگ، سیادت علم و عمل، تقویٰ و پرہیزگاری، تواضع و انکساری، غم گساری کا نمونہ نظر آتا ہے، آج کے دیگر سادات کہلانے والے اپنے کردار و عمل اور اپنی زندگی کو مذکورہ قول پر رکھ کر دیکھیں کہ ان میں اور ان آبا و اجداد اور اسلامی کردار و عمل میں کتنا بعد نظر آتا ہے۔ صرف اپنے آبا و اجداد پر گھمنڈ و فخر سیادت و تعالیٰ و غرور علم و عمل سے دوری آج کے سادات کی زندگی ہے۔

اس کے برخلاف سادات مارہرہ مطہرہ کو دیکھیے اسلامی جوہر سے یہ خاندان خالی نہیں ہے۔ میں نے مثال کے طور پر بر سر تذکرہ مارہرہ مطہرہ کے خاندان کو سامنے رکھ کر سادات کے جوہر پر بحث کیا ہے۔ ورنہ ہند میں اس قسم کے سادات جو مذکورہ اسلامی و دینی و شرعی جوہر سے آراستہ ہیں، وہ بھی کہیں نہ کہیں ضرور موجود ہیں، وہ مغرور و متکبر، علم و عمل، دین و شریعت سے دور سادات سے الگ ہیں۔

مجھے سادات مارہرہ پر گفتگو کرنی ہے میں نے ان نصائح سے ان کا ساداتی، علمی و عملی مقام بتا دیا کہ یہ حضرات کتنے اہم مقام پر فائز ہیں مارہرہ کے سادات نے اس پر بھی زور دیا ہے کہ جو نصیحت دوسروں کو کریں خود پہلے اس پر عمل کریں۔ قرآن کا بھی یہی ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ

اے ایمان والوں وہ بات کیوں کرتے ہو، جو تم نہیں کرتے۔

اس پر خاندان برکات کے بزرگ سختی سے عمل پیرا رہے ہیں، آپ کی نصیحت کا یہ تیور دیکھیے کہ وہ فرماتے ہیں:

”اے دوسروں کو نصیحت کرنے والے، دوسروں کو تو نصیحت کر رہا ہے، غرور و تکبر، تقا فر

خاندانی، علم سے دوری، عمل سے غفلت سے تیرا دل سیاہ ہو چکا ہے اس کو اپنی فکر کرنی

چاہیے اور اپنے حال پر اس کو رونا چاہیے، ہر ایک کو دوسرے کے دامن کے داغ کو

دیکھنے کے بجائے خود کے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہیے کہ مجھ میں کتنے عیب

ہیں، اسی پر اس کو رونا چاہیے نہ کہ دوسروں کی غلطی پر ہنسنا۔“

یہ وہ نصیحتیں ہیں جو ایک عام مسلمان اس پر عمل پیرا ہو جائے تو وہ نکھر جائے کہ، چہ جائیکہ سادات، سیادت کے ساتھ مذکورہ اقوال زریں پر عمل، سیادت کو نکھار دے گی، ہر سید کو مذکورہ اقوال پر اپنے کو پرکھنا چاہیے، نہ کہ زعم سیادت۔ گھمنڈ، تکبر و غرور، بے عملی، بے علمی۔ اپنے آبا و اجداد پر ناز کرتا ہوا بدست پڑا رہے۔

سادات مارہرہ مطہرہ کے ہر بزرگ کی نصیحتیں سادات اور ہر مسلمان کے لیے قیمتی سرمایہ ہیں۔ ہم مسلسل اس مقدس خاندان کے بزرگوں کے نصائح کو شائع کر کے سادات کہلانے والوں کے لیے شائع کر رہے ہیں، وہ جانیں کہ سیادت کیا ہوتی ہے اور اس کی ذمہ داری کیا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر والوں پر احلاق نبوی اور دینی و شرعی احکام کی ذمہ داری زیادہ ہے، صرف سید کہلانا کافی نہیں، سیادت کے جوہر سے آراستہ ہونا جیسا کہ سادات مارہرہ مطہرہ کے نصائح سے ظاہر اس پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔

حضرت سلطان المحبوبین سیدنا شاہ حمزہ قدس سرہ کے وصایا مبارکہ

معلوم بندہ ہائے خدا سلم بنم اللہ باد کہ فقیر را

سفر آخرت در پیش آمد آنچہ قطب العاشقین

حضرت جدی قدسنا اللہ سرہ آخر رسالہ چہار انواع بقلم فیض شیم ارقام فرمودہ اند ایں

جماعہ بسند است حتی الوسع در ان ساعی باشند و بانام مرادی بسازند از منجانب احباب از

خلاف سلاسل خمسہ مقرر دانند و ایم و با سماء اربعین و شیخ و دعائے یمانی و سور قرآنی و دیگر

ادعیہ و اذکار و اشغال بمشافقہ و غیر مشافحہ و ما ذون بودہ اند و مستند اعتناء بشان شریعت

غرا آنچہ از دست آید لازم دانند۔ و دست طمع بآستین قناعت و بچند و بلا بد اکتفا نمائند

اگر چہ الضرورت تجر المحظورات نیز گفتہ اند و بکتب سلف و حقائق و اواراد مشغول باشند و

کمر سعی در طریقہ انیقہ این طائفہ از دل و جاں استوار بر بندند۔ و شمیمہ کریمہ اغماض
عین درامورات مسئلہ اجل و حل و کارے ازیں اہم درپیش۔

ترجمہ

اس باغ میں پھول اور کانٹے دونوں اس لئے آگتے ہیں کہ یہاں مورا اور کوئے دونوں
سے کام ہے لہذا تو اچھا دیکھے یا برادرم مت مار کہ یہاں ابلیس بھی چاہنے اور آدم بھی،
دنیا چھوٹنے والی اور چھوڑ دینے کے لائق ہے۔ لہذا سبھی سے برتنا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ
کے محبوب بندوں میں سے کوئی نظر پڑے تو تمہارا ہاتھ ہو اور اس کا دامن، لیکن اس
زمانے میں چوں کہ اس بات کی اہلیت مفقود ہے اور جنسیت موجود لہذا کسی کی چسکی
چڑی میٹھی میٹھی باتوں سے فریب نہ کھائیں اس لیے کہ یہ گروہ سبز زمانے میں سرخ
گندھک سے زاندا در اور نایاب رہا ہے۔ اور فاتحہ سالانہ ہرگز تکلف نہ کریں (بلکہ
دکھائیں کہ حکم ایسا ہی ہے جس کی حکمت آٹھ برس بعد روشن ہوگی، اس وقت ایک بہت
بڑا مسئلہ حل طلب ہے اور اس سے اہم کام سامنے، پس اپنوں اور پرایوں سب کو دعا۔

مذکورہ وصایا سے دنیا اور لذات دنیا سے بے زاری اور ان سے نفرت دلائی گئی ہے اور اسی دنیا سے بری باتوں سے
نفرت کرنے کے بعد اس میں اچھی باتیں جو آخرت کے کام آئے لے لو۔ اور خدائے تعالیٰ کے محبوب بندے جن کو دیکھنے کے
بعد خدائے تعالیٰ کی یاد آتی ہے اگر ان پر نظر پڑے تو ان کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ ساتھ ساتھ اس کا بھی خیال رہے کہ کوئی
خدا ترسیدہ کے روپ میں بہر و بیانا نہ ہو، اس سے بچو۔ کسی کی اچھی اچھی باتوں سے فریب نہ کھانا۔ اور اپنے گھر والوں کو یہ نصیحت
جو حضرت کا حق تھا کہ سالانہ فاتحہ میں تکلف نہ کرنا جو میسر آئے اسی پر فاتحہ کرنا۔ حضرت کا سالانہ فاتحہ نہ صرف یہ کہ حقیقت میں
تکلف نہ کریں بلکہ ظاہر میں بھی تکلف نہ دکھائیں تاکہ سرے سے ہی تکلف دور رہے۔

اس میں جو فرمایا گیا کہ اس کی حکمت آٹھ برس بعد روشن ہوگی، یہ اہل باطن کی باتیں ہیں اس کی مراد کو وہی اچھی طرح
جانتے ہیں اس سے یہ مراد بھی ہو سکتی ہے۔ اس میعاد کے بعد ظاہری حکومت وقت کے تغیر اور اس سے آمد و خرچ کا توازن قائم نہ
رہنے، خدام وغیرہ کی عقیدتوں کا تزلزل سے خدمات ضروریہ کی انجام دہی میں دشواریوں کے درپیش ہونے کے باعث ”تکلف“
ناگوار نہ بن جائے اس سے بغیر تکلف کے جو میسر آئے اسی پر اکتفا کریں۔

اس سے پہلے ہم نے سادات و مشائخ ماہرہ مطہرہ کے وصایا مبارکہ سے ثابت کیا تھا کہ ہر بزرگ نے عامہ مومنین
بالخصوص اپنے اہل خاندان و اہل سلسلہ کے دین و ایمان کی حفاظت کے لیے کیسے کیسے سامان مہیا فرمائے اور گمراہوں و مرتدوں و بد
دینوں سے نفرت اور ان سے اجتناب کے کیسے کیسے جتن فرمائے۔ پچھلی قسط میں حضرت سلطان العاشقین سیدنا سید شاہ برکت اللہ

قدس سرہ العزیز اور حضرت سلطان محمود بن سید شاہ حمزہ قدس سرہ کے وصایا مبارکہ پیش کیے گئے تھے، اور اب آگے ملاحظہ فرمائیے:

”حضرت شمس الدین ابوالفضل سیدنا سید شاہ آل احمد اچھے میاں کے وصایا مبارکہ“

اللہ لا الہ الا هو الٰہی القیوم: بندہ ہائے خدا سلمہم اللہ تعالیٰ آنچہ حضرت ابوی علیہ الرحمہ
 در وصیت نامہ رقم فرمودہ اند، ایں جماعہ رہاں بسندست حتی الامکان براں خواہت
 نمایند از طریقہ ایقہ اسلاف خود را اصلاً و مطلقاً تجاوز نمایند، چہ در معاملہ اہل ولاں عقل
 را راہ نیست و آنچہ کہ مردمان ایں زمانہ کہ اہل دین اند و حقیقت اہل کیں اند، اگر
 دینداراں بودندے شفقت باہم کردندے و راہ اتفاق نور زیدندے بلکہ باتفاق
 بودندے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ ورجلہ: و طریقہ بیعت، بجز خاندان خود را
 از جائے دیگر نکلند چہ از پدر چہ از برادر چہ از خلفائے خاندان چہ کہ مسلک صحیح
 است۔

باغ مراچہ حاجت سر و صنوبر است

شمشاو خانہ پرور ما از کستر است

ترجمہ: اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ خود زندہ ہے اوروں کو قائم رکھنے والا
 ہے، خدا بندوں سلمہم اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو جو کچھ ہمارے والد ماجد و سیدنا حمزہ (علیہ
 الرحمہ نے اپنے (اوپر گزرے ہوئے) وصیت نامہ میں تحریر فرمایا ہے، اس جماعت
 کے لیے وہی سند ہے امکان بھر اس پر ہمیشہ عمل رکھیں اور اپنے اسلاف کرام کے
 پسندیدہ طریقے سے ذرا سا بھی تجاوز نہ کریں۔ اس لیے کہ اہل دل (اہل باطن) کے
 (خاص) معاملوں میں (ظاہر نبیوں کی) عقل کی پہونچ نہیں، اور (یوں ہی) جو کچھ اس
 زمانے کے لوگ کہ (جو اس پر بھی عمل کریں) اگر یہ دیندار ہوتے تو آپس میں ایک
 دوسرے پر شفقت کرتے اور نفاق کی راہ نہ چلتے، بلکہ اتفاق سے رہتے۔ مسلمان وہ
 ہے جس کی زبان اور ہاتھ پاؤں (کے شرور) سے دوسرا (مسلمان) امن میں رہے اور
 بیعت اپنے ہی خاندان میں خواہ اپنے والد یا بھائی یا اپنے خاندان کے خلفاء سے
 کریں دوسری جگہ نہ کریں، اس لیے کہ ہمارا سلسلہ صحیح ہے۔

ہمارے باغ کو کیا حاجت سر و صنوبر ہے

وہ جو شمشا و ہے پرور وہ اپنا کس سے گھٹ کر ہے

مارہرہ مطہرہ کے ایک شیخ کامل سیدنا سید شاہ آل احمد اچھے میاں قدس سرہ العزیز نے اپنے خاندان والوں کو خاص کر اور مقام اہل سنت کو عموماً جو نصیحت فرمائی وہ زور و جواہر سے زیادہ قیمتی اور دین و دنیا میں کامیابی کے لئے کافی ہے۔ آپ نے اپنے والد ماجد حضرت سیدنا سید شاہ حمزہ قدس سرہ کے وصایا پر عمل پیرا رہنے کی تاکید کے ساتھ خود بھی چند اہم وصایا تحریر فرمائے ہیں، یہ سلسلہ اصول ہے کہ جو روایتوں معمولات بزرگوں سے چلے آ رہے ہیں وہ بھی حجت شرعیہ کی حیثیت رکھتے ہیں سعادت مند کے لئے اس پر عمل پیرا ہونا برکات و فلاح دارین کا سبب ہے، اسی لئے سرکار آل احمد اچھے میاں قدس سرہ فرماتے ہیں۔

”واز طریقہ اثیقہ اسلاف خود اصلاً و مطلقاً تجاوز نمایند“

جو محافظوں متبع شریعت پیر اپنے بعد والوں کے لئے جو وصیت فرماتا ہے اگرچہ ظاہر میں اس کی گہرائی و گیرائی تک نہیں پہنچتی ہیں اس کے لئے بھلائی اسی میں ہے کہ وہ اپنے شیخ کامل کی وصیت پر عمل کرے اس کے لئے اپنے اسلاف کے پسندیدہ طریقہ (یعنی جو شرعی امور ہیں) ان سے ذرا سا بھی تجاوز نہ کرے اس میں شک لا نا اس کو مہمل جاننا محرومی و بدبختی کی علامت ہے۔

زمانے میں بعض دین دار وہ لوگ جو دین سے دور ہو کر دین دار بنے رہتے ہیں بلکہ سادات سے ہونے کا بھی دعویٰ کرتے ہیں وہ شریعت سے دوری کی وجہ سے حقیقت میں وہ شرف و فساد پر پا کرنے والے ہیں جو نصیحت کرتے ہیں وہ اس پر عمل نہیں کرتے حضرت آل احمد اچھے میاں قدس سرہ نے اس کی بھرپور مذمت فرمائی اور اہل طریقت کے لئے بہترین روشنی عطا فرمائی۔

وہ لوگ جو بظاہر دین دار ہونے کا روپ اختیار کئے ہوئے ہیں اگر وہ واقعی متبع شریعت ہوتے اور اسلامی احکام پر عمل پیرا ہوتے تو آپس میں ایک دوسرے پر شفقت کرتے اور نفاق جو تمام برائیوں کی جڑ ہے اس سے بچنے کے لئے حضرت آل احمد اچھے میاں قدس سرہ نے کتنے نفیس انداز میں ذکر فرما کر اہل طریق کے لئے اصول مرتب فرمائے اور حدیث پاک کے مفہوم کو کتنے نفیس اور پیارے انداز میں ذکر فرما کر ایمان و عقیدے کی بنیاد پر ہر متبع شریعت کو اتفاق سے رہنے کی تاکید فرمائی حقیقت میں مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ اور پاؤں سے کسی دوسرے مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔

اور بیعت کے لئے اپنے اہل خاندان کو یہ وصیت فرمانا کہ اپنے ہی خاندان میں قائم رکھیں یہ کتنی پیاری وصیت ہے کہ وہ اعلیٰ و افضل خاندان و سلسلہ ہے کہ اس کی فضیلت میں کوئی شک نہیں ہے جب یہ اتنا متبرک سلسلہ ہے سید کے اہل خاندان دوسرے اولیائے کاملین و عرفاء و علماء نے سلسلہ میں داخل ہو کر فیوض و برکات حاصل فرمائے۔

برائے ہمیں حضرت ابوی علیہ الرحمہ در وصیت نامہ فرمودہ اندا اگر اہل او تعالیٰ نظر آید

دست شما و دامن او لیکن ایں امر مفقود و جنسیت موجود پھر ب زبانی و شیرینی لسانی کس

فریفتہ نہ شوند کہ ایں طائفہ در ہر وقت اعز من الکبریت الاحمر بودہ اند و فائدہ استفادہ و

درگا بگوشتند و از با نیست ملحوظ و از نایست محفوظ دارند کہ عمدہ کار شریعت است

خلاف پیمبر کس رہ گزید

کہ ہر بمنزل نہ خواہد رسید

فاتحہ سالہا تکلف نہ کنند بجز ایک پیالہ شربت با یک نان جبیں و خلعت وار و وصادر
بصدق دل کند من خدم خدم در تعظیم و تکریم مشائخ و فقراء و فضلاء بکشد و آنچه از دست
ایشان آید رطب و یابس بحرمت تمام متواضع شوند اگر ازیں معنی از ایشان کس راضی نہ
خواہد شد مواخذہ برایشان نیست و علم و عمل در پیش دارند کار ایں است دیگر میچ زیادہ دعاہا
بہ بے گانہ و خویش۔ و کار ازیں اہم تر در پیش والسلام۔

ترجمہ: اسی لئے ہمارے والد ماجد نے وصیت نامہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی اہل اللہ نظر
پڑے تو تمہارا ہاتھ اور اس کا دامن ہو مگر یہ اہلیت (اس وقت) مفقود اور جنسیت موجود
محض کسی کی میٹھی میٹھی چکنی چڑی باتوں سے فریب نہ کھائیں کہ وہ گروہ (اہل اللہ) ہر
زمانے میں سرخ گندھک سے زیادہ نایاب اور نادر ہے اور فائدہ حاصل کرنے میں
مضائق نہیں اچھا مال جس دکان سے بھی ملے لو اور مسجد اور خانقاہ اور درگاہ عالیات
کے آداب میں کوشاں رہیں، اور جو کام کرنے کے لائق ہیں انہیں ملحوظ اور جونہ کرنے
کے لائق ہیں ان سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں کہ اصل وعدہ کام اتباع شریعت ہے
جس نے پیمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف کوئی راستہ اختیار کیا وہ منزل مقصود
(قرب حق) کو کبھی نہیں پہنچ سکتا اور ہمارا فاتحہ سالانہ تکلف سے نہ کریں بس ایک پیالہ
شربت یا ایک جو کی روٹی کافی ہے اور خانقاہ میں آنے جانے والے مہمانوں کی
خدمت سچے دل سے کریں جس نے خدمت کی وہ مخدوم بنتا ہے اور مشائخ کرام و فقرا
عالی مقام و علمائے دین و فضلائے اہل یقین کی تعظیم و تکریم میں کوشاں رہیں اور جو کام
کرنے کے لائق ہیں اور جو کچھ روکھا سوکھا میسر ہو اس سے بعزت و حرمت تمام ان کی
تواضع اور خاطر کریں۔ اگر اس میں سے خوش نہ ہو، اس کا مواخذہ ان پر نہ ہوگا اور علم و
عمل کو اپنے سامنے رکھیں کہ اصل مقصود یہی ہے اور کچھ نہیں، بس اب اپنے اور پرانے
سب کو دعا اور۔ اس (وصیت کرنے) سے زیادہ اہم کام در پیش والسلام

حضرت آل احمد اچھے میاں قدس سرہ کا ارشاد کہ ”اہل اللہ پر نظر پڑے تو تمہارا ہاتھ اور اس کا دامن ہو۔ یعنی ایسے کامل
شریعت و طریقت بزرگ اگرچہ موجودہ دور میں ناپید ہے (الامشاء اللہ) وہ مل جائے تو اس کی صحبت اختیار کرنے میں ذرہ برابر

تامل نہ کرے اور میرے خاندان کا کوئی فرد صرف زعم سیادت میں پڑا نہ رہے۔ بلکہ کالمیلین کی صحبت اختیار کرے اور جو شریعت و طریقت میں کامل نہ ہو صرف بناوٹ زعم سیادت اور دعویٰ فخر و تعالیٰ جیسے اوصاف رذیلہ سے کام نہ لے بلکہ کالمیلین کی صحبت اختیار کرے جو صرف مخلوق کی خاطر اپنے ظاہر کو کالمیلین جیسا بنا رکھا ہے اس کی طرف بالکل التفات نہ کرے۔ ایک کامل طریقت کے لئے شریعت کا التزام لازمی ہے بغیر شریعت کے التزام کے طریقت کا دعویٰ جھوٹا ہے صرف ظاہر کردار کو اہل طریقت جیسا ظاہر کرنا اور شریعت سے دور رہنا یہ دھوکا ہے۔

اسلام و سنیت پر ثبات قدمی کے ساتھ شریعت مطہرہ کے لزوم اور حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے نفسانی خواہشات سے اپنے قلب کو پاک کرنا اور صفات الہی سے متصف ہونا کامل طریقت کے لئے ضروری ہے علم زہد اور تصوف کے ساتھ شریعت کی پابندی ہر اہل طریقت پر واجب ہے اہل طریقت کا ابتدائی درجہ اوامر پر التزام اور نواہی سے اجتناب پر کاربند رہنا ضروری ہے، بیعت کا مقصد یہی ہے کہ ایک پیر خود شریعت میں کامل رہ کر اپنے مریدوں کو اسی راہ پر چلائے۔

حضرت آل احمد اچھے میاں نے اسی پر زور دیا ہے، اسی لئے فرمایا جیسا کہ ترجمہ میں مذکور ہے۔

اور جو کام کرنے کے لائق ہیں انہیں ملحوظ اور جو نہ کرنے کے لئے ہیں ان سے اپنے

آپ کو محفوظ رکھیں کہ اصل کام اتباع شریعت ہے جس نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے خلاف کوئی راستہ اختیار کیا وہ منزل مقصود (یعنی قرب حق) کو کبھی نہیں پہنچ سکتا۔

اس سے سرکاران مارہرہ مطہرہ کا شریعت پر التزام اور اسی پر کاربند رہنے اور دوسرے مسلمانوں کو اسی راہ پر چلانے

کے لئے ان کی جدوجہد کا پتہ چلتا ہے کہ اس خاندان میں طریقت پر شریعت کو کس قدر سختی کے ساتھ ملحوظ رکھا ہے اور آج بھی اس

خاندان کے پیر اپنی اسی منزل پر قائم ہے جو ان کو اپنے بزرگوں سے ملی ہے، حضرت سیدنا شاہ اچھے میاں قدس سرہ دوسرے وصایا

مبارکہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

حضرت سیدنا شاہ اچھے میاں قدس سرہ کے دوسرے وصایا مبارکہ

حضرت الشاہ سید آل احمد میاں قدس سرہ یہ وصایا مبارکہ اولاد اور اعزاء اور دوسرے متوسلین کے نام تحریر فرماتے ہیں:

کان اللہ ولم ہو یکن معہ شینا برادران عینی و دینی و یقینی بدانند آنچه حضرت ابوی علیہ

الرحمہ وصیت فرمودہ اند کہ عافیت دران است و از ہفت پشت خالص نمک پروردہ و

پرورش یافتہ از جناب فیض مآب حضرت غوث الثقلین و قطب الکونین حضرت سید محی

الدین عبدالقادر الحسینی البیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایں خاندان حمزیہ شدہ آمدہ است،

باید کہ حق نمک آں جناب فراموش نکنند تا در زمرہ نمک حراماں جانیا بند۔ و غلامی آل

جناب فراموش نکتند تادرزمرہ نمک حراماں چایا بند و غلامی آل جاں جناب نگراند کہ
سلامتی دارین متصور است و از اں جاست کہ حضرت فرج دی علیہ الرحمہ می فرمایند

منم مسرید و غلام کمینہ در تو
ز خاک کوئے تو مار است آبر و یا غوث

و کہے کہ از خلف محبت طریقہ سلف داشتہ باشد البتہ یاد تلقین و ارشاد نمایند۔ و بیعت در
سلسلہ عالیہ قادریہ نمودہ دہند چہ از حضرت ابو مجاز و ماذون اند و اگر کہے از اولاد و انعام آل
محمد یہ جزویہ خاندان خود گزاشتہ رجوع بجائے دیگر خواہد کرد احسن در حق او نیست نخواہد شد
بیعت خاندان خود نمایند چہ کہ ایں سلسلہ صحیح است و سندے است نسلا بعد نسل

باغ مرا چہ حاجت سرو صنوبر است
شمشاد خانہ پرور ما از کہ کمتر است

ترجمہ: اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ خود زندہ ہے اور وہ کو قائم رکھنے والا، خدا
کے بندوں سلمہم اللہ تعالیٰ کو معلوم جو کچھ ہمارے والد ماجد (سیدنا شاہ حمزہ) علیہ الرحمہ
نے اپنے (اوپر گزرے ہوئے) وصیت نامے میں تحریر فرمایا ہے اس جماعت کے
لئے وہی سند ہے، امکان بھر اس پر ہمیشہ عمل رکھیں اور اپنے اسلاف کرام کے
پسندیدہ طریقے سے ذرا سا بھی قطعاً تجاوز نہ کریں۔ اس لیے کہ اہل دل (اہل باطن)
کے خاص معاملوں میں (ظاہر بینوں کی) عقل کی پہونچ نہیں، اور (یوں ہی) جو کچھ
اس زمانے کے لوگ کہ (جو اپنے گمان) میں اہل دیں ہیں (مگر) حقیقت میں اہل
کیں (شر و فساد والے) ہیں اور وہ جو کہتے ہیں اس پر عمل نہ کریں۔ اگر یہ دیسندار
ہوتے تو آپس میں ایک دوسرے پر شفقت کرتے اور نفاق کی راہ نہ چلتے، بلکہ اتفاق
سے رہتے۔ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ پاؤں (کے شرور) سے دوسرا
(مسلمان) امن میں رہے اور بیعت اپنے ہی خاندان میں خواہ اپنے والد یا بھائی یا
اپنے خاندان کے خلفاء سے کریں دوسری جگہ نہ کریں، اس لیے کہ ہمارا سلسلہ صحیح
ہے

ہمارے باغ کو کیا حاجت سرو صنوبر ہے
وہ جو شمشاد ہے پرور وہ اپنا کس سے گھٹ کر ہے

وہ خاندانی مراسم و اصول جو دین و مذہب کے دائرہ میں چلے آ رہے، ان پر عمل پیرا رہنا ان کے قبیحین کے لیے لازمی و ضروری ہے۔ اسی لیے اکابر مشائخ کے پاس وصایا کی بڑی قدر و قیمت ہے۔ انہی وصایا کی بناء پر اہل نسب و اہل سلسلہ نے خاندان و خاندان ان مراسم کو ہائی رکھا ہے جو اصول دین و مذہب پر ہیں یہ مراسم و اصول بعد والوں کے لیے سند کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کے قبیحین امکان پھر انہیں اصول پر عمل کر کے اپنے اکابر کی خوشنودی حاصل کر کے خدا اور رسول جل جلالہ و صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا حاصل کرتے ہیں۔ اسی لیے حضرت آل احمد اچھے میاں قدس سرہ نے ارشاد فرمایا:

”اپنے اسلاف کرام کے پسندیدہ طریقے سے ذرا سا بھی قطعاً تھا ورنہ کریں۔“

بزرگوں کے وصایا کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے، ایک ایک جملہ ہدایت و علم و عرفان کا خزانہ لیے ہوئے ہے جس بزرگ کے اندر دین کی اتنی اہمیت ہو، اور طریقت کے ساتھ شریعت کا اتنا سخت التزام ہو، اس سے اس خاندان کے بزرگوں کی عظمت کا پتہ چلتا ہے، آگے ارشاد فرماتے ہیں:

”فوائد دینی و دینیوی از ہر جا کہ میسر آید مضائقہ ندارد۔“

متاع نیک از ہر دوکان کہ باشد و لیکن آں شخص ہم از سلسلہ متادریہ باشد و در حفظ شریعت غراء از درست آید تا مقدور و رگزاشت نکند، بکوشید و کوشش تمام نہ ساینند و بر مذہب خود قائم مانند و بر مذہب حنفیہ قائم باشند و در تعظیم علماء و فقراء و مساکین سعادت خود دانند و بدست آرتا کسے باشی کوشش تمام نمایند و آنچه از خشک و تر میسر آید بوقار تمام باتواضع پیش آنہا بگزاردند، اگر از حسن اخلاق خود قبول فرمایند، بہتر در صورت دیگر مواخذہ برایشان نیست۔

داری مباح لمن و تدنزل	و زادی مباح و تداکل
اقدام ماعندنا حاضر	وان لم یکن غیر خبر و دخل
قاما الکریم فسر اض یہ	واما لئیم فذاک والویل

ہر کہ خواہد گویا و ہر کہ خواہد گویر و دار حاجب و دربان بریں در گاہ نیست در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست بر صراط مستقیم اے دل کے گمراہ نیست ترجمہ: ہاں دینی اور دینیوی فائدے جہاں سے میسر آئے لینے میں مضائقہ نہیں، کھرا سامان جہاں سے مل سکے لے لو۔ لیکن وہ شخص بھی سلسلہ قادریہ سے ہو، اور شریعت غرا کی حفاظت جو بھی اپنے ہاتھوں سے بن پڑے، امکان بھرتہ چھوڑے، اس میں اتر پڑے ہمارا توشہ اسے روا ہے، وہ اسے کھائے جو ہمارے پاس ہے ہم

اسے پیش کرتے اور برے لوگوں کے لیے وہ ناگوار ہے جو آنا چاہے، اس سے کہو اور جو جانا چاہے، اس سے کہو جائے، اس درگاہ میں حاجب اور دربان کی روک ٹوک نہیں ہے طریقت میں سالک بننے جو آتا ہے وہ اس کے لیے غیر ہے، سیدھے راستے پر چلنے والا کوئی بھی اسے دل گمراہ نہیں ہے۔

مذکورہ وصایا میں ہدایت و رہنمائی حاصل کرنے والے کے لیے اس سے بڑھ کر اور کون سے ہدایت کے سامان مل سکتے ہیں۔ بزرگان مارہرہ مطہرہ کے سامنے دین اور شریعت اور طریقت کے اصول و ضوابط کے سوا اور کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ ہر وقت یہ فکر رہتی ہے کہ مسلمانوں کے دین و ایمان اور ان کو شریعت پر مضبوطی قائم رکھ کر طریقت پر کس طرح چلایا جاسکتا ہے۔ یہ جذبہ کتنا اہم ہے کہ اپنے معتقدین کو یہ ہدایت دیں کہ ”کھرا سامان جہاں سے مل سکے لے لو“۔ اور شریعت مطہرہ کی حفاظت، جو بھی اپنے ہاتھوں سے بن پڑے امکان بھرنے چھوڑیں، اور سلف صالحین کے مذہب اہلسنت پر قائم رہیں اور علماء دین اور فقراء اہل یقین یعنی اللہ والوں کی تعظیم کرنے میں اپنی سعادت جانیں طریقت کے نام گمراہیت نہ پھیلائیں۔

ایک فرقہ ہے جو طریقت پر قائم رہنے کا دعویٰ کرتا ہے جو اپنے آپ کو اہلسنت سے شمار کرتا ہے لیکن اس کو شرعی احکام پر عمل کرنا کٹھن معلوم ہوتا ہے۔ شریعت مطہرہ میں جو چیزیں حرام ہیں اس کے پاس مباح ہیں۔ یہ فرقہ فرقہ مباحیہ کہلاتا ہے۔ مباحیہ ان کافر و مرتد مدعیان طریقت کو کہتے ہیں جو ضروریات دین میں سے ضروری دینی کے انکار کے ساتھ شریعت مطہرہ کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جو صوفیاء اولیاء واصلین و کاملین کے دو گروہ اور سالکین کے چھ گروہ کا باطل تشبہ اختیار کر کے اباحت فی الدین کے قائل ہیں، یعنی شریعت میں حرام کردہ امور کو مباح جان کر صلح کلیت کے خار زندہ میں سرگرداں رہتے ہیں۔ (لطائف اشرفی) نفحات الانس بحوالہ شمس العقائد ص ۶۸ یہ فرقہ بالاتفاق کافر و مرتد ہے۔ دیکھیے فتاویٰ عالمگیری جلد دوم، کتاب الزکاح ص ۸)

ولا يجوز نكاح المجوسيات والوثنيات وسواء في ذلك الحرائر منهن كذا في السراج الوهاج
يدخل في عبدة الاوثان عبدة الشمس والنجوم والصور، التي استحسنتها والمعطله والزنادقة
والباطنية والاباحيه وكل مذهب يكصر به معتقده كذا في فتح القدير۔ (فتاویٰ عالمگیری کتاب الزکاح جلد دوم)

ان میں مختلف اقسام کے وہ لوگ داخل ہیں:

اول وہ مباحیہ ہیں جو کسی نہ کسی ولی کی اولاد میں ہیں اور بیعت کا سلسلہ خاندانی رکھتے ہیں مگر نفس اور شیطان کے اغوا کرنے سے چمنستان سنیت سے نکل کر اباحت کے صحرا میں داخل ہو گئے ہیں۔ اب اکثر و بیشتر ہر مقام میں یہی مباحی مشائخ ہی بھرے ہوئے ہیں۔ یہی مباحیہ طالب آخرت کی چوتھی جماعت فقرا کے باطل تشبہ میں فقراء مبطل، بانوا، جلالیہ، رفاعیہ، مدارہ،

بچ وغیرہ ناموں سے جانے جاتے ہیں۔ جو فقیر فقیری ہیں نہ فقیر آخرت، جو سالکین میں ان دونوں سے الگ ہیں وہ خود ساختہ عقائد پر ہیں۔

دوسری قسم ان مباحیوں کی ہے جو کسی بزرگ کی اولاد سے نہیں ہوتے بلکہ وہ عوام میں سے ہوتے ہیں اور کسی سنی کسی مباحی خاندانی شخص سے بیعت و خلافت رکھتے ہیں۔ کوچہ و بازار میں مباحیہ نہ صورت بنائے بطالت اختیار کئے ہوئے ہیں اور پہنچنے پہنچانے کی مباحیانہ بکواس کے ساتھ وہ درود و وظائف جو سالکین کے لیے آئے ہیں اسکی نقالی کرتے ہیں اور اپنے مباحی زندگی اور جاہل شیخ کا عرس کرتے ہیں جو اولیاء کرام اور علماء اہلسنت کے لیے آیا ہے۔

مباحیوں کے ارتداد کی وجہ سے علماء کرام سے حکم شرع نافذ ہونے کے بعد سلطان علاؤ الدین بہمنی بن سلطان احمد شاہ بہمنی نے مباحیوں کو گرفتار کر کے ان کے خود ساختہ لباس کے ساتھ قتل کر دیا۔ (شش العقائد ص ۹۶)

بجہ تعالیٰ، مشائخ و سادات مارہرہ ہر دور میں ایسے مباحیانہ عقائد سے پاک صاف رہے ہیں، طریقت پرست تم رہ کر شریعت کا التزام رکھا وہ طریقت کے بہت اونچے مقام پر فائز رہے ہیں، یہ مشائخ زمانے میں ممتاز رہے اسی وجہ سے کالمین نے شریعت و طریقت کی راہ پر چلنے کے لیے مارہرہ مطہرہ کا رخ کیا۔

آگے ارشاد فرماتے ہیں:

رسم تعزیت بموجب متمول خاندان خود چنانچہ در رحلت حضرت ابوی علیہ الرحمہ گزشتہ از سہ روز زیادہ نہ کنند۔ چرا کہ صاحب برکات کہ اہل آں بود سابق از یں جہاں رحلت فرمودہ و مردمان برادری را تکلیف، دہ روز نہ دہند در یں صورت حرج امورات خانگی مردمان است فاتحہ بجز سوم و ہستم و جہلم و دیگر نہ نمایند و در روشنی چہ راعناں کہ معمول متاخرین است، بہ عمل نہ آرند چرا کہ ایں عاصی متمول ایں بار نیست و در وادار تکلف نیست۔ و تکلف در شرع روا نیست بقول ایں کہ لا حرج فی الاسلام و چراغ بہ لحد روشن نہ کنند کہ حنا ف شرع است۔ فاتحہ شب اول موتی و خیرات و مہرات خواہ نخواہ کنند کہ موتی را در اں راحت است و فاتحہ سالیانہ از یک روپیہ چہار آنہ بر شیرینی شکر خالص بتاشہ تازہ نفیس بہ احتیاط تمام و بہ طہارت تمام موجب شریعت تیار کنایند روز و فاست فاتحہ نمودہ دہند از یں تکلف نہ کنند۔ لہذا حضرت ابوی در وصایا شریف ارقام فرمودہ اند کہ فاتحہ سالانہ بہ تکلف نہ کنند بلکہ نہ نمایند کہ حکم چنیں ست، بر یں غسل باید نمود۔ ہم چنیں سال بہ سال و روز حضرت غوث الثقلین و قطب الکونین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما بعد فاتحہ، فاتحہ آنجناب ہم از فاتحہ جدا بر سو پاتا بتاشہ فقیر را ہم یاد کنند تا کہ بہ یمن النفاس

آنجناب عاقبت میں غلام زادہ موروٹی بخیر شود و ازین زمرہ داخل باشند چنانچہ حضرت
فرج دی می فرمایند۔

منم مسرید عسلاام کمینہ در تو
ز خاک کوئے تو ماراست آبرو یا غوث۔

و کذا لک، روز ہائے اعراس فرج دی و حضرت والدین بعد مولود و فاتحہ آنجناب ہا بعل
آرند این سخن، رافرا موش نہ کنند دریں ارواح عاصی را راحت در راحت خواہد افزود
تا نید ارواح بزرگان بر ارواح عاصی خواہد شد و محافظت ناموس نہ کنند چنانچہ از سلف
شدہ آمدہ است۔

ترجمہ: اور تعزیت کی رسم اپنے خاندان کے معمول کے موافق جیسا کہ ہمارے
والد ماجد علیہ الرحمہ کی رحلت میں گزری تین روز سے زائد نہ کریں۔ اس لیے کہ
صاحب برکات کہ اس کا اہل تھا سابق میں اس جہاں سے رحلت فرما گیا۔ اور برادری
کے لوگوں کو دس دن کی تکلیف نہ دیں، اسی صورت میں لوگوں کے کاموں میں وقت
ہوتی ہے اور سوائے سوم اور بیسویں اور چالیسویں کے اور فاتحہ (مثلاً دسواں وغیرہ جو
انتقال کے پہلے سال میں ان اطراف میں مروج ہیں) عمل میں نہ لائیں۔ اس لیے
کہ یہ گنہگار اس بوجھ کا تحمل اور تکلف کا روادار نہیں ہے اور شرع میں تکلف روا نہیں،
جیسا کہ اس پر یہ قول کہ اسلام میں تنگی نہیں دلیل ہے اور لحد پر چراغ نہ جلائیں (جیسا
کہ اس اطراف میں رواج ہے کہ اوپر چالیس دن تک چراغ جلاتے ہیں) کہ یہ شرع
کے خلاف ہے اور موتی کی پہلی رات کا فاتحہ اور خیرات ضرور کریں کہ اس میں میت
کے لیے راحت ہے اور برسی کی فاتحہ ایک روپیہ ۴۴ آنہ کی شکر خالص کی شیرینی بتاشہ
پوری طہارت اور کامل احتیاط کے ساتھ شریعت کے موافق تیار کر کے وفات کے دن
فاتحہ کر کے دیں، اس سے زائد تکلف نہ کریں، اسی طرح حضرت ابوی نے اپنے وصایا
شریف میں تحریر فرمایا ہے کہ فاتحہ سالانہ نہ تکلف نہ کریں بلکہ نہ کھائیں کہ حکم ایسا ہی
ہے اس پر عمل کرنا چاہیے۔ اسی طرح ہر سال کریں۔ اور حضرت غوث الثقلین قطب
الکونین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے عرس مبارک کے دن بھی علیحدہ سوا پاؤ تباشوں پر حضرت
کی فاتحہ کے بعد فقیر کو بھی فاتحہ میں یاد کریں تاکہ حضور النفاس کریمہ کی برکت سے اس

غلام زادہ موروثی کی عاقبت بھی بخیر ہو اور اس زمرہ میں داخل ہو۔ جیسا کہ حضرت فرجبدی فرماتے ہیں کہ ”اے غوث! میں آپ کے درہی کی گئی کی خاک سے مسیری آبرو ہے۔“ اور حضرت غوث کے عرس مبارک کے دن کی طرح حضرت فرجبدی (شاہ برکت اللہ) اور حضرت جدی (شاہ آل محمد) اور حضرت والدین ماجدین کے اعراس کے دنوں میں بھی ان حضرات کے فاتحہ و مولود کے بعد کیا کریں، اسے نہ بھولیں۔ اس لیے کہ اس میں اس گنہگار کی روح کو راحت بڑھے گی اور بزرگوں کی ارواح طیبہ کی تائید اس گنہگار کی روح کو حاصل ہوگی اور ناموس کی حفاظت جیسا کہ بزرگوں سے ہوتی آئی ہے، کرتے رہیں۔

مذکورہ بالا وصایا مبارکہ کو بغور دیکھیے، حضرت اچھے میاں قدس سرہ اپنے خاندان والوں اور خلفاء و مریدین و تمام مسلمین کے لیے دین و دنیا کی بھلائی کے واسطے کیسے کیسے ارشادات صادر فرمائے۔ اب تک ماربرہ کے بزرگ کے وصایا سے بخوبی علم ہو گیا کہ ان حضرات نے خود بھی طریقت کے اعلیٰ مقامات پر جلوہ گرہ کر اور سیادت و نجابت کی دولت لازوال کے ساتھ، پدرم سلطان بود، کا دعویٰ نہیں کرتے۔

تکبر و تعلیٰ، غرور و نخوت جیسی اوصاف رذیلہ سے پاک و صاف نظر آتے ہیں، ان حضرات نے خواہشات نفسانی کو اس طرح ماردیا ہے ان کا نفس روح کے تابع ہو گیا۔ روح جو خود پاکیزہ اور امر ربی ہے، جب نفسانی و شیطانی خواہشات کی آگ کو کوئی مرد کامل شریعت مطہرہ کے پانی سے بجھا دیتا ہے اب اس کے اندر انتہا نفسانی و شیطانی کمزور پڑ جاتا ہے اس وقت روح کے اندر بالیدگی پیدا ہوتی ہے اب اس کا دل تمام خواہشات نفسانی سے پاک ہو جاتا ہے اس کے دل کے اندر صفات رحمانی کی جلوہ گری ہوتی ہے۔ ملکوتی صفات ظاہر ہونے لگتے ہیں اس وقت قلب آماجگاہ تجلیات ربانی ہو جاتا ہے۔

اگر اس کی جلوہ گری کو دیکھنا ہے تو مشائخ و سادات ماربرہ مطہرہ کو دیکھنا چاہیے کہ یہ حضرات شریعت و طریقت کے کتنے اونچے مقام پر فائز تھے۔ اسی لیے زمانے کے کامل بزرگ اور علماء دین و عرفا اس خاندان کی طرف دوڑے اور بیعت پر فخر کرنے لگے چنانچہ دیکھیے، ان حضرات سے شرف بیعت حاصل کرنے والوں میں زیادہ علماء و مشائخ اور زمانے کے کاملین نظر آتے ہیں۔ اب آگے حضرت سید شاہ سقرے میاں قدس سرہ کے وصایا ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت سراج السالکین سیدنا الشاہ سید آل برکات سقرے میاں قدس سرہ کے وصایا مبارکہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین وعاقبة للمتقين والصلوة والسلام

علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین اما بعد

می گوید فقیر سید شاہ آل برکات سجادہ نشین خانقاہ حضرت سید شاہ حمزہ صاحب و حضرت سید شاہ آل احمد صاحب قدس اللہ تعالیٰ سرہما العزیز کہ چون فقیر را شرعاً و عرفاً تولیہ و اختیار کلی جملہ امور متعلقہ خانقاہ موصوف حاصل است و دیگرے را در اں مدخل نیست لہذا چند امور مفصلہ ذیل بطریق وصیت جہت ہدایت و ارشاد بندہ ہائے خدا سید آل امام و سید آل رسول و سید اولاد رسول و سید غلام محی الدین اطال اللہ عمرہم بیان می نماید، باید کہ بندہ ہائے خدا بر آں قائم و راسخ مانند و از اں تجاوز و انحراف نورزند، اول ایں کہ عقائد خود ہا را موافق اسلاف بر طریقتہ اہل سنت و جماعت کثر ہم اللہ تعالیٰ، مستحکم و مضبوط دارند، دوم ایں کہ اعمال و اخلاق خود را موافق شریعت مصطفویہ علی صاحبہا التحیۃ و التسلیم از صوم و صلوٰۃ و غیرہا مہذب و آراستہ نمایند۔ سوم ایں کہ طریقتہ اسلاف خود ہا جاری دارند، چہارم ایں کہ بندہ خدا سید غلام محی الدین را بعد فقیر سجادہ نشین، مقرر کنند و در تعظیم و تکریم اورا کوشند و اورا استقامت و استقرار بر طریقت اسلاف واجب و لازم باشند موئی شریف و غیرہ جملہ تبرکات ایں خاندان بدستور قدیم باہتمام صاحب سجادہ مانند۔ پنجم ایں کہ در جملہ ریاست متعلقہ خانقاہ موصوف چہ کوبینہ و غیرہ جملہ دیہات و چہ املاک و اقعہ قصبہ مارہرہ و دیہات آل و چہ باغ پختہ معروف بباع شاہ حقانی و دیگر جملہ باغات و چہ زرسالانہ و چہ ممکنہ حویلی و غیرہ و غیرہ نصف برائے مصارف خانقاہ مقرر سازند و مصارف خانقاہ باہتمام صاحب سجادہ گذارند و در نصف باقی حصص مساوی نمودہ از اں اوقات بسری خود ہا نمایند و چون کسب معاش حسی وجہ الحلال محمود شرع شریف است، از ایں جہتہ سوائے صاحب سجادہ ہر کسے کہ خواہد اکتساب معشیت بروضع روزگار و غیرہ اختیار کنند۔

ترجمہ: سب تعریفیں خاص اللہ رب العالمین کے لیے ہیں، اور عاقبت کی اچھائی پر ہیزگاروں کے لیے اور درود و سلام اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے سب آل واصحاب پر۔

اس کے بعد فقیر سید شاہ آل برکات حضرت سید شاہ حمزہ صاحب اور حضرت سید شاہ آل احمد صاحب قدس اللہ تعالیٰ سرہما العزیز، کی خانقاہ کا سجادہ نشین کہتا ہے کہ چون کہ فقیر کو

شرعاً اور عرفاً خانقاہ موصوف کے سب امور متعلقہ کی تولیت اور اختیار کلی حاصل ہے اور کسی دوسرے کو اس میں کوئی دخل نہیں۔ لہذا یہ چند امور جن کی تفصیل درج ذیل ہے، بطریق وصیت ہدایت و ارشاد بندہ ہائے خدا (صاحبزادگان حضرت) سید آل امام اور سید آل رسول اور سید اولاد رسول اور سید غلام محی الدین کے لیے، اللہ ان کی عمر و راز کرے۔ بیان کرتا ہوں۔ بندہ ہائے خدا ان پر قائم اور جمے ہوئے رہیں اور ان سے تجاوز انحراف نہ کریں۔ اول یہ کہ اپنے عقائد کو اپنے اسلاف کرام کے موافق اہلسنت و جماعت کے طریقہ پر اللہ تعالیٰ ان کو خوب بڑھائے مستحکم اور مضبوط رکھیں۔

دوسرے یہ کہ اپنے اعمال و اخلاق کو شریعت مصطفویہ علی صاحبہا التحیۃ والتسلیم کے موافق نماز و روزہ وغیرہ احکام کی تعمیل سے مہذب و آراستہ رکھیں۔

تیسرے یہ کہ ارادت مندوں اور طالبان ہدایت کے ارشاد و ہدایت کا طریقہ اپنے اسلاف کرام کے طور پر جاری رکھیں۔

چوتھے یہ کہ بندہ خدا سید غلام محی الدین (قدس سرہ حضرت کے سب میں چھوٹے صاحبزادے) کو فقیر کے بعد سجادہ نشین مقرر کریں اور (بجائے منصب سجادہ نشینی) ان کی تعظیم و تکریم میں کوشاں رہیں اور انہیں بھی اپنے اسلاف کرام کے طریقہ پر مضبوطی سے قائم رہنا واجب و لازم ہے اور موئے شریف وغیرہ اس خاندان کے سب تبرکات بدستور قدیم صاحب سجادہ کے اہتمام میں رہیں گے۔

پانچویں یہ کہ جملہ ریاست متعلقہ خانقاہ کوئینہ وغیرہ سب گھاؤں اور قصبہ مارہرہ اور اس کے گاؤں میں جو املاک ہیں، اور پانچ پختہ معروف بہ باغ شاہ حقانی اور دوسرے سب باغات اور زر سالانہ اور مکانات حویلی وغیرہ یہ سب نصف مصارف خانقاہ کے لیے مقرر کریں اور مصارف خانقاہ صاحب سجادہ کے اہتمام میں رکھیں، اور نصف باقی میں برابر کے حصے کر کے ان سے اپنی بسراوقات کریں، چوں کہ حلال طریقہ پر معاش حاصل کرنا شرع شریف کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ اس لیے سوائے صاحب سجادہ کے جو کوئی چاہے روزگار وغیرہ کی وضع معاش پیدا کرنا اختیار کرے۔

مذکورہ وصایا مبارکہ میں بھی حضرت سید شاہ آل برکات سترے میاں قدس سرہ نے اپنے خاندان والوں کے لیے جامع وصایا مرتب فرما کر رہنما اصول عطا فرما گئے، اس میں خاندانی وصایا پر عمل پیرا رہنے کی سخت تاکید ہے۔ حضرت کے وصایا میں یہ

جملہ جو ہم ترجمے سے تحریر کر رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

”بندہائے خدا (حضرت کے صاحبزادے) ان پر (یعنی وصایا پر) قائم اور جمے ہوئے رہیں اور ان سے تجاوز اور انحراف نہ کریں اول یہ کہ اپنے عقائد کو اپنے اسلاف کرام کے موافق اہلسنت و جماعت کے طریقہ پر اللہ تعالیٰ ان کو خوب بڑھائے مستحکم اور مضبوط رکھیں الخ۔

وصایا کے یہ جملے کتنے جامع ہیں جن میں خاندانی برزگوں کے وصایا پر مضبوطی سے قائم رہنے اور ان سے تحب و زاور انحراف نہ کرنے کی سخت تاکید کی گئی۔ اس کے ساتھ اپنے عقائد کو اپنے اسلاف (یعنی جمہور مشائخ و علماء) کے موافق اہلسنت و جماعت کے اصول و طریقے پر قائم رکھیں اور انہیں پر مستحکم اور مضبوط رہیں، جس شیخ کے اندر شریعت کا اتنا سخت التزام ہو، اور عقائد اہلسنت قائم رہنے اور قائم رکھنے کا اتنا سخت جذبہ ہو وہ اپنے چاہنے والوں و مریدین و اہل سلسلہ کو غلط روی پر قائم رہنے اور عقائد باطلہ پر چلتے رہنے کو وہ کب گوارا کر سکے گا۔

مارہرہ مطہرہ کے ہر شیخ کو دیکھیے، ان کے اندر یہ جذبہ بدرجہ اتم ملے گا کہ اہل خاندان و اہل سلسلہ و عام مومنین کے عقائد مضبوط رہیں اور خدا اور رسول کی خوشنودی حاصل کرتے رہیں اور ابدی جہنم کے عذاب سے محفوظ رہیں، بیعت کا مقصد بھی یہی۔

بیعت کا مقصد

بیعت کا مقصد یہ ہے کہ مرید کو اسلام و سنیت پر ثابت قدمی کے ساتھ صاحب شفاعت پیر کو پانا ہے، اس کو وہ اپنے اس موجودہ پیر سے لے کر آگے جہاں کہیں بھی ملے جیسے شیخ الجن والانس حضرت سیدنا سید شاہ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجودہ دور میں کوئی اخلاق حمیدہ کا حامل پیر جو صحیح العقیدہ سنی ہو جو گناہ کبیرہ کا مرتکب نہ ہو، اور بنام حنفیت و سنیت عقائد باطلہ رکھنے والے فرقے جیسے مباحی، وہابی، دیوبندی، صلح کلی، مودودی، تبلیغی قادیانی وغیرہ کے عقائد باطلہ سے پاک ہو، اور کسی ولی کامل اور پیر و اصل کی مریدی میں داخل ہو جائے اور زندگی بھر اسلام و سنیت پر قائم رہے اور عقائد اہلسنت کی حفاظت کرے اور ایصال کی بیعت میں داخل ہو جائے۔

یہ صورت موجودہ دور میں بہت مشکل ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی صحیح العقیدہ سنی مسلمان کسی سنی صحیح العقیدہ پیر و مرشد سے اتصال کی بیعت میں داخل ہو جائے جو مباحیت، وہابیت، نیچریت، صلح کلیت وغیرہ کے عقائد باطلہ سے پاک ہو، وہ بیعت و خلافت کے تمام شرائط کا بھی جامع ہو، اس مریدی کی مریدی کا تسلسل برابر پیر ایصال سے متصل ہو جائے۔ (شمس العقائد) یہ تمام صورتیں جو بیعت کے لیے آئی ہیں، وہ تمام شرائط مشائخ مارہرہ مطہرہ کے ہر زمانے میں موجود رہتی ہیں۔ حضرت آل احمد ستھرے میاں قدس سرہ نے اسی کی وصیت فرمائی ہے کہ ایک سنی صحیح العقیدہ ایسے جامع شریعت و طریقت پیر سے

بیعت ہو کر مذہب اہلسنت پر مضبوطی سے قائم رہے، اس کے ساتھ سجادہ نشین جو شریعت و طریقت کا حامل ہوتا ہے اور اس کے ساتھ دنیاوی نظم و نسق کا بھی ماہر ہونا ضروری ہے، اس کی بھی حضرت نے وصیت فرمائی ہے۔

سجادہ نشینی کیا ہے

سجادہ نشینی خلافت راشدہ سے ماخوذ ہے جس طرح خلافت راشدہ میں قاسم نعم و دافع ہر الم سرور کائنات رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کبریٰ میں جانشینی و نیابت کے ساتھ دنیائے اسلام کا نظم و نسق کسی کی ماتحتی و شرکت کے بغیر شامل تھا اسی طرح اولیائے کرام قدست اسرار ہم کی سجادہ نشینی میں صاحب درگاہ ولی کامل کی خلافت کسبریٰ، یعنی ولایت کاملہ میں جانشینی اور عام مشائخ اہلسنت و جماعت کی سجادہ نشینی (یعنی عمام مشائخ کی بیعت و خلافت صرف تیر کی واسی و رکبی ہے جیسا کہ، سبع سنابل، جوامع الکلم، فتاویٰ افریقہ، میں آیا ہے) کے ساتھ درگاہ کا نظم و نسق کسی کی ماتحتی کے بغیر شامل ہے۔ اسی سے سجادہ نشینی کی مختصر تعریف یہ آئی کہ، سجادہ نشین وہ عہدیدار ہیں جو صاحب درگاہ کے سلسلہ میں خلافت پائے ہوئے ہیں اور جانشینی رکھتے ہیں، سجادہ نشین پیر ایصال ہوں تو سالکین (یعنی وہ اولیاء کرام جو ولایت کی منزل پر پہنچ رہے ہیں۔ اس کے لیے کسی ولی کامل کی رہنمائی میں راہ سلوک طے کر رہے ہیں) ان کی تربیت کریں گے اور اگر پیر اتصال ہیں تو تیر کی بیعت اور شد و ہدایت کو جاری کریں گے۔ (کشف الثور ص ۴ مولفہ حضرت سیدی و والدی و مرشدی علیہ الرحمہ)

سجادہ نشینان مشائخ مارہرہ مطہرہ اس راہ میں درجہ کاملیت رکھتے ہیں، حضرت سید شاہ سقرے میاں قدس سرہ اسی کا وصایا میں ذکر فرما رہے ہیں۔ حضرت کے پہلے وصایا مبارکہ سے ہم نے اتنا ہی لیا ہے باقی وصایا اہل خاندان کے لیے حناص تھے، اس کو چھوڑ دیا ہے اور دوسرے وصایا سے کچھ ضروری تحریریں نقل کی جاتی ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

”باید کہ بندہ ہائے خدا (سید آل امام و سید آل رسول و سید اولاد رسول و سید عسلا م محی الدین) مذکورین براں راسخ و قائم مانند و ازاں تجاوز و انحراف نورزند۔

اول این کہ بر طریقہ انیقہ اسلاف و عقائد و اعمال و اخلاق خود ہا مہذب و آراستہ ساخته در آداب مسجد و خانقاہ و درگاہ کوشند۔ و از امورے کہ خلاف شرع شریف و موجب

اتہری خانقاہ موصوف باشند اجتناب کلی و رزند کہ عمدہ کار شریعت است۔

حلاف پیسبر کسے رہ گزید

کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

دوم اس کے طریقہ ارشاد مریداں و مستر شداں و تدریس علوم ظاہری و باطنی قرار واقعی مسلوک دارند و تعظیم و تکریم مشائخ و فقراء و علماء و مہمانداری و خدمت گذاری دارین و صادرین بصدق دل نمایند من قدم خدم' الخ

ترجمہ: بندہ ہائے خدا (یعنی صاحبزادگان سید آل امام و سید آل رسول و سید اولاد رسول و سید غلام محی الدین) شریف کے حکم کے مطابق فقیر کے نزدیک ہر طرح برابر ہیں، لہذا چند باتیں جن کی تفصیل نیچے درج ہے ہدایت اور ارشاد کے لیے بیان کی جاتی ہیں، چاہیے کہ بندہ ہائے خدا مذکورین ان پر جمے ہوئے اور فتنم رہیں اور ان سے تجاوز اور انحراف نہ کریں۔

اول یہ کہ اسلاف کرام اہلسنت و جماعت کے پسندیدہ طریقے پر اپنے عقائد اور اعمال و اخلاق کو مہذب اور خانقاہ اور درگاہ کے آداب میں کوشش کریں اور جو کام شریع شریف کے مخالف اور خانقاہ موصوف کی ابتری موصوف کی موجب ہوں، ان سے پورا پرہیز رکھیں کہ سب کاموں میں عمدہ شریعت پر عمل درآمد ہے۔

حلاف پیسبر جو کوئی چلے

تو مقصود اس کو نہ ہرگز ملے

دوسرے یہ کہ مریدوں اور مستر شدوں کے ارشاد و ہدایت کے طریقہ اور علم ظاہری و باطنی کے درس دینے کو اچھی طرح جاری رکھیں اور مشائخ و فقراء و علماء دین کی تعظیم و تکریم اور آنے جانے والوں کی خدمت گذاری سچے دل سے کریں، کہ جس نے خدمت کی وہ مخدوم ہوا، الخ۔

حضرت سید شاہ آل برکات ستھرے میاں قدس سرہ نے اپنے صاحبزادوں اور اہل خاندان کو مذکورہ وصایا میں انہیں باتوں اور احکام کو صادر فرمایا ہے جو اس اعلیٰ خاندان کا طرہ امتیاز ہے۔ ہر بزرگ نے اپنے وصایا میں اسی پر زور دیا ہے کہ اسلاف کرام اہلسنت و جماعت کے پسندیدہ طریقے پر ہی اپنے عقائد و اعمال کو ڈھالیں اور ہر اس کام سے بچیں جو شریعت مطہرہ کا مخالف اور درگاہ و خانقاہ کی بربادی اور ابتری کا سبب ہو، دور رہیں۔

آپ کے بعد ابھی تک مذکورہ خانقاہ کے بزرگوں اور موجودہ اصحاب خاندان نے برابر ان وصایا پر عمل کیا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ اہلسنت کو یہ امید واثق ہے کہ آئندہ بھی اس خاندان کی بابرکات شاخیں اور تمام اہل خاندان انہیں وصایا پر عمل پیرا

رہیں گی۔

اب ہم ذیل میں حضرت خاتم اکابر ہند سیدنا ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ کے وصایا مبارکہ پیش کر رہے ہیں، ملاحظہ

فرمائیں:

اعلموا ایہا الاخوان کہ فقیر را سفر آخرت در پیش است۔ بلکہ قریب رسید لہذا حسب سنت نبوی علیہ التحیۃ والثناء وہم تمقلید اسلاف کرام و آبا و اجداد و خویش بوصایا پر دا ختم دول از دنیائے دنی برداشتم و از جمیع معصیات و شنیعات توبہ کروم و آئندہ مادام الحیات اجتناب ورزیدم۔ اول تعالیٰ جل جلالہ و عم نوالہ توبہ فقیر قبول فرمودہ بخشد و بطفیل مرشدان طریقت عالیہ، قادریہ مراد مجبان مرابیا مرزدو بمبرات علیا و مدارج اولیا ساندو بجوار قدس انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین جائے قرار، و بدو حسن اولنک رفیق آسمین رب العالمین۔

ترجمہ: اے بھائیوں!

آگاہ ہو کہ فقیر کو سفر آخرت در پیش ہے بلکہ نزدیک آپہونچا اس لیے سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے مطابق اور اپنے اسلاف کرام اور باپ داداؤں کی پیروی کے لیے بھی وصیتوں کی طرف متوجہ ہوا اور اس دنیائے دنی سے دل ہٹایا اور سب گناہوں اور برائیوں سے توبہ کی اور آئندہ کے لیے زندگی بھر پرہیز کیا، اللہ تعالیٰ جل جلالہ و عم نوالہ فقیر کی توبہ قبول فرمائے اور اس کو بخش دے، اور طریقہ عالیہ قادریہ کے مرشدان کرام کے طفیل میں مجھے اور میرے دوستوں کو بخشے اور اونچے مرتبوں اور اولیاء کرام کے درجوں پر پہنچائے، اور انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کے پاک سایہ میں رہنے کی جگہ عطا فرمائے اور وہ بہترین رفیق ہیں آسمین یا رب العالمین۔

خاتم اکابر خاندان برکات حضور سیدنا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ جو سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے پیرو مرشد ہیں، آپ کے وصایا شریف کے مندرجہ بالا الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ حضور والائے وصایا مبارکہ کو عمر گراں مایہ کے آخری ایام میں قلمبند فرمایا ہے بلکہ دنیا سے رخصتی کو اپنی قلبی نگاہوں سے ملاحظہ فرما رہے ہیں، اسی لیے ارشاد فرماتے ہیں کہ ”سفر آخرت در پیش ہے“ اسلاف کرام کا ہمیشہ یہ دستور رہا ہے کہ بوقت آخرین اپنے خاندان والوں کو اور اہل سلسلہ کو ایسی وصیتیں فرما جاتے ہیں جو انہیں دین و دنیا کی بھلائی کے لیے کافی ہو۔

حضور والا ہمیشہ ترک دنیا کی منزل پر فائز رہے یعنی اہل خانہ اور احباء و اقربا و دیگر متعلقین و لواحقین کے ساتھ رہ کر زندگی گزارنے پر بھی ان حضرات کے لمحات کو ترک دنیا کی منزل پر فائز مانا جاتا ہے۔ اس لیے ان اہل اللہ کا ہر عمل اپنے نفس کی خواہش کے لیے نہیں ہوتا، بلکہ ہر قدم رضائے الہی کے لیے اٹھتا ہے۔ ان حضرات کی نفسانی شیطانی خواہشات مرجاتی ہیں، ان کا نفس لواہ سے مطمئن ہو جاتا ہے، ان کی زندگی کا ہر فعل خدا اور رسول جل جلالہ و صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا کے لیے ہوتا ہے، وہ دنیا میں رہ کر بھی ترک دنیا کی منزل پر فائز ہو جاتے ہیں۔ اس لیے حضور سید شاہ احمد نوری قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں ”اس دنیا سے دل ہٹایا“۔ ایسے پاک نفوس جو صرف رضائے الہی کے لیے زندگی گزارتے ہیں، گناہوں سے محفوظ ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود ارشاد فرماتے ہیں ”سب گناہوں اور برائیوں نے توبہ کی“۔ یہ ان کا بہت اعلیٰ منصب ہے جو مزید توبہ کے ذریعہ قرب الہی کا خاص مقام حاصل فرماتے ہیں اور اپنے متبعین کو راہ حق دکھاتے ہیں کہ ہر وقت بارگاہ خداوندی میں توبہ و استغفار کرتے رہیں۔ حضور نوری میاں قدس سرہ کے قلب نازک میں اوروں کی بخشش کا کتنا خیال ہے معلوم ہوتا ہے یہ خدا کا محبوب بندہ بندگان خدا جو صحیح العقیدہ ہیں، ان کی بخشش کے لیے کتنا بے چین نظر آتا ہے، ان کی تمنا اور مراد یہی ہے کہ تمام صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کو خدا تعالیٰ اپنے محبوبوں کے صدقے میں بخش دے اب آپ آگے ارشاد فرماتے ہیں:

نصیحت و وصیت اول

اول آنکہ بعد قبول ایمان و اسلام بر مذہب اہلسنت و جماعت استقامت کنند بر مسلک حنفیہ و مشرب قادر یہ ظاہر و باطن خود آراستہ و پیراستہ دارند۔ یعنی ظاہر بشریعت غرا و باطن بطریقت علیا موافق سازند و در شریعت متبع حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کو فی دور طریقت متبع حضرت غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما باشند و متابعت و انقیاد و جملہ احکام اسلام بر خود لازم گیرند، و در آداب علماء و فقراء کوشند و خدمت خانقاہ و درگاہ بجا آرند و حاضری مساجد برائے نماز جماعت اختیار کنند۔ بالخصوص در ادب والدین و شیخ طریقت و استاد و علوم دین و اولاد ایشان باقصی غایت کوشش نمایند و شیخ طریقت زمانہ در حق خود بدانند۔ و خود را از ہمہ خلق اللہ ذلیل و متہذل تر شمارند و مدام متواضع و منکسر مانند۔

نصیحت اور وصیت اول

ترجمہ: یہ ہے کہ ایمان اور اسلام کے قبول کے بعد اہلسنت و جماعت کے مذہب پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ اور مسلک حنفیہ اور مشرب قادر یہ پر اپنے ظاہر اور باطن کو آراستہ و پیراستہ رکھیں، یعنی ظاہر کو شریعت غرا اور باطن کو طریقت علیا کے موافق رکھیں

اور شریعت میں امام اعظم ابوحنیفہ کوئی کے اور طریقت میں حضرت غوث الاعظم جیلانی کے اللہ تعالیٰ دونوں سے راضی ہو، متبع رہیں اور اسلام کے سب احکام کی پیروی اور فرمانبرداری اپنے اوپر لازم پکڑیں، اور علماء دین اور فقراء مخلصین کے آداب میں کوشش رکھیں، اور درگاہ و خانقاہ کی خدمت بجالائیں، اور جماعت اہل کے ساتھ نماز کے لیے مسجدوں کی حاضری اختیار کریں۔ خصوصاً والدین اور مرشد اور علوم دین کے استاد اور ان کی اولاد کے آداب میں نہایت درجہ کوشاں رہیں اور اپنے پیرو کو اپنے حق میں زمانے کے سب شیوخ طریقت سے بڑھ کر جانیں اور اپنے آپ کو تمام مخلوق خدا میں سب سے زیادہ ذلیل اور حقیر جانیں اور ہمیشہ تواضع اور انکسار کے ساتھ رہیں۔

حضرت سید شاہ احمد نوری قدس سرہ کے وصایا مبارکہ کے پاکیزہ الفاظ سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ حضور والا نے اپنے متبعین و اہل خاندان کو خاص کر یہ وصیت فرمائی کہ اہلسنت و جماعت کے مذہب پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ اہلسنت و جماعت کے عقائد وہی ہیں جو دور صحابہ رضی اللہ عنہم سے چلے آ رہے ہیں، یعنی خدا کی ذات صفات پر پاکیزہ صاف تھرا عقیدہ کہ وہ ہر عیب و نقص سے پاک ہے۔ ایسے ہی انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام پر جو عقائد تو اتر سے چلے آ رہے ہیں ان پر ثابت قدم رہنا ایسے جمع کتب سماویہ جو منزل من اللہ ہیں، ان پر ایمان اور حضور اکرم سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو عقائد تو اتر سے امت مسلمہ میں قائم ہیں، یعنی بالخصوص خاتم النبیین پر ایمان، جنت و دوزخ کا اقرار موت کے بعد اٹھائے جانے اور قیامت پر ایمان۔ اس کے علاوہ جو عقائد امت میں تابعین، تبع تابعین، اہل بیت ائمہ و علماء و اولیاء کے سوا داعظم کے جو عقائد رہے ہیں، ان پر مضبوطی سے قائم رہنا۔

حضرت نے صاف ارشاد فرمایا، مسلک احناف بردیگر اہلسنت کا مسلک، جیسے شافعی، حنبلی مالکی جن کو اہلسنت کہا جاتا ہے ان میں مسلک احناف پر چلنا اور اپنے مریدین و معتقدین اور اہل سلسلہ کو خاص طور پر اپنے خانوادے سے ارشاد فرما رہے ہیں۔ مسلک احناف کے ساتھ اپنے ظاہر کو مشرب قادر یہ سے آراستہ رکھیں، حضرت نوری میاں کا خاص طور پر خانوادہ کو اور اہل سلسلہ کو وصیت فرماتا کہ ظاہر کو شریعت مطہرہ اور باطن کو طریقت کے موافق رکھیں۔ ہر قدم ہر دم آپ کو یہی فکر ہے کہ میرے اہل خاندان اور اہل سلسلہ شریعت مطہرہ پر قائم رہیں۔ جب یہ چیز ہو جائے گی تو امام الائمہ سراج الامہ حضرت امام ابوحنیفہ اور قطب الاقطاب حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عقیدت لازمی ہوگی۔ ان حضرات کے متبع رہنے ہی میں نجات ہے۔ آگے ارشاد فرماتے ہیں:

دوم آنکہ بعد از متابعت شریعت مصطفویٰ چہ در اقوال و چہ در افعال و مواظبت بر احکام طریقت بردست پیرے مرید شوند کہ درودے سے شرائط بیند یکے سنی المذہب، دوم

مستقیم علی الشریعت سوم صحیح المسلك یعنی در اسلام مذہب اہلسنت و جماعت داشتہ باشد و بظاہر پابند شریعت و در طریقت مرید و خلیفہ شیخ السلسلہ باشند آنکہ بغیر ارادت و بیعت و خلافت از شیخ خود بخود بلا اجازت مرید میکنند و مردمان را از راہ فریب در مسلک ارادت آورد۔ اللهم احفظنا۔ من سوء اعمالنا پس واضح باد کہ بعد حصول بیعت بردست اس چنیں شخصے کہ صفات اور گذشت بحضور وے چندے قیام پذیر رفتہ سب مجاہدہ باطن متوجہ شوند و بعد حصول نسبت اس راہ منصب استخلاف حاصل کردہ مدام بیاد الہی مشغول باشند و از خدا بجز خدا طلب نکنند چون خدا را یافت ہمہ اشیاء را یافت چہ ماسوی اللہ چیزے نیست و ہر چہ ہست ہمہ اومت یعنی ہست تنہا ہموست الاکل ثی ما خلا اللہ باطل پس طلب غیر بے فائدہ و لا طائل و یک لمحہ و یک آن از یاد او تعالیٰ غافل نمائند و دے غفلت روانہ دارند و خود را فرصت نہ ہند تا کہ فرصت نیابند۔

ترجمہ: دوسرے یہ کہ کیا قول کیا فعل سب میں شریعت مصطفویہ کے اتباع اور احکام طریقت پر قائم رہنے کے بعد ایسے پیر کے ہاتھ پر مرید ہوں کہ اس میں تین شرطیں دیکھ لیں۔ ایک یہ کہ وہ مسلمان اور سنی مذہب کا تبع ہو۔ دوسرے شریعت پر پورا قائم۔ تیسرے اس کا مسلک صحیح ہو۔ یعنی اسلام میں اہلسنت و جماعت کا مذہب رکھتا ہو۔ اور بظاہر شریعت کا پابند ہو، اور طریقت میں کسی صحیح العقیدہ پیر کا مرید اور خلیفہ ہو۔ یہ نہ ہو کہ کسی شیخ سے ارادت اور بیعت اور خلافت کے بغیر خود بخود بلا اجازت ہی مرید کرنے لگے اور لوگوں کو فریب سے مرید بناتا ہو۔ اللهم احفظنا من سوء اعمالنا۔

پس واضح ہو کہ ایسے پیر کے ہاتھ پر جس کی صفات یہ ہوں، بیعت کرنے کے بعد اس کے حضور میں کچھ عرصہ حاضر رہ کر مجاہدہ باطنی میں توجہ کریں اور اس راہ کی نسبتیں حاصل ہونے کے بعد ہمیشہ یاد خدا میں مشغول رہیں اور خدا سے خدا کے سوانہ طلب کریں۔ جب خدا کو پالیا تو سب چیزوں کو پالیا۔ اس لیے کہ اللہ کے سوا کوئی چیز نہیں ہے اور جو کچھ ہے سب وہی ہے یعنی موجود و تنہا وہی ہے۔ سن لو، ہر چیز اللہ کے سوا باطل ہے پس غیر کی طلب بے فائدہ اور بے حاصل۔ اور لمحہ اور ایک آن بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ رہیں اور ایک دم بھی غفلت روا نہ رکھیں، اور اپنے آپ کو (یاد الہی سے) فرصت نہ دیں تا کہ فرصت نہ پائیں۔

مذکورہ بالا وصایا کے کلمات مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سید شاہ احمد نوری قدس سرہ کے نزدیک پیسے کے لیے ضروری ہے کہ وہ شریعت مصطفوی پر عامل رہنے کے ساتھ طریقت کے اعلیٰ مقام پر فائز رہے۔ آج کل پیسے بننے لوگوں سے گذارش ہے کہ مذکورہ وصایا کی روشنی میں خود اپنا احتساب کر لیں، اور وہ سادات جو صرف اپنی سیادت پر گھمنڈ کر کے اپنے باپ دادا اور اپنے جد کے نام پر روٹیاں کھا رہے ہیں، وہ غور کریں۔

سادات پر شریعت کا التزام اور طریقت پر قائم رہنا دوسرے پیرومرشد سے زیادہ ضروری ہے وہ ہر وقت شریعت پر قائم رہ کر طریقت پر ثابت قدم رہیں۔ سیادت اور گھمنڈ دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے، اکابر مشائخ مارہرہ کو دیکھیے نفس پرستی، پندار تکبر و غرور کا دور سے بھی تعلق نہیں ہے، عجز و انکساری، تواضع و رحمتی، مخلوق خدا کے لیے ہدایت کا سامان مہیا کرنا اور بد مذہب و گمراہوں و مرتدوں سے اجتناب، اکابر مارہرہ سے صاف نظر آتا ہے۔ حضرت سید احمد نوری قدس سرہ کا ہر قول ہدایت و رہنمائی پر مشتمل ہے، آگے ارشاد فرماتے ہیں:

سوم آنکہ بیعت بجز خاندان خود چہ از اولاد شیخ خاندانی خود کہ خلافت از اب و جد خود و اشیاء باشد و چہ خلفا شیخ خاندانی خود بجائے دیگر نہ کنند بہر حال غلامی شیخ خاندانی خود حتی الوسع والا مکان نکلند و بجز پیرو خود با پیرواں امتزاج و امثال و دیگر دریں کار سروکار نہ دارند۔

باغ مرا چہ حاجت سرو و صنوبر است

شمشاد خانہ پرور ما از کمتر است

اے پسر! چوں شرف بیعت حاصل کر دے پس بہ پیرو دیگر رجوع ممکن مشورتا ہر حیائی مشہور نشوی الا ماشاء اللہ زیرا کہ الضرورات، متبع المحذورات اگرچہ ایس وصیت حسب مفہوش عام است مگر خصوصیت باولاد خاندان برکات تہ مارہرویہ دارد۔

ترجمہ: تیسرے یہ کہ، بیعت اپنے خاندان کے سوا خواہ اپنے خاندانی شیخ کی اولاد سے کہ اپنے باپ دادا سے خلافت رکھتے ہوں یا اپنے شیخ خاندانی کے خلفائے دوسری جگہ نہ کریں، بہر حال اپنے شیخ خاندانی کی غلامی اپنی وسعت اور امکان بھرنہ چھوڑیں اور اپنے پیرو کے سوا اس کے زمانے کے دوسرے اس کے مثل پیروں سے اس کام میں سروکار نہ رکھیں۔

ہمارے باغ کو کیا حاجت سرو و صنوبر ہے

وہ جو شمشاد ہے پروردہ اپنا کس سے گھٹ کر ہے

اے لڑکے! جب بیعت کا شرف تو نے پایا تو دوسرے پیر سے رجوع نہ ہوتا کہ تو ہر
جائی مشہور نہ ہو۔ مگر جب اللہ چاہے اس لیے کہ مجبوریاں ممنوع چیزوں کو بھی مسباح
کر دیتی ہیں۔ یہ وصیت اگرچہ اپنے (ظاہری) مفہوم کے لحاظ سے خاندان برکاتیہ
مارہرویہ کی اولاد سے خصوصیت رکھتی ہے۔

حضرت سید احمد نوری مارہروی کے وصایا مبارکہ کی مذکور بالا تحریر سے جو آپ نے اپنے خاندان سے کے لیے تحریر فرمائی
ہے، اس سے بیعت کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے کہ بیعت جو بیع سے ماخوذ ہے جس کا نام بک جانا ہے۔ جو سنی صحیح العقیدہ مسلمان اپنے
آپ کو بیچ دینے کا ارادہ کرے تو سب سے پہلے جس کے ہاتھ بک رہا ہے اس کی حیثیت دیکھ لے اس کے اندر اس کی صلاحیت
ہے بھی یا نہیں۔ جو اہل نہیں اس کو اہل جان کر خود کو بیچ دیا یعنی پیر بنالیا، حقیقت میں بیع پائی ہی نہیں گئی وہ اس کا شیخ یا پیر کیسا ہوگا؟
بلکہ وہ بے پیر ہوگا، اس کا پیر شیطان ہی ہوگا، من لا شیخ لہ شیخ الشیطان کے مصداق ہو کر راہ سے بھٹک جائے گا، ایسے ہی ایک
با شرع پیر سے بیعت ہونے کے بعد دوسرے پیر کا دل میں خیال نہ لائے ہرگز کسی اور شیخ سے بیعت ہونے کا ارادہ نہ کرے۔
اب آگے ارشاد فرماتے ہیں:

چہارم آنکہ در حصول علم دیں بقدر ضرورت از کتاب وسنت جہد ببلغ نسیا سند و ایں
کار را بجملہ امور مقدم دارند در طریقہ باطنی قدم نہند زیرا کہ صوفی جاہل و عابد بے علم
مسخرہ شیطان است و محض بیچ کارہ و ناقابل قبول علاوہ ازیں آں ترقی مدارج و ترفع
معارض و درک خواص کہ عالم را دریں راہ حاصل می شود جاہل را، ازاں نصیب نیست
و آں تجلیات و دقائق کہ سالک با علم را میسر شود بے علم را ازاں چہ نصیب الا ما شاء اللہ
شاید کہ اولیٰ از فضل خود بنواز دو بمرتبہ اعلیٰ رساند و از صاحب علم ہم مرتبہ بلند تر سازد
محال نیست مگر نادر الوقوع است و نادر کالمعدوم۔ اللهم ارزقنی قلما نفعاً و فہماً و کلاماً و عرفاً
تا ما ولا تھلکنی بالجمالة والغفلة انک رب عالم وانا عبد جاہل برحمتک یا رحم الراحمین:

ترجمہ: چوتھے یہ کتاب وسنت سے دینی علم اپنی ضرورت کے موافق حاصل کرنے
میں پوری کوشش رکھیں اور اس کام کو سب کاموں پر مقدم رکھیں، اس لیے کہ جاہل
صوفی اور بے علم عابد شیطان کا مسخرہ اور محض نکما اور ناقابل قبول ہے۔ اس کے علاوہ
درجوں کی وہ بڑھتی اور عروج کی وہ بلندی اور باریکیوں کو پالینا جو عالم کو اس راہ میں
حاصل ہوتا ہے جاہل کے لیے اس میں کوئی حصہ نہیں۔ اور وہ تجلیات اور دقیق باتیں کہ
علم رکھنے والے سالک کو آسانی سے حاصل ہوتی ہے، بے علم کو ان میں کیا حصہ ہے مگر

جو اللہ تعالیٰ چاہے ممکن ہے کہ اللہ اپنے فضل سے نوازے اور اونچے مرتبہ پر پہنچائے اور علم والے سے بھی مرتبہ بڑھا دے، یہ محال نہیں مگر بہت کم واقع ہونے والا حکم میں معدوم کے ہوتا ہے اے میرے اللہ! مجھے فائدہ دینے والا علم اور پوری سمجھ اور عرفان تام عطا فرما اور جہالت اور غفلت سے مجھے ہلاک نہ فرما بے شک تو رب ہے اور میں بندہ جاہل و غافل ہوں، میری یہ دعا قبول فرما، اپنی رحمت سے سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔

حضرت سید شاہ احمد نوری مارہروی قدس سرہ بھی اپنے اکابر سادات و مشائخ مارہرہ کی طرح اپنے جانشینوں و خلفاء کے لیے علم دین کے حصول کی شرط لازمی قرار دے رہے ہیں کم سے کم اتنا علم دین ضروری ہے کہ وہ کتاب و سنت سے احکام شرع معلوم کر سکیں۔ ”ضرورت کے موافق حاصل کرنے میں پوری کوشش رکھیں“ کا جملہ بتا رہا ہے کہ اتنا علم ضروری ہے کہ جس سے گمراہی سے بچ سکیں۔

عقائد میں اتنا علم کہ جس کے حصول کے بعد کفر و ارتداد سے محفوظ رہیں، اور عقائد حقہ اہلسنت میں تمیز کر سکیں اور علم حقہ میں اتنا علم کہ جو طہارت نماز، فرض، واجب وغیرہ سے واقف ہو کہ جو ضروریات زندگی کو کفایت کرے اس کے بعد معرفت و علم تصوف میں قدم رکھیں مذکورہ علوم کے حصول کے بغیر معرفت اور تصوف کا دعویٰ فریب ہے۔ علم شرع و عقائد کے بغیر علم تصوف کا دعویٰ کرنا اور صوفی کہلانا یا عبادت گزار ہونا یہ شیطان اور نفس کے فریب میں مبتلا ہونا ہے وہ جاہل صوفی بے علم عابد شیطان کا مسخرہ ہے۔

ایسا صوفی و عابد اپنی متصوفانہ حالت اور بے علمی اور شیطان اور نفس کے اغوا کی وجہ سے خود کو ولی کہلواتا ہے، اور بے علمی کی وجہ سے شریعت میں حرام کردہ امور کو مباح سمجھتا ہے۔ صوفیاء کرام کی اصطلاح میں ایسے فرقہ کو ”فرقہ مباحیہ“ کہا گیا ہے وہ فرقہ اباحت فی الدین اور دعویٰ ولایت کر کے خود کو سنی حنفی کہلواتا ہے، اب سنی حنفی کہلوانے والوں کی دو قسمیں ہوئیں: ایک قسم، ان کفار و مرتدین کی ہے وہ علم شریعت سے جاہل ہیں جو عالم کہلواتے ہیں بنام شریعت گمراہیت اور کفر و ارتداد میں مبتلا ہیں جیسے وہابی، دیوبندی علماء یہ عالم کہلاتے ہیں شریعت اور سنیت و حنفیت کے نام پر کفر و ارتداد پھیلاتے ہیں۔

دوسرا گروپ، علم شریعت سے عاری صرف طریقت کا مدعی ہو کر ولایت کا دعویٰ کر کے سنی حنفی کہلوا کر شریعت میں حرام کردہ امور کو جائز و مباح جان کر کفر و ارتداد میں پھنسا ہوا ہے، آج ہر طرف دیکھیے اکثر ایسے ہی مباحی مشائخ و سادات کی کثرت نظر آئے گی۔ سوائے ان مشائخ و سادات کے فی زمانہ مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی سے عامل ہیں، ان میں سادات و مشائخ مارہرہ مطہرہ ممتاز نظر آتے ہیں، اکابر مشائخ و سادات مارہرہ مطہرہ کو دیکھ جائیے۔ حقیقت میں علم شریعت و علوم طریقت میں ہر زمانے میں مابہر و ممتاز نظر آتے ہیں۔ اس کے باوجود انہوں نے اور ان کے کادعویٰ نہیں، یعنی دعویٰ ولایت سے دور صرف اور صرف اپنے بعد

والوں کو دین و شریعت پر کیسے قائم رکھ سکتے ہیں اور عقائد باطلہ سے کس طرح بچایا جاسکتا ہے یہی فکر ہر ایک کو دامگیر ہے۔ حضرت نوری قدس سرہ کے مذکورہ وصایا کے مقدس جملوں میں ایمان و عقیدے کی حفاظت اور علم دین کے حصول کی کتنی فکر نظر آتی ہے۔ حضرت کے مذکورہ جملوں پر ہی طویل تبصرہ کیا جائے تو ایک کتاب مرتب ہو۔ مذکورہ سادات و مشائخ پر زمانے کے تمام علماء اور صاحبان تقویٰ کی عظمتیں قربان یہی وہ جوہر تھا۔ ان کے دامنوں اور سلسلوں سے وابستہ ہونے پر فخر فرماتے تھے آگے حضرت نوری قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں:

ایں مقام حکایتے بیاد آمد کہ تحریرش مفیدی نماید از زبان فیض ترجمان جدی و مرشدی حضرت سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ العزیز شنیدم بودم کہ روزے در شہر حضرت مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ درویشے وارد شد کہ نسبت قوی و حالے خوب داشت چنداں کہ گروہ کثیر از اہل شہر معتقد کی کمالاتش شدہ بسویش رجوع آوردند بالآخر مردمان شہر صاحبزادہ را شورانیدند کہ ایں درویش در شہر ما چرا آمد و مردمان شہر چگونہ بر کمال خویش رجوع میکنند اکنون ایں را شہر بدر کردن مناسب است ایں مشورہ نمودہ صاحبزادہ آمادہ کردند ہمراہ خویش بردند لیکن بوجہ کمال آں درویش تازہ وارد بیچ قدر تے بر آزارش نیافتند و صاحبزادہ در اں وقت صغیر بن بودند و محض از شورانیدن مردمان شہر مخالفت درویش اختیار نمودند لہذا آں درویش صاحبزادہ را پیش خود طلبید مہربانی ہا نمود و الطاف ہا فرمودہ و نصیحت کرد کہ بابا اول علم بنواں بعدہ دعویٰ فقیری کن چرا کہ عابد جاہل مسحورہ شیطان است و چونکہ پیشوائے عالمے شدن صاحبزادہ را مقدر بود لہذا بر نصیحت آں بزرگ عمل کردند و رسیدند بدرجہ کہ رسیدند۔

ترجمہ: اس مقام کے مناسب ایک حکایت مجھے یاد آئی کہ، اس کا لکھنا مفید معلوم ہوتا ہے۔ اپنے دادا اور مرشد حضرت سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ العزیز کی زبان فیض ترجمان سے میں نے سنا تھا کہ ایک دن حضرت مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے شہر میں ایک درویش وارد ہوئے جو قوی نسبت اور اچھا حال رکھتے تھے۔ ایسا کہ شہر والوں سے ایک گروہ کثیر ان کے کمالات کا معتقد ہو کر ان کی طرف رجوع ہو گیا۔ آخر شہر کے کچھ لوگوں نے حضرت مودود چشتی کے صاحبزادہ کو ابھارا کہ یہ درویش ہمارے شہر میں کیوں، اور ہمارے شہر کے لوگوں کو کس لیے اپنے کمال پر رجوع کرتا ہے اب اسے اپنے شہر سے نکال دینا مناسب ہے۔

یہ مشورہ کر کے صاحبزادہ کو آمادہ کر کے اپنے ہمراہ لے گئے۔ لیکن اس درویش نووارد کے کمال کے سبب سے ان کے تکلیف دینے پر قدرت نہ پائی۔ اور صاحبزادہ اس وقت کمن تھے اور محض شہر کے لوگوں کے ابھارنے سے اس درویش کی مخالفت کی تھی۔ اس لیے ان درویش نے صاحبزادے کو اپنے پاس بلا کر ان پر مہربانیاں اور عنایتیں کیں اور نصیحت کی کہ بابا پہلے علم حاصل کرو اس کے بعد فقیری (ولایت) کا دعویٰ کرنا، اس لیے کہ جاہل عبادت کرنے والا شیطان کا مسخرہ ہوتا ہے۔ چونکہ ایک عالم کا پیشوا ہونا صاحبزادہ کے لیے مقدر تھا اس لیے انہوں نے ان بزرگ کی نصیحت پر عمل کیا اور پہونچے جن درجوں پر کہ پہنچے۔

مذکورہ حکایت سے حضرت نوری قدس سرہ نے ثابت فرمایا پہلے علم و عمل ہے پھر درویشی اور نرا جاہل عابد شیطان کا مسخرہ ہے، اس قسم کے واقعات ان جاہل مدعیان سیادت و پیروں کے لیے نصیحت ہے جو صرف اپنے باپ دادا یا سلسلے کے شیخوں کے نام پر اتر کر پندار میں مبتلا ہو کر ڈیگیں مارتے پھرتے ہیں اور صاحبان علم کو ذلیل و کم مرتبہ سمجھ کر غرور و گھمنڈ سے پیش آتے ہیں۔ اکثر ہندوستان کی خانقاہوں اور درگاہوں میں دیکھیے ایسے گھمنڈی جاہل شیخ و پیر بھرے ہوئے ہیں جن کا مشغلہ صرف مریدی کے بازار کو گرم کرنا اور ولایت کا دعویٰ کرنا دوسروں کو حقیر و ذلیل سمجھنا بالخصوص علماء کا تمسخر اور ان سے دوری ان کا خاص مشغلہ ہے۔ آج بھی خانقاہ برکاتیہ اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر عمل پیرا ہے۔ حضرت سید شاہ احمد نوری قدس سرہ آگے ارشاد فرماتے ہیں:

پہنچم آنکہ کہ اگر بندگان او تعالیٰ نظر آید دست شما و دامن او بادے بہ نیاز پیش آئیںد و خدمت اور اسعادت کو نین دانند لیکن بہ ہوشیاری تام و آگاہی تمام دریں مقدم نہسند چرا کہ دریں زمانہ اصلیت ایں امر مفقودست و جنیت ظاہر یہ موجود بجز سب زبانی و شیریں بیانی کسے فریفتہ نشوند کہ ایں گروہ در ہر وقت اعز من الکبریت الاحمر بودہ اند پس باید کہ در دام تزویر کسے گرفتار نشوند بگوشہ عافیت نشستہ بعبادت الہی پردازند، واردین و صادرین را بہ نان جو یں حسب مقدور خود متواضع شوند و خدمت گار نمائیںد و سائل راحتی الوسع محروم نگردند و بکار ذاتی خویش بہ کسے از اہل دنیا چا پلوسی و تملق و لجاجت نہ نمائیںد کہ سازندہ کار ہا کار سازست مگر برائے کار دیگر اں خصوصاً برادران دینی و یقینی خود باہر کس لجاجت و تملق و چا پلوسی نمائیںد حتی الوسع والا مکان در اں سعی باشند گو خود را در اں کار مضرتے و نقصانے ہم رسد تا ہم از اں در گزر نکند کہ حکم چنینست و سابرادران را دریں امر ہمیں سبیت پیچ و بال و نکال نیست۔

ترجمہ: پانچویں یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں سے کوئی نظر پڑے تو تمہارا ہاتھ ہو، اور اس کا دامن۔ اس سے نیاز مندی سے پیش آئیں اور اس کی خدمت کو دونوں جہان کی سعادت جانیں لیکن پوری ہوشیاری اور کامل آگاہی سے اس مقام میں قدم رکھیں۔ اس لیے کہ اس زمانے میں اس امر کی اصلیت گم اور ظاہری جنسیت موجود ہے کسی کی چکنی چو پڑی زبان اور میٹھی میٹھی باتوں پر دھوکہ نہ کھائیں کہ خاصان خدا کا یہ گروہ ہر زمانہ میں سرخ گندھک سے زیادہ کامیاب رہا ہے۔ پس ضروری ہے کہ کسی کے مکرو زور کے پھندے میں نہ پھنسیں، اور گوشہ عافیت میں بیٹھ کر عبادت الہی میں مشغول رہیں اور وار دین و صادرین کی نان جویں سے اپنے مقتدر کے موافق تواضع اور خدمت کریں اور سائل کو اپنی وسعت بھر محروم نہ پھیریں اور اپنے ذاتی کام کے لیے کسی دنیا دار کی چا پلوسی اور خوشامد نہ کریں، کہ کاموں کا بنانے والا اللہ عزوجل ہے۔ مگر دوسروں خصوصاً اپنے دینی اور یقینی بھائیوں کے کام کے لیے ہر شخص لجاجت اور تملق اور چا پلوسی کریں، اور اپنی وسعت اور امکان بھر اس میں کوشش کریں، اگرچہ اپنے آپ کو اس کام میں کوئی مضرت اور نقصان بھی پہونچے۔ تاہم اس سے درگزر نہ کریں۔ کہ حکم ایسا ہی ہے اور تم بھائیوں پر اس کام میں اس سمیت کی وجہ سے کوئی دبا ل نہیں۔

مذکورہ وصایا میں حضرت نوری قدس سرہ اپنے بعد آنے والے اہل خاندان کے لیے یہ تحریر فرما رہے ہیں کہ ”خدا تعالیٰ کے محبوب بندے وہ علماء و صوفیاء (جو اسکے اہل ہوں) چاہے وہ کسی خاندان کے ہوں، ان خاص بندوں پر نظر پڑے تو اس سے فیوض و برکات حاصل کرنے میں تاقل نہ کریں۔ اس اہل اللہ سے تکبر و غرور و گھمنڈ سے پیش نہ آئیں، بلکہ نیاز مندی سے پیش آئیں، جس کے اندر کوئی جوہر نہیں ہے یعنی علم و عمل سے عاری ہے اس کی چکنی چو پڑی باتوں میں نہ آئے۔“ حضرت نے اپنے مبارک عہد میں ارشاد فرمایا کہ ”کسی کی چکنی چو پڑی اور میٹھی میٹھی باتوں پر دھوکہ نہ کھائیں“، یعنی ہر دور میں اہل اللہ کے نام دھوکہ دینے والے موجود رہے ہیں۔ علم اور مشینیت کے نام پر فریب دینے والے ہر زمانے میں رہے ہیں، ان کے مکرو فریب میں پھسنا اپنے دین و ایمان، طریقت و معرفت کو برباد کرنا ہے، اور بھی ایک خانقاہ نشین کے لیے جو اصول آئے ہیں، جن کی پابندی ضروری ہے اس کا بھی ذکر فرمادیا۔

آگے ارشاد فرماتے ہیں:

ششم آنکہ بعد از اطلاع بر مضمون آیہ شریفہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کہ ہمیں آئیے

وصیت جامع و مانع شیخ مابود بنا بر اصلاح خصوصیات وضع تنازعات مقدمات بہ محکمہ جات حال رجوع نہ شوند بلکہ بہ کتاب اللہ یعنی قرآن و شریعت و سنت و شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ مراد حدیث و فقہ و اصول و تفسیر رجوع نمائند و براں عرض کنند و بسوئے اوسازند چنانچہ بعد آیہ مذکورہ در آیہ دیگر آمدہ کہ فردوۃ الی اللہ پس رجوع در و بشریعت مصطفوی علی صاحبہا الصلوٰۃ الف مرۃ و سلام واجب عمل و عین ایمان است دریں فکر و اندیشہ بودم کہ ولم بامن عتاب کرد و جانم بیخ و تاب خود بقول مشہور کہ خود را نصیحت و دیگران را نصیحت اے روسیاه توجہ حسنہ کردہ کہ دیگران بہ نصائح پیش می آئی و خود را از باب نصائح پنداشتہ غفلتہ پند و نصیحت با وج افلاک میرسانی این ہمہ سر و بسر و سوسہ شیطانی ست کہ دروں تو جا گرفتہ و ترا پند و نصائح می آرد و ترا بر مکاملہ او اطلاع نیست مباد کہ ترا زیاں رسانند مضمون آیہ شریفہ، بخون ان محمد و اہم سالم یفعلو او آیہ لم تقویون مالا تفعلون: در ذہن خود را او از شر شیطان دور باش آنچه میکنی ہماں گوہر چہ میگوئی ہماں کن تا ترا خلق بر ہماں تو صیغ و تعریف کنند کہ تو میکنی نہ آنکہ بر خلاف آن متاخذ و تو براں لغویت راضی شوی کہ این امر خوب نیست لیکن بایں ہمہ چہ باید کرد بر فعل ما منکر کہ گنہگاریم بر قول بگر کہ شر مساریم اگر پدر خراب و آوارہ شود تا ہم خرابی پسرو امید ارد

گو گوہر طاعت سن ہفتم ہرگز
در گرد گنہ دزخ سنہ رستم ہرگز
نومیدنیم ز آستان کرمست
زیرا کہ یکے را دوسہ گفتیم ہرگز

ترجمہ: چھٹے یہ کہ آیہ شریفہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول (اللہ کی فرماں برداری کرو، اس کے رسول کی فرماں برداری کرو) کے مضمون پر مطلع ہونے کے بعد کہ یہی آیت ہمارے شیخ (حضرت خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول قدس سرہ) کی جامع و مانع وصیت تھی۔ جھگڑوں کی درستی اور نزاعوں کے دور ہونے کے حال کے محکموں میں مقدمات رجوع نہ کریں، بلکہ کتاب اللہ یعنی قرآن شریف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور شریعت سے کہ مراد حدیث و فقہ اور اصول اور تفسیر ہے۔ ان سے رجوع

کریں۔ اور ان پر پیش کریں، اور ان کی طرف لوٹائیں۔ جیسا کہ آیہ مذکورہ کے بعد دوسری آیت میں آیا ہے کہ (پس لوٹاؤ تم اسے اللہ کی طرف) پس رجوع کرنا اور لوٹانا شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الف الف صلاۃ و سلام کی طرف واجب العمل اور عسین ایمان ہے میں اسی سوچ بچار میں تھا کہ میرے دل نے مجھ پر عتاب کیا اور میری جان نے پیچ و تاب کھایا۔ کہ اپنے آپ کو نصیحت اور روں کو نصیحت کرنے بیٹھا۔ اور اپنے آپ کو نصیحت کرنے کے لائق جان کر پند و نصائح کا غلغلہ آسمانوں پر پہنچایا۔ یہ سب سراسر شیطانی وسوسہ ہے کہ تیرے دل میں اس نے جگہ پکڑ لی ہے اور تجھے پند و نصائح کرنے پر ابھارا ہے، تجھے شیطان کے پھندوں پر آگاہی نہیں، ایسا نہ ہو کہ تجھے نقصان پہنچائے۔

آیہ شریفہ یحبون ان یحمدوا بما لہم یفعلوا (وہ دوست رکھتے ہیں اسے کہ جو انہوں نے کیا نہیں اس پر انہیں سراہا جائے اور آیہ لہم تقولون ما لا تفعلون: (وہ بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے) کا مضمون اپنے ذہن میں رکھو اور شیطان کے شر سے دور رہو جو تو کرتا ہے وہی کہہ اور جو کہتا ہے وہی خود کر۔ تاکہ لوگ تیری اسی بات پر وصف و تعریف کریں جو تو کرتا ہے نہ یہ کہ اس کے خلاف تجھے سراہیں، اور تو اس لغویت پر راضی ہو کہ یہ بات اچھی نہیں۔ لیکن ان سب کے باوجود کیا کیا جائے۔ اے عزیز تو ہمارا کام نہ دیکھ کہ ہم گنہگار ہیں، ہمارا کہنا دیکھ کہ ہم شرمسار ہیں۔ باپ اگرچہ خراب اور آوارہ ہو تو بیٹے کی خرابی کا روادار نہیں ہوتا۔ اگرچہ میں نے طاعت حق کے موتی ہر گز نہیں پروئے اور گناہوں کی گرد اپنے چہرے سے ہر گز نہ جھاڑی۔ پھر بھی اے کریم تیرے آستان کرم سے ناامید نہیں اس لیے کہ میں نے ایک کو دو ہر گز نہیں کہا، (یعنی شرک کبھی اختیار نہیں کیا)

حضرت نوری قدس سرہ نے مذکورہ وصایا کی چھٹویں قسم میں اپنے اہل خاندان و خلفاء کو شریعت کے التزام پر اتنا زور دیا ہے کہ پہلے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرماں برداری کو جزو ایمان سمجھیں۔ اور کسی بھی جھگڑے اور نزاعی معاملات میں حضرت کا یہ وصیت فرمانا کہ حاکموں کی طرف مقدمات میں رجوع نہ کریں بلکہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی روشنی میں حل کروئیں یعنی علماء کرام کی خدمات میں رجوع ہوں اور شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں فیصلہ جس کے حق میں صادر ہو، اسی میں نجات اخروی ہے۔

کاش، اس کو ہر مسلمان اپنے اوپر لازم قرار دے لیتا۔ دنیاوی حکام کے درباروں میں جا کر اپنے اوقات اور مال کو ضائع ہونے سے بچا لیتا۔ سرکاران مارہرہ مطہرہ کے قلب ایمانی میں خدا اور رسول کے خوف کے بعد مسلمانوں کی دینی و دنیاوی بہرہ ریزی اور ان کی بھلائی کا کتنا اونچا جذبہ کارفرما ہے۔ انہیں ہر وقت یہی فکر دامگیر ہے کہ مسلمان کسی بھی طرح اللہ و رسول حبیب جلالہ و صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام کے فرماں بردار بن جائیں، شریعت پر مضبوطی سے قائم رہیں، علماء کرام سے وابستہ رہیں، نزاعی معاملات میں شریعت کو ہی حکم جائیں اور اسی پر فیصلہ کروائیں تاکہ مسلمان ذلت و خواری سے بچ جائے۔

حضرت نوری نے شریعت پر عمل کو واجب اور عین ایمان ثابت کیا کہ وہ لوگ جو دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں اور خود کو شریعت پر عمل پیرا نہیں رکھ سکتے، بلکہ بے عملی کا شکار ہوتے ہیں، انہیں آگاہ فرمایا پہلے اپنے آپ کو سنتوں کے سانچے میں ڈھال لیتا چاہیے اور شریعت پر عمل پیرا رہ کر دوسروں کی شرعی لغزش پر متنبہ کرنا فائدہ مند ہوتا ہے۔ اس میں خدا اور رسول کی رضا ہے۔ دین کی یہ ضروری باتیں ہیں جس پر مسلمان عامل ہوتا ذلت و رسوائی سے بچا رہتا۔ مارہرہ مطہرہ کے ہر شیخ کے اندر یہی جذبہ بدرجہ اتم ملے گا کہ مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کس طرح کی جائے، عقائد باطلہ سے کس طرح بچایا جائے، شریعت پر انہیں کس طرح قائم رکھا جائے۔ یہی اہم اور بنیادی باتوں کی فکر ہر بزرگ کے اندر ملے گی۔ مشائخ و سادات میں مارہرہ مطہرہ کے مشائخ و سادات کا منفرد مقام ہے۔

اسی وجہ سے صاحبان علم و فضل اس سلسلے سے منسلک نظر آتے ہیں، حضرت نوری قدس سرہ کے وصایا مبارک کی ساتویں قسم سے وصایا اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں۔

آستانہ عالیہ شمسہ اور مسلک اعلیٰ حضرت

قطب رانچور حضرت سید شاہ احمد شمس عالم حسینی قدس سرہ المتوفی ۸۹۲ھ حضرت امام زید مظلوم شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے شہید کر بلا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک سے ہیں اور دکن کے صاحب فیض رسال مشہور و معروف اولیاء کرام سے ہیں آپ کے آبا و اجداد مدینہ طیبہ سے ملک عراق کے مقام سامرہ میں آباد ہو گئے تھے اور صدیوں سے وہیں سکونت پذیر ہو گئے۔ حضرت قطب رانچور قدس سرہ کے جد امجد حضرت سید شاہ علی المعروف جہاں شیر حسینی قدس سرہ اور اپنی اہلیہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا اور اپنے برادر اصغر رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ کے ہمراہ ٹھہرے (علاقہ سندھ) میں فیروز شاہ بھمنی کے دور حکومت میں ۸۱۵ھ میں گلبرگہ شریف تشریف لائے۔

حضرت قطب رانچور قدس سرہ کے جد امجد مع اپنی اہلیہ کے شب تیرہ و نار طوفان باد و باراں میں روانہ ہوئے۔ درمیان سفر میں ایک خوفناک ندی دریائے بھیما کے کنارے پہنچے تو دیکھا کہ ندی کا پانی بہت تیز رفتار سے بہہ رہا ہے اور اس کے دونوں کنارے لبریز ہیں۔ آپ نے بسم اللہ کہہ کر اپنا قدم مبارک پانی میں رکھا اور اس بستے پانی پر اپنی چادر بچھا دی، وہ چادر ان دونوں حضرات کے لیے سواری کا کام دینے لگی۔

تھوڑی دیر کے بعد چادر کا ایک کونہ ملنے لگا اور حضرت سید شاہ علی المعروف جہاں شیر حسینی قدس سرہ کی اہلیہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا کے شکم مبارک سے آواز آنے لگی کہ سید جلال الدین کی دنیا میں آمد کا وقت قریب آچکا ہے آپ کو درود زہ کی وجہ سے بے چینی محسوس ہونے لگی بالآخر اسی حالت میں ندی کے اسی پار اتر جاتے ہیں۔ رات کا وقت اور طور فان باد و باراں جنگل، یہ وہ مناظر تھے کہ دونوں حضرات کو پریشان کرنے کے لیے کافی تھے اس کے باوجود یہ حضرات بالکل بے خوف خد و اند قدوس کی ذات پر پورا پورا بھروسہ کیے ہوئے وہیں قیام فرمایا۔

حضرت قطب رانچور کے والد ماجد کی جلوہ گری

اب بہت جلد آفتاب ولایت کی جلوہ گری ہونے والی تھی۔ پیدا ہونے والے باکرامت بچے نے شکم مادر ہی سے آواز دی کہ، اے مادر محترمہ اب سید جلال الدین کی آمد بہت قریب ہے لہذا آپ تھوڑا کپڑا نگل لیں چنانچہ والدہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا نے تھوڑا سا کپڑا اسکے میں لپیٹ کر نگل لیا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد شکم مادر سے نومولود تہ بند باندھے ہوئے پیدائش کے بعد کی تمام آلودگیوں سے پاک و صاف شکم مادر سے تشریف لائے۔

حضرت خواجہ بندہ نواز کا آسمان کی طرف دیکھنا

ادھر آفتاب ولایت کی جلوہ گری ہوتی ہے ادھر گلبرگہ شریف میں صاحب ولایت دکن حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت دیر تک آسمانوں کی طرف دیکھتے رہے۔ حاضرین کے استفسار پر فرمایا کہ، مقام دے واڑی میں امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں آج ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو آسمان ولایت کا چاند ہے جس کی خوشی آسمانوں میں منائی جا رہی ہے۔ اس طرح حضرت قطب راہچور قدس سرہ کے والد ماجد دنیا میں تشریف لائے۔

غیب سے گہوارے کا نمودار ہونا

آپ کے والدین اپنے اس نومولود کے لیے فکر مند تھے کہ ایام مسافرت میں اس نومولود کو لیکر کہا جائیں، فوراً آسمان سے ایک گہوارہ نمودار ہوتا ہے آپ کو لیکر وہاں سے پرواز کر گیا والدین بچے کی تلاش میں زمین کی سیر کرتے ہوئے گلبرگہ شریف کے قریب مقام، ”گوگی“ اس جگہ کے قریب پہنچ گئے جہاں آپ کا روضہ منورہ ہے۔

انگشت مبارک سے دودھ کا جاری ہونا

درخت کے گھنے سائے میں جہاں گہوارہ لٹکا ہوا تھا اسی گہوارے کے اطراف چڑیاں چھائی رہتیں۔ جب دودھ پینا بہتا تو اپنی انگشت شہادت چوسنے لگتے جس سے شیریں دودھ جاری ہوتا جس کو آپ نوش فرمایا کرتے آپ کے والدین چند روز کے تلاش کرتے اس مقام پر پہنچے جہاں آپ کا گہوارہ لٹکا ہوا تھا۔ جب آپ شباب کے عالم میں پہنچے جس جگہ آپ کا روضہ منورہ ہے وہیں غیر مسلموں کا ایک جوگی سنگم ناتھ نامی کا آسن تھا جو استدرراج میں مشہور تھا۔ ایک دن اس نے آپ کی بارگاہ میں گستاخی کی تو آپ نے کرامت سے مجبور کر دیا کہ وہ عاجز آجائے۔ جب وہ عاجز آچکا تو آپ نے اسے وہاں سے بھگادیا۔

خواجہ بندہ نواز کی بارگاہ میں حاضری

جب آپ سولہ سال کی عمر شریف میں پہنچے تو حضرت خواجہ دکن بندہ نواز گیسودراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں شرف لاقات سے مشرف ہونے کے لیے تشریف لے گئے۔ جب مجلس خواجہ میں پہنچے تو حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا شاندار استقبال فرمایا۔ حاضرین کے دریافت کرنے پر ارشاد فرمایا کہ آپ اپنے وقت کے کامل ولی اور زمانے کے قطب ہیں۔ حضرت خواجہ نے آپ کو آسمان ولایت ”چندا“ کہہ کر مخاطب کیا اور چندا حسین لقب سے ملقب فرمایا۔ چنانچہ آپ چندا حسین کے لقب سے ملقب ہو کر گوگی شریف واپس تشریف لائے۔ آپ کا پیدائشی نام تو سید جلال الدین حسینی ہے لیکن حضرت خواجہ کا دیا ہوا لقب اتنا پسند تھا کہ آپ اسی سے معروف ہو گئے۔

آپ کو خداوند قدوس نے چار صاحبزادے عطا فرمائے وہ سب کے سب اپنے وقت کے کامل ولی گزرے ہیں۔ فرزند اکبر حضرت سید شاہ نور عالم حسینی قدس سرہ ہیں خانوادہ اور خاندان کے تمام سادات آپ ہی کی اولاد سے ہیں اور آپ اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین ہوئے۔ زندگی بھر آپ اپنے والد ماجد ہی کی صحبت بابرکت میں رہے۔ بعد وصال آپ اپنے والد

ماجد اور والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کے قریب مدفون ہوئے۔ حضرت قطب گوگی شریف کے موجودہ سجادہ عم محترم حضرت سید شمس عالم حسینی حرف چاند پاشا صاحب سجادہ کلاں ہیں۔

قطب رانچور قدس سرہ

آپ کے دوسرے صاحبزادے قطب الاقطاب حضرت سید شاہ احمد شمس عالم حسینی قطب رانچور قدس سرہ ہیں۔ آپ کا پیدائشی نام سید احمد حسینی ہے اور لقب سید شمس عالم حسینی آپ ۸۳۸ھ میں منصہ شہود پر جلوہ گر ہوئے۔ آپ مسلسل ۱۸ برس تک اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت بابرکت میں رہ کر مجاہدہ مکاشفہ کی منزل سے گزر کر مقام قطبیت پر پہنچ گئے۔

دکن میں سلسلہ اشرفیہ کی اشاعت

دکن میں سلسلہ اشرفیت کو فروغ آپ ہی کی ذات سے ہوا ہے۔ قطب رانچور قدس سرہ کو بیعت و خلافت اپنے والد ماجد حضرت قطب الاقطاب ثانی شاہ ادہم حضرت سید شاہ چندا حسینی قطب گوگی شریف سے حاصل ہے آپ خلیفہ ہیں حضرت شیخ عارف کے اور آپ خلیفہ ہیں حضرت سعد الدین زنجانی کے اور آپ خلیفہ ہیں تارک السلطنت سلطان مخدوم سید اشرف جہا نگیر سمبانی کچھوچھوی قدس سرہم کے۔ اس طرح سے اشرفی فیض جاری کرنے والے پہلے بزرگ ہیں دکن میں اشرفی سلسلہ آپ کی ہی ذات سے جاری ہوا یہ خاندان اسی نسبت سے اشرفی ہے۔

صاحب ولایت رانچور ہونا

آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال کی ہو چکی تھی، کہ ایک دن آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وضو کے لیے پانی لانے کا حکم صادر فرمایا۔ آپ نے پانی حاضر کر دیا۔ اتفاقاً ایک دن کو وضو کے برتن سے پانی پی لیا آپ نے اس کوے پر جلال کی نظر ڈالی اور کوہ آپ کی پر جلال نظر کی تاب نہ لا کر اسی وقت مرکز زمین پر گر پڑا۔

اس واقعہ کے بعد آپ کے والد ماجد حضرت قطب گوگی شریف قدس سرہ نے ارشاد فرمایا۔ یہ جلال! اسی وقت آپ نے کوے پر رحمت بھری نظر ڈالی وہ کوہ زندہ ہو کر وہاں سے اڑ گیا۔ والد ماجد نے ارشاد فرمایا کہ، اب تم اپنی ولایت کے کامل درجے کو پہنچ چکے ہو، لہذا تم اپنے مقام ولایت کی تلاش میں نکل پڑو، اور بندگان خدا کی ہدایت و رہنمائی کا فریضہ انجام دو۔ اور یہ ارشاد فرمایا کہ تم یہ دو تاڑ کے پھل اپنے ساتھ لے لو، دن بھر سیر و فی الارض کے تحت روئے زمین کی سیر کرو، اور جب مغرب کی نماز کا وقت ہو تو، ان دونوں تاڑ کے پھلوں کو زمین میں بو کر، ان پر وضو کرو، اور وہیں مغرب و عشاء پڑھ کر رات بھر وہیں ذکر اللہ میں مصروف رہو، اگر ان پھلوں سے صبح پودے نکل آئیں تو وہی تمہارا مقام ولایت ہے۔ آپ اسی طرح روئے زمین کی سیر کرتے رہے۔

دیائے کرشنا کارک جانا

قطب رانچور حضرت سید شاہ احمد شمس عالم حسینی قدس سرہ سیر کرتے ہوئے دیائے کرشنا کے کنارے پہنچے تو دیکھا کہ

دریا لباب طوفانی شکل میں بہہ رہا ہے تو آپ نے ایک پر جلال نعرہ بکسیر بلند فرمایا کہ جس سے پورا جنگل دہل اٹھا۔ اللہ اکبر کہہ کر آپ نے اپنا قدم مبارک دریا میں ڈال دیا۔ آپ کے قدم مبارک پانی میں پڑتے ہی دریا کا پانی پھٹ گیا اور دریا سے راستہ نکل آیا۔ آپ اسی راستے سے چل کر دوسرے کنارے پر پہنچے، جب دوسرے کنارے پر پہنچے تو وہاں غیر مسلموں کا ایک جوگی اپنی تمام تر استدراجی قوت کے ساتھ آسن جائے قیام کیے ہوئے تھا۔ جب اس جوگی نے آپ کو دیکھا، بھڑک اٹھا۔ آپ نے اپنی کرامت سے زبردست مقابلے کے بعد زیر کر دیا اور وہ وہاں سے شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ آپ نے وہاں قیام کیا، اسی جگہ آج بھی ایک چبوترے کی شکل میں آپ کی قیام گاہ محفوظ ہے۔ پھر آپ ۱۵۶ھ میں رانچور میں اس جگہ کے قریب قیام فرمایا جہاں آپ کا مزار اقدس ہے۔

والد ماجد کے حکم کے مطابق مغرب کے وقت وہاں قیام فرمایا، اور تاڑ کے دونوں پھل زمین میں بو کر ان پر مغرب و عشاء کا وضو فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حضرت قطب رانچور کی کرامت کہ صبح ان میں پودے نکل آئے، حضرت قطب رانچور نے جان لیا کہ یہی میرا مقام ولایت ہے۔ جہاں آپ نے قیام فرمایا وہ ایک پُر ہیبت خطرناک جانوروں سے بھرا جنگل تھا۔ وہاں ایک دکا گزر اس جنگل سے مشکل ہی سے ہوتا تھا۔ آپ نے اس بھیانک جنگل میں نہایت اطمینان اور سکون کے ساتھ عبادت اور ریاضت کے ساتھ مصروف رہے۔

شہنشاہ وقت کی بیوی کی گستاخی

مقام رانچور اس وقت کفر و شرک سے بھری ہوئی آبادی تھی۔ الا ماشاء اللہ دور، دور، تک غیر مسلموں سے بھری ہوئی آبادی تھی۔ ایک روز اپنے وقت کی رانی شکار کے لیے اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ اس جنگل کی طرف نکلی ہوئی تھی، اس کا گزر اس جگہ سے ہوا جہاں آپ رونق افروز تھے۔ یہ دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ گئی کہ اتنے گھنے جنگل میں تنہا ایک آدمی یہاں بیٹھا ہوا عبادت میں مصروف ہے۔ آپ کے حسین و جمیل چہرہ پُر تقدس پر اس کی نظر پڑی تو دیکھا کہ سامنے کے دو دندان مقدس قدرے لب انور سے لٹکے ہوئے ہیں۔ رانی نے دل میں سوچا کہ اتنا حسین و جمیل چہرہ اور اس پر یہ دو دانت اتنا دل میں سوچنا ہی تھا کہ اس کے پورے دانت گر پڑے وہ بہت گھبرا گئی اور گرے ہوئے دانتوں کو جمع کر کے اپنے پاس رکھ لیا اور اس نے اپنے اس ارادہ سفر ملتوی کر کے واپس اپنے محل جانے کا حکم صادر کر دیا۔

جب رانی اپنے محل واپس پہنچی تو اپنے شوہر سے پورا واقعہ بیان کر دیا۔ اس کے شوہر نے کہا کہ وہ کوئی معمولی شخص معلوم نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ ایک زبردست مرد کامل معلوم ہوتا ہے۔ تو نے اس انسان کامل کی بارگاہ میں بہت بڑی گستاخی کی ہے اب وہی تیرا قصور معاف کریں گے۔ چنانچہ رانی اپنے شوہر کے ساتھ حاضر بارگاہ ولایت ہو گئی۔ بیوی نے اپنے قصور کی معافی چاہی تو حضرت قطب رانچور نے ارشاد فرمایا کہ ان تمام دانتوں کو منہ میں رکھ لے۔ رکھتے ہی ہر دانت اپنی اپنی جگہ جم گیا۔ (مرآۃ الحقیقت)

تبلیغ اسلام

حضرت قطب را پُنجور قدس سرہ داعی اسلام کی حیثیت سے تشریف لائے۔ دندان کی کرامت کے بعد وہاں کاراجا اور رانی کے پرہاکر دونوں مسلمان ہو جاتے ہیں اور حضور والا نے ان دونوں کو حلقہ اسلام میں داخل کر لینے کے بعد ارادت و بیعت میں داخل کر لیا آپ کی کرامات کی شہرت ہر چہار جانب مشہور ہونے لگے اور لوگ جوق در جوق حلقہ اسلام میں داخل ہونے لگے چند سالوں کے بعد را پُنجور اور اس کے گرد و نواح کے کئی مقامات مسلمانوں سے آباد ہو گئے۔ بکثرت لوگ مشرف بہ اسلام ہونے لگے۔ چنانچہ را پُنجور اور اطراف کے علاقوں میں جو مسلم آبادی ہے ان میں سے اکثر کے آباء و اجداد آپ ہی کے ہاتھوں پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔

وفات اقدس

آپ نے اپنے لیے تجرد کی زندگی کو پسند فرمایا اس لیے آپ نے اپنے حقیقی بھتیجے حضرت سید شاہ علی حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اور روضہ منورہ کی سجادگی و تولیت کے ساتھ خانقاہ اور مسجد اور دیگر عمارات کا متولی مقرر فرما کر ۱۵۴ برس کی عمر شریف میں ۱۵ صفر ۸۹۲ھ میں انتقال فرمایا۔

را پُنجور کی سجادگی

یہ تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت قطب را پُنجور ان بیاہ ہونے کی وجہ سے اپنے حقیقی بھتیجے کو حضرت سید شاہ علی حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنا پہلا سجادہ مقرر فرمایا۔ را پُنجور کی سجادوں کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ ہر سجادہ اپنے وقت کا کامل ولی رہا ہے یا کم از کم نہایت متقی پرہیزگار، جید عالم دین ضرور رہا ہے۔

میرے والد ماجد حضرت شیخ المشائخ علامہ سید شاہ چندا حسینی رحمۃ اللہ علیہ تک ہر سجادہ صاحب تقویٰ اور جید عالم رہا ہے۔ اب یہاں تمام سجادگان سے بحث مقصود نہیں ہے میں صرف حضرت قطب را پُنجور کے تیرھویں سجادے اور پسند رکھیں سجادے یعنی میرے جد امجد اور والد ماجد کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور درمیان میں میرے تایا کی یعنی چودھویں سجادے کی سجادگی کا مختصر دور ہے اس کو میں ذکر نہیں کروں گا۔

قوالی کی ممانعت

حضرت قطب را پُنجور قدس سرہ نے اپنی حیات طیبہ ہی میں تاقیامت آستانہ میں قوالی کی ممانعت فرمادی تھی چنانچہ ہر سجادہ اس پر نہایت سختی سے عمل پیرا ہے۔ آج بھی حدود آستانہ عالیہ شمسہ میں قوالی نہیں ہوتی۔

میرے جد امجد تیرھویں سجادے اور مسلک اعلیٰ حضرت

میرے حقیقی جد امجد حضرت قطب را پُنجور کے تیرھویں سجادے ہیں، جو حضرت قطب را پُنجور کے ہم نام بھی ہیں، وہ نہایت پاک باز، متقی، زاہد و عالم باعمل اور مظلوم انسان گزرے ہیں۔ اس زمانہ میں نظام حکومت کی شاہی درس گاہ شمس لامرا حیدر آباد کے فارغ التحصیل تھے۔ زندگی بھر فرائض و واجبات کا ترک کرنا تو درکنار مستحبات پر نہایت سختی سے عمل کرتے

تھے آپ رات بھر عبادت میں مصروف رہنے والے کامل بزرگ تھے۔

تحریک وہابیت کے خلاف آپ کا کردار

میرے جد امجد حضرت علامہ مولانا سید شاہ شمس عالم حسینی علیہ الرحمہ نے تحریک وہابیت کے خلاف نمایاں کردار ادا کیا ہے، جب مولوی اسماعیل دہلوی کی جانب سے اٹھائی ہوئی وہابی تحریک انگریز حکومت کے سہارے ملک ہند میں پھیلانی لگی وہ تحریک شمال سے نکل کر دکن میں اس نے اپنا اچھا خاصا اثر جما لیا۔ ہر شہر، ہر آبادی بلکہ ہر گھر میں وہابیت کے اثرات سے جھڑپے ہونے لگے۔ آپ نے اپنی تحریروں اور تقریروں سے عوام اہلسنت کو اس فتنے میں شامل ہو کر بھگنے سے بچا لیا اور تحریک وہابیت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ دکن میں آپ کا نام تحریک وہابیت کے خلاف کام کرنے والوں میں سرفہرست ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے تحریک وہابیت کے خلاف کام کرنے والے عظیم انسان کا نام مجھ ہو گیا۔

آستانہ عالیہ شمس کی مسلک اعلیٰ حضرت سے ایک صدی پیشتر سے وابستگی

میرے جد امجد حضرت علامہ سید شاہ شمس عالم حسینی رحمۃ اللہ علیہ تیرہویں سجدہ حضرت قطب راہ پور قدس سرہ کی اسلام و نبوت پر ثابت قدمی کا اندازہ لگائیے آپ نے ۱۳۳۳ھ میں اپنی اولاد کے لیے چند وصیتیں تحریر فرمائی ہیں ان میں چند وصایا تحریر کر رہا ہوں،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

افشاہد!

یہ چند وصیتیں ہیں جو فقیر خاک پائے سرکار مخدوم اشرف اپنے دونوں فرزندوں سید احمد حسینی (میرے تایا) اور سید چندا حسینی (میرے والد ماجد) اطال اللہ تعالیٰ عمر ہما کے لیے قلمبند کروا تا ہے کہ برخورداران مذکورین پر انکی پابندی کرنا بحکم شریعت مطہرہ واجب ہے ورنہ گنہگار ہونے کے علاوہ اپنے دین و مذہب اور عزت و آبرو پر باعث عار بن کر عاق والد کے الزام میں گرفتار ہو جائیں گے۔

وصیت اول یہ ہے کہ ہمارا دین ماتریدی حنفی ہے اپنے اس مذہب پر تہلیل کے ساتھ قائم رہیں کہ اہل سنت و جماعت کی مخالفت بدعت و ضلالت و گمراہی ہے کیونکہ سنیوں کے اعتقاد میں سوائے ہمارے بقیہ فرقے گمراہ اور بددین ہیں اور تمہیں اس پر اعتقاد رکھنا واجب ہے۔ دیکھو علامہ شامی کی مستند کتاب رد المحتار۔ جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھے اور سنیوں کیساتھ دوسرے فرقوں کو بھی اہل حق ٹھہرائے وہ بھی سنیوں کے

دین سے خارج گمراہ اور ناری ہے اگرچہ وہ اپنے نفس کو بھی سمجھے۔ اہل بدعت کے خلط ملط رکھنا اور انہیں اہل حق ٹھہرانا مباحیوں کا مذہب ہے۔ مباحیوں کی طرح مقلد وہابی یعنی اسحاقی ٹولہ بھی اسلام و سنیت کے دعوے کے ساتھ ارتدادی اور کفری دینوں کی تصدیق کرتے رہتا ہے۔ مولانا فضل رسول بدایونی بوارق کے ص ۲۵ میں فرماتے ہیں باوجود موافقت باہل اسلام اعتراف حقیقت دین یہود و نصاریٰ و عبدا صنم سیز نماید حاشا و کلا مسلمان باشند نہ سنی اندا سماعیل لدین جہت موافقت باہل سنت قطعاً محروم و حضرت عقیدہ حقیقت اسماعیلیہ بایشاں لازم و ملزوم و گلاب بائیں ناب حکم شراب دارد ایں فرقہ ہم در شمار داخل اسماعیلیہ است ۱۲۔ سنیت کے دعوے کے ساتھ ایسا کہنے والوں کو مباحی اور وہابی مرتد سمجھو۔

وصیت ششم یہ ہے کہ ہمارے علاقوں میں آہستہ آہستہ مقلد وہابیت یعنی دیوبندیت شائع ہوتی جا رہی ہے جو معتزلہ کا دین ہے ان کی حنفیت کے دھوکے میں آکر انہیں سنی نہ سمجھو اور ان سے علیحدہ اور بیزار رہو۔ حضرت قطب گوگی شریف (والد ماجد حضرت قطب رانچور) فرماتے ہیں کہ فرقہ معتزلہ سے جو فروماہ خانہ ہے اور سنیت کا دعویٰ کرتا ہے پرہیز کرنا اور احناف سے جو ماتریدی ہیں متعلق رہنا ضروری ہے۔

موجودہ دور میں مولانا احمد رضا خاں صاحب کی طرف جو اس صدی کے مجدد ہیں رجوع لانا اسلام و سنیت کی حفاظت کے لیے ضروری ہے کہ دیوبندی وہابی اور مباحی دونوں فرقے اسلام و سنیت کے دعوے کے ساتھ تحریر و تقریراً ہزار ہا مکاریوں سے وہابی اور مباحی ارتداد اور دنائت کی اشاعت کرتے ہوئے کفر و دنائت پھیلا کر اہل سنت کو مرتد اور دنی بنانے میں مشغول ہیں اور مولانا احمد رضا خاں صاحب مجدد مائتہ حاضرہ کی طرف سے سنیت حقہ کی اشاعت اور وہابی اور مباحی کید کا پردہ چاک ہوتا رہتا ہے۔ میری اولاد کے لیے لازم ہے کہ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کو اپنا مذہبی پیشوا اور اس صدی کا مجدد جانے اور آپ کی کتب پر عمل اور یقین ضروری ہے۔ موجودہ دور میں صحیح عقائد اسلام کا علم مولانا احمد رضا خاں صاحب کی کتب کے بغیر ممکن نہیں۔

میرے جد امجد نے زندگی بھر مسلک اعلیٰ حضرت کی حمایت میں کام کیا اور سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے انتقال سے دو سال قبل ۱۳۳۸ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے میرے تایا نے سجادگی کے فرائض انجام

دنی اور انہیں اولاد کو نہیں تھی آپ نے بھی ۳۵۲ھ میں انتقال کیا۔

راپچور میں تاریخی دور کا آغاز

میرے تایا حضرت سید شاہ احمد حسینی مرحوم کو اولاد نہ ہونے کی وجہ سے میرے والد ماجد شیخ المشائخ علامہ مولانا سید شاہ چندا حسینی صوفی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ اپنے خاندانی و دینی وصایا کی بنیاد ۳۵۳ھ میں آستانہ مبارکہ کے پندرہویں سجادہ نشین مقرر ہوئے چونکہ آپ دکن میں مشہور و معروف علوم منقولات و معقولات میں عالم دین تھے اور گھر کے ماحول میں ہر وقت اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ کا تذکرہ اور ان کی کتب سے گھر کا کتب خانہ آراستہ اور اپنے والد علیہ الرحمہ کے مسلک اعلیٰ حضرت پر عمل پیرا رہنے کی وصیت نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ سے والہانہ محبت پیدا ہونا لازمی تھی جہاں آپ کو دینی کتب کا شوق تھا وہیں اعلیٰ حضرت کی کتب کو دل و جان سے سینے سے لگائے رکھنا ان کا خاص مشغلہ تھا۔

بچپن ہی سے اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے عقیدت و محبت دل میں بیٹھ چکی تھی۔ مسند سجادگی فائز ہونے کے ساتھ ہی مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت کا کام اتنی تیزی سے شروع کر دیا کہ ہر چہار جانب علبردار مسلک اعلیٰ حضرت کی حیثیت سے مشہور ہو گئے۔ اور گمراہ و باطل پرستوں کے دل دہل اٹھے بالخصوص اس علاقے کے مشائخ و پیر کہلانے والے صرف مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت کی بنیاد پر دشمنی اور حسد کرنے لگے۔ اسی وجہ سے ہر طرف آپ پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی۔ والد گرامی نے اس کی پردا کیے بغیر اپنے کام کو جاری رکھا۔

آپ کا تعلق فی الدین مشہور ہو چکا تھا علماء کرام کا کہنا تھا کہ حضرت صاحب سجادہ نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ہر کتاب کو اپنے سینے کے اندر محفوظ کر لیا ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ فقہ و عقائد و کلام و تصوف کی کتب کے ساتھ ساتھ مجدد اسلام سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی کتب کو مع صفحہ و سطر کو صرف نقش ہی نہیں کر لیا تھا بلکہ ہر کتاب پر برجستہ حاشیہ آپ کے خداداد علم اور تعلق کو ظاہر کرتا ہے آج آپ کا کتب خانہ علم و فقہ و اصول و تفسیر، عقائد و کلام و تصوف وغیرہ میں یعنی فارسی و عربی زبانوں میں دکن کا سب سے بڑا ذاتی کتب خانہ کی حیثیت سے مسلم ہے۔ بڑے بڑے علماء کرام جزئیات کو ٹٹول کر کتابوں کی چھان بین کر کے دیکھ کر نکال لیا کرتے تھے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ زبانی بتا دیا کرتے تھے آپ کے بتانے پر جب علماء تلاش کرتے، برابر وہ مسئلہ وہیں ملتا۔

آپ تقسیم ملک اور تحریک جناح کے سخت مخالف تھے اس مسئلہ میں شیر پیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھے آپ کو سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس قدر عشق تھا کہ بعض بعض عبادات اور اشعار پر گھنٹوں روتے رہتے اور آپ پر گھنٹوں وجد کا عالم طاری رہتا۔ والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں وہابیوں اور دیوبندیوں، قادیانیوں بالخصوص نچریوں، صلیبیوں کے گمراہ عقائد کے خلاف کام کیا وہیں پر آپ نے گمراہ مشائخ و سادات کے گمراہ عقائد کے خلاف بھی متنبہ کیا اور انہیں صحیح اسلامی عقائد سے روشناس کروایا۔ ان گمراہوں و بد مذہبوں بالخصوص گمراہ سادات و مشائخ کہلانے والوں کی جانب

سے جو ظلم و ستم ڈھائے گئے اور غلط پروپیگنڈے کیے گئے، ان کی بہت بڑی دردناک کہانی ہے۔

آپ کی اپنی اولاد کے لیے وصیت

والد گرامی علیہ الرحمہ نے اپنی اولاد کے لیے یہ وصیت فرمائی:

”میری اولاد ہمیشہ اخلاق حسنہ پر عمل پیرا رہے اور فساق و فجار، کفار و مشرکین و مرتدین اور بد مذہبوں سے نفرت رکھے اور ان کی صحبت سے بچے میرے بعد آستانہ عالیہ شمشیر کا سجادہ نشین وہی ہوگا جو عالم دین ہو اور مجدد اسلام اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کو اپنا مذہبی پیشوا تسلیم کرے آپ کی تمام تصنیفات کو حق جانے بالخصوص حسام الحرمین، خالص الاعتقاد، الدولۃ المکیہ، الکوکبۃ الشہابیہ، المعتمد المستند کو حق اور صحیح تسلیم کرے اسکے لیے یہ بھی ضروری ہوگا کہ اکثر خانقاہوں میں رخص یا تفضیلیت عام ہو چکی ہے اس لیے اعلیٰ حضرت کی کتاب رد الرفضہ اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحفۃ الثنا عشریہ کو حق جانے اور انکے ساتھ میری کتاب مرآۃ مباحیۃ، اشرف الاخلاق، شمس العقائد، الاخلاق المرضیہ پر اس کا عمل ضروری ہوگا اگر خدا نخواستہ عالم نہ ہو کم از کم فارسی اور اردو کا اچھی طرح سے جاننے والا ہو، اور بہار شریعت کے پہلے چھ حصے اچھے سے یاد ہوں اور ان پر عمل ہوا انکے ساتھ اعلیٰ حضرت کی کتاب تمہید الایمان حفظ ہو، اور اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ سے محبت ضروری ہوگی ورنہ اسکی بیعت باطل ہوگی اور اس کو عاق سمجھا جائے گا۔“

میرے جد امجد اور والد گرامی رحمۃ اللہ علیہما کے مذکورہ وصایا سے انکی مسلک اعلیٰ حضرت سے والہانہ محبت کا پتہ چلتا ہے تقریباً ایک صدی سے ہمارا خاندان مسلک اعلیٰ حضرت سے وابستہ ہے میرے والد گرامی تقریباً پچپن برس تک مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت کی زندگی بھر مذہب اہل سنت و مسلک اعلیٰ حضرت اور عظمت رسول اللہ ﷺ کا پرچم لہرایا۔ آپکی فہمی و عقبری علمی شخصیت کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے، آپ نے ۱۰ سال کی عمر سے تصنیف و تالیف و حواشی کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ نے اپنی عمر کے آخری لمحات تک تصنیف و تالیف کا کام کیا۔ ایک سو پچیس سے زائد کتب و رسائل تصنیف فرما کر رہتی دنیا تک رشد و ہدایت کے انمول تحفے چھوڑ کر ۲۸ جمادی الآخری ۱۳۰۲ھ مطابق ۲ مئی ۱۹۸۲ء بروز جمعہ دس بجے صبح اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی آپکے بعد یہ احقر سجادہ نشینی کے فرائض کو پورا کر رہا ہے۔

ماہنامہ سنی آواز مئی جون ۱۹۹۳ء

القول الہدایت فی احکام البیعت مسمیٰ بہ حقیقت بیعت

بیعت خالص اسلامی طریقہ ہے اور اس کا ثبوت کلام الہی اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔
ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدہم (پارہ ۲۶/ سورہ فتح)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ (ترجمہ رضویہ)

بیعت کی قسمیں

بیعت کی پانچ قسمیں ہیں:

[۱] بیعت علی الاسلام

[۲] بیعت علی الهجرة

[۳] بیعت علی الجہاد

[۴] بیعت علی ترک معصیت

بیعت کی یہ چاروں قسمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں واقع ہوئیں۔

[۵] بیعت علی طاعة الامیر والسلطان

یہ بیعت واقع ہوئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں، جیسے کہ صحابہ کرام کی بیعت حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ۔ اس کتاب میں اس پانچویں قسم سے بحث مقصود نہیں ہے بلکہ صرف اس کتاب میں بیعت ۱۔ اور بیعت ۴۔ سے بحث کی جائے گی۔

بیعت [۱]

حضور اکرم نور مجسم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قوموں کو ایمان کی دعوت دی جنہوں نے اس دعوت کو قبول کیا، انہوں نے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ہستی کے سامنے اپنے پچھلے کفر و شرک اور معصیت سے اجتناب کر کے معبود حقیقی خدائے وحدہ لاشریک کو وحدہ لاشریک اور معبود برحق مان کر اور حضور نبی آخر الزماں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و رسالت کو تسلیم کر کے اور ماجاء بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم (نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ خداوند قدوس کے پاس سے احکام لیکر تشریف لائے ہیں) اس پر ایمان لا کر مومن کہلائے اور

اپنے کلمہ اور ایمان کا گواہ حضور رسالت مآب ﷺ کو قرار دیا یہاں تک کہ کم و بیش ایک لاکھ ۲۴ ہزار صحابہ کرام کو دنیا سے دیکھا اور آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، جہاں جہاں پہنچے اس سلسلہ کو جاری رکھا۔ ہزاروں غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کیا۔ اسی طرح دنیا کے گوشے گوشے میں ایمان کی دعوت دی اور لوگ۔ جو حق و جوق دعوت ایمان کو قبول کرتے گئے اور اپنے شرک و کفر اور معصیت سے دور رہنے کا گواہ اپنے سابقین ایمان والوں کو بتایا سابقین ایمان والوں نے اپنے مابعد ایمان لانے والوں سے کفر و شرک سے بچنے کا عہد لیتے رہے، یعنی کھلے ہوئے کفار و مشرکین کو دعوت ایمان دینا اور ان کے ایمان لانے کے وقت کلمہ طیبہ پڑھا کر کفر و شرک اور باطل عقائد سے اجتناب، معبود برحق کو وحدہ لا شریک تسلیم کروانا، اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کو قبول کروانا اور جمیع احکام اسلام کو تسلیم کروانا یہ بھی ایک بیعت ہے جو آج تک جاری ہے۔

بیعت [۴]

بیعت کی ایک قسم مسلمانوں ہی سے معصیت و نواہی سے بچنے کے لیے عہد و پیمان ہے جس طرح ایک متشرع پیر مرید کرتے وقت اپنے مرید کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر معصیت و نواہی سے اجتناب اور اوامر کی بجا آوری کا عہد و پیمان کرتا ہے، یہ طریقہ صالحین و مشائخ میں چلا آ رہا ہے۔ جو تبلیغ دین کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس بیعت کا ثبوت بھی حدیث رسول اللہ ﷺ ہے، جسے ہم ۴ گے پیش کریں گے، لیکن یہ کام ہر نااہل کا نہیں ہے اس کے لیے صلاحیت اور اہلیت کا ہونا ضروری ہے ورنہ وہ بیعت ساقط اور مرید جو کسی نااہل کے ہاتھ میں ہاتھ دیا تھا وہ شیطان کی مریدی میں آ کر من لا شیخ لہ فشیخ الشیطان: کا مصداق ہو جاتا ہے۔ (جامع الاصول فی الاولیاء ص ۱۸۰ بحوالہ)

شمس العقائد میں ہے اگر کوئی سالک پیر ایصال کے بغیر افکار و اشغال میں لگ جائے تو اس پر شیطان ظفر پاتا ہے کیوں کہ باطل عقائد یا عقائد اسلامیہ میں آمیزش کے ساتھ مشیخت کا دعویٰ در ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچنا ممکن نہیں ہے۔ اس لیے کہ شیخ اپنی کامل توجہ سے اپنے مرید کو معصیت و نواہی کی آگ سے نکال کر جنت کی خوش گوار میں پہنچاتا ہے۔ اگر تنہا اس سے کام نہ ہو سکے تو وہ اپنے شیخ کی طرف توجہ کرتا ہے اگر اس سے بھی نہ ہو سکے تو وہ اپنے شیخ کی طرف توجہ کرتا ہے، یہاں تک کہ یہ سلسلہ رسول کریم ﷺ تک پہنچ جاتا ہے۔ رسول ﷺ اور اس مرید کے تمام مشائخ سلسلہ بہ سلسلہ سب جمع ہوتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی شفاعت کرتے ہیں تو یقیناً اس کی عقدہ کشائی ہوتی ہے۔

یہ سب اس وقت ممکن ہے کہ جب مرید کا عقیدہ درست ہو، اور جس کے ہاتھ پر بیعت کر رہا ہے اس کا بھی درست ہو ورنہ فاسد اور خود ساختہ عقائد پر صاحب شفاعت پیر تک رسائی ممکن نہیں، درمیان ہی میں اس کا رشتہ کٹ جائے گا، اور شیطان اس پر ظفر پائے گا۔ بیعت کا یہ پہلا اور ادنیٰ درجہ ہے کہ مرید کو مقام شفاعت میں پائیں گے۔ (شمس العقائد)

بیعت کا تصور:

آپ اپنے ذہن میں اس تصور کو جمائیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے بیعت لی، رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کے ہاتھوں کو اپنے دست مقدس میں لیا، اپنے ان جاں نثاروں سے چند باتوں پر عہد لیا۔ (ان کا ذکر آگے آ رہا ہے) چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے جن باتوں پر عہد کیا تھا آخر وقت تک اس عہد پر قائم رہے، یہی تصور اس وقت قائم ہوتا ہے جب کوئی پیر اپنے مرید سے معاصیت کے ترک پر عہد لیتا ہے۔ اس سلسلہ میں بزرگان دین نے پیری مریدی کے ذریعہ قائم رکھا ہے، یہ بھی آپ ذہن میں رکھیں کہ سب سے پہلے عہد لینے والے اللہ کے رسول ﷺ اور عہد کرنے والے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے، جو امت میں سب سے افضل و اعلیٰ تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی و رسول آنے والا نہیں ہے کہ بحیثیت نبی اپنی امت سے ترک معصیت کا عہد لے۔ اب اس کام پر فائز وہ حضرات ہوں گے جو صورت و سیرت علم و عمل کے اعتبار سے رسول اللہ ﷺ کے صحیح جانشین ہوں چنانچہ اس بہترین امر کی ذمہ داری بزرگان دین اور صالحین امت پر رکھی گئی ہے۔

ایک سوال

جب آپ کے ذہن میں یہ بات آگئی کہ بیعت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور سب سے بیعت لینے والے رسول اللہ ﷺ تھے۔ کیا آپ کے بعد ہر ایرا غیر ابے علم و عمل فاسق و فاجر اپنے ماننے والوں سے اس طرح کا عہد لے سکتا ہے؟
 او خود گم است کرار ہبری کند

عہد لینا بھی اس لائق ہو کہ جو رسول اللہ ﷺ کے اخلاق و علم کا مظہر ہو اس لیے کہ ایک کامل شخصیت کے سامنے عہد کرنے والے نے عہد کیا۔ اگر خدا نخواستہ باغواء نفس و شیطان عہد شکنی کا مادہ دل میں پیدا ہوا تو اسی وقت فوراً دل میں یہ تصور آئے گا کہ میں نے فلاں کامل شخصیت کے سامنے عہد کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے علم و اخلاق کا مظہر ہے، بیعت قائم رکھنے کا یہی ایک تصور ہے کہ عام گنہگار مسلمان کسی کامل شخصیت کے سامنے عہد کرنے کے بعد گناہوں سے بچ سکتا ہے۔ اس کے ذریعہ سے دین و دنیا کی بھلائیاں حاصل کر سکتا ہے۔ اور اللہ و رسول کی اطاعت کا جذبہ دل میں پیدا ہو سکتا ہے اور یہی چیز نجات آخرت کے لیے سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ کیا کسی نا اہل شخصیت کے سامنے عہد کرنے سے یہ چیز حاصل ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اصحاب طریقت نے اس سلسلہ کو جاری رکھا تھا اس لیے یہ تبلیغ اسلام اور رشد و ہدایت کا بڑا ذریعہ ہے۔

بیعت کا مقصد یہ ہے کہ مرید کو اسلام و سنیت پر ثابت قدمی کیساتھ صاحب شفاعت پیر کو پانا ہے اس کو وہ اپنے اس موجودہ پیر سے لیکر آگے جہاں کہیں بھی ملے جیسے حضور شیخ الجن والانس حضرت سیدنا سید شاہ شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم رضی اللہ عنہ۔ اس کی ایک صورت ہے کہ موجودہ دور میں کوئی اخلاق حمیدہ کا حامل پیر جو صحیح العقیدہ سنی ہو، جو گناہ کبیرہ کا مرتکب نہ ہو اور بنام خفیہ و سنیت عقائد باطلہ رکھنے والے جیسے مباحی، دیوبندی وہابی، صلح کلی، مودودی، تبلیغی، قادیانی وغیرہ کے عقائد باطلہ سے پاک ہو، اور کسی ولی کامل اور پیر واصل کی مریدی میں داخل ہو جائے اور زندگی کی آخری سانس تک اسلام و سنیت کے عقائد کی

حفاظت کرے اور ایصال کی مریدی میں داخل ہو جائے۔ یہ صورت موجودہ دور میں بہت مشکل ہے۔
 دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی صحیح العقیدہ سنی مسلمان کسی سنی صحیح العقیدہ پیرومرشد سے ایصال کی مریدی میں داخل ہو جائے جو مباحیت و ہابیت و نیچریت، صلح کلیت وغیرہ کی گندگیوں سے پاک ہو، وہ بیعت و خلافت کے تمام شرائط کا بھی جامع ہو، اس مرید کی مریدی سے تسلسل برابر سلسلہ بہ سلسلہ ایصال ہو کر پیران سلسلہ سے متصل ہو جائے جو پیر ایصال ہیں۔
 (شمس العقائد)

بیعت کی تفصیل

وہ آیت کریمہ جو ہم نے بیعت کے جواز میں شروع صفحہ پر تحریر کی ہے اس آیت کریمہ سے بیعت کا جواز ملتا ہے لیکن اس کی تفصیل حدیث پاک میں موجود ہے جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنی کتاب القول الجلیل میں اس حدیث پاک کو نقل فرمایا ہے:

واستفاض عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الناس كانوا يبايعونه تارة على الهجرة وتارة على اقامة اركان الاسلام وتارة على الثبات والقرار في معركة الكفار وتارة على التمسك بالسنة والاجتناب عن البدعة والحرص على الطاعات كما صرح وتارة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بائع نسوة من الانصار على ان لا ينحن:
 اور احادیث مشہورہ میں منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگ بیعت کرتے تھے کبھی ہجرت اور جہاد پر اور کبھی ارکان اسلام (یعنی صوم و صلوات حج و زکوٰۃ) کی ادائیگی و پابندی پر اور کبھی کفار سے جہاد کے موقع پر ثبات و قرار پر، اور کبھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں کو اختیار کرنے اور ان کے تمسک پر اور کبھی بدعت سے بچنے پر اور کبھی عبادت الہی کے حریص اور شائق ہونے پر اور کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کی انصار کی عورتوں سے نوحہ نہ کرنے پر (کیوں کہ اس زمانے میں نوحہ کا بہت زیادہ زور تھا)

اس حدیث پاک کو ہر مرید ہونے والا اور مرید کرنے والا غور سے پڑھے اور اپنا محاسبہ کرے کہ بیعت تبلیغ اسلام اور گناہوں سے بچنے اور سنتوں پر سختی کے ساتھ عمل پیرا رہنے اور عبادت الہی کو ان کے وقتوں پر ادا کرنے، اللہ و رسول کی اطاعت کا جذبہ پیدا کرنے کا کتنا بڑا ذریعہ تھا۔

اس عظیم امر کو بے علمی و نااہلی کی وجہ سے کس طرح سے اس مقصد کو ضائع کیا جا رہا ہے۔ بیعت کرنے کے بعد اس عہد پر

قائم رہنے کا جذبہ مسلمانوں کے دل میں کس طرح قائم رہتا ہے، ایک حدیث سے معلوم کر لیں جس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے:

وروی ابن ماجہ انه بايع ناساً من فقراء المهاجرين على ان لا يسئل الناس شيئاً فكان احدهم يسقط سوطه فينزل عن فرسه فياخذها ولا يسئل احد:

اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند محتاج مہاجرین سے بیعت کی اس پر کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں تو پھر ان میں کسی شخص کا یہ حال تھا کہ اس کا کوڑا بھی گر جاتا تھا تو اپنے گھوڑے سے اتر کر اس کو اٹھا لیتا کسی کو کوڑا اٹھانے کا سوال بھی نہ کرتا۔ (القول الجلیل)

ملاحظہ فرمائیے، بیعت کے ذریعہ مسلمانوں کے دل میں کسی قدر پختہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ ہر وقت وہ اس بات کا خیال رکھتا ہے کہ میں نے ان باتوں پر اپنے پیر سے عہد کیا ہے کہیں عہد شکنی نہ ہونے پائے۔ تبلیغ اسلام حفاظت ارکان اسلام کے کئی طریقے ہیں۔ ان میں سے ایک طریقہ بیعت ہے جیسا کہ علمائے کرام اپنی زبان و قلم اور اخلاق و کردار علم و عمل سے شریعت کی حفاظت کرتے ہیں۔ اسی طرح علمائے باطنی یعنی اصحاب طریقت مذکورہ ان طریقوں کے ساتھ بیعت کے ذریعہ بھی اسلام کی حفاظت کرتے ہیں۔

بیعت لینے کے شرائط

پیر کے اندر چار شرطیں ہونا ضروری ہیں جس کی تفصیل نخبۃ المقاصد مصنفہ حضرت سید شاہ اکبر حسینی قدس سرہ بن حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ اور کتاب شمس العقائد (مؤلفہ سیدی والدی رحمۃ اللہ علیہ) عوارف المعارف، القول الجلیل، سیدنا علی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی تصنیف فتاویٰ افریقہ میں موجود ہے۔ ان شرائط پر تعمیل کے لیے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ فخر امثال استاد گرامی حضرت علامہ مولانا مفتی شاہ غلام محمد خاں صاحب قبلہ ناگپور خلیفہ مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت کے سلسلے میں تحریر فرمایا ہے:

پیر و مرشد بننے بنانے کے سلسلہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ کے افادات عالیہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں جنہیں ہم فتاویٰ افریقہ ص ۱۳۱ سے نقل کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں:

دوم خاص کہ بندہ کسی عالم سنی صحیح العقیدہ، صحیح الاعمال، جامع شرائط بیعت کے ہاتھ میں ہاتھ دے۔ یہ مرشد خاص جسے میر شیخ کہتے ہیں۔ پھر دو قسم ہے اول شیخ اتصالی یعنی جس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو جائے۔ اس کے لیے چار شرطیں ہیں:

پہلا۔ شیخ کا سلسلہ باتصال حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتا ہو بیچ میں (عقائد باطلہ کی وجہ سے) منقطع

۱۔ ہو۔ انقطاع کے ذریعہ سے اتصال (یعنی حضور اکرم ﷺ تک پہنچنا) ناممکن، بعض لوگ بلا بیعت محض بزرگوار (مہاجر) موجودہ دور میں اپنے باپ دادا کے سوا دے پر بندھ جاتے ہیں یا بیعت تو کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی، بلا اذن مرید کرنا شروع کر دیتے ہیں یا سلسلہ ہی وہ کہ قطع کر دیا گیا اس میں فیض نہ رکھا گیا لوگ براہ ہوں اس میں اذن خلافت دیتے چلے آتے ہیں یا سلسلہ فی نفسہ صحیح تھا مگر بیعت میں کوئی ایسا شخص واقع ہوا جو بوجہ اشکائے بعض شرائط قابل بیعت نہ تھا اس سے جو شاخ چلی وہ بیعت میں منقطع ہے۔ اس بیعت سے ہرگز اتصال نہ ہوگا۔

دوسری شرط شیخ سنی صحیح العقیدہ ہو، ہندو، بدھ، یوہانی، دیوبندی، تبلیغی، مودودی، متدیان، بھری، مسلح کلی وغیرہ نہ ہو۔) گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا نہ کہ رسول اللہ ﷺ تک۔ آج کل کھلے ہوئے بددینوں (جیسے فرقہ مسیحیہ یعنی شریعت میں حرام کردہ امور کو مباح ٹھہرانے والے اور اپنی انہی درسی بیعت کو حقیقی بیعت سمجھنے والے پیر، حتیٰ کہ وہاں سے سرے سے منکر و دشمن اولیاء ہیں مکاری کے لیے پیری مریدی کا جال بچھا رکھا ہے۔ ہوشیار، خبردار، احتیاط، احتیاط۔

اے بائیس آدم روئے ہست

پس بسروکتے سپاید داد دست

یعنی اے نادان، اکثر بائیس آدمی کا روپ دھارے ہوئے ہے لہذا ہر ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہیے۔ یعنی شرائط دیکھ کر مرید کرنا چاہیے۔

تیسری شرط عالم ہو۔ اقوال علم فقہ اس کی اپنی ضرورت کے قابل کافی اور لازم کہ عقائد اہلسنت سے پورا واقف، کفر و اسلام ضلالت و ہدایت کے فرق کا خوف عارف ہو، ورنہ آج بد مذہب نہیں کل ہو جائے گا۔

فمن لم یعرف الشر فهو ما یقع فیہ

جو شر (یعنی عقائد باطلہ کو) نہیں جانتا پہچانتا ہے وہ کسی دن شر میں گر پڑے گا (یعنی گمراہ و بد مذہب ہو جائے گا) صدہا کلمات و حرکات ہیں جن سے کفر لازم آتا ہے اور جاہل براہ جہالت ان میں پڑ جاتے ہیں اول تو خبر ہی نہیں ہوتی کہ ان سے قول یا فعل کفر صادر ہوا اور بے اطلاع تو بہ ناممکن تو جنتا کے مبتلا ہے اور اگر کوئی خبر دے ایک سلیم الطبع جاہل ڈر بھی جائے تو بہ بھی کرے مگر وہ جو سجادہ مشیخت پر ہادی و مرشد بنے بیٹھے ہیں ان کی اپنی عظمت کے خود ان کے قلوب میں ہے کہ اب قبول کرنے والا واذا قہیل لہ اتقی اللہ الخ لہ العزۃ ہالاحد: اگر ایسے ہی حق پرست ہوئے اور مانا تو کتنا، اتنا کہ آپ تو بہ کر لیں گے (لیکن) قول و فعل کفر سے جو بیعت فسخ ہو گئی اب کسی کے ہاتھ پر بیعت کریں اور شجرہ اس جد ید شیخ کے نام سے دیں اگرچہ (وہ نیا شیخ) شیخ اول ہی کا خلیفہ ہو، یہ ان کا نفس کیوں کر گوارا کرے نہ اسی پر راضی ہوں گے کہ آج سے سلسلہ بند کر دیں۔ مرید کرنا چھوڑ دیں لاجرم (یقیناً) وہی سلسلہ کہ ٹوٹ چکا جاری رکھیں گے لہذا عالم عقائد ہونا لازم۔

چوتھی شرط: فاسق معین نہ ہو اقوال اس شرط پر حصول اتصال موقوف نہیں کہ فخر و فسق باعث فسخ نہیں مگر پیر کی تعظیم لازم

ہے اور فاسق کی توہین واجب۔ دونوں کا اجتماع باطل۔ تین الحقائق امام زلیحی وغیرہ میں دربارہ فاسق ہے فی تقدیمہ
للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیہم اہانتہ: یعنی فاسق کو امامت کے لیے آگے بڑھانے میں اس کی تعظیم ہے اور
لوگوں پر شرعاً واجب ہے کہ اس کی اہانت اور توہین کریں۔ (فتاویٰ افریقہ ص ۱۳۱ تا ص ۱۳۳)

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی کتاب فتاویٰ افریقہ سے عبارت نقل فرمانے
کے بعد تحریر فرماتے ہیں اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ نے شرط چہارم میں فرمایا ہے کہ وہ فاسق معلن نہ ہو یعنی علانیہ حرام کا
ارتکاب نہ کرتا ہو مثلاً علانیہ وہ نمازیں، روزے بلا عذر شرعی ترک کرتا ہے، شراب پیتا ہے، بد دینوں، بد مذہبوں سے تعلق رکھتا
ہے، حرام چیزیں کھاتا ہے، وغیرہ کا مرتکب ہے تو فاسق معلن ہے لیکن ان فاسقانہ اعمال سے سلسلہ منقطع نہیں ہو جاتا، سلسلہ ابھی
متصل رہتا ہے مگر جب شیخ فاسق معلن ہو تو سوال ہوگا کہ مرید کیا کرے؟

مرید کو چاہیے کہ نہایت نرمی اور حسن تدبیر سے شیخ کو توبہ و رجوع کی طرف مائل کرے اور خدائے قدوس کی بارگاہ میں
اس کے رجوع کی دعا کرتا رہے تا آنکہ وہ توبہ کر کے فسق چھوڑ دے اور فسق کو برا جاننا رہے اور اگر اس کی طرف سے کوئی امید نہ
ہو تا آنکہ شیخ فاسق کا فعل لوگوں کے لیے دلیل جواز اور ان کے اس میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو، یا اس کا فسق انتہائی خبیث و شنیع
محرمات تک پہنچا ہوا ہو تو اس کی بیعت توڑ دے اور کسی جامع شرائط شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرے۔ اور اگر شیخ نے توبہ کر لی ہے اور
فسق چھوڑ دیا ہے تو چونکہ سلسلہ کا اتصال باقی ہے اس لیے جدید بیعت کی نہ پیر کو ضرورت ہے نہ مرید کو۔ انشاء اللہ تبارک و تعالیٰ
سلسلہ کا فیض آتا رہے گا۔ ایک شیشہ تھا کہ دھوئیں سے آلودہ ہو گیا تھا صاف ہوتے ہی روشنی پھوٹ پڑے گی۔ شیخ اتصال کے
لئے اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ نے جو چار شرطیں بیان فرمائی ہیں عنوان کے اعتبار سے یہ ہیں:

[۱] پیر کا سلسلہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک صحیح اتصال کے ساتھ ملا ہوا ہو۔

[۲] پیر سنی صحیح العقیدہ ہو۔

[۳] عالم ہو کہ ایمان و کفر کو اچھی طرح جانے اور ضرورت کے فقہی مسائل سے آگاہ ہو۔

[۴] فاسق معلن نہ ہو، چونکہ شیخ اتصال کی بیعت سلسلہ کی برکت کا فائدہ دیتی ہے اور مرید ہونے والے کا مقصد بھی ضرور

سلسلہ کی برکت حاصل کرنا ہوتا ہے (نہ کہ اپنی اسی ورسی تبرکی بیعت کو حقیقی بیعت سمجھنا مقصود ہوتا ہے جیسا کہ آج کل کے
اکثر مرید کرنے والے اور مرید ہونے کے بعد سمجھ بیٹھے ہیں کہ مرید ہوتے ہی ولی بننا آسان ہو جاتا ہے) اس لیے پیر
میں (یعنی رسمی تبرکی بیعت کے لیے) یہی چار شرطیں دیکھ لینا کافی ہے۔

حضور سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ کی کتاب فتاویٰ افریقہ کی روشنی میں جو ارشاد فرمایا
ہے اس کا خلاصہ آپ نے ملاحظہ فرمایا اس سے یہ بات آسانی سے سمجھ میں آگئی کہ موجودہ دور میں جو بیعت جاری ہے تبرکی بیعت
ہے جامع شرائط مذکورہ پیر سے مرید ہو کر اوپر تک یکے بعد دیگرے سلسلہ ایسا متصل رہے کہ چند سلسلوں کے بعد اس شیخ سے

اتصال ہو جائے جسے شیخ ایصال کہتے ہیں۔

مثلاً موجودہ دور میں کسی جامع شرائط مذکورہ پیر سے آپ مرید ہو گئے آپ کا وہ پیر کسی جامع شرائط پیر کا خلیفہ ہے اور وہ بھی کسی جامع شرائط پیر کا خلیفہ ہے یہاں تک کہ سلسلہ برابر متصل ہوتا ہوا حضرت سیدنا شیخ الجن والانس غوث صمدانی محبوب سبحانی سید شاہ شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز تک پہنچتا ہے۔ اب تسلسل کے ساتھ اس شیخ ایصال کے پائے جانے کے بعد اس شیخ ایصال کے ذریعہ سے وہ فیضان نبوت سلسلہ بہ سلسلہ مرید برابر پاتا رہے گا۔ میں اور بھی واضح طریقہ سے عرض کر دوں مثلاً سیدی الکریم استاذی النعیم حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ یاسیدی الکریم استاذی النعیم محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ ان حضرات کے علاوہ دیگر علماء جو حضرت سیدنا شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ شیر پیشہ اہلسنت حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جنہیں شرف خلافت حاصل ہے ان حضرات نے حضور سیدنا مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیر پیشہ اہلسنت جیسا جامع شرائط پیر سے شرف خلافت حاصل کر لیا۔ اب ان دونوں پیر و مرید کا اتصال نہایت مضبوط طریقہ سے ہو گیا اور حضور سیدنا مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کا اتصال اپنے شیخ سیدنا سید شاہ احمد نوری مارہروی قدس سرہ العزیز اپنے والد ماجد سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ سے ہو گیا۔

اب اسی سلسلہ میں دور جانے کی ضرورت نہیں، صرف ایک ہی واسطے سے مجدد وقت اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کا دامن ہاتھ آ گیا۔ مجدد خود قطب الارشاد ہوتا ہے ان حضرات نے صرف ایک واسطے سے پیر کامل شیخ ایصال کو پالیا۔ اب ان حضرات کو فیض اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے پیر سے ان کو اس سلسلے سے یعنی مشائخ مارہرہ مطہرہ سے فیض ملتا رہے گا۔

ایسے ہی وہ حضرات جو امیر الخطبات شیخ المتکلمین حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی قدس سرہ سے خلافت حاصل کر لی آپ کے دامن سے وابستہ ہونے کے بعد وہ پیر و اصل شیخ ایصال کے کا دامن کرم مل جاتا ہے یہاں تک کہ حضرت سیدنا تارک السلطنت مخدوم سمنانی سید شاہ مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی قدس سرہ العزیز کا دامن رحمت ہاتھ آ گیا چونکہ حضور سیدنا محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے دامن سے وابستہ ہونے کے بعد اس جامع شرائط پیر کے ذریعہ پیر کامل شیخ و اصل حضرت مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی قدس سرہ العزیز کے فیضان کا سلسلہ برابر جاری رہے گا جب مخدوم فیض کا سلسلہ جاری ہے تو ان کے ذریعہ سے آگے فیضان نبوت کا سلسلہ برابر جاری رہے گا اس لیے جامع شرائط پیر کو تلاش کیا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی جامع شرائط پیر سے مرید ہونے کے بعد آگے کسی شیخ ایصال اور پیر کو پانا مقصود ہوتا ہے۔ لہذا یہ پیری مریدی تبرکی ہے اس کو حقیقی بیعت سمجھنا اور اس سے ولایت کا دعویٰ کرنا اس کو مباہیت کہتے ہیں۔ عام طور پر اکثر پیر اپنی بیعت کے حقیقی سمجھ کر گمراہ ہوتے ہیں، اسی وجہ سے یہ لوگ وہ افکار اور معمولات جو خاص اولیائے کرام کے لیے ہیں، اختیار کرتے ہیں۔

یہ بات بھی یاد رہے کہ ولی کا فعل قابل عمل نہیں ہے، اولیائے کرام میں بعض اولیائے کرام کے وہ افعال ہیں بلکہ وہ

اقوال ہیں اگر ان کو اختیار کیا جائے تو دائرۂ ایمان سے باہر ہو جائے۔ اب آپ حضرات مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ کے فتوے کا وہ حصہ ملاحظہ فرمائیے کہ جسے آپ نے شیخ ایصال کی ذمہ داری کے سلسلہ میں تحریر فرمایا ہے۔

اور اگر مرید سلوک و احسان کا طالب ہے، قرب الہی کے مدارج طے کرنا چاہتا ہے تو شیخ ایصال کو پیر بنانے کے ضرورت ہوگی، شیخ ایصال کی ذمہ داری بہت بڑی ہے شیخ ایصال کے لیے بھی اوپر کی ذکر کی ہوئی چار شرطیں قطعی ضروری ہیں ان کے علاوہ چند اور ہیں جو سخت اور کٹھن ہیں (جو اپنی بیعت کو حقیقی بیعت سمجھنے والے خاص طور سے توجہ دیں) اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

”دوم شیخ ایصال کہ شرائط مذکورہ (چار اوپر بیان کی ہوئی شرطوں) کے ساتھ مفاسد نفس (یعنی نفس کو فتنہ و فساد میں ڈالنے والے مقامات) مکائد شیطان (یعنی شیطان کس کس طرح مکاری کرتا ہے فریب دیتا ہے۔ مصائد ہوا (یعنی ہوا و ہوس سے کس کس جگہ شکار کیا جاتا ہے) سے وہ پیر آگاہ ہو (تاکہ اپنے مرید کو ان سے بچا سکے) دوسرے کی تربیت کا جاننا اور متوسل (مرید) پر شفقت نامہ رکھنا ہو کہ اس کے عیوب پر اسے مطلع کرے، ان کا علاج بتائے جو مشکلات اس راہ میں پیش آئیں اس کو حل فرمائے۔ (مثلاً حضور سیدنا غوث اعظم و حضور سیدنا خواجہ ہندوستان خواجہ غریب نواز و سیدنا خواجہ بندہ نواز گیسو دراز حضور سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی و حضور سیدنا قطب راہنچور سید شاہ شمس عالم حسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ) نہ محض سالک ہو نہ زرا مجذوب۔

عوارف شریعت میں فرمایا دونوں قابل پیری نہیں، اس لیے کہ اول (یعنی سالک محض) خود ہنوز راہ میں ہیں اور دوسرا (یعنی زرا مجذوب) طریق تربیت سے غافل بلکہ مجذوب سالک ہو یا سالک مجذوب اول اولیٰ ہے۔

مندرجہ مباحث کا حاصل یہ ہے کہ مرید بننے کے دو ہی مقصد ہوتے ہیں:

[۱] بیعت کا سلسلہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک متصل کر کے سلسلہ کی برکتیں حاصل کرے اور عوام کے لیے یہی بیعت جاری ہے۔ (اسی کو تبرکی بیعت کہتے ہیں اس کو حقیقی سمجھنا گمراہی ہے۔)

[۲] فلاح احسان قرب الہی کے لیے مجاہدہ کرنا، (یہ چیز عوام علماء و رسوم کے لیے نہیں ہے بلکہ خاص اولیائے کرام کے لیے ہے اور اس میں مخصوص حضرات ہی داخل کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح پیر بننے کے لیے بھی دو صورتیں ہوتی ہیں:

[۱] مریدوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک صحیح طور پر متصل کرا کے مریدوں کو سلسلہ کی برکتیں پہنچانے کا ذریعہ بننا۔

[۲] فلاح احسان قرب الہی کے لیے مرید کی رہنمائی کرنا، ہلاکت سے بچانا۔

ہر دو صورت میں ان شرطوں کے بغیر چارہ نہیں جو اوپر ذکر کی گئی ہیں۔ مجذوب محض اس بحث سے خارج ہے۔ اگر یہ شرائط نہیں دیکھے جاتے ہیں اور ان کا لحاظ نہیں رکھا جاتا ہے تو پیر اور مرید دونوں کے دونوں پیری مریدی کے مقاصد سے دور ہیں۔ اور وہ پیری مریدی جو ان مقاصد کے خلاف ہے صرف دنیوی اغراض فاسدہ کے لیے ہوگی اس سے بھولے بھالے انسان کو اغوا کیا جائے گا اور اس ذہن سے پیر صاحب بہر حال قابل تقلید و احترام ہیں ہوا خواہی و نا عاقبت اندیشی میں دین و دنیا میں

فتنہ و فساد برپا کیا جائے گا۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ایسی پیری مریدی سے قطعاً دور رہیں اور اس کی اصل گرہ باندھ لیں کہ

خلاف پیسبر کے رہ گزید

کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف جو راہ بھی کوئی اختیار کرے گا وہ منزل کو ہرگز نہیں پہنچ سکے گا۔ جس میں یہ خطرات ہیں کہ آخرت میں نجات نصیب ہی نہ ہو، الحیا ذی اللہ تعالیٰ۔

جس کو آسان صورت میں عوام کو اس پر فتنہ زمانہ میں پہنچنے بچانے کے لیے یوں کہا جاسکتا ہے کہ وہابی، دیوبندی، رافضی، قادیانی وغیرہ بد مذہب بد دین پیروں سے آگ کی طرح دور رہیں اور ایسے ہی مشائخ جو ولایت کے دعویدار ہیں اور اپنی بیعت کو حقیقی سمجھ رہے ہیں جو اباحت فی الدین کے بلا میں گرفتار ہیں۔ جیسے خالص ریشم کے کپڑے پہننا، مزامیر کا سننا وغیرہ جو شریعت میں حرام اس کو مباح جاننے والے یعنی فرقہ مباحیہ کی مریدی سے آگ کی طرح بچیں اور وہ سنی جو فاسق ملعن ہے ان سے بھی بیعت نہ کرے۔

بیعت کی دو قسمیں ہیں

بیعت سے متعلق مذکورہ بالا صورتوں کے ذکر کرنے کے بعد ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ بیعت کے بارے میں ایک بار پھر تفصیلی گفتگو کر لیں۔ بیعت کی دو قسمیں ہیں: پہلی قسم کی بیعت ارادت کی ہے یعنی حقیقی بیعت یہ خاص اولیاء کرام کے لیے آئی۔ بیعت ارادت اور اس کے اعمال و اذکار کے لیے اصحاب طریقت کے نزدیک بالاجماع پیرو اصل ولی کامل کی اجازت اور اسکی رہبری شرط ہے۔ (شمس العقائد)

مکتوبات حضرت یحییٰ منیری مخدوم بہار رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۶۶ میں آیا ہے بیعت ارادت کا استحقاق درجہ زہد کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ (بحوالہ شمس العقائد)

زہد اصحاب طریقت کے پاس ایک درجہ ہے جس کا نفس نفس امارہ اور مدسہ سے پاک ہو۔ (یعنی اس کا نفس خواہشات نفسانی مادہ شہوانی فحور و ذمائم سے پاک ہو۔) تب وہ کسی پیر کامل ولی واصل کی نگرانی میں سالکین ارادت کا ریاضات و مجاہدات اور اعمال شاقہ کا خود پر التزام کر لینے کے بعد اس کا نفس نفس مطمئن بن جاتا ہے تمام علائق سے پاک ہو کر اپنے رب کا قرب حاصل کرنا ہے، جیسا کہ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت کرنا دیگر اولیائے کرام کا درجہ زہد پر فائز حضرات کو مرید فرمانا اسی قبیل سے ہے۔ وہ اس منزل پر فائز ہونے کے بعد فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مرتبہ پر فائز ہوتے ہیں۔ وہ حضرات اس درجہ پر فائز ہو کر اولیائے کرام کی دعوت کے لیے ماذون ہوتے ہیں اور انہیں تکوینی قدرت دی جاتی ہے۔ اور وہ مدبرات امر میں داخل ہو جاتے ہیں۔ (الفتح الربانی شرح فتح الغیب بحوالہ شمس العقائد)

جیسا کہ فتاویٰ افریقہ میں اعلیٰ حضرت مجدداتہ ماضیہ سیدنا امام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز

ارشاد فرماتے ہیں:

بیعت ارادت وہ ہے جو اپنے ارادہ و اختیار سے بالکل علیحدہ ہو کر اپنے آپ کو شیخ و ہادی اور مرشد برحق و واصل بحق (یعنی ولی کامل کے ہاتھ میں بالکل سپرد کر دے اسے بالکلیہ طور پر شیخ کو اپنا حاکم اور مالک و آقا مختار جانے اس کے چلنے پر راہ سلوک طے کرے جیسے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خواجہ غریب نواز، حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الہی و خواجہ بندہ نواز گیسو دراز و حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی و حضرت سید شاہ شمس عالم حسینی قطب راجپور رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دست ہائے مقدسہ پر بیعت کرنے والے حضرات) اس کے حکم کے بغیر کوئی قدم نہ اٹھاتے اگرچہ اس کے درمیان اس کے بعض احکام یا اس کے کچھ کام میں اس کے نزدیک صحیح نہ معلوم ہوں اپنے شیخ پر طعن نہ کرے بلکہ اپنی صلاحیت اور سمجھ کا قصور جانے۔ (اس پر آج کا کوئی پیر دلیل نہ بنائے کہ ہمارا حکم مانو چاہے تمہاری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ ساری عمر خلاف شرع امور میں گزاری دے اور مریدوں پر دھونس جمائے کہ تم ہمارے ہاتھوں پر یک گئے ہو اگرچہ ہمارے احکام تمہاری سمجھ میں نہ آئیں اس میں تمہاری سمجھ کا قصور ہے۔ وغیرہ وغیرہ)

یہ جو فرمایا گیا ہے کہ اپنے شیخ پر طعن نہ کرے بلکہ اپنی صلاحیت اور سمجھ کا قصور جانے یہ صرف ولی کامل پیر واصل کے بارے میں حکم ہے۔ ذرہ برابر اس کی بات پر اعتراض نہ کرے اور اپنی ہر مشکل شیخ پر پیش کرے یعنی اس کے ہاتھ میں مسردہ بدست زندہ ہو کر رہے۔ (جیسے حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کے خلفائے کرام اپنے شیخ کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ تھے۔ ایسے ہی ہر پیر واصل ولی کامل کے مریدین اپنے پیر کے ہاتھ پر مردہ بدست ہو کر زندہ رہے) یہی بیعت، بیعت ارادت اور بیعت سالکین ہے اور یہی بیعت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے لی جیسا کہ حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

بایعنا رسول اللہ ﷺ علی السمع والطاعت فی العسر والیسر۔ یعنی ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پر بیعت کی کہ ہم ہر آسانی و دشواری ہر خوشی و ناگواری میں حکم مانیں گے اور اطاعت کریں گے اور صاحب حکم کے کسی حکم میں چوں و چرانہ کریں گے اور رسول کا حکم اللہ کا حکم ہے اور اللہ کے حکم میں مجال انکار نہیں۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود

گر چہ از حلقوم عبد اللہ بود

اور یہی بیعت ہر پیر واصل ولی کامل نے اپنے مریدین سے لی۔

پیر کے لیے شریعت اصل ہے

سید السادات قطب الارشاد حضرت سیدنا شاہ اکبر حسینی قدس سرہ خلف اکبر حضرت خواجہ دکن خواجہ بندہ نواز گیسو دراز

قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں:

ہاتھ کسی ایسے مرد کامل (ولی واصل) اور شیخ مقتدی کے ہاتھ میں نہ ہو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ظاہر اور باطن میں شہداء اور شہود جمال کا مشاہدہ (یعنی معرفت الہی) ساعت من ساعت کرتا ہو اور دعوت کے لیے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور اپنے شیخ کی طرف ماذون نہ ہو اس وقت تک ان مقامات عالیہ اور درجات متعالیہ کی وصولی ہرگز نہیں ہو سکتی اور یہ شافی بیان اور یہ شافی شرح کے سوا حل نہیں ہو سکتا۔

جان لے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عوام و خواص کی طرف مبعوث تھے اور شریعت عوام و خواص دونوں کے لیے لائے اور طریقت خواص کے لیے اور حقیقت جو طریقت کی میراث ہے جو طریقت پر عمل کیا وہ حقیقت پر پہنچا۔ پس مرتبہ اول شریعت ہے عوام اسی پر رہیں اور اسی پر قناعت کریں وہ اس سے ہرگز ہرگز نہ گزریں۔ ان کو خود ہی مطلوب ہے اس سے دوزخ سے نجات اور جنت میں دخول قطعاً یقیناً حاصل ہے۔ عوام کی کامیابی یہی ہے اس سے نہیں گزریں اگر وہ شریعت کے عہد کو پورا کریں تو یہی ان کے لیے بہت ہے مگر وہ مدعو بہ شریعت ہیں اس کے بعد مدعو بہ طریقت ہیں (شمس العقائد)

پیسروں کو تنبیہ

پیر حضرات اب تک کی مذکورہ بحث جو مضبوط حوالے جات سے جکڑی ہوئی ہے اس کو پڑھنے کے بعد سمجھ گئے ہوں گے کہ شریعت سے علیحدہ ہو کر طریقت کا دعویٰ محض شیطانی فریب کے سوا کچھ نہیں، شیطانی فریب کا شکار ہو کر جاہل پیر اپنے آپ کو دل اور اپنے پیر کو دل اور اپنی پیری مریدی کو حقیقی بیعت سمجھ بیٹھے ہیں۔ پیر بننے کے بعد شریعت کا التزام اور سخت و مضبوط ہو جاتا ہے اس لیے پیر کے اوپر بہت بڑی ذمہ داری ہے، مریدین کو شریعت پر چلانا اور گناہوں سے بچنے کی تلقین کرنا یہ اس کی اہم ذمہ داری ہے۔ جب پیر ہی بے علم و بے عمل ہو گا اولیائے کرام کی نقالی میں پہنچنے پہنچانے اور حقیقت و معرفت کے دعوے کے ساتھ پیروی مریدی کا بازار گرم کرنا صرف شیطانی فریب کے سوا کچھ نہیں۔ چونکہ ان پیروں کی حرکتیں اور کثرت ایسے ہیں جن پر شریعت کی گرفت ہے اس لیے وہ علماء سے دور بھاگتے ہیں اور اپنے مریدین کو علماء سے بدظن کراتے ہیں کہ یہ عالم لوگ صرف ظاہر پر نوازی لگانے والے حقیقت و معرفت کو کیا جانیں ہم طریقت والے ہیں اور وہ اہل شریعت دونوں کے راستے الگ۔ وہ صرف ظاہر پر نوازی لگائیں اور ہم تو دل کے جاننے والے ہیں لہذا تم علماء کی بات پر دھیان نہ دو، صرف ہمارے کہنے پر عمل کرو وغیرہ۔

ایسے پیر اچھی طرح جان لیں کہ شریعت کو طریقت کی ضرورت نہیں ہے اور طریقت کو ہر وقت شریعت کی ضرورت ہے اگر کوئی شریعت سے گر جائے گا وہ شیطان کا آلہ کار بن جائے گا۔ پیری مریدی آئی اسی لیے ہے کہ پیر اپنے مریدین کو گناہوں سے بچائے اور اس کی شریعت کے مطابق صحیح رہبری کرے اور خود بھی باعمل ہو اور مریدین کو بھی شریعت پر چلائے۔ عین المعانی میں ہے کہ عابد کو مرشد کی احتیاج نہیں اسے فقہائے کرام نے جو خبر دی ہے وہی کافی اسی پر عمل پیرا ہے اگر وہ زہد کے درجہ پہنچے تو اسے لازم و ضروری ہے کہ وہ ولی کامل صاحب بصیرت سے دریافت کر کے زہد کے کام میں مشغول ہو جائے اس لیے کہ فقہ

و کلام کے ساتھ زہد کا علم لازم و ضروری ہے علم کے بدرتہ کے بغیر مجاہدہ میں قدم نہ رکھے۔ (عین المعانی ص ۲۲۵ بحوالہ شمس العقائد) یعنی بغیر علم فقہ وحدیث کے زہد میں قدم رکھ کر وہ ذکر و فکر و معاملات جو مرد کامل (ولی واصل) نے انجام دیئے ہیں ہرگز ہرگز نہ کرے (یعنی جو ذکر و فکر جو وظائف ایک ولی کامل و پیر واصل جیسے حضرت خواجہ غریب نواز و خواجہ بندہ نواز گیسو دراز و مخدوم اشرف جہانگیر سمٹانی و عبدالواحد بکرامی، و شرف الدین یحییٰ منیری سید شاہ شمس عالم حسینی رحمۃ اللہ علیہم نے جو معمولات اور ذکر و فکر و وظائف کیے ہیں ہرگز نہ کرے) اس سے وہ شیطان کے مکر و فریب کا شکار ہو کر وہ کافر یا دیوانہ یا کسی مرض مہلک میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ (عین المعانی شامل اتقیا بحوالہ شمس العقائد)

اس کا تو رات و دن کا مشاہدہ کہ یہی سننے میں آتا ہے کہ فلاں پیر صاحب اپنے پیر کے بتانے پر وظیفہ کیے تھے پاگل ہو گئے یا خودکشی کر لیے، معاذ اللہ کلمات کفر تک بکتے ہوئے دیکھا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے درود و وظائف و معمولات میں اولیائے کرام کی نقالی نہ کرے تھوڑے عمل میں اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھ لیتا ہے اسی وقت شیطان اس کے دل و دماغ پر حاوی ہو جاتا ہے اور ولایت کا دعویٰ کر و اتا ہے اس طرح سے اس کو بدعتیہ و گمراہ کافر بنا کر ہلاک کر دیتا ہے۔

اندازہ لگائیے، انہیں اذکار و وظائف کی منزل میں شیطان بڑے بڑے اولیائے کرام کو دھوکہ دینے کی کوشش کی بلکہ یہاں تک بھی آیا ہے بڑے بڑے راہ سلوک طے کرنے والے اولیائے کرام پر اپنا قبضہ جما کر ولایت چھین لیا۔ یہاں تک حضرت شیخ الجن والانس غوث صمدانی محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کو بھی بہکانے کی کوشش کیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے کرم اور خاص فضل و احسان سے اس سخت منزل سے آسانی سے گزر گئے۔ اور شیطان کو ذلیل و خوار کر دیا لیکن اب پیروں کی حالت ملاحظہ کیجئے:

ہر پیر ولی سے تو کم ہے نہیں اور رات دن ان کے مریدین اپنے پیر کو آسمان پر اڑانے کے لیے عوام مسیہ خواخواہ کراہتوں کو گڑھنا شروع کر دیا اور لوگ زیادہ سے زیادہ گمراہ ہونے لگے۔ خبردار، خبردار! ولایت کا دعویٰ اور ولیوں کے اذکار ہرگز ہرگز نہ کریں۔ ورنہ شیطان ذلیل و خوار کر دے گا اور عذاب آخرت میں الگ گرفتار ہوں گے۔ سیدی والدی مرشدی حضرت مولانا شاہ چندا حسینی صاحب قبلہ صوفی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین آستانہ شمس را پچو را را شاد فرماتے ہیں:

تصوف کی کتب میں وہی چیز عوام کے لیے ہے جن میں اسلامی سنی عقائد و اخلاق و اعمال بیان کیے گئے ہیں ان کے سوائے جو تصوف کی کتب میں آیا ہے اس سے ہم عوام کو کوئی تعلق نہیں ہے کہ وہ علم ولایت ہے اس میں جانے سے مباحیہ نے مباحیت اختیار کر کے ادعائی ولایت اختیار کیے ہیں۔

ولی بنانا عوام کا کام نہیں

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ عوام بلکہ علماء اور خاص طور پر پیر حضرات ہر کسی کو ولی بنانے میں اور کرامت بتانے میں مصروف نظر آتے ہیں۔ وہ اچھی طرح سے یہ بات ذہن میں رکھ لیں کہ ولی بنانا یا ولی کو پہچاننا کسی عوامی بلکہ علماء کا کام نہیں ہے۔

قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں:

ہاتھ کسی ایسے مرد کامل (ولی واصل) اور شیخ مقتدی کے ہاتھ میں نہ ہو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ظاہر اور باطن میں ہوا
و جزء اور شہود جمال کا مشاہدہ (یعنی معرفت الہی) ساعۃ من ساعۃ کرتا ہو اور دعوت کے لیے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ
وجہہ الکریم اور اپنے شیخ کی طرف ماذون نہ ہو اس وقت تک ان مقامات عالیہ اور درجات متعالیہ کی وصولی ہرگز نہیں ہو سکتی اور یہ
شافی بیان اور یہ شافی شرح کے سوا حل نہیں ہو سکتا۔

جان لے لے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عوام و خواص کی طرف مبعوث تھے اور شریعت عوام و خواص دونوں کے لیے لائے اور
طریقت خواص کے لیے اور حقیقت جو طریقت کی میراث ہے جو طریقت پر عمل کیا وہ حقیقت پر پہنچا۔ پس مرتبہ اول شریعت ہے
عوام اسی پر ہیں اور اسی پر قناعت کریں وہ اس سے ہرگز ہرگز نہ گزریں۔ ان کو خود ہی مطلوب ہے اس سے دوزخ سے نجات اور
جنت میں دخول قطعاً یقیناً حاصل ہے۔ عوام کی کامیابی یہی ہے اس سے نہیں گزریں اگر وہ شریعت کے عہد کو پورا کریں تو یہی ان
کے لیے بہت ہے مگر وہ مدعو بہ شریعت ہیں اس کے بعد مدعو بہ طریقت ہیں (شمس العقائد)

پیسروں کو تنبیہ

پیر حضرات اب تک کی مذکورہ بحث جو مضبوط حوالے جات سے جکڑی ہوئی ہے اس کو پڑھنے کے بعد سمجھ گئے ہوں گے
کہ شریعت سے علیحدہ ہو کر طریقت کا دعویٰ محض شیطانی فریب کے سوا کچھ نہیں، شیطانی فریب کا شکار ہو کر جاہل پیر اپنے آپ کو ولی
اور اپنے پیر کو ولی اور اپنی پیری مریدی کو حقیقی بیعت سمجھ بیٹھے ہیں۔ پیر بننے کے بعد شریعت کا التزام اور سخت و مضبوط ہو جاتا ہے۔
اس لیے پیر کے اوپر بہت بڑی ذمہ داری ہے، مریدین کو شریعت پر چلانا اور گناہوں سے بچنے کی تلقین کرنا یہ اس کی اہم ذمہ داری
ہے۔ جب پیر ہی بے علم و بے عمل ہوگا اولیائے کرام کی نقالی میں پہنچنے پہنچانے اور حقیقت و معرفت کے دعوے کے ساتھ پیسری
مریدی کا بازار گرم کرنا صرف شیطانی فریب کے سوا کچھ نہیں۔ چونکہ ان پیروں کی حرکتیں اور کرتوت ایسے ہیں جن پر شریعت کی
گرفت ہے اس لیے وہ علماء سے دور بھاگتے ہیں اور اپنے مریدین کو علماء سے بدظن کراتے ہیں کہ یہ عالم لوگ صرف ظاہر پر فتویٰ
لگانے والے حقیقت و معرفت کو کیا جانیں ہم طریقت والے ہیں اور وہ اہل شریعت دونوں کے راستے الگ۔ وہ صرف ظاہر پر فتویٰ
لگائیں اور ہم تو دل کے جاننے والے ہیں لہذا تم علماء کی بات پر دھیان نہ دو، صرف ہمارے کہنے پر عمل کرو وغیرہ۔

ایسے پیر اچھی طرح جان لیں کہ شریعت کو طریقت کی ضرورت نہیں ہے اور طریقت کو ہر وقت شریعت کی ضرورت ہے
اگر کوئی شریعت سے گر جائے گا وہ شیطان کا آلہ کار بن جائے گا۔ پیری مریدی آئی اسی لیے ہے کہ پیر اپنے مریدین کو گناہوں
سے بچائے اور اس کی شریعت کے مطابق صحیح رہبری کرے اور خود بھی باعمل ہو اور مریدین کو بھی شریعت پر چلائے۔ عین المعانی
میں ہے کہ عابد کو مرشد کی احتیاج نہیں اسے فقہائے کرام نے جو خبر دی ہے وہی کافی اسی پر عمل پیرا ہے اگر وہ زہد کے درجہ پر
پہنچے تو اسے لازم و ضروری ہے کہ وہ ولی کامل صاحب بصیرت سے دریافت کر کے زہد کے کام میں مشغول ہو جائے اس لیے کہ فقہ

وکلام کے ساتھ زہد کا علم لازم و ضروری ہے علم کے بدرقہ کے بغیر مجاہدہ میں قدم نہ رکھے۔ (عین المعانی ص ۲۲۵ بحوالہ شمس العقائد) یعنی بغیر علم فقہ و حدیث کے زہد میں قدم رکھ کر وہ ذکر و فکر و معاملات جو مرد کامل (ولی واصل) نے انجام دیئے ہیں ہرگز ہرگز نہ کرے (یعنی جو ذکر و فکر جو وظائف ایک ولی کامل و پیر واصل جیسے حضرت خواجہ غریب نواز و خواجہ بندہ نواز گیسو دراز مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی و عبدالواحد بگلرامی، و شرف الدین میمنی منیری سید شاہ شمس عالم حسینی رحمۃ اللہ علیہم نے جو معمولات اور ذکر و فکر و وظائف کیے ہیں ہرگز نہ کرے) اس سے وہ شیطان کے مکر و فریب کا شکار ہو کر وہ کافر یا دیوانہ یا کسی مرض مہلک میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ (عین المعانی شامک لتقیاء بحوالہ شمس العقائد)

اس کا تورات و دن کا مشاہدہ کہ یہی سننے میں آتا ہے کہ فلاں پیر صاحب اپنے پیر کے بتانے پر وظیفہ کیے تھے پاگل ہو گئے یا خودکشی کر لیے، معاذ اللہ کلمات کفر تک بکتے ہوئے دیکھا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے درود و وظائف و معمولات میں اولیائے کرام کی نقالی نہ کرے تھوڑے عمل میں اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھ لیتا ہے اسی وقت شیطان اس کے دل و دماغ پر حاوی ہو جاتا ہے اور ولایت کا دعویٰ کر دیتا ہے اس طرح سے اس کو بد عقیدہ و گمراہ کافر بنا کر ہلاک کر دیتا ہے۔

اندازہ لگائیے، انہیں اذکار و وظائف کی منزل میں شیطان بڑے بڑے اولیائے کرام کو دھوکہ دینے کی کوشش کی بلکہ یہاں تک بھی آیا ہے بڑے بڑے راہ سلوک طے کرنے والے اولیائے کرام پر اپنا قبضہ جما کر ولایت چھین لیا۔ یہاں تک کہ حضرت شیخ الجن والانس غوث صمدانی محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کو بھی یہ کانے کی کوشش کیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے کرم اور خاص فضل و احسان سے اس سخت منزل سے آسانی سے گزر گئے۔ اور شیطان کو ذلیل و خوار کر دیا لیکن اب پیروں کی حالت ملاحظہ کیجئے:

ہر پیر ولی سے تو کم ہے نہیں اور رات دن ان کے مریدین اپنے پیر کو آسمان پر اڑانے کے لیے عوام میں خواجہ کرامتوں کو گڑھنا شروع کر دیا اور لوگ زیادہ سے زیادہ گمراہ ہونے لگے۔ خبردار، خبردار! ولایت کا دعویٰ اور ولیوں کے اذکار ہرگز ہرگز نہ کریں۔ ورنہ شیطان ذلیل و خوار کر دے گا اور عذاب آخرت میں الگ گرفتار ہوں گے۔ سیدی والدی مرشدی حضرت مولانا شاہ چندا حسینی صاحب قبلہ صوفی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین آستانہ شمس را پچور ارشاد فرماتے ہیں:

تصوف کی کتب میں وہی چیز عوام کے لیے ہے جن میں اسلامی سنی عقائد و اخلاق و اعمال بیان کیے گئے ہیں ان کے سوائے جو تصوف کی کتب میں آیا ہے اس سے ہم عوام کو کوئی تعلق نہیں ہے کہ وہ علم ولایت ہے اس میں جانے سے مباحیہ نے مباحیت اختیار کر کے ادعائی ولایت اختیار کیے ہیں۔

ولی بنانا عوام کا کام نہیں

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ عوام بلکہ علماء اور خاص طور پر پیر حضرات ہر کسی کو ولی بنانے میں اور کرامت بتانے میں مصروف نظر آتے ہیں۔ وہ اچھی طرح سے یہ بات ذہن میں رکھ لیں کہ ولی بنانا یا ولی کو پہچاننا کسی عوامی بلکہ علماء کا کام نہیں ہے۔

ولی کو پہچاننے کے لیے اسی معیار کا وہ شخص جو ولی کامل ہو، اور زہد کی منزل کو طے کر لیا ہو وہ اس کے مقام پہچاننے کا جب اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل سے کسی کو ولایت عطا ہوئی تو وہ اپنی ولایت اور منصب کو عوام سے اس قدر پوشیدہ رکھتا ہے کہ کوئی اس کو نہ پہچانے وہ اپنے منصب کو چھپانے کے لیے عوام سے دور جنگل و بیاباں میں قدم رکھتا ہے۔ ولی کو حکم بھی یہی ہے کہ وہ اپنی کرامتوں کو چھپائے، تب اللہ تبارک و تعالیٰ مخلوق کے قلوب کو ان کی طرف پھیر دیتا ہے وہ مخلوق کی مرکز توجہ بن جاتے ہیں

دو ۲ رفتنے

گذشتہ صدی اور اس سے پہلے سے وہ فتنے اٹھائے گئے ایک فتنہ ولایت کے انکار کا ہے جیسے وہابیہ دیوبندیہ وغیرہ کا فتنہ اور دوسرا فتنہ خود کو ولی کہلوانا یا کسی نا اہل یا کسی غیر ولی کو ولی کہنا، جہاں ولایت کے انکار کا فتنہ سخت ہے وہیں غیر ولی کو ولی کہنے کا فتنہ کم نہیں ہے اس فتنہ سے آبادی کی آبادی بھری پڑی ہے۔ غیر ولی کو ولی کہنے والوں سے یہاں تک کسی خلاف شرع پیروں کی ولایت کے ڈنکے بجنے لگے اور ان کے مرنے کے بعد ان کے عرس بھی ہونے لگے۔ یاد رکھیے، ولایت کا عطا کرنا یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا کام ہے۔ مخلوق کا نہیں، اور ولایت کا پہنچانا خواص کا کام ہے عوام کا نہیں۔ یہاں تک کہ علمائے رسوم کا کام نہیں کہ ولایت کو پہنچائیں۔ ورنہ غیر ولی کو ولی کہہ کر عتاب خداوندی کا شکار ہوں گے۔ ہر کسی کو مرنے کے بعد اس کا جواب دینا ہوگا۔ ہر پیر کے لیے ضروری ہے کہ ولایت کے دعوے سے گریز کرے، مذکورہ چار شرطوں کا حامل ہو، اور شریعت مصطفویٰ پر سختی سے عمل پیرا ہو کر اپنے مریدین کی صحیح رہنمائی کرے، ورنہ عذاب خداوندی کا انتظار کرے۔

موجودہ دور میں

ہر پیر مرشد کو مجدد ائمہ ماضیہ اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کی تصنیفات جو فقہ اور عقائد پر مشتمل ہیں ان کا جاننا اور سمجھنا اور ان کی تصنیفات کے ذریعہ سے اپنے مریدوں کی رہنمائی کرنا ضروری ہے، یاد رکھیے کہ گذشتہ صدی سے دو عظیم فتنے اٹھائے گئے ہیں طریقت کے نام پر فرقہ مباحیہ نے اپنی جڑیں مضبوط کر لیا (یعنی غیر ولی کو ولی کہنے والا فرقہ اور اس کے ساتھ شریعت میں حرام کردہ چیزوں کو مباح جاننے والا فرقہ جیسے ریشم کا کپڑا اور مزامیر اور بہت ساری چیزیں یہاں تک کہ فرائض و واجبات کو ترک بلکہ غیر ضروری کہنے والا فرقہ) اور شریعت کے نام پر علمائے سوء جیسے وہابی، دیوبندی، متدیانہ، مودودی، تبلیغی، وغیرہ فرق باطلہ نے اپنا جال پھیلایا۔ اس لیے صحیح اسلامی عقائد سے واقفیت حاصل کرنا ہر پیر کے لیے ضروری ہے۔ اس لیے برابر وہ اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا کی تصنیفات سمجھے اور اس پر عمل پیرا رہے۔

میں خاص طور سے اپنے بھائیوں اور اولاد کو اور ہر خانوادے کے ہر فرد کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ خاندان والے سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی کتب کے بعد میرے والد ماجد حضرت سید شاہ چندا حسینی صوفی اشرفی سجادہ نشین آستانہ شمسہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کا مطالعہ برابر جاری رکھیں اس لیے کہ حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ نے دکن کے اندر ساٹھ سال سے

زیادہ عرصہ تک اپنا خون جگر بہا کر وہاں کے مشائخ اور علماء کہلانے والوں کی جانب سے صرف مسلک اعلیٰ حضرت کی حمایت کی پاداش میں ہزاروں مصائب و آلام کو برداشت کر کے اسلام و سنیت کا علم بلند کیا اور شریعت و طریقت کی حفاظت میں خود کو فدا کر دیا ان کے جذبات و احساسات انکی کتابوں کے ذریعہ سے ظاہر ہیں۔

بیعت کی دوسری قسم

بیعت تبرکی ہے جسے انکی دوسری بیعت بھی کہتے ہیں جو عوام اہلسنت علماء اور غیر علماء کے لیے آئی ہے۔ عوام اہلسنت اور علماء اور پیر جامع شرائط صرف پیر اتصال ہیں۔ پیر ایصال نہیں۔ (یعنی اولیائے کرام نہیں) لہذا انہیں بیعت و ارادت میں کسی کو لینے کی اجازت نہیں ہے اور نہ اس کا دعویٰ ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ فتاویٰ افریقہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

بیعت برکت کہ صرف برکت کے لیے داخل سلسلہ ہو جانا آج کل عام بیعتیں یہی ہیں وہ بھی نیک نیتوں کی ورنہ بہتوں کی بیعت دنیاوی اغراض فاسدہ کے لیے ہوتی ہے اس بیعت کے لیے شیخ اتصال شرائط اربع کا جامع ہو بیکار یہ بیعت بھی نہیں مفید اور بہت مفید دنیا و آخرت میں بکار آمد ہے محبوبان خدا کے غلاموں کے دفتر میں نام لکھ جانا اور ان سے متصل ہو جانا فی نفسہ سعادت ہے۔

پیر کو کن صفات کا حامل ہونا چاہیے

پیر بننے والے حضرات سے گزارش ہے کہ وہ پہلے اپنے نفس کا محاسبہ کریں۔ پیر کس مسلمان کو بننا چاہیے۔ اس سلسلہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں، اس کا اقتباس ہدیہ ناظرین ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

(۱) ایمان (۲) ورع (۳) تقویٰ (۴) علم (۵) سنتوں پر عمل (۶) ترک ریاء و نفاق (۷) گناہوں سے ہر وقت توبہ (۸) احسانات ربانی کا ہر وقت شکر ادا کرنا (۹) عہد کو پورا کرنا (۱۰) ترک شہوت (۱۱) مصائب پر صابر رہنا (۱۲) قضائے ربانی سے راضی رہنا (۱۳) تواضع و فروتنی اختیار کرنا (۱۴) بزرگوں کی توقیر (۱۵) چھوٹوں پر رحم (۱۶) پندار اور گھمنڈ کو ترک کرنا۔ (۱۷) حسد اور کینہ کو ترک کرنا (۱۸) اور غضب کو ترک کرنا (۱۹) زبان کا ہر وقت ذکر رہنا (۲۰) تلاوت قرآن مجید کرتے رہنا (۲۱) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھتے رہنا (۲۲) استغفار کرنا (۲۳) لہو و لعب و دنیا پرستی سے دور رہنا (۲۴) حسی و حکمی طہارت کرنا (۲۵) فرض و واجبات کو ان کے وقتوں پر ادا کرنا (۲۶) ہر فرض ہر واجب کی ادائیگی کے ساتھ حقوق اللہ و حقوق العباد کو ادا کرنا (۲۷) زیادہ سے زیادہ نوافل ادا کرنا (۲۸) صدقہ دینا (۲۹) امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر عمل پیرا رہنا (۳۰) معمولات اہلسنت کا پابند رہنا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیر کے اندر مذکورہ باتوں کا ہونا ضروری ہے۔ (شفاء العلیل)

فرقہ مباحیہ کی تعریف

فرقہ مباحیہ کی تعریف کرنے سے پہلے ہم آپ سے ضروری گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی امت میں مسلمانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے دو گروہ معمور ہوئے۔ ایک گروہ کا نام علمائے شریعت ہے جنہیں علمائے ظواہر بھی کہتے ہیں۔ شریعت و اہلسنت کے دعوے کے ساتھ جو بھی گمراہ فرقہ عالم وجود میں آیا، اس کے عقائد باطلہ سے عوام کو آگاہ کرنا اور دین و ایمان کی حفاظت و صیانت کرنا ان حضرات کی ذمہ داری ہے۔ جیسے کہ پچھلے دور میں شریعت کے دعوے کے ساتھ حنقل قرآن کا فتنہ اٹھا۔ علماء نے اس کا رد و ابطال کیا۔ پھر خوارج اور معتزلہ کے فتنے جگائے گئے۔ علماء کرام نے سیکڑوں کتابیں لکھ کر اس کا رد و ابطال کیا۔ ایسے ہی گذشتہ صدی میں وہابیت، نجدیت و صلیح کلیت و نیچریت و مودودیت، تبلیغیت کے فتنے اٹھے۔ علماء اہلسنت برابر اب تک اسکے رد و ابطال میں مصروف ہیں۔ ایسے ہی طریقت کے نام پر ہر دور میں فتنے اٹھائے گئے، اصحاب طریقت نے اس فرقہ کا رد و ابطال کیا جو فرقہ صدیوں پیشتر طریقت کے نام پر اہل سنت کے دعوے کے ساتھ عالم وجود میں آیا، اس فرقہ کو فرقہ مباحیہ کہتے ہیں۔

آج کل علمائے شریعت بہت سارے ایسے ہیں جس کو جانتے بھی نہیں۔ میں بڑے فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں سیدی والدی مرشدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سینکڑوں کتب کے ذریعہ دونوں فرقوں کا رد و ابطال کیا۔ خاص طور سے فرقہ مباحیہ کے رد و ابطال کا سہرا موجودہ دور میں حضرت سیدی والدی مرشدی حضرت علامہ مولانا سید شاہ چندا حسینی صوفی اشرفی سجادہ نشین آستانہ عالیہ شمیمہ رانچور رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے آپ کی کتاب مرآۃ مباحت سے فرقہ مباحیہ کی تعریف میں اقتباس ہدیہ ناظرین کر رہا ہوں، ملاحظہ فرمائیے:

سوال:- مباحتی کس فرقہ کو کہتے ہیں؟

جواب:- مباحتی اس فرقے کو کہتے ہیں جو اپنے آپ کو سنی سمجھتے ہوئے اپنی مریدی و خلافت کو ارادت بیعت و خلافت کہتے ہیں (یعنی اولیائے کرام کی بیعت و خلافت سمجھتے ہیں) اور اپنے اس باطل عقیدے اور جہل مرکب سے ولایت کے دعوے کے ساتھ اولیاء و اصلین کے دو گروہ اور طالبان آخرت کے چار گروہ کی باطل مشابہت کرتے ہیں۔ (لطائف اشرفی۔ نفحات الانس)

سوال:- اولیائے واصلین کے دو گروہ اور طالبان آخرت کے چار گروہ کون کون سے ہیں؟

جواب:- اولیائے واصلین کے دو گروہ میں سے ایک گروہ ان شیوخ کا ملین کا ہے جو ولایت کے درجہ پر پہنچنے کے بعد اپنے پیرواصل ولی کامل کی اجازت و خلافت سے سلوک کی تربیت کرنے اور زہد کی ریاضتوں میں سالک کو اپنی نگرانی اور رہبری میں رکھنے پر مجاز اور ماذون ہیں۔ (جیسے حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ، اپنے پیرواصل ولی کامل حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہ کی جناب سے اور قطب رانچور حضرت سید شاہ شمس عالم قدس سرہ اپنے پیرواصل ولی کامل

اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ چندا حسینی قدس سرہ قطب گولی شریف المتوفی ۸۳۳ھ کی سرکار سے مجاز اور ماذون تھے) اولیائے واصلیین کا دوسرا گروہ اولیائے کرام کا ہے جو ولایت کے مرتبہ پر پہنچنے کے بعد ایسے مست و بے خود ہوئے کہ انہیں دنیا و مافیہا کا احساس نہ رہا اور اس کی تمیز ان سے اٹھ گئی۔ اس جذب کی وجہ سے اللہ و رسول جل جلالہ ﷺ نے مخلوق کی دعوت پر مامور نہیں کیا۔ (جیسے حضرت موسیٰ سہاگ اور حضرت سرمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، ان اولیاء کو مجازیہ کہتے ہیں۔)

طالبان آخرت کے چار گروہ میں سے ایک گروہ عباد کا ہے۔ عابد وہ حضرات ہیں جو فرائض و واجبات اور مؤکدات کو ان کے اوقات پر کامل طور پر ادا کرنے کے بعد ان عبادات میں جو فضائل ہیں جیسے مستحب و نفل و تہجد و اشراق و تسبیح اور درود و تلاوت کلام مجید میں ایسے مشغول رہتے ہیں کہ ان کا کوئی لمحہ ان عبادات سے خالی نہیں جاتا (عابد کو بیعت ارادت کی حاجت نہیں ہے یعنی وہ بیعت ارادت پر مکلف نہیں ہے۔ اگر وہی عابد زہد کے درجے پر پہنچے تو اسے بیعت ارادت میں آنا ضروری ہے یعنی زہد بیعت و ارادت پر مکلف ہے۔) (عین المعانی ص ۲۳۸)

جیسا کہ حضرت سید شاہ اکبر حسینی قدس سرہ خلف اکبر حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کتاب العقائد کی دوسری فصل کے اکٹھویں سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: ”جان لے کہ رسول مقبول ﷺ عوام (غیر زہاد) اور خواص (زہاد) دونوں کی طرف مبعوث تھے شریعت عوام و خواص دونوں کے لیے لائے۔ پہلا مرتبہ عوام یعنی غیر زہاد کا ہے ان سے یہی مطالبہ ہے اس سے دوزخ سے نجات اور جنت میں داخلہ قطعاً و یقیناً حاصل ہے عوام اگر شریعت کا حق ادا کریں تو ان کے لیے یہی بہت ہے لیکن خواص عوام اولاً مدعو بہ شریعت ہیں پھر مدعو بہ طریقت۔ اس سے ثابت ہوا کہ عوام اہل سنت و جماعت بیعت ارادت پر مکلف نہیں ہے۔ اس حقیقت کے خلاف عوام کا اپنی بیعت کو ارادت کی بیعت جاننا مباحیت ہے اس باطل عقیدے اور جہل مرکب میں گرفتار کو مباحی کہتے ہیں۔ (لطائف اشرفی لطیفہ چہارم)

مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی رضی اللہ عنہ کے ملفوظات

اس باطل عقیدے کی وجہ سے مباحی اہلسنت و جماعت سے خارج اور مبتدع ہیں۔ (از تبصرہ علی اصطلاحات الصوفیہ ص ۱۲۶) حضرت سید شاہ اکبر حسینی قدس سرہ اسی لیے اہلسنت و جماعت میں سے موروٹی اور غیر موروٹی مشائخ بیعت ارادت کے مدعی نہیں ہیں کہ انہیں اس عامی کے ایمان سلب کیے جانے کی سزا کا علم ہے جو اپنی بیعت کو ارادت کی بیعت جانتا ہے۔ (شامل الانقیاء ص ۳۵)

طالبان آخرت کا دوسرا گروہ فقراء کا ہے وہ حضرات ہیں جنہوں نے آخرت کی طلب میں دنیاوی مال اور اس کے اسباب کو ترک کر دیا۔ فقراء کی اس حقیقت کو صوفیاء کرام نے ان اشارات میں بیان کیا ہے:

ف: سے فاقہ

ق: سے قناعت

ی: سے یاد الہی

ر: سے ریاضت۔

ولی کے لیے فقر کی منزل کا طے کرنا ضروری ہے جو ارادت کی بیعت کی شرائط میں سے ہے اور اسی پر صوفیائے کرام کا اجماع ہے۔ (لطائف اشرفی) ان حقائق سے ثابت ہوا کہ فقر زہد کی ابتدا ہے اور زہد ارادت کے بیعت کی اس فقر کی فضیلت میں حدیث مبارکہ میں آیا ہے (الفقر فخری) اور انہیں فقراء کی فضیلت میں یہ حدیث مبارکہ آئی ہے کہ فقراء جنت میں پانچ سو برس پہلے داخل ہوں گے۔

طالبانی آخرت کا تیسرا گروہ زہاد کا ہے، یہ وہ حضرات ہیں جو دنیاوی مال کے ساتھ اس کی لذتوں اور زینتوں کو ترک کر کے عبادت حق میں مشغول رہتے ہیں اور نفس کشی کے لیے اپنے پیرایصال و ولی کامل کی نگرانی اور رہبری میں زہد کی ریاضتیں اور اس کے مجاہدات اختیار کرتے ہیں جو اسلام کی رہبانیت ہے۔ زہد کے لیے عالم ہونا شرط ہے جو علم دین کے بغیر زہد کی ریاضتوں کو اختیار کرتا ہے وہ آخری عمر میں دیوانہ یا کافر ہو جاتا ہے یا کسی مہلک مرض میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ (جامع الکلم شامل الاتقیاء تفسیر عزیزی)

طالبان آخرت کا چوتھا گروہ خدام کا ہے یہ وہ حضرات ہیں جو فقرا اور زہاد کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں فارغ رکھنے کے لیے ان کی مرضیات اور ان کے سامان و معاد کے انتظام میں مشغول رہتے ہیں۔ (لطائف اشرفی، نجات الانس معرفۃ السلوک مرآۃ مباحث)

حضرت سیدی والدی و مرشدی رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ ان ارشادات سے واضح ہو گیا ہے، ہر پیر و مرشد بلکہ جو اس کا اہل نہیں وہ ولی نہیں سلوک کے منازل کے سلسلہ میں ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

سوال:- سلوک کی منازل طے کرنے یعنی بیعت ارادت میں داخل ہونے کی کیا شرائط ہیں؟

جواب:- اس بیعت میں مرید ہونے کے لیے عاقل و بالغ مرد اور دین کا عالم ہونا اور زہد کے درجہ تک پہنچنا شرط ہے۔ جو عالم نہیں یا نابالغ ہے یا مرید ہونے والی عورت ہے تو انہیں اس بیعت میں نہیں لیا جاتا۔ (جامع الکلم، شامل الاتقیاء کتاب العقائد میزان شعرانی)

بعض جاہلوں کو اولیائے کرام اپنی کرامت سے علم و زہد کے درجہ پر پہنچا کر اس بیعت میں مرید کر کے انہیں واصل بنا دیا۔ جس پر حضور غوث پاک کی کرامت میں چور کا واقعہ ثبوت ہے۔

بیعت ارادت کی شرائط میں سے پیر کامل ولی واصل مرشد کی رہبری بھی ایک شرط ہے۔ حضرت شاہ اکبر حسین قدس سرہ کتاب العقائد کی دوسری فصل کے اکسٹھویں سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

اگر مرید کمال شوق سے خود ہی زہد اختیار کرے تو صوفیائے کرام مانع ہوتے ہیں۔ کیوں کہ حقیقت کے اسرار کے اصول

کے لیے پیر کے تصرف میں رہنا ضروری ہے اس لیے کہ قرب کے درجات کے درجات کی اصولی کے لیے وسیلہ شرط ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے مجاہدے کی قوت سے آسمان اور آسمانیوں کی راہ چلنا چاہے تو وہ چل نہیں سکتا جب وہ شیطان کی مدد سے پہلے آسمان پر پہنچتا ہے تو دروازہ پر مقررہ دربان اس سے پوچھتا ہے کہ اے فلاں! تو کس وسیلہ سے آیا؟ اور یہ راہ کس واصل بحق اور مامور بہ دعوت خلق (مثل حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی اور قطب رانچور حضرت سید شاہ شمس عالم حسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رہبری میں طے کی۔ اگر اس کا مرشد شیخ ایصال ولی کامل نہیں ہے۔) (اگر وہ پیر ایصال نہیں ہے صرف پیر اتصال ہے تو) اس سے کہتا ہے کہ یہ دروازہ خود بخود آنے والے کے لیے نہیں کھولتے (یعنی وہ شیطان کیساتھ رجم کیا جاتا ہے)

حضرت والدی مرشدی رحمۃ اللہ علیہ کی پیش عبارت جو دلائل و حوالے جات سے جکڑی ہوئی ہے اس سے ثابت ہوا کہ عام طور پر اکثر و بیشتر بلکہ کل پیری و مریدی و خلافت تبرکی و اسمی و رسمی اور مجازی ہے۔ اس رسالہ کو میں نے حناص طور پر اپنے خانوادہ کے لیے اور عمومی طور پر ہر سنی مسلمان صاحب فراست اور مسلک اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حامل کے لیے لکھا ہے اور ان حضرات سے گزارش ہے کہ میرے اس پیش کیے ہوئے مضمون سے متفق نہیں ہیں وہ بھڑک اٹھنے کے بجائے دلائل و براہین سے میری اس تالیف کا رد لکھیں اور مجھے آگاہ کریں بیکار اپنے مریدین اور معتقدین میں زبانی و بینکس مارنا یہ انسانیت کے خلاف ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد والہ و اصحابہ و اہل بیتہ اجمعین

برحمتک یا ارحم الراحمین: مورخہ ۲۴ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ ۱۴ جون ۱۹۸۵ء

پاسان ملت علامہ نظامی علیہ الرحمہ بھی داغ مفارقت دے گئے

اس دنیائے فانی میں ہر ایک کو فنا ہونا ہی ہے، انہیں میں بعض انسان ایسے ہیں جن کے جانے کے بعد دنیا کو ناواقف اہل تلافی نقصان اٹھانا پڑتا ہے اس کی جگہ کا پڑ ہونا بظاہر محال معلوم ہوتا ہے۔ ایسے علماء اور نیک بندوں کا اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف منتقل ہونا کہ جن کے وجود سے عالم مستفیض ہو رہا تھا، انکی موت عالم کی موت ہے، اسی لئے کہا گیا، موت العالم موت العالم: یعنی ایسے عالم کی موت جس کی زندگی کا ہر پہلو اسلام اور مسلمانوں کی خدمات اور ان دکھ و درد، فلاح و تہود دنیا و آخرت کی بھلائوں کے لئے وقف تھا جو خود کے لئے نہیں بلکہ قوم و مذہب و ملت کی حفاظت و مسلک کی صیانت کے لئے جیتا تھا، اسکے اٹھ جانے کے بعد قوم و ملت کا ہر فرد آہیں بھر کر رہ جاتا ہے، جانے والا تو جا چکا، اب اس جانے والے کی کس کس ادا کو یاد کر کے روئیں۔ ایسے انسانوں کو کہاں سے لائیں، وہ انسان، پانے اور ”واپس آنے“ کی منزل دور، بہت دور جا چکا، ہندوستان میں انسانوں کی طویل فہرست ہے، لیکن جس عظیم الشان جامع الصفات شخصیت کا ذکر مقصود ہے وہ ذات کہ جس کو زمانہ پاسان ملت خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی الہ آبادی کے نام سے یاد کرتا تھا۔

آہ! اس عالم فانی سے وہ عالم باصفا چلا گیا جو مسلک اہل سنت کے لئے حیات نو کا ترجمان تھا۔ اس عالم کشاکش کے بیچ وہ روح زندگی تھا وہ برصغیر کو نیم جاں کر کے چلا گیا، ایسا عالم بے نفس کہ جس کا دل و دماغ علم و آگہی کے نور سے معمور تھا۔ اور وہی فکر و فن کا گنج گرا نمایہ بھی تھا، وہ کہ جس کے دل و لب پر عشق و محبت رسول پنہاں و وا شکاف تھے، اور ساتھ ہی بزم ارباب و دانش کا راز دار بھی، وہ کہ جس کی نگاہ پر کیف میں حیا اور جگر میں سوز عشق تھا وہ مرد پاکباز کہ جس کا وجود باطل کے لئے کوہ گراں ہٹا، وہ کہ جس کی لطافت طبع و نرم دلنوا ازطرز تکلم اپنوں کے دل میں حلاوت گھولنے والا اور بد مذہب و باطل پرست جسکی گفتگو میں بحسبلی کی چمک اور بادلوں کی گرج محسوس کریں، ایسی گھن گرج کہ دشمنان دین و مذہب پر رعد و برق بن کر ٹوٹ پڑے وہ کہ جو مسلک اعلیٰ و مذہب اہل سنت کی خاطر دنیاوی مصلحت کے آگے کبھی بھی گراہوں اور باطل پرستوں، صلح کلیوں، وہابیوں، دیوبندیوں کے سامنے سر نہ جھکا یا وہ ایسا حق پسند و حق بیاں کہ جس کی مثال زمانے میں نہیں جس کی انکساری میں شان خود آگہی پنہاں تھی کہ جو تاجور خطباء و امیر ادباء تھا اور وہ جان عاشقاں کہ جس نے لاکھوں لاکھ سینوں میں اپنی خطابت سے عشق رسول ﷺ کی لازوال دولت سے لبریز کرنے کے ساتھ خطابت کی دنیا میں ایسے بے مثال فن کے ایسے جو ہر نقوش ثبت کر دیا کہ آنے والے خطباء

وادباء کے لئے اس عظیم خطیب وادیب کی زبان و قلم سے نکلے ہوئے الفاظ مثال بن گئے، وہ خطیب بے مثال کہ جس کی ہیبت قصر مجرود یوہند میں زلزلہ پیدا کر دے، وہ بد مذہبوں اور باطل پرستوں کے لئے ایسا سخت کہ اشداء علی الکفار کی شان نمایاں اور اپنوں پر ایسا نرم کہ رحماء بینہم کی جھلک محسوس ہو، اگر کوئی اپنا ہم مسلک کسی وجہ سے روٹھ جائے وہ جب سامنے ہو جائے تو اسکو دیکھ کر اس طرح مسکرا دیں کہ ان کے روئے درخشاں کو دیکھ کر دل سے رنجش و ناراضگی دور کرے اور وہ ان کی دلنواز مسکراہٹ سے دل میں محبت انبساط محسوس کرے وہ کہ جس کی لوح جمیں ہمیشہ اپنوں کے لئے اخلاص و وفا کی خاطر چمکتی رہتی تھی جس کو اہل سنت اپنے دل کی دھڑکن قرار دیں۔

وہ خطیب نادر الوجود کہ جسکی ذات آئینہ دور حیات تھی جس کو اہل نظر و فکر و فن احترام کی نگاہ سے دیکھیں کہ جس نے مال و زر و شہرت سے ہمیشہ بے نیازی اختیار کی اس خاص صفت کی وجہ سے صاحب ثروت و شہرت جس کے گن گاتے تھے وہ ایسا خطیب لاثانی کہ جس کے دم سے ہمیشہ باطل سرنگوں رہا۔ جس طرف وہ خطیب باکمال نکل پڑا فتنہ گروں اور بد مذہبوں کی حسرتوں کو پامال کر دیا، وہ جس نے ہند میں اپنے وجود سے شمع ایمان و یقین کو فروزاں کیا، جس نے اپنی پرسوز تقریروں سے خطباء اسلام کو ہمیشہ کے لئے موضوع سخن دے گیا، نہ جانے کتنے علامہ اور مقرر و خطیب خود ان کی ذات کی طرف منسوب کر کے بلکہ ان کے اوصاف جمیلہ سے کچھ وصف حاصل کر کے زمانے میں ممتاز ہو گئے۔ خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی الہ آبادی علیہ الرحمہ کی ذات کے اندر جو خوبیاں تھیں ان میں سے کن کن خوبیوں کا ذکر کیا جائے۔ یہ جملہ ان کی ذات پر بالکل یہ طور پر صادق آتا ہے۔ وہ ”جامع الصفات اور تاریخ ساز شخصیت کے مالک تھے۔“

ہر عالم کے اندر کوئی نہ کوئی خوبی ضرور ہوتی ہے کوئی تدریس میں ممتاز ہے تو کوئی تحریر میں تو کوئی میدان مناظرہ میں شہسوار تو کوئی تفہیم و تدبیر و تقریر میں یکتائے روزگار، کسی کے اندر قومی تنظیم کی صلاحیت ہے تو کسی کے اندر قوم کی گمراہیت و بد مذہبیت سے بچانے کی صفت موجود، غرض کہ علماء اہل سنت کے اندر انفرادی طور پر جو خوبیاں تھیں، وہ تمام خوبیاں خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اندر موجود تھیں۔ خطابت میں انفرادیت کا یہ عالم تھا کہ برصغیر میں خطابت کو ایک نیا موڑ دینے والی تنہا آپ کی ذات تھی، اپنے زور خطابت سے باطل کے رد و ابطال کے ساتھ اپنے مافی الضمیر اور اسلامی عقائد کو ایک عام انسان سے لے کر اونچی فکر و فن و اعلیٰ ریفارمر و صاحب علم انسان کے دل و دماغ بٹھا کر عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سینوں میں بھر دینا آپ کی خطابت کا معمولی کرشمہ تھا، نہ صرف ایسی جادو بیانی کہ صرف جادو بیانی ہی میں مجو ہو کر رہ جائیں کہ اصل مدعا و مقصد غائب ہاں وہ جادو بیانی ضرور تھے۔ ایسے جادو بیانی کہ زمانہ ان کی مثال نہ لاسکے جن کی جادو بیانی شعلہ افگنی بذریعہ خطابت ایسی کہ اپنے دور کے بڑے بڑے جادو بیان ان کے آگے گھٹنے ٹیک دیں فصاحت و بلاغت کے ماہرین فصاحت و بلاغت تشبیہ و استعارات میں اپنا امام تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ اتنے اونچے جادو بیانی ہونے کے باوجود بنی نوع آدم بالخصوص صحیح العقیدہ مسلمانوں کے دلوں میں عظمت سرور کو نین صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے دکھانے کے ساتھ باطل پرستوں،

گمراہوں، بددینوں، وہابیوں، دیوبندیوں کا مسکت انداز میں رد و ابطال ان کی خطابت کا اصل مقصد تھا۔ عقائد اسلامی اور مسکات اعلیٰ حضرت و معمولات اہلسنت کا اثبات ہی ان کی خطابت کا اصل مقصد تھا، جب وہ اپنی پوری شان خطابت کے ساتھ جہل سیکڑوں علماء و دانشوروں و مدبروں کی موجودگی میں لاکھوں لاکھ عوام کے سامنے جلوہ گر ہوتے زمانہ یہ کہنے پر مجبور ہوتا کہ ”نظامی تم پر شان خطابت و عظمت بلاغت قربان“ فصاحت و بلاغت علامہ نظامی کے طرز تکلم سے نکلنے کے لئے بے چین، دنیائے دہلی کے مدبرین و ماہرین علم تشبیہ و استعارہ کو تلاش کریں لیکن تشبیہ و استعارہ کے الفاظ علامہ نظامی کی تقریر و تحریر سے جاری ہونے کے محتاج، خطابت میں گھن گرج ایسی کہ جیسے بادل گرج رہے ہو باطل کا کلیجہ جن کی گھن گرج سے کانپ اٹھتا تھا، وہابیوں، دیوبندیوں، بد مذہبوں کے بڑے بڑے جفاوری جو اپنی جماعت میں اپنے علم و فن کی مصنوعی دھاگ سے اپنا لوہا منوانے کے لئے سخت جدوجہد میں مصروف رہنے والے جب علامہ نظامی کے سامنے آئے تو ان کی ایک معمولی گرج سے ان سوڑھاؤں کا کچھ منہ کو آنے لگتا تھا۔ زبان ایسے گنگ ہو جاتی تھی کہ جیسے منہ میں دہی جمی ہوئی ہے۔ ایسے کانپنے لگتے تھے کہ جیسے شیر ببر کے سامنے کھڑے کانپ رہے ہیں، مناظر ایسا کہ وہابیوں، دیوبندیوں، گمراہوں کے بڑے بڑے مناظر علامہ نظامی کا نام سن کر بھاگ کھڑے ہوتے تھے، جب کبھی ان کا نظامی صاحب سے سامنا ہو ہی جاتا تو اس وقت اہل سنت ان مناظر اعظم کے جوہر دیکھنے کے لائق ہوتے تھے، آپکا وجود وہابیوں، دیوبندیوں کے لئے ایسا بھاری پڑتا تھا کہ پوری جماعت وہابیت مل کر علامہ نظامی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استدلالات کو توڑنا چاہے تو نہیں توڑ سکتی تھی ایسا معلوم ہوتا کہ خداوند قدوس نے علامہ نظامی صاحب کو صرف مناظر کے جوہر دکھانے کے لئے پیدا فرمایا ہے جس فن کے وہ جوہر دکھانے پر آتے تو یہی محسوس ہوتا تھا کہ اسی فن کے لئے وہ پیدا ہوئے ہیں۔

تحریر ایسی کہ خالص اسلامی عقائد و معمولات اہل سنت و باطل پرست کے رد و ابطال کو ادبی رنگ میں ڈھالنے والا علامہ نظامی پہلا عالم علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ہے۔ ادب بھی اتنا اونچا کہ زمانے کے ماہرین علم و ادب ان کی تحریر کو دیکھنے کے بعد اپنا استاد تسلیم کر لیں، ماہنامہ پاسبان اور دیگر ان کی تالیفات و تصنیفات میں پھیلی ہوئی ہزاروں صفحات کی تحریریں اس بات کی گواہ ہیں کہ علم و ادب ان کی تحریروں پر ناز کرے، ان تصنیفات میں ”خون کے آنسو“ اسکی جیتی جاگتی تصویر ہے، جس کی ایک سطر پر آج تک وہابی، دیوبندی خون کے آنسو رو رہے ہیں، غرض کہ علامہ نظامی صاحب کی باکمال شخصیت کے چلے جانے سے ایک تاریخ مکمل ہو گئی، عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی تنظیمی صلاحیت سے سرزمین ہند کو باغ و بہار بنانے والی عظیم جامع شخصیت کے چلے جانے پر مسلک اعلیٰ حضرت کو جو نقصان ہوا ہے بظاہر اسکی تلافی ناممکن نظر آتی ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

(ماہنامہ سنی آواز جنوری ۱۹۹۱ء)

صیانت مسک اعلیٰ حضرت

سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد انگریز حکومت کے جبر و تشدد اور ظلم و بربریت کے آغاز ہی سے اس کی پیدا کردہ و پروردہ گمراہ و بد مذہب جماعتوں کی وجہ سے اسلام و سنیت کو جو نقصان ہوا، اس کی تفصیل کے لیے ہزاروں صفحات بھی ناکافی ہیں۔ اس کے لیے غازی ملت اسید السنۃ حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ محمد محبوب علی صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصنیف ”لطیف“ تاریخ اعیان و ہابیہ“ خطیب مشرق حضرت علامہ مولانا الشاہ مشتاق احمد صاحب نظامی علیہ الرحمۃ کی تصنیف ”خون کے آنسو“ میرے والد ماجد شیخ المشائخ حضرت علامہ سید چندا حسینی صوفی اشرفی سجادہ نشین آستانہ عالیہ ہمسہ اشرفیہ رحمۃ اللہ علیہ رانچور (کرناٹک) کی تصانیف ”اسباب زوال مسلمان درملک ہندوستان“ اور ”شمس التواریخ“ حضرت علامہ حسنین رضا احسان صاحب بریلوی کی تصنیف ”اسباب زوال مسلم“ اور حضرت علامہ مولانا ارشد القادی مدظلہ کی تصنیف ”زلزلہ“ کا مطالعہ ہر سنی مسلمان کے لیے بے حد ضروری ہے۔ موجودہ دور کے دین شکن گمراہ و مرتد مسلکوں کے مقابل ہم نے اہلسنت کو یہ نعرہ دیا ہے کہ ”مسک اعلیٰ حضرت عین دین اسلام ہے۔ دین و ایمان کو محفوظ رکھنے کے لیے ہر صاحب سلسلہ اور ہر مشرب اور ہر خانقاہ ہر درگاہ ہر درس گاہ والے ایمان و عقیدہ کی حفاظت صرف مسک اعلیٰ حضرت میں ہے۔

موجودہ کچھ چھوی گمراہ کن سے دین و ایمان کی حفاظت کے لیے ان کے رد و ابطال میں ہماری تصنیفات، ہدیہ ہاشمی، گل افشائیاں، انوکھے نور کی برسات، ہاشمی کیسٹ پر معروضات حسینی، بدلتے زاویے وغیرہ کا مطالعہ ہر سنی کے لیے ضروری ہے مولوی علامہ مدنی میاں کچھو چھوی بھی جب تک مسک اعلیٰ حضرت کو عین دین اسلام سمجھتے تھے یعنی اپنے والد ماجد حضور محمد ﷺ اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے اصول و نظریات سے ان کے تینوں شہزادے باغی نہیں ہوئے تھے۔ اس وقت ان کے کیا نظریات تھے، ملاحظہ فرمائیے۔

وہ مقدس ہدایت یافتہ و نجات یا بندہ جماعت حضور آریہ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے، ما انا علیہ اصحابی، سے جس کی پہچان کرائی تھی اور ید اللہ علی الجماعۃ فرما کر جس کا تعارف کرایا اسی جماعت کو ہندو پاک کے ایک بڑے حصے میں بریلوی کہا جاتا ہے، مجدد مآیۃ حاضرہ امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کی فضیلت و رفعت شان کے آگے اس گوشے کو نمایاں کرتا ہے جو مجدد دین سابقین کی صف میں آپ کی ذات کو منفرد و ممتاز کر دیتا ہے۔ اور لطف کی بات تو یہ ہے کہ لفظ ”بریلویت“ کو غسب شعوری طور پر ہی سہی

سنت کے ہم معنی ایک وسیع مفہوم میں استعمال کے آغاز کا سہرا خود انہیں منکرین عظمت نبوت کے سر ہے جنہوں نے تقدیس رسالت کی نفی ہی کو توحید الہی سمجھ رکھا ہے۔

اب کوئی اشاعرہ سے ہو یا ماتریدیہ سے۔ حنفی یا شافعی، مالکی ہو یا حنبلی۔ اگر وہ صحیح طور پر مسلک اہلسنت و جماعت پر ہے تو مذکورہ الصدور مروجہ اصطلاح کی روشنی میں ”بریلوی“ ہے۔

اب بریلوی ہونے کے لیے فاضل بریلوی کی ذات گرامی تک کسی سلسلہ علمی یا سلسلہ نبی یا سلسلہ بیعت و ارادت کا پہنچنا یا شہر بریلی میں مقیم رہنا ضروری نہیں رہ گیا۔ اس لیے ایسوں کو بھی بریلوی کہا جاتا ہے جس نے عمر بھر بریلی شریف کو خواب میں بھی نہیں دیکھا نیز جس کا علمی یا نبی کسی طرح کا کوئی سلسلہ فاضل بریلوی تک نہیں پہنچتا بلکہ جہاں فاضل بریلوی کی آواز تک نہیں پہنچتی اس اصطلاح نے ”بریلویت“ کو وہاں تک پہنچا دیا۔ اب دنیا کا ہر وہ فرد ”بریلوی“ ہے جو مسلک اہلسنت پر واقعی طور پر گامزن ہے۔

(ماہنامہ حجاز جدید دہلی۔ ستمبر اکتوبر ۱۹۸۹ء)

مولوی علامہ مدنی میاں کچھوچھوی کی مذکورہ وضاحت کے بعد معلوم ہوا کہ ”ہمارا دیا ہوا نعرہ حق ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت عین دین اسلام ہے“ مگر افسوس کہ اسی شہزادہ محدث اعظم ہند علامہ مدنی میاں صاحب نے اپنے والد ماجد اور اکابر علماء اہلسنت سے بغاوت کر کے اور اپنے اقرار سے منحرف ہو گئے اور یہ لکھ کر اپنے آپ کو ایک ناکام باغی مسلک اعلیٰ حضرت کے روپ میں پیش کیا ہے جس پر اہلسنت حیران و ششدر ہیں۔ حضرت محدث اعظم ہند کے تینوں شہسزادے کبھی کبھی کچھ والی منزل میں داخل ہو گئے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے ان کا باغیانہ انداز۔

اس کے برخلاف جو واقعی اہلسنت ہیں وہ اپنے آپ کو بریلوی قرار دے رہے ہیں اور لفظ بریلویت کو اپنا علامتی نشان بنا رکھا ہے۔ حالاں کہ یہ لفظ وہ تھا جو دشمنوں نے دیا تھا یہ تاثر ظاہر کرنے کے لیے کہ یہ ایک الگ فرقہ ہے جس کے بانی امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ ہیں۔ الخ

(تحریک دعوت اسلامی ص ۲۵)

اہلسنت نے علامہ مدنی میاں کچھوچھوی کی تضاد بیانی ملاحظہ کیا ہوگا، ان کی تضاد بیانی پر مشتمل ہم نے دور سارے لکھا ہے ”بدلتے زاویے، ناقدا نہ نظر“ میں انکی تضاد بیانی کو ظاہر کیا گیا ہے۔

ملک کا سنجیدہ اہل علم و فہم طبقہ علامہ مدنی میاں کی صلاحیت اور قابلیت پر سوالیہ نشان لگا چکا ہے۔ کچھوچھوی برادران ثلاثہ اپنے ہی متضاد اقوال و تحریر سے اور مسلک اعلیٰ حضرت سے انحراف کرنے کی وجہ سے اہلسنت سے کٹ چکے ہیں مسلک اعلیٰ حضرت یا بریلوی ہر گمراہ و باطل و مرتد مسکوں کے مقابلے میں دین اسلام کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس کو جان بوجھ کر ترک کرنے یا

کرنے کی کوشش کرنا یقیناً اہلسنت کو کفر و ارتداد کے قعر مذلت میں گرانا ہے اور بغیر کفر کا ارادہ کیے ہوئے مسک اعلیٰ حضرت سے نفرت پیدا کرنا یا ایسی صورت حال پیدا کرنا جس سے اہلسنت مسک اعلیٰ حضرت سے برگشتہ ہو جائیں جس کے نتیجہ میں سنی مسلمان، بددینی و بد مذہبی و کفر و ارتداد میں پھنس جائیں یہ یقیناً گمراہی و گمراہ گری ہے۔ یہ تحریک کسی کی جانب سے ہو یا کسی خانقاہ یا درگاہ والے کی جانب سے ہو۔ یا کسی سجادہ نشین و پیر زادگان اور مولویوں کی جانب سے ہو ان سے اہلسنت سخت نفرت کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے جو بھی مسک اعلیٰ حضرت سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرے وہ سانپ سے زیادہ خطرناک ہیں۔ کچھ اسی طرح کا معاملہ ہندوستان کی گمراہ گر خانقاہوں کے ساتھ کہیں پھلواری کے مشائخ کا معاملہ بھی نہیں ہے؟ جو اپنے خلاف مسک اعلیٰ حضرت کے اصول کی وجہ سے برسوں پہلے سے اہلسنت سے تو نہیں کٹ چکے ہیں؟ پھلواری کے شاہ امان اللہ ہوں یا اور کوئی شاہ صاحب یا سجادہ نشین یا پیر صاحبان، اگر وہ علماء دیوبند کی تکفیر کے قائل نہیں ہیں یا مرتد علماء دیوبند کی کفری عبارات کو جان بوجھ کر اور سمجھ کر کف لسان کرتے ہیں یا انہیں زیادہ سے زیادہ خامی مانتے ہیں ان کا حکم عام مرتد علماء دیوبند کے حکم سے الگ نہیں ہوگا۔

جیسا کہ ماہ مئی و جون ۱۹۹۵ء کے ماہنامہ سنی آواز میں جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ ازہری میاں مدظلہ العالی اور بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب اعظمی مدظلہ العالی نے شاہ امان کا نام لیے بغیر مشروط طریقے سے حکم کفر و ارتداد نافذ فرمایا ہے، جو صحیح و درست ہے۔ جب شاہ امان اللہ صاحب زندہ تھے جو علماء ان کے کف لسان کو حبانے تھے ان کی دینی دشمنی ذمہ داری تھی کہ ان کے سامنے معتبر و متشرع گواہوں کی موجودگی میں حسام الحرمین پیش کر کے اس کی تصدیق حاصل کر لیتے اگر وہ اس سے انکار کرتے یا کف لسان کرتے یا تذبذب کا شکار ہوتے تو معتمد علماء اہلسنت کی بارگاہوں میں اس مسئلہ کو پیش کرتے اور ان کو شرعی مراحل سے گزار کر حکم شرع نافذ کر دیتے تو آج یہ نوبت نہیں آتی، تھوڑی سی غفلت بہت بڑی مصیبت میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اب باری ہے مولوی ظفر ادیبی کی۔

معتمد علماء اہلسنت

مولوی ظفر ادیبی کی زندگی ہی میں حکم شرع نافذ کر دیں

مولوی ظفر ادیبی کچھ چھوی برادرانِ ثلاثہ کے تسلیم کیے ہوئے استاذ اور محسن ہیں جنہوں نے آج تک حسام الحرمین کو حق مان کر علماء دیوبند کی تکفیر نہیں کر پائے ہیں اسی لیے میں نے اپنی حالیہ تصنیف، بدیہ ہاشمی، میں صاف طور پر تحریر کیا تھا جس کی معافی ان کے کچھ چھوی غلاموں یعنی شہزادگان محدث اعظم ہند سے نہیں ہو سکی۔

وصلح کلی اور بعض وہ سنی کہلوانے والے بھی جو اللہ عزوجل اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ان دیوبندی اکابر کی شدید گستاخیوں اور کفر و ارتداد کو نظر انداز کر کے ان پر رحم کھائے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ جوش ہمدردی میں ان کو کافر و مرتد کہنے سے انکار کرتے ہیں اور وہ کفر و ارتداد جو مذہب

متکلمین پر بھی کفر و ارتداد ہے اس کو اسلام و ایمان قرار دینے کے مجرم ہیں ان میں سے مولوی ظفر ادیبی بھی ہیں جو مولوی ہاشمی میاں کے تحریری و اقراری استاد ہیں۔ یہاں یہ خیال رہے کہ وہ چاروں بڑے بڑے دیوبندی مولوی:

مولوی رشید احمد گنگوہی

مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند

مولوی اشرف علی تھانوی

مولوی خلیل احمد انیسٹھوی

پر کفر و ارتداد کا حکم لگانے میں مکہ معظمہ مدینہ منورہ اور عرب و عجم کے بکثرت مستند و معتمد عظیم المرتبت علماء اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے ساتھ ہیں جن کے علم و فضل اور ان پر اعتماد کا بھی اقرار ہے۔ حضرت محدث اعظم ہند فرماتے ہیں۔

”دنیا نے دیکھا کہ جرائم پیشہ مجرموں کے علماء و مشائخ کے سامنے ننگا کھڑا کر دیا اور ان عادی مجرموں کو حل و حرم میں اکابر علماء و مشائخ نے مجرم کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا کہ چودہ صدیوں میں کسی فرقے کے کسی فرد پر اتنی بڑی تعداد کا اتفاق تاریخ میں موجود نہیں“ (مجدد اعظم از محدث اعظم)

ان چاروں دیوبندی مولوی اور ان پر حکم کفر سے مولوی ہاشمی اچھی طرح واقف ہیں، یہ اور بات ہے کہ ان پر مرتد دیوبندیوں کے کفر و ارتداد اور شان الوہیت و رسالت میں ان کی خبیث گستاخیوں پر مولوی ظفر ادیبی کی استادانہ عقیدت و محبت پھر غالب ہو گئی۔

مولوی ظفر ادیبی، مولوی ہاشمی کے وہی اقراری استاد محترم ہیں جو میرے زمانہ قیام اشرفیہ میں مدرس و معلم تھے اور اپنے زمانہ تدریس میں کف لسان تحریر کے بانی تھے۔ یعنی وہ چاروں دیوبندی اکابر جن پر دنیا کے معتمد و مستند علماء دین نے کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا ہے۔ ان کو کافر و مرتد ماننے سے انکار کیا حسام الحرمین پر دستخط کرنے کے منکر ہوئے۔ یہ وہی ظفر ادیبی ہیں جنہوں نے حسام الحرمین کا مذاق اڑایا کہ چاروں کتابوں کے بعد پانچویں کتاب حسام الحرمین پر ایمان لانا ضروری ہے۔ یہ وہی ظفر ادیبی ہیں جنہوں نے حضور سید العلماء کے ساتھ بکثرت علماء اہلسنت مبارک پور مسیں رونق افروز تھے، اس فتنہ کف لسان سے متعلق سوالات مرتب کر کے مولانا عبید الرحمن رضا صاحب کے ذریعہ علماء اہلسنت کی خدمات میں انہیں نیچا دکھانے کے لیے پیش کیے تھے یہاں تک کہ یہ امر انتہائی اہم ہے کہ میرے استاد محترم حافظ ملت علیہ الرحمہ نے اسی کف لسان کی بنیاد پر مولوی ظفر

ادیبی کی سخت مخالفت کر کے اشرفیہ مبارک پور سے الگ ہونے پر مجبور کیا تھا اور اسی سلسلہ میں حضرت نے اپنے مال کی بھی پرواہ نہیں کی تھی۔

ہمارے علم کے مطابق مولوی ظفر ادیبی صاحب ابھی تک ان کی طرف سے ایسا کوئی اعلان پڑنے یا سننے میں نہیں آیا کہ انہوں نے مرتد اکابر علماء دیوبند کے کفر و ارتداد کا اقرار کیا ہو بلکہ چند سال پہلے انہوں نے آنجنہانی مولوی خلیل احمد بدایونی کے کف لسان کی حمایت کی۔ (ہدیہ ہاشمی ص ۱۹۳۲)

مذکورہ بالا طویل عبارت کے ذریعہ میں نے اپنی تالیف ہدیہ ہاشمی کے ذریعہ مولوی ظفر ادیبی کے کف لسان کو خطا ہر کر کے عوام و خواص اہلسنت کو آگاہ کیا تھا کہ مولوی ظفر ادیبی صلح کلی ہیں اور ابھی تک وہ کف لسان کی پالیسی پر قائم ہیں۔ اس قسم کے لوگ کھلے ہوئے گمراہ و بد مذہب و مرتدوں سے زیادہ خطرناک ہیں اس لیے کہ یہ اپنے اندر چھپے ہوئے ہیں۔ مولوی ظفر ادیبی زندہ موجود ہیں۔ علماء اہلسنت کی ذمہ داری ہے کہ اب وہ باقاعدہ طور پر متشرع گواہوں کی موجودگی میں حسام الحرمین دکھا کر مرتد اکابر علماء دیوبند پر جو حکم شرع نافذ کیا گیا ہے، ان پر پیش کر کے اس کی تصدیق حاصل کر لیں۔

ثبت یا منفی پہلو پر ان کا جیسا بھی رد عمل ہوگا اہلسنت کے معتمد و معتبر علماء ان پر حکم شرع نافذ کر کے اہلسنت کو ان سے بچالیں، اس شرعی فیصلہ پر اعتماد کی تصدیق حاصل کر کے اجماع قائم فرمائیں۔ ورنہ ان کی وفات کے بعد پھلواری کے شاہ امان اللہ والی نوبت آئے گی کہ ان کی زندگی ہی میں ان پر حسام الحرمین پیش کرتے اگر وہ اس کے انکاری ہوتے تو شرعی مراحل سے گزار کر حکم نافذ فرما دیتے اور اس پر بکثرت علماء اہلسنت کی تصدیقات حاصل کر کے شاہ امان اللہ کے کفر و ارتداد پر اجماع قائم فرما لیتے تو آج اہلسنت میں یہ مسئلہ ختم ہو جاتا ایسا نہیں ہو سکا ہماری جماعت کے معتمد علماء اہل سنت کی یہ دینی و شرعی ذمہ داری ہے کہ اس قسم کے لوگوں پر ان کی زندگی ہی میں شرعی مراحل سے گزار کر حکم شرع نافذ کر دیں ہم پر جتنی ذمہ داری تھی عوام و خواص اہلسنت کوئی آواز کے ذریعہ ان سے محفوظ رہنے کا سامان مہیا کر دیا۔

مسلم اعلیٰ حضرت کیا ہے؟

اس خیر امت میں شروع ہی سے یہ دستور چلا آ رہا ہے کہ اسلامی عقائد و اصول کو مسخ کرنے کے لیے اسلامی لبادے ہی میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں کہ جو صحیح اسلامی عقائد میں بگاڑ پیدا کر کے اس کے مقابل نئے عقائد و نظریات کو امت پر مسلط کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی، اسی لیے ہر صدی میں ایک ایسی جامع کمالات شخصیت کی ضرورت پڑتی رہی کہ جو غلط و باطل عقائد و نظریات کو صحیح اسلامی عقائد سے الگ کر کے امت کو فساد سے محفوظ رکھے، اسی لیے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ان الله عز وجل يبعث لهذه الامة على راس كل مائة سنة من يحد لها امر دينها

اللہ عز وجل اس امت کے لیے ہر صدی کے سرے پر ایک ایسی ذات مبعوث فرماتا رہے گا جو اس کے لیے اس کے دین کی تجدید

کرے گی۔

(ابوداؤد از مشکوٰۃ کتاب العلم)

اللہ تبارک و تعالیٰ دین میں فتنہ پیدا کرنے والوں کی فتنہ گری کو ختم کرنے اور ان کے باطل عقائد و نظریات کو مٹانے کے لیے ہر صدی میں ایک مجدد کو جلوہ گر فرماتا ہے جو دین متین اور ملت بیضاء کو پھر سے اس کی اصلی حالت میں کھنسر وارتداد کی غلاظت سے پاک و صاف کر کے امت کے سامنے پیش فرماتا ہے۔ ان کی بڑی طویل فہرست ہے اب ہم پچھلے دور میں اسام کے خلاف اٹھنے والے فتنوں پر ایک نظر ڈالتے ہیں جسے ہم مدنی تجلیات ناگپور کے مجدد اعظم نمبر سے نقل کر رہے ہیں۔

پچھلی تاریخ کی فتنوں پر ایک نظر

عقائد باطلہ:

- [۱] حکم (ثالث) بنانا شرک ہے۔
- [۲] حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریک نبوت ہیں۔
- [۳] قرآن کریم پورا محفوظ نہیں ہے۔
- [۴] روح کا ایک جسم سے دوسرے جسم میں جانا۔ (تناسخ)
- [۵] قرآن عظیم مخلوق ہے۔
- [۶] عرش قدیم ہے۔
- [۷] بندہ اپنے افعال نیک و بد کا خالق ہے۔
- [۸] حساب و کتاب میزان وغیرہ کی کوئی حقیقت نہیں۔
- [۹] زکوٰۃ دینا فرض نہیں۔
- [۱۰] اہل جنت کے لیے سونا مرنا دونوں ہوں گے۔
- [۱۱] بندہ مجبور محض ہے۔
- [۱۲] ایمان کے بعد کوئی چیز فرض نہیں ہے۔
- [۱۳] شیطان کا کوئی وجود نہیں ہے۔
- [۱۴] عذاب قبر، منکر نکیر کا سوال حوض کوثر ملک الموت کی کوئی حقیقت نہیں۔
- [۱۵] صفات الہی مخلوق ہیں۔
- [۱۶] صفات الہی حادثات ہیں۔
- [۱۷] حق تعالیٰ مکان میں ہے۔

[۱۸] ہل صراط کوئی چیز نہیں۔

[۱۹] جنت دوزخ، قیامت کے دن ہی پیدا کیے جائیں گے۔

[۲۰] جنت دوزخ دونوں فنا ہو جائیں گے۔

[۲۱] جو صرف لا الہ الا اللہ کہہ لے اور جو چاہے کرتا رہے اس پر عذاب نہ ہوگا۔

[۲۲] انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام محض نظام خلق کو برقرار رکھنے کے لیے عذاب و سزا کا ذکر فرماتے ہیں۔

[۲۳] اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے مقبول اور گناہ کرنے سے گنہگار نہیں ہوتا۔

[۲۴] ایمان عمل ہے۔

[۲۵] ہر مذہب و دین کی باتیں اسلام کا منشاء ہے۔ وغیرہ۔

یہ سچی پچھلے دور کے باطل عقائد و نظریات کی فہرست میں سے چند عقائد جس کے خلاف ہر دور کے مجدد دین اسلام کی خدمات موجود ہیں۔ انہوں نے سخت محنت مشقت کر کے کلفت و تکلیف اٹھا کر امت مسلمہ کو ابدی جہنمی ہونے سے بچا لیا۔ کون کہہ سکتا ہے اسلام کے خلاف مذکورہ باطل اصول و نظریات کے بعد اسلام باقی رہے گا لیکن ہر صدی میں مجدد دین کی جماعت نے دین کو منہ ہونے سے بچا لیا اس پر اگر لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو۔ اس لیے میں صرف نشاندہی کر کے آگے بڑھ رہا ہوں۔ اب بارہویں صدی کے آخر و تیرہویں صدی کے شروع میں اٹھنے والے فتنوں پر ایک نظر ڈالیے۔

گزشتہ صدی میں برپا ہونے والے فتنے

عقائد باطلہ:

[۱] اللہ تعالیٰ جہت زمان و مکان سے پاک نہیں۔

[۲] اللہ تعالیٰ کذب (جھوٹ) اور دوسرے نقائص پر قادر ہے۔

[۳] نبی کی حیثیت گاؤں کے چودھری اور زمیندار کی سی ہے۔

[۴] وہ ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں۔

[۵] انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو گھٹانا، بھائی بتانا۔

[۶] خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل ممکن بتانا۔

[۷] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال نماز میں آجانے کو اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر بتانا۔

[۸] اللہ تعالیٰ کے علم کو مشیت پر موقوف رکھنا۔

[۹] اپنے شیخ و پیر کو خدائے قدوس کا جلیس بتانا۔

[۱۰] اپنے پیر کے لیے وحی حقیقی ماننا۔

[۱۱] اپنے پیر کا حق تعالیٰ کے ہاتھ میں ہاتھ دیتا بتانا۔

[۱۲] شرک اور غیر شرک، کفر و ایمان، حرام و حلال مختلف الاحکام مسائل کا بزور زبان ایک ہی حکم بتانا۔

[۱۳] رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس اور بعد میں کسی نبی کے آنے سے ختم نبوت میں فرق نہ آنا بتانا۔

[۱۴] شیطان کے علم کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے بڑھانا۔

[۱۵] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اقدس کو جانوروں سے پاگلوں، بچوں، درندوں جیسا بتانا۔

[۱۶] اپنی نبوت کا دعویٰ کرنا۔

[۱۷] اپنے کلام کو خدائے وحدہ لا شریک کا کلام بتانا۔

[۱۸] خود کو نبی سے بہتر بتانا۔

[۱۹] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی والہام کو غلط بتانا۔

[۲۰] انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزے کو مسمریزم بتانا۔

[۲۱] حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر شیطانی الہام بتانا۔

[۲۲] نبی کو شریر، مکار، بد عقل، فحش گو بتانا۔

[۲۳] اپنی جھوٹی نبوت کو سچ ثابت کرنے کے لیے انبیاء کرام کو جھوٹا بتانا۔

[۲۴] انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہوں میں ناپاک گالیاں اور گستاخیاں۔

[۲۵] صرف لا الہ الا اللہ مدار نجات رکھنا۔

[۲۶] جنت و دوزخ، حشر و نشر کو بے حقیقت قرار دینا۔

[۲۷] اپنی رائے سے غلط تفسیر قرآن کرنا۔

[۲۸] مختلف گمراہ فرقوں کو ایک مسلک پر لا کر نئے دین کی بنیاد ڈالنا۔

[۲۹] ائمہ دین سے آزار دہ کر اپنی روش بنانے کے لیے ائمہ دین کی قدروں کو گھٹانا۔

[۳۰] ائمہ فقہ سے مسلمانوں کو آزار دہ کر کے اپنے فقہ کو ان پر مسلط کرنا، نعوذ باللہ تعالیٰ من کلھا۔

(ماخوذ از مدنی تجلیات کا مجدد اعظم نمبر)

گذشتہ صدی اور اس سے پیشتر والی صدی میں مذکورہ بالا دین شکن فتنوں کی موجودگی میں کون کہہ سکتا تھا کہ اسلام اپنے صحیح خدوخال کے ساتھ باقی رہے گا۔ ملحدوں و بے دینیوں اور صلح کلیوں، وہابیوں، دیوبندیوں، قادیانیوں وغیرہ نے اپنے مصنوعی علم اور رنگین نمائشوں کے ذریعہ اسلام کو مٹانے کے کیسے کیسے سامان مہیا کیے۔ ان کے علاوہ نئے نئے عقائد فاسدہ و باطلہ اور نئی نئی گستاخیاں ایجاد کر کے ملت میں کتنے بڑے بڑے فتنے پیدا کیے۔ یہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی خداداد

صلاحیت و قدرت ہی تھی کہ ہر ہر بد عقیدگی ایک ایک گستاخی، گمراہی اور غلط مسئلہ کا دلائل کثیرہ وافرہ و متاہرہ سے رد کر کے ان مرتدوں، گستاخوں، گمراہوں، ملحدوں، صلح کلیوں کو الٹ کر رکھ دیا، اور انہیں تحت الشریٰ تک پہنچا دیا سوائے ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت نصیب فرمائی۔

آپ کے زمانے کا کوئی فتنہ ساز، مخالف دین ادارہ، دارالعلوم عالم شہیرا یا نہیں بچا ہوگا جس کو اعلیٰ حضرت نے اپنی تصنیفات یا اپنی خط و کتابت سے تنبیہ کر کے راہ حق نہ دکھائی ہو۔ قدیم سنی اداروں کے جدید کارگزار کی بے راہ ردی پر گرفت کر کے راہ راست پر لگانے کی انتھک کوشش نہ کی ہو۔ علماء اہلسنت کو بیدار و مستعد رکھنے کے لیے تنبیہات کے انبار نہ لگادئے ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر انتہائی کرم و احسان تھا کہ اس نے سیدنا اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ کو حیرت انگیز طاقتیں عطا فرما کر دین و ملت کے صرف چند مسائل ہی کی نہیں بلکہ لاکھوں امور کی خدمات لی ہیں۔ اسی لیے حضرت محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا:

”چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ جرائم پیشہ مجرموں کے ایک ایک جرم کو آشکارہ اس طرح کر دیا کہ کفر و ارتداد کے ملزموں کو عرب و عجم کے علماء و مشائخ کے سامنے نکال کر کے کھڑا کر دیا اور ان عادی مجرموں کے ایک ایک جرم کو آشکارہ اس طرح کر دیا کہ کفر و ارتداد کے ملزموں کو حل و حرم کے علماء و مشائخ نے مجرم کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا کہ چودہ صدیوں میں کسی فرقہ کے کسی مجرم منہ پر اتنی بڑی تعداد کا اتفاق تاریخ میں موجود نہیں۔“

(مجدد اعظم از محدث اعظم)

سیدنا اعلیٰ حضرت کا گزشتہ صدی میں قیامت تک امت مسلمہ پر احسان ہے کہ انہوں نے اسلامیان عالم کے دین و ایمان کی حفاظت فرما کر اسلام کی لاج رکھ لی اسی لیے اس مسلک کا نام مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔ اکابر علماء دیوبند نے کفری عبارتوں کے ذریعہ دین میں فتنہ برپا کیا تب ۱۲۹۰ھ میں جب ان کے کفر کی ابتدا ہوئی تو المعتمد المستند لکھ کر ۱۳۲۰ھ میں ان اکابر علماء دیوبند کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کیا یہ تیس سالہ مدت انہیں سمجھانے بجھانے خوف خدا و خطرہ روز جزا یاد دلانے کے لیے گزری۔

اس کے دوران علماء اہلسنت اور وہابی، دیوبندی کے علماء کے درمیان متعدد مناظرے ہوئے۔ ان کی کفری عبارت کو ظاہر کرنے کے لیے سیکڑوں کتابیں لکھی گئیں۔ بجائے ان کے اپنے کفر کو تسلیم کرنے اور توبہ کرنے کے انہوں نے بے جا تاویل کا سہارا لیا ان سب مرتد علماء دیوبند نے اپنی کفری عبارت کو تسلیم کیا کہ یہ عبارت ہماری ہیں انہوں نے کفری عبارتوں کو بدل کر توبہ نہ کیا بلکہ اسی پر ڈٹے رہے۔ تب ناامید ہو کر ۱۳۲۰ھ میں اعلیٰ حضرت نے تکفیر کا فریضہ انجام دیا۔

اعلیٰ حضرت کے اس فتوے کفر پر سیکڑوں علماء حرمین طہیین نے سیدنا اعلیٰ حضرت کے فتوے سے مکمل اتفاق کرتے

ہوئے تصدیقات ثبت فرمادیا۔ اس کے بعد سیدنا اعلیٰ حضرت نے الدولۃ المکیہ اور کفل الفقیہ الفاہم پر بھی اپنی تقریظات سے کتاب کو مزین فرمایا۔

سیدنا اعلیٰ حضرت امام بریلوی کا آج تک حریمین طہیین میں ایسا اعزاز و اکرام کسی اور عالم دین کا نہ ہو سکا حتیٰ کہ ان علماء نے آپ سے سندیں اور اجازتیں لیں جن میں بعض الاجازت المتیئہ میں موجود ہیں۔ علماء حریمین طہیین نے سیدنا اعلیٰ حضرت کو مرجع خلافت، مرکز دائرہ تحقیق، بحر العلوم، امام زمانہ، یگانہ روزگار، اور چودھویں صدی کا مجدد نامدار تسلیم کیا اور شید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی، خلیل احمد انیسٹھوی، اشرف علی تھانوی، مرتضیٰ حسن درہنگوی، غلام احمد قادیانی سرخیل جماعت مرتدین کے بارے میں عالم اسلام کی سب سے بڑی دینی و شرعی عدالت، عدالت حریمین شریفین سے ان کے بارے میں یہ فیصلہ شرعی سنایا کہ یہ لوگ اسلام سے خارج اور کافر و مرتد ہو چکے ہیں۔ جو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر ان کے غیر مسلم ہونے میں جو شک کرے وہ کافر و مرتد ہو جائے گا۔

یہ ہے مسلک اعلیٰ حضرت، علماء حریمین شریفین کی مذکورہ حکم شرع کی تصدیق کے مجموعے کا نام حسام الحرمین علیٰ مخر الکفر المین ہے جو ۱۳۲۴ھ میں اس کے اردو ترجمہ تمہید ایمان کے ساتھ ۱۳۲۶ھ میں زیور طبع سے آراستہ ہو کر جلوہ گر ہوئی۔ اسی حسام الحرمین کی دل و جان سے تصدیق کا نام مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ باغیان مسلک اعلیٰ حضرت علماء کے درمیان فقہی اختلافات کا ذکر کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ علماء کے درمیان ایسا اختلاف ہوتا ہی رہتا ہے۔ امت میں ائمہ اور علماء کے درمیان ایمانیات اور عقائد میں کبھی اختلاف نہیں رہا۔ اعلیٰ حضرت کا جو امتیاز ہے وہ عقائد میں بگاڑ پیدا کیے جانے پر بد مذہب اور کفار و مرتدین کے رد و ابطال میں ہے اس میں اختلاف پیدا کرنا دین میں اختلاف پیدا کرنا ہے۔

مولوی ظفر ادہبی اور ان کے تبعین عوام اہلسنت کو یہ کہہ کر دھوکہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے چار نازل شدہ کتب پر ایمان لانا فرض ہے حسام الحرمین پر نہیں اس لیے کہ حسام الحرمین خدا کی جانب سے نازل شدہ نہیں ہے۔ میں انہیں صاف طور پر بتا دینا چاہتا ہوں کہ یقیناً حسام الحرمین منزل من اللہ نہیں ہے۔ ایمان صرف منزل من اللہ کتب پر فرض ہے لیکن حسام الحرمین میں کفار و مرتد پر شدت کا جو حکم بیان کیا گیا ہے وہ منزل من اللہ ہے وہ حکم شرع ہے اور اس حکم شرع کو تسلیم کرنا کامل ایمان والے کی علامت ہے اس سے انکار کفر و ارتداد میں مبتلا ہونا ہے اسی کا نام مسلک اعلیٰ حضرت ہے کہ حسام الحرمین کے حکم شرع کو تسلیم کریں۔

اسی حسام الحرمین شریفین کی تصدیق عالم اسلام کے ان علماء نے فرمائی جو اپنے زمانہ میں مرجع علماء مرکز عوام و خواص تھے مثلاً مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، مصر، اندلس، تیونس، یمن، عراق وغیرہ ممالک عرب کے سیکڑوں علماء اعلام نے اعلیٰ حضرت کو اپنا پیشوا اور امام و مجدد تسلیم کر کے سیدنا اعلیٰ حضرت کے بیان کردہ اس حکم شرع کو جو قرآن و حدیث، فقہ، اصول فقہ کے حوالوں اور اقوال علماء سے مزین ہے، اس کی تصدیق فرمائی۔ اور عجمی ممالک میں افغانستان، انڈونیشیاء، ترکستان اور دیگر ممالک کے سیکڑوں علمائے

تصدیق فرمائی۔ اور غیر منقسم ہندوستان میں سندھ کے علماء کرام کے ساتھ ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہزاروں علماء کرام نے تصدیق فرمائی۔ جن میں چند مشہور مقامات کے نام یہ ہیں مارہرہ مطہرہ، کچھوچھہ مقدسہ، جہلم پور، علی پور، اجمیر مقدس، مراد آباد لاہور، آرہ، پٹنہ، سینٹا پور، ریاست جلال آباد، پوکھیرا، ریاست بہاولپور، گڑھی بختیار خاں، کوئلہ لوہاراں، پاکستان کھروٹہ سیداں (پاکستان) چٹوڑ، لدھیانہ، دہلی، سہاور، مدراس، جہلم (پاکستان) سنبھل، علی گڑھ، شاہجہاں پور، نکوڑ، منو، اعظم گڑھ، مبارکپور، بنگلور، امر وہہ، کھنڈ، وزیر آباد، ریاست رام پور، کانپور، آنولہ، ہلدوانی، مان بھوم، ریاست حیدر آباد دکن، سورت، بھٹوانی، بہمنی، بدایوں، بھیڑی، جام جوڈھپور، پیلی، بھیٹ، آگرہ، پشاور، فرنگی محل لکھنؤ، ریاست بنگال، پارہ کرمبر، فتح پور مہوہ، ریاست رام پور، جاورہ، ننگل گونڈل، جونا گڑھ، رانچور دکن، بریلی شریف، ڈیرہ غازی خاں ڈھا کہ وغیرہ کے ہزاروں علماء اہلسنت نے اعلیٰ حضرت کے مذکورہ فتویٰ مبارکہ پر تصدیق فرما کر مسک اعلیٰ حضرت کو حق تسلیم کیا۔

ان میں سے ہم صرف کچھوچھہ مقدسہ کے اس فتوے کو تحریر کر رہے ہیں علماء کچھوچھہ مقدسہ نے سیدنا اعلیٰ حضرت کے فتویٰ مبارکہ کی تصدیق میں ارشاد فرماتے ہیں،

تصدیق ۳۰

الجواب صحیح

بیشک مرزا غلام احمد قادیانی، دعویٰ نبوت کر کے کافر ہوا۔ بلاشبہ رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد ٹیپٹھی و اشرف علی تھانوی و قاسم نانوتوی نے سرکار الوہیت و دربار رسالت میں گستاخی اور منہ زوری کی جس کی بناء پر مردود بارگاہ ہوئے اور ذریت ابلیس میں پناہ پایا۔ علماء حرمین نے جو فتویٰ ان کے حق میں صادر فرمایا ہے اس کا لفظ لفظ صحیح اور نقطہ نقطہ حق و درست ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر حباب یا منافق۔ اور اسی بناء پر ہم ان لوگوں کو کافر و مرتد جانتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں، اور ہر وہ شخص جو اپنے مسلمان ہونے کا مدعی ہو، اس پر فرض ہے کہ ان گستاخان بارگاہ محبوب ذوالجلال والجلہ کو کافر جانے اور دل میں ایسا ہی اعتقاد رکھے کہ من شک فی کفرہ عذابہ فقد کفر، فقہاء کرام کا قانون ہے۔ ہذا ما عندی والعلم عند اللہ سبحنہ و تعالیٰ و علیہ اتم واحکم

صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ و نور عرشہ سیدنا محمد افضل العالمین۔

کتبہ العبد المسکین محمد المدعو بافضل البہاری غفرلہ الباری امین الافقاء فی الجامعۃ الاشرفیہ الکائنۃ

محضرۃ کچھوچھہ مقدسہ ضلع فیض آباد۔

تصدیق ۳۱

نعم الجواب وجند التحقيق وبالقبول والاتباع حری حقین واللہ تعالیٰ

اعلم وانا العبد الفقیر الیہ احمد اشرف القادری الچشتی الجیلانی کان اللہ لہ الفضل الربانی۔
تصدیق ۳۲۔

لاریب ان فتاویٰ علماء الحرمین المتحررین فی تکفیر هؤلاء المذکورین
صحیحۃ وانا الفقیر ابوالمحامد السید محمد الاشراف الجیلانی عفی عنہ اللہ
الصمد (محدث اعظم ہند)

(ماخوذ از، الصوارم الہندیہ)

کچھ چھ مقدسہ کے دو قابل قدر معروف و معتد و مستند علماء یعنی موجودہ سجادہ نشین جناب۔ سید شاہ مختار اشرف صاحب
کے والد ماجد خلیفہ و شاگرد اعلیٰ حضرت مولانا سید شاہ احمد اشرف صاحب و حضور محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہما کی تصدیقات کے
بعد کچھ چھ مقدسہ میں سب سے زیادہ قابل قدر شخصیت شیخ المشائخ حضرت سید شاہ علی حسین صاحب اشرفی میاں علیہ الرحمہ، سیدنا
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے اکابر دیوبند کے اسی مجمع علیہ کفر و ارتداد کے فتوے پر خود بھی عمل کرتے رہے اور اپنے
مریدین و معتقدین کو بھی اسی فتویٰ پر عمل پیرا رہنے کی تعلیم دیتے رہے۔

اپنے مریدین کے نام سیدنا اعلیٰ حضرت کے فتوؤں پر عمل کرنے پر اس طرح زور دیتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:
”مولانا احمد رضا خاں صاحب عالم اہلسنت کے فتوؤں پر عمل کرنا واجب ہے، کافروں کا ساتھ دینا
ہرگز جائز نہیں ہے“

(الصوارم الہندیہ ص ۱۲۵)

مذکورہ اس ارشاد سے کچھ چھ شریف کے ماضی قریب کے بزرگوں میں سب سے بزرگ شخصیت اور موجودہ سجادہ نشین
المعروف بہ سرکار کلاں کے جد حقیقی اور حضور محدث اعظم ہند کے حقیقی نانا کے دل میں اکابر علماء دیوبند جن پر ان کی کفری عبارتوں
کی وجہ سے کفر و ارتداد کا فتویٰ صادر ہوا ہے ان سے کس قدر نفرت تھی کہ آپ اپنے مریدوں پر سیدنا اعلیٰ حضرت کے فتوؤں پر عمل
کرنے کی تاکید فرما رہے ہیں۔ اسی میں حضرت اشرفی میاں نے نجات سمجھی۔ اسی صفحہ میں چند سطر آگے ارشاد فرماتے ہیں:
”مولانا بریلوی (اعلیٰ حضرت بریلوی) اور اس فقیر کا مسلک ایک ہے۔ ان کے

فتوؤں پر میں اور میرے مریدین عمل کرتے ہیں“ (الصوارم الہندیہ ص ۱۲۵)

حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے واضح فرمایا کہ اکابر علماء دیوبند پر ان کی کفری عبارتوں کی وجہ سے انہیں کافرو
مرتد ماننا اس میں دونوں کا مسلک ایک ہے۔ اسی کو مسلک اعلیٰ حضرت کہتے ہیں۔ حضرت اشرفی میاں نے صاف تحریر فرمادیا کہ
اپنے دین و ایمان کی حفاظت کے لیے میں اور میرے مریدین اعلیٰ حضرت بریلوی کے فتوے پر عمل کرتے ہیں۔ میاں مولوی
ہاشمی کچھوچھوی نے اپنی نادانی کی وجہ سے کہہ دیا کہ:

”اعلیٰ حضرت امام کا مسلک صرف دو باتیں ہیں ایک احترام سادات، دوسرے مولوی اسماعیل دہلوی کو کافرو مرتد کہنے سے زبان روکنا۔ اگر کف لسان یعنی اعلیٰ حضرت کا مسلک چھوڑ دیا جائے جب بھی مسلک اہلسنت باقی رہتا ہے اس لیے کہ معتد علماء اہلسنت علماء ربانین نے مولوی اسماعیل کو کافر کہا ہے۔“

(ہاشمی کیسٹ پر حسین معروضات ص ۶)

اکابر علماء دیوبند پر ان کی کفری عبارتوں کی وجہ سے سیدنا اعلیٰ حضرت نے شرعی مراحل طے کر کے کفر و ارتداد کا فتویٰ صادر فرما کر امت مسلمہ کے کروڑوں افراد کو کافر و مرتد ہونے سے بچا لیا ہے اس پر عرب و عجم کے ہزاروں علماء کا اجماع ہے جس پر کروڑوں اہلسنت عمل پیرا ہیں اس کے خلاف میاں ہاشمی کی کھلی ہوئی بغاوت ہے خود اپنے خاندانی بزرگوں کے خلاف ان کا عمل ہے۔ جس کی وجہ سے وہ اہل سنت میں ناقابل اعتبار ہو گئے ہیں اور ان کی وجہ سے دین میں بڑے بڑے خطرات پیدا ہو گئے ہیں جس سے بچنا اور بچانا اہلسنت کے لیے ضروری ہو گیا ہے۔

میاں مولوی ہاشمی نے سیدنا اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ نے جن الفاظ سے بحث کر کے حکم شرع بیان کیا ہے اسی کو ناقابل اعتبار ٹھہرانے کی پوری کوشش کی ہے۔ (دیکھئے ان کی کتاب ”کملی“ اور تحقیق ہاشمی وغیرہ) جب اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی لفظی و معنوی تحقیق ہی ناقابل استناد و غیر معتبر ٹھہری اور آپ کی ذات کو لفظ و معنی کے اعتبار سے سند کے طور پر نہیں پیش کیا جاسکتا تو عقائد کے علاوہ ہزاروں فقہی احکام شرع جن کو اردو الفاظ و معانی کی تحقیق پر اعلیٰ حضرت نے حلت و حرمت اور اباحت کے ابواب میں بیان کیے ہیں جیسے طہارت، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، نکاح، طلاق، جہیز معاملات وغیرہ کے مسائل جن سے ہزاروں صفحات بھرے پڑے ہیں اور قوم ان سے استفادہ کر رہی ہے تمام کے تمام میاں مولوی ہاشمی کی ایک جنبش قلم غیر مستند و ناقابل اعتبار ہو گئے۔ وہابیوں اور دیوبندیوں کی بھی یہی کوشش ہے۔ جب اعلیٰ حضرت بریلوی کی لفظی و معنوی تحقیق ناقابل اعتبار و غیر مستند ٹھہری اور آپ کی ذات کو سند کے طور پر نہیں پیش کیا جاسکتا تو عقائد میں اردو الفاظ پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا ایمان و اسلام کفر و ارتداد کا شرعی حکم بیان کرنا ناقابل اعتبار ٹھہرے گا۔

اب کیا ہے خوشی منائیں، دیوبندی، وہابی، رافضی قادیانی کہ ہمارے محسن میاں مولوی ہاشمی کچھ چھوی نے ہمارے لیے کفر و ارتداد سے نجات اور عافیت کا راستہ نکال لیا ہے اب ہم بکے مسلمان اور ہماری بارگاہ رسالت الوہیت و رسالت میں گستاخیاں دگالیں اور کفریات عین دین اسلام بنا دی گئیں ہیں، جو کام ہم برسوں میں نہ کر سکے کچھ چھہ کا ایک طفل ناداں نے وہ کام کر دکھایا۔ اعلیٰ حضرت امام بریلوی نے جو ہمارے اکابر کے الفاظ پر تحقیق کر کے کفر و ارتداد کا حکم لگایا تھا، میاں مولوی ہاشمی نے خود اعلیٰ حضرت کے قول سے ہی رد کر دیا اور ناقابل اعتبار ٹھہرا دیا ہے اور سید مولوی ظفر ادیبی کے کف لسان کا راستہ دکھایا ایسے گروہ سے اہلسنت کو بچنا اور بچانا ضروری ہے۔

(ماہنامہ سنی آواز جولائی اگست ۱۹۹۵ء)

بریلی کی مرکزیت اور مدار نجات

آپ قرن اول سے لے کر آج تک تاریخ اسلام کا مطالعہ کیجئے تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ ہر دور میں عقائد باطلہ کے حاملین کے خلاف دین اصول اور عقائد باطلہ سے حفاظت اور اپنے ایمان و عقیدے کی سلامتی کے لیے اپنے آپ کو کسی ایسی ذات یا کسی ایسے شہر کی طرف منسوب کیا گیا جو زمانے میں دین و ایمان کا ضامن ہے ورنہ عام مسلمان مدعیان اسلام کے دعوۃ اسلام و ایمان اور ظاہری چمک و دمک کی وجہ سے گمراہیت میں مبتلا ہو جاتے۔

اگر یہ ضروری نہ ہوتا تو چاروں مسلک حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کے ساتھ عقائد میں دو مسلک ماتریدی اور اشعری وجود میں نہیں آتے حالانکہ اس وقت اجلہ سادات کرام اہل بیت اطہار موجود تھے۔ حضور سیدنا علی بن موسیٰ رضا ۲۰۳ھ سیدنا امام موسیٰ رضا بن جعفر کاظم رضا ۱۸۲ھ حضور سیدنا امام جعفر صادق ۱۴۸ھ حضور سیدنا امام محمد بن علی باقر ۱۱۳ھ حضور سیدنا زین العابدین ۹۴ھ اور حضور سیدنا سید الشہد اشہزادہ گلگوں قبا امام حسین شہید دشت کرب و بلا ۶۱ھ رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر اہل بیت میں کون ہو سکتا تھا۔

ان حضرات کے مراتب سے امت اچھی طرح واقف ہے۔ ہدایت و رہنمائی کے لیے کیا ان حضرات کی ذوات مقدسہ کافی نہیں تھی؟ اگر کوئی اپنے آپ کو مسلک علی بن موسیٰ رضا یا مسلک کاظمی یا مسلک جعفری یا مسلک باقری یا مسلک عسائی یا مسلک حسین کا مقلد کہلائے تو کیا نجات کے لیے کافی نہیں ہے؟ یقیناً ان حضرات کی طرف نسبت کرنا نجات کے لیے کافی ہے تو پھر کیوں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ، سیدنا امام مالک، سیدنا امام شافعی، سیدنا امام احمد بن حنبل و سیدنا امام ابو منصور ماتریدی و سیدنا امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب کرتے ہوئے، مسلک حنفی، مسلک مالکی، مسلک شافعی، مسلک حنبلی، مسلک ماتریدی، مسلک اشعری وجود میں آئے کہ جن مسلمانوں اور مذہبوں پر امت میں بڑے بڑے اولیاء کرام، اغوا و اقطاب، بدلاء و نجباء و فقہاء و مشائخ، علماء و عامۃ المسلمین قائم ہیں اور ان مذہبوں اور مسلمانوں پر فخر کرتے ہیں۔

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ مسلک جعفری و باقری وغیرہ مسالک حق پر نہیں ہیں، یقیناً یہ مسلک حق ہیں اور مدار نجات ہیں۔ آپ دیکھ جائیے حضور سیدنا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہم سے لیکر ائمہ اہل بیت اطہار تک کے نام لے لیکر ان کی آڑ میں بدترین گمراہ بے دین و مرتد فرقے وجود میں آئے۔

ہمارے ائمہ اربعہ و ائمہ فقہاء رضی اللہ عنہم کا احسان ہے کہ انہوں نے مسلک حنفیت، مسلک ماتریدی اور مسلک

باقری، مسلک جعفری کے نام پر باطل و گمراہ عقائد کو چھانٹ کر ان مسالک کے جھوٹے نام لیواؤں سے ممتاز کر کے اصلی حسینی مسلک، عابدی مسلک، باقری مسلک، جعفری مسلک کے صحیح خدوخال کو پیش کرنے کے لیے اور عقائد کی درستگی اور نجات آخرت کے لیے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، ماتریدی، اشعری مسالک پر اجتماع ہو گیا۔ جس پر امت کے اکابر اولیاء کرام سے لیکر بڑے بڑے فقہاء محدثین، اغواث و ابدال و اقطاب ائمہ و علماء انہیں مسکوں پر قائم رہے اور اس پر خود چلے اور امت کو انہیں پر چلنے کی تلقین دیتا کید فرماتے رہے۔

حالانکہ ہمارے ائمہ اربعہ اور امام ابو منصور ماتریدی و امام ابو الحسن اشعری رضی اللہ عنہم وہی فرماتے ہیں جو حضور سیدنا امام حسین و سیدنا امام زین العابدین و سیدنا امام باقر و سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم ارشاد فرما چکے ہیں۔ اس کے باوجود حسینی مسلک، عابدی مسلک، باقری مسلک، جعفری مسلک کا نام امت میں رائج نہیں ہے۔ کیا مذکورہ مسالک نجات کے لیے کافی نہیں ہیں؟ چونکہ ان مسالک کا نام لیکر گمراہ و بد مذہبوں و مرتدوں نے دین کے اندر عقائد اسلامیہ کے خلاف نئے نئے فتنے پیدا کیے، اس لیے ان سے اپنے آپ کو ممتاز کرنے کے لیے تقلید ائمہ کو واجب قرار دیا۔

اسی طرح جب حنفیت، مالکیت، شافعییت و حنبلیت و ماتریدیت و اشعریت کے نام پر نئے نئے عقائد جنم لینے شروع ہوئے تو اصل حنفیت و مالکیت و شافعییت و حنبلیت و ماتریدیت و اشعریت کو عقائد باطلہ سے چھانٹ کر گمراہیت و بے دینیت سے ممتاز کر دیا۔

جس ذات نے یہ فریضہ انجام دیا اس ذات کی طرف منسوب کر کے یا جس شہر کے علماء نے یہ جدوجہد فرمائی ان علماء کے شہر کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا اصل حنفیت، مالکیت، شافعییت، حنبلیت، ماتریدیت و اشعریت پر قائم رہنے کے لیے ضروری ہو گیا۔

اس کی ایک کڑی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ ہیں، تاریخ کا قاری جانتا ہے کہ اکبری دور استلا میں جب حنفیت کے نام پر دین الہی قائم کر کے دین متین میں فتنے برپا کیے گئے، اصل حنفیت کو باقی رکھنے کے لیے اکبری فتنے کے زمانے میں اپنے آپ کو مسلک مجدد کا حامل کہلوانا کافی تھا۔

مسلک مجددی سے مراد اس زمانے میں سنی مراد لیا جاتا تھا جو حنفی و ماتریدی ہے اس سے کوئی نیامذہب یا نیا دین مرا نہیں لیا جاتا تھا۔ اسی طرح پھر جب مسلک حنفیت کے نام پر دین کے خلاف فتنے برپا کیے گئے یہاں تک کہ انگریز کا تسلط ہوا اور اس دور میں اسماعیلی فرقہ یا اسماعیل مسلک، وہابی مسلک، دیوبندی مسلک، قادینی مسلک، نیچری مسلک، صلح کلی مسلک وجود میں آئے اور سب کے سب سنی حنفی بن کر دین میں فتنے برپا کیے۔

ان کے عقائد باطلہ سے بچنے اور وہ اپنے عقائد اسلامیہ پر کاربند رہنے اور نجات آخرت کے لیے مذکورہ گمراہ و مرتدو بدین فرقوں و مسکوں سے الگ رہنے کے لیے عرب و عجم کے اکابر ائمہ و علماء و فقہاء نے مسلک اعلیٰ حضرت یا بریلویت کے

الفاظ سے مسلک حنفیت کو معروف کیا۔ اب یہ الفاظ دین و سنیت و حنفیت کے لیے علامتی نشان بن گئے جیسا کہ صاحب زادہ حضرت محدث اعظم ہند جناب مولوی محمد مدنی کچھو چھوی نے اپنے والد ماجد اور اکابر علماء اہلسنت سے کھلی بغاوت سے پہلے دہلی لکھ چکے ہیں:

”اب کوئی اشاعرہ سے ہو یا ماتریدیہ سے حنفی یا شافعی مالکی ہو یا حنبلی اگر وہ صحیح طور پر مسلک اہلسنت و جماعت پر ہے تو مذکورۃ الصدر مروجہ اصطلاح کی روشنی میں ”بریلوی“ ہے۔ اب ”بریلوی“ ہونے کے لیے ”فاضل بریلوی“ کی ذات گرامی تک کسی کے سلسلہ علمی یا سلسلہ بیعت و ارادت کا پہنچنا یا شہر بریلی میں مقیم رہنا ضروری نہیں رہ گیا۔ اسی لیے ایسوں کو بھی بریلوی کہا جاتا ہے۔ جس نے عمر بھر بریلی شریف کو خواب میں بھی نہیں دیکھا نیز جس کا علمی یا نسبی یا کسی دوسری طرح کا کوئی سلسلہ فاضل بریلوی تک نہیں پہنچتا بلکہ جہاں فاضل بریلوی کی آواز تک نہیں پہنچتی اس اصطلاح نے ”بریلویت“ کو وہاں تک پہنچا دیا۔ اب اس دنیا کا ہر فرد ”بریلوی“ ہے جو مسلک اہلسنت پر واقعی طور پر گامزن ہے۔“

اب وہ مشائخ و سادات کو خواخواہ ”بریلویت“ مسلک اعلیٰ حضرت سے چڑھ پیدا ہو گئی ہے، ان لوگوں کو چاہیے کہ سب سے پہلے مولوی محمد مدنی میاں کچھو چھوی سے سوال کریں کہ آپ نے یہ پانچواں مسلک کیسے ایجاد کیا۔ یہ لفظ بریلوی یا مسلک اعلیٰ حضرت، وہابیوں، دیوبندیوں، قادیانیوں، نیچریوں، صلح کلیوں وغیرہ کے مقابلے میں بولا جاتا ہے۔ اس لیے کہ یہ گمراہ و مسرود مسکوں پر چلنے والے بھی سنیت و حنفیت کے مدعی ہیں۔

مسلک اعلیٰ حضرت سے مراد سنیت و حنفیت کے خلاف کوئی نیا دین و نیا مسلک نہیں بلکہ وہی حنفی مسلک مراد ہے جس پر تمام ائمہ و اولیاء و علماء و عام مسلمین قائم رہے۔ اہل علم و فہم کو یہ اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ ہدایت و نجات کے لیے اور باطل و گمراہی مرتد فرقوں کے غلط عقائد سے ممتاز ہونے اور اصل دین پر ثبات قدمی اور حنفیت پر قائم رہنے کے لیے موجودہ دور میں بریلوی مسلک یا مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہنا ضروری ہے۔ ورنہ پچھلی صدی میں کیسے کیسے باطل عقائد و نظریات مسلط کیے گئے جس کی طرف ہم مسلسل کئی سال پیشتر سے سنی آواز ناگہور اور دیگر کتب و رسائل کے ذریعہ واضح کر رہے ہیں۔ جس میں مشہور زمانہ کتاب ہدیہ ہاشمی، انوکھے نور کی برسات، ہاشمی کیسٹ پر معروضات حسینی، گل افشاںیاں، بدلتے زاویے وغیرہ کتب و رسائل میں واضح کر دیا ہے۔ یہاں ان باطل عقائد کے تفصیل کی ضروریات نہیں۔

اکابر مشائخ کچھو چھو ہدایت کے لئے مسلک اعلیٰ حضرت سے وابستہ رہے۔

سلطان الاولیاء حضور سیدنا محمد و ام شرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ العزیز کے سلسلہ کچھو چھو مقدمہ سے وہ لوگ سیدنا اعلیٰ

حضرت بریلوی قدس سرہ کے خوشہ چیں رہے اور آپ کی صحبت یافتہ اور حسن تربیت سے آراستہ ہو کر دنیا سے نیت مسیں ایسے معروف ہو گئے کہ زمانے میں مبلغ مسلک اعلیٰ حضرت کہلائے۔ زندگی بھر دین متین کی حفاظت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی صیانت کے عظیم حافظ بنکر زمانے میں ممتاز ہو گئے۔ ورنہ دیکھیے اہلسنت میں جو شہرت اور عظمت حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں اور ان کے صاحبزادے سید شاہ احمد اشرف اور حضرت محدث اعظم ہند کو نصیب ہوئی اس سے پہلے اس خاندان میں کسی اور کو نہیں۔ ان کی شہرت اور عظمت کو چار چاند لگانے میں اکابر علماء اہلسنت کا ہاتھ رہا ہے۔ ان کو قریب کر کے رکھا تھا اور کیوں قریب ہوئے اور شہرت کی بلندیوں پر کیوں کر پہنچے، مارہرہ مقدسہ کے مقدس سادات اور سیدنا اعلیٰ حضرت اور اکابر علماء اہلسنت نے انہیں کیا دیا۔ اس پر ہم تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالیں گے۔

حضور مفتی اعظم ہند کا انتقال اور آزادی کی طرف دوڑ

سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد آپ کے خلفاء اور شاگرد پھر ان حضرات کے خلفاء و شاگردوں کا ایسا فاتحانہ دور تھا۔ بڑے بڑے وہابی، دیوبندی، صلح کلی، نیچری، سورماؤں کو باوجود ان کے مصنوعی علمی دھاک کے انہیں زمیں چٹوئی، ان گراہ و مرتد بندہ بربہنماؤں، کے گلے جڑے پھاڑ کر رکھ دیئے۔

ہر میدان اور ہر محاذ میں انہیں ایسی شکست فاش دی کہ ندوہ اور دیوبند سے لے کر متحدہ زلزلہ آگیا۔ ان کے بڑے بڑے قلع ڈھادے انہیں مناظرے اور مباحثے میں شکست فاش دیکر ان کی گردنیں پکڑ پکڑ زمین پر پٹک پٹک کر ان کی کمر توڑ دی۔ تحریر کے ذریعہ علم و عرفان کے موتی لٹا دیئے۔ درس گاہوں سے ایسے ایسے شاگرد نکالے کہ تحریر و تقریر، درس و تدریس، بحث و مباحثہ، مناظرہ ہر میدان میں یگانہ روزگار کہلائے گئے، صاحبان علم و فن نے اپنی بلند پیشانیاں ان کے سامنے جھکا دیں، اس محاذ میں کام کرنے والوں میں اکابر کچھوچھ میں حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ بھی ہیں وہ بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیتے رہے۔ اہلسنت نے ان کو خوب سراہا اور انہیں اپنے سروں پر رکھا۔

اکابر کا دنیا سے چلا جانا انتشار کا سبب بنا

خداوند قدوس بے نیاز ہے اپنے مخصوص بندوں میں سے جس سے جو خدمت لے لے اس کی شانِ مصدیت ہے آخر ہر کسی کو اس سرائے فانی کو چھوڑنا ہے اکابر علماء میں سے جب اس دنیا سے فانی کو چھوڑنے کا سلسلہ شروع ہوا تو یکے بعد دیگرے اہلسنت کے کیسے کیسے اکابر چلے گئے دنیا دیکھتے رہ گئی جانے کا سلسلہ بند نہیں ہوا۔ ان حضرات میں شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور سیدنا مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی منفرد شخصیت تھی جہاں وہ علم و آگہی میں کوہ گراں مایہ تھے وہیں پر زہد و تقویٰ میں ایسی مثال و نمونہ تھے کہ صاحبان علم و فن اور ماہرین زہد و تقویٰ کو دنیا میں دور دور تک کوئی دوسرا اس منزل اور مقام پر فائز نظر نہیں آتا تھا، پوری دنیا سے نیت کو اپنی علمی جلالت اور کامل زہد و تقویٰ اور ماہرانہ دینی صلاحیت کے ذریعہ دین و سنیت کی ایسی مضبوط رسی سے باندھ رکھا تھا کہ ہر کسی اسی رسی سے بندھے رہنے میں اپنی نجات سمجھ رہا تھا۔ اپنے دین و ایمان کی حفاظت کے لیے اسی زہد و تقویٰ، علم و عمل کی

حیرت انگیز واقعہ

ہندوستان میں بہت سارے لوگ اس بات کو جانتے ہیں کہ وسط ہند جو پہلے سی پی اینڈ برار کے نام سے معروف تھا اس کی راجدھانی ناگپور میں سی پی اینڈ برار میں بہت دور، دور تک جہل و نادانی کا بازار گرم تھا۔ ایسے ماحول میں استاذ العلماء علامہ مفتی عبدالرشید خاں صاحب علیہ الرحمہ مستقل طور پر ناگپور میں سکونت پذیر ہو کر درس گاہ قائم کر کے تشنگان علوم کو علم دین سے آراستہ کرنے والے پہلے عالم دین ہیں۔ اگرچہ آپ سے پہلے جید علماء کرام کا ناگپور میں ورود ہو چکا تھا ان حضرات نے بھی انفرادی طور پر سنیت کی تبلیغ و اشاعت کے لیے بہت کام کیا تھا۔

استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالرشید خاں صاحب علیہ الرحمہ نے سی پی کی راجدھانی ناگپور میں جامعہ عربیہ کا مستقل قیام عمل میں لا کر بے شمار بندگان خدا کی علمی پیاس بجھانے کا سامان مہیا کیا۔ جامعہ عربیہ کے قیام کے بعد اپنے اپنے وقت کے کیسے کیسے ماہر اساتذہ و علماء تشریف لاتے رہے، لوگ صرف ان کی زیارت کر کے ہدایت پاتے رہے۔

ناگپور میں پہلی بار

حضور مفتی اعظم ہند کی آمد اور حضرت مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ

۱۹۵۳ء تک ناگپور میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ تشریف نہیں لائے تھے اور استاذ الاساتذہ عمدۃ المحققین حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ ناگپوری مدظلہ العالی مفتی اعظم مہاراشٹر نے کسی سے بیعت و خلافت حاصل نہیں کی تھی، دل بے چین رہتا تھا کہ کس سے بیعت کی جائے۔ اسی درمیان آپ کی نظر اکابر اور مذہبی و دینی پیشوا پر لگی رہتی تھی۔ جب یہ حضرات تشریف لاتے آپ ہر ایک پر گہری نظر ڈالتے رہے لیکن دل کسی پر جمتا نہیں تھا۔

آخر کار ایک دن اپنے استاذ گرامی استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث حضرت مفتی عبدالرشید خاں صاحب فتحپوری علیہ الرحمہ بانی جامعہ عربیہ ناگپور سے عرض پر داز ہوئے کہ حضور میں ابھی تک کسی سے شرف بیعت سے مشرف نہیں ہوا ہوں۔ بہت ساری شخصیات کو دیکھا مگر دل نہیں جما، بے چینی بڑھ گئی۔ ہاں ان کے مشفق استاد حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالرشید خاں صاحب علیہ الرحمہ نے آپ کی اس بڑھتی ہوئی بے چینی کو اچھی طرح ملاحظہ کر لیا اور ایسی ذات کا پتہ بھی بتا دیا جو بے قراری کو دور کر دے اور قلب و روح کو سکون بخشنے اور شریعت و طریقت و مسلک پر مضبوطی سے قائم رکھے وہ فرماتے ہیں:

”مولانا، اب کہاں ایسے لوگ رہ گئے جو شریعت و طریقت میں کامل ہوں، سوائے

حضرت مفتی اعظم ہند کے“ اب وہ چند دن کے بعد آنے والے ہیں دیکھیے گا اگر آپ کا

دل جم جائے تو مرید ہو جائیے۔“

پھر کیا تھا، اس کے بعد دل کی تڑپ اور بڑھتی گئی، وقت کا انتظار ہونے لگا، دن بیت گئے۔ اب وہ دن قریب آنے لگا جس کا بے چینی سے انتظار تھا۔ ناگپور میں ہر طرف چرچا ہونے لگا کہ پہلی بار شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند ناگپور

آنے والے ہیں ہر سنی دل و نگاہ فرش راہ کیے ہوئے تھا۔

دھوم ہے آج ان کے آمد کی

اپنی پلکوں کو ہم بچھائے ہیں

آخر کار وہ دن آنی گیا جس کا ہر سنی کو انتظار تھا، خاص طور پر استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ ناگپوری مدظلہ العالی سمیت ہزاروں افراد کا وارفستگی کے عالم میں لوگ استقبال کے لیے موجود ہیں جن کی قیادت استاذ الاساتذہ حضرت شیخ الحدیث مفتی عبدالرشید خاں صاحب فرما رہے ہیں۔

اسٹیشن پر ریل آگئی، بدلیوں میں بہت جستجو و تلاش کے بعد جب بلال عید نظر آتا ہے، دیکھنے والا پکارا مٹھتا ہے وہ رہا چاند۔ اسی طرح ہر شخص بے چینی سے بلال رضویت کو دیکھنے کے لیے بے چین تھا۔ جیسے ہی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے جلوہ زیبا پر نظر پڑی لوگ پکارا مٹھے یہ ہیں شہزادہ اعلیٰ حضرت، وہ ہیں مفتی اعظم ہند، دیوانگی و وارفستگی میں نعرہ تکبیر و نعرہ رسالت میں، والہانہ شاہانہ استقبال ہوا۔

اب کرب و بے چینی کی لذت اس ذات سے پوچھیے کہ جو ذات کسی مرد حق آگاہ کے دست حق پرست پر ہاتھ دینے کے لیے سیکڑوں ماہرین علوم و تقویٰ پر نظر ڈال چکی تھی مگر دل و نگاہ میں کوئی گچا نہیں۔ جب اس ذات نے اسی بے قراری و بے چینی سے حضور مفتی اعظم ہند کے چہرہ پر ضیا کو دیکھا ہو گا تو صرف ایک عقیدت مند کی نظر سے نہیں کچھ نہ کچھ نظر کی گہرائی و گیرائی کام کر رہی ہوگی۔ اس لیے اب اس ذات سے ایسا تعلق قائم کرنا جو دین و دنیا اور آخرت میں کام آئے۔

جب ہر طرح سے دیکھ لیا، اب مفتی اعظم ہند نگاہوں سے اتر کر قلب و روح میں بیٹھ چکے تھے۔ حضرت استاذی علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب نے اپنے قلب و نگاہ کو حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی تقدس شعار ذات کے سامنے نچھاور کر دیا۔ قیام گاہ پر حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالرشید خاں صاحب علیہ الرحمہ بانی جامعہ عربیہ ناگپور نے حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ کا تعارف کرایا۔ جس پر حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت شفقت بھرے انداز میں مسکرا کر حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ کی طرف اپنا دست مبارک بڑھایا، اور شرف بیعت سے مشرف فرمایا۔

اسی پر بس نہیں کیا بلکہ خلافت بھی عطا فرمایا جس پر حضرت مفتی عبدالرشید خاں صاحب علیہ الرحمہ کو بے حد خوشی ہوئی، حالانکہ حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالرشید خاں صاحب علیہ الرحمہ خود اشرافی تھے اور حضرت شاہ علی حسین المعروف اشرافی میاں کچھوچھو علیہ الرحمہ کے مرید و خلیفہ تھے۔

۱۹۵۳ء میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے عمدۃ المحققین حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب مدظلہ العالی کو اور آپ کے ساتھ رئیس المناظرین حضرت علامہ مولانا محمد رضوان الرحمن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ مفتی مالوہ اندور کو بہت خوبصورت کاغذ پر سند خلافت تحریر فرما کر سپرد فرمایا۔

مسک اعلیٰ حضرت کی ترویج میں وسط ہند اور جنوب میں تاریخی و انقلابی اقدام
 عہدہ التحقیقین استاذ الاساتذہ کا ۱۹۵۳ء میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے شرف بیعت سے مشرف ہونا مسک اعلیٰ
 حضرت کی ترویج و اشاعت کے لیے نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں تھا۔ آپ پر حضور مفتی اعظم ہند نے ایسی توجہ ڈالی کہ آپ کے عظیم
 جوہر ابھر کر سامنے آ گئے۔

ہندوستان میں نصف سے زائد حصے میں استاذ الاساتذہ عہدہ التحقیقین حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ
 مفتی اعظم مہاراشٹر کی انقلاب انگیز مساعی جمیلہ کی وجہ سے شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے ذریعہ جہاں دین و
 سنیت کو فروغ ملا تو وہیں سلسلہ رضویت کو اتنا عروج عطا ہوا کہ اب گمراہی و بد مذہبیت کا ہلاکت خیز طوفان بھی اس شجر اسلام و
 سنیت کے برگ و شاخ کو بھی ہلا نہیں سکتا۔ پھر وسط ہند اور دکن میں مسک اعلیٰ حضرت کو اس قدر تیزی سے فروغ ملا، اس سے
 پہلے وسط ہند اور دکن کے وسیع و عریض علاقے میں اس کی مثال نہیں ہے۔

مسک اعلیٰ حضرت اور سلسلہ رضویت کے فروغ کے لیے طریقہ کار

حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے مسک اعلیٰ حضرت کے فروغ اور سلسلہ رضویت کی
 اشاعت کے لیے یہ طریقہ کار اپنایا تھا کہ جب اچھی طرح اندازہ کر لیتے کہ فلاں علاقہ میں حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کو
 بولا کر دین و سنیت کی خدمت انجام دی جاسکتی ہے۔ جب آپ کسی مقام کا انتخاب فرماتے تو وہاں کے احباب و مخلصین کے ذریعہ
 بہت بڑے اجلاس کی تعین فرما دیتے۔

چونکہ پہلے ہی چند ہفتہ یا چند دن حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے ملے لیے جاتے تھے، حضرت کے ساتھ چند ایسے
 واعظین و مقررین کا انتخاب ہوتا کہ ان میں سے کوئی صاحب دلائل و براہین سے مراسم اہلسنت کو مثبت انداز میں عوام کے دل و
 دماغ میں بیٹھا دیتے۔ پھر ان مراسم اہلسنت کے خلاف وہابیہ دیوبندیہ کے اعتقاد کو ظاہر کر کے عوام میں ان کے نفرت پیدا کر دی
 جاتی۔

امت مسلمہ میں دور صحابہ سے لیکر موجودہ دور تک امت کے اکابر اور عامۃ المسلمین میں جو عقائد و مراسم چلے آ رہے ہیں
 اس کے صرف یہی لوگ مخالف ہیں اور ان کی کفری عبارت پڑھ کر عوام کے سامنے سنا دیا جاتا، ان سے سخت نفرت و بیزاری کا
 اظہار کر کے مسک کو دل میں بٹھاتے اور اسی پر مضبوطی سے گامزن رہنے کا عزم مستحکم کر لیتے اس کے بعد کوئی ایسا واعظ خوش بیاں
 جو اپنی خدا وادوت گویائی اور شان خطابت سے وہابیوں، دیوبندیوں، صلح کلیوں، جمہلیٹیوں اور مودودیوں کو اڑا کر رکھ دے۔ اور
 اس سے ایک سماں پیدا ہو جاتا، ایک کیفیت سامعین کے دل و دماغ پر برپا ہو جاتی پھر حضور مفتی اعظم ہند کی جامع شخصیت پر
 بھرپور روشنی ڈالی جاتی۔

جلے کے بعد عوام و خواص اہلسنت میں وارفستگی کا عجیب عالم ہوتا جوش عقیدت اور ایمانی حلاوت سے سرشار ہو کر

ہزاروں کی تعداد میں لوگ شرف بیعت حاصل کرتے اس کے بعد ہی سے عوام اہلسنت میں ایسی روحانی اسپرٹ پیدا ہو جاتی کہ اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ اسی طرح علاقے کے علاقے، شہر کے شہر، گاؤں، دیہات، بستی کی بستیاں الٹ کر رکھ دی گئیں۔ ایسا نہیں کہ کبھی کبھار ایسا ہوتا تھا ۱۹۵۲ء سے لیکر ۱۹۷۱ء تک مسلسل ایسے ہی طوفانی دورے ہوتے رہے اور انقلابی پروگرامات منعقد کروائے جاتے۔ سال کے اکثر ایام حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ حضرت مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ کو عطا فرماتے۔ ناگپور ہیڈ کوارٹر ہوتا، یہاں علاقہ چھتیس گڑھ، مہاراشٹر، آندھرا، کرناٹک، گجرات کے تاریخ ساز دورے ہوتے جس سے وہابی، دیوبندی، شجری، صلح کلی، مودودی تھرا گئے۔

فتح برار اور حضور مفتی اعظم ہند

وسط ہند میں برار ایک ایسا مقام ہے جہاں پر دکن کے فرماں روا نظام حیدر آباد کی حکومت تھی۔ نظام نے شاہ انگلستان کی بیٹی کے جہیز میں برار کو دیدیا۔ وہاں صدیوں پہلے سے ایسے ایسے اولیاء کرام زیر زمین آسودہ ہیں کہ جن کی روحانی حکومت آج تک قائم ہے جو علم و فن کا گہوارہ مانا جاتا تھا۔ بڑے بڑے ماہرین علوم و فنون وہاں پر گزر رہے ہیں، لیکن جب وہابیت و نجدیت کی مسموم ہوا چلی اس وقت سے وہابیت و نجدیت نے برار میں مضبوط قلعے تعمیر کر لیے۔

پہلے پہل جب عمدۃ المحققین حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ سنیت کا کچھ کام کرنے کے لیے جو سنیت وہابیت سے محفوظ تھے انہیں ساتھ لیکر جلسہ کروانا چاہتے، اگرچہ لوگ تیار ہو جاتے جلسے کی تیاریاں شروع ہو جاتیں لیکن وہابیوں، دیوبندیوں کی جانب سے ان پر جو حالات پیدا کیے جاتے اس سے مجبور ہو کر سنی علماء کو آمد کے وقت ہی واپس کر دیتے کہ حضور یہاں کے حالات کی وجہ سے اب جلسے نہیں ہو سکیں گے۔

ایسے ہمت شکن حالات تھے کہ وہاں مسلک اعلیٰ حضرت کے لیے کام کرنا اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا تھا لیکن حضرت مفتی غلام محمد خاں صاحب مایوس نہیں ہوتے، افراد اور علاقے کو چھانٹنے میں لگے رہتے، چنانچہ ان کی نظر برار میں آکولہ ضلع میں ایک مقام کرم پر پڑی وہاں پہلے ہی جو شیعہ جواں ہمت سنی موجود تھے جو وہابیت و دیوبندیت، تبلیغیت سے محفوظ تھے۔

حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ نے کل برار سنی کانفرنس کے لیے وہاں کے حوصلہ مند سنیوں کو تیار کیا جس کے لیے کل برار سطح پر فروغ سنیت کے لیے کام کرنے کے لیے ایک فعال کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے صدر کرم کے ایک صاحب حیثیت و جانباز سنی جناب عبدالغنی صاحب بنائے گئے۔

اب زور و شور سے کانفرنس کی تیاری شروع ہو گئی، کرم کے احباب اہلسنت جناب عبدالغنی صاحب کی صدارت اور حضرت مفتی غلام محمد خاں صاحب کی سرپرستی میں وہابیت و نجدیت و تبلیغیت کے ہونے والے ہر حملے کے مقابل ڈٹ گئے اور کانفرنس کو کامیاب بنانے کا عہد و پیمان کر لیا اور سر سے کفن باندھ کر جدوجہد میں لگ گئے۔

ادھر حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب نے اپنی دینی قائدانہ صلاحیت سے اپنی پوری توجہ کرم میں ہونے

والی کل برار سنی کانفرنس کی طرف مرکوز کر دی۔ حضور سیدنا مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے ساتھ حضرت برہان ملت مفتی اعظم ایم پی علیہ الرحمہ حضرت شیخ الحدیث استاذ الاسلام تذا علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی اور حضرت علامہ مفتی محمد رضوان الرحمن صاحب فاروقی اندور خطیب مشرق حضرت علامہ مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی، حضرت مولانا ابوالوفا فصیحی غازی پوری علیہم الرحمہ اور جناب اسرار الحق صاحب سابق ایم پی مرحوم اور حضرت علامہ مولانا سید مظہر ربانی مدظلہ العالی اور خطیب ہندوستان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مجیب اشرف قبلہ مدظلہ العالی اور دیگر علماء اہلسنت مدعو کیے گئے۔

کانفرنس کی تھی فروغ مسلک اعلیٰ حضرت کے لیے ایک تاریخ ساز لائحہ عمل تھا۔ معرلوگ بتاتے ہیں کہ ہم نے اپنی زندگی میں علماء اور عوام و خواص کا اتنا بڑا مجمع نہیں دیکھا۔ وسط ہند خاص طور پر برار کے ہر مقام سے لوگ اس قدر کثیر تعداد میں جمع ہو گئے تھے کہ میدان عرفات کا منظر نگاہوں کے سامنے آتا تھا۔ علماء کرام کی مقدس شخصیات اور خاص طور پر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی مبارک و مسعود ذات کو اور اس قدر بڑی تعداد کو دیکھ کر وہابیوں اور دیوبندیوں، جہلیغیوں کے دل لرزٹھے۔ ان کے پاؤں کے نیچے سے زمین کھسکتی ہوئی دکھائی دینے لگی۔

جلسے کے بعد اتنا عظیم الشان مجمع حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے دامن کرم سے وابستہ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد ہی سے اب ان لوگوں کے اندر سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی لہر پیدا ہو گئی۔ اسی طرح مہاراشٹر، مدھیہ پردیش، آندھرا پردیش، کرناٹک، گجرات تک کے علاقوں میں حضور مفتی اعظم مہاراشٹر علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب کے ذریعہ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے مسلسل طوفانی دورے شروع ہوئے۔ جس سے آبادی کی آبادی پلٹ کر رکھ دی گئی۔ ہندوستان میں حضور مفتی اعظم ہند کے انقلابی تاریخ ساز دوروں نے اہلسنت میں وہ اتحاد و قوت عطا فرمائی دنیا کی بڑی سے بڑی طاقتیں حیرت زدہ تھیں۔

خطیب ہند حضرت علامہ مولانا مفتی اشرف صاحب قبلہ کی اور حضرت مفتی اعظم ہند کی ہمراہی

۱۹۶۲ء میں جو مسلسل دورے ترتیب دیے گئے ان میں اکثر خطیب ہند استاذ العلماء استاذی حضرت علامہ مولانا محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ بانی و مہتمم دارالعلوم امجدیہ ناگپور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے ہمراہ رہتے تھے۔ آپ کی خطابت نے بھی وسط ہند اردکن میں بہت بڑا علاقہ فتح کیا ہے ان علاقوں میں سنیت کا علم گاڑ دیا۔

خطیب ہند حضرت علامہ مولانا مفتی مجیب اشرف قبلہ نے زمانہ طالب علمی سے لیکر ناگپور کے انقلابی دوروں میں حضور سیدنا مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر حضرت سے بہت کچھ حاصل کیا ہے اور آپ ان تاریخ ساز دوروں میں حضور مفتی اعظم ہند کے جو حیرت انگیز واقعات رونما ہوتے تھے ان کی بہت بڑی تاریخ رکھتے ہیں۔

ادارہ سنی آواز ناگپور حضرت سے مؤدبانہ گزارش کرتا ہے کہ ان تمام واقعات کو صفحہ قرطاس پر ثبت فرما کر محفوظ کر لیں اور اشاعت کے لیے سنی آواز کو عنایت فرمائیں۔ ادارہ بصدر شکر یہ اس زریں دور کے عہد ساز تاریخی واقعات کو اشاعت کرنے کا شرف حاصل کرے گا۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی علالت

ہندوستان کا ہر حاسد بغض و حسد کی آگ میں جل رہا تھا کہ یہ حضور مفتی اعظم ہند کے کا یا پلٹ دور سے دیکھے نہیں جاتے تھے۔ ہندوستان میں اپنے وقت کی ایک ہی شمع ایسی تھی کہ پورا ملک جس کا پروانہ تھا حضور مفتی اعظم ہند کے آگے کسی کی چلی نہیں تھی، قدرت خداوندی پورے ملک ہی کو نہیں بلکہ دنیا کے اکثر ممالک کو حضور مفتی اعظم ہند کے لیے مسخر فرما دیا تھا۔

عین ایسے موقع پر ۱۹۷۱ء میں کونارا جستان کے دورے میں حضور مفتی اعظم ہند کے ساتھ زہر خورانی کا واقعہ پیش آیا۔ اس کے بعد حضور مفتی اعظم ہند کے تارخ ساز انقلابی دوروں کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ مخالفین و معاندین و حاسدین اسی دن کا انتظار کر رہے تھے۔ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ جسمانی طور پر کمزور تو ہو گئے تھے لیکن دل و دماغ شرعی امور میں اور زہد و تقویٰ کی ادائیگی میں مضبوط تھے۔

حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کی مثال ایسی تھی کہ شیر بر اگرچہ لاغر و کمزور ہی سہی لیکن جنگل میں موجود ہے و بابائے زمانہ کے اندر ہیبت و لرزہ طاری ہونے کے لیے اس کا وجود کافی ہے۔ اس طرح مخالفین و حاسدین اگرچہ اندر ہی اندر ماحول بنانے میں مصروف تھے لیکن حضرت کی ہیبت و خوف کی وجہ سے کھل کر سامنے نہیں آ سکتے تھے۔

حضور مفتی اعظم ہند کا وصال اور فتنہ و فساد کا آغاز

۱۹۸۱ء میں حضور سیدنا مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے انتقال کے بعد دنیا نے سنیت میں جو کھرام مچا ہے اس کی تارخ نہیں مثال نہیں ملتی، حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد خانوادہ رضویہ میں حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ریحان رضا خاں صاحب عرف رحمانی میاں علیہ الرحمہ اور جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری میاں مدظلہ العالی کی شکل میں دو عظیم ستون موجود تھے۔

دنیا نے سنیت کی ننگا ہیں ان عظیم الشان خانوادہ رضویہ کے دار ثمن علوم رضویت کی طرف انھیں۔ ہر بھائی اپنی جگہ پر بہت ساری خوبیوں کا جامع تھا ان میں حضرت ریحان ملت دینی علوم کے ساتھ، دنیاوی سیاست اور تفکر و تدبر حکمت عملی بدرجہ اتم موجود تھی۔ حضرت ریحان ملت علیہ الرحمہ نے محسوس کیا کہ حضرت مفتی اعظم ہند کے انتقال کے بعد کچھ چھ سے کہیں مرکز سے علیحدہ ہونے کے جذبات نہ ابھریں، اس لیے انہیں اور قریب تر کرنے اور گھیر کر رکھنے کے لیے آپ نے حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے مولوی محمد مختار اشرف صاحب عرف محمد میاں المعروف بہ سرکار کلاں کو دعوت دی۔

انہوں نے موقع کو غنیمت جاننا فوراً حیلے آئے۔ اور انہوں نے نماز جنازہ پڑھا دی۔ حضرت ریحان ملت علیہ الرحمہ کے اخلاق اور حسن نیت پر کوئی شبہ نہیں۔ بعض مرتبہ ایسا بھی حادثہ رونما ہوتا ہے کہ انسان کسی اچھی نیت اور اخلاص اور تفکر و تدبر کی خاطر کوئی کام کرنے کے لیے لکھتا ہی ہے آخر کار وہ کام کر جاتا ہے اس کے جو حادثات پیش آتے ہیں وہ منفی ہوتے ہیں۔

کبھی کبھار ہمارے گھروں میں اس قسم کے واقعات پیش آتے ہیں۔ کچھ ایسا ہی واقعہ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

کی نماز جنازہ کو لے کر سامنے آیا کچھ چھوی اسی دن کا انتظار کر رہے تھے۔ آخر کار اس سانحے کو انہوں نے دیکھا اور حضرت کی نماز جنازہ بھی پڑھا دی۔

اس کے بعد ان کچھ چھویوں نے حضرت مفتی اعظم ہند کی نماز جنازہ کا سہارا لیکر جو فتنہ و فساد برپا کرنے کی کوشش کی اس سے اہلسنت کو دلی صدمہ ہوا۔ اس کے بعد یہ لوگ اہلسنت کے مرکز بریلی سے علیحدہ ہونے اور حضور سمنانی قدس سرہ کے نام پر کچھ چھو کو مرکز بنانے اور فتنہ و فساد برپا کرنے کی سعی لا حاصل میں مصروف ہو گئے۔ اور مولوی ہاشمی کو ۱۹۹۳ء کے مدھیہ پردیش کے ایک مقام خیر ہاضلع ہبڈول میں بھاگت دہل یہ کہنے کا موقع ملا۔ ”حضرت مفتی اعظم ہند کی موت کو ہم نے معتبر بنا دیا۔“

حضور مفتی اعظم ہند کے وصال کا اکابر پر گہرا اثر

ملک ہند و بیرون ہند جو علماء اکابر موجود تھے ان پر اتنا گہرا اثر ہوا کہ انہیں آئندہ خطرات ہی خطرات نظر آتے تھے۔ سرزمین دکن میں سجادگان آستانہ عالیہ قمیہ اشرفیہ رانچور تقریباً ایک سو پچیس سال سے نہ صرف مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہے بلکہ گمراہوں و بد مذہبوں، مرتدوں کی طرف سے برپا کیے جانے والے مصائب و تکالیف کے باوجود مسلک اعلیٰ حضرت کی تسبیح و اشاعت کرنے میں مصروف رہے۔

ان میں خاص طور سے میرے والد ماجد شیخ المشائخ حضرت علامہ مولانا چندا حسین صاحب صوفی اشرفی علیہ الرحمہ سجادہ نشین پانڈویم آستانہ عالیہ قمیہ رانچور کی مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کے سلسلے میں انقلابی و مصائب و آلام سے بھری زندگی کو دیکھ کر اپنے وقت کے اکابر علماء حیرت زدہ تھے کہ دکن جیسی سرزمین میں گمراہوں اور بد مذہبوں و مرتدوں کی جانب سے اس قدر شدید تکالیف و مصائب کو برداشت کر کے نہ صرف مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہنا بلکہ اس کی ترویج و اشاعت میں لگے رہنا ایک بہت بڑا تاریخی کارنامہ ہے۔ ان کی ایک سو پچیس سے زائد تصنیفات و تالیفات اور عربی و فارسی وار و کتب پر ان کے ماثیے گواہ ہیں کہ اس بطل جلیل نے دکن جیسی سنگلاخ سرزمین پر بیٹھ کر کس طرح مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت انجام دی بقول اکابر علماء دہ دکن کے شیر بیہ اہلسنت تھے۔ وہ بھی اگر چہ عمر کی وجہ سے کمزور ہو چکے تھے لیکن دل و دماغ اپنی جگر پر توانا تھے۔

جب آپ کو حضور مفتی اعظم ہند کے وصال کی خبر پہنچی اس قدر روئے ہیں کہ روتے روتے بے حال ہو گئے۔ بارہا یہی کہتے جاتے تھے کہ اب سنیت کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ اب مسلک میں طرح طرح کے فتنے اٹھیں گے ان کو کوئی دبانے والا نہیں رہا۔ فتنوں کی شورش اس قدر تیزی سے برپا کی جائے گی کہ جو قابل باصلاحیت علماء فتنوں کے سد باب کے لیے موجود ہیں ان فتنہ انگیزوں کے شور بے ہنگم کی وجہ سے کنارہ کش ہو جائیں گے۔ اب کوئی کسی کی سننے والا نہیں ہے۔ سب سے پہلے فتنے کچھ چھو ہی سے اٹھیں گے، اس لیے کہ سیادت کے نام پر جو فخر و غرور و کبر و تعلیٰ ان کے اندر ہے وہ بہت کم سادات میں پائی جاتی ہے۔ اس پر ان کے طرز خطابت اور خود کو اونچا رکھنے کی صفت کسی کی بات ماننے نہیں دے گی اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی جلالت مآب شخصیت نے اکابر و اصاغر اور عوام و خواص اہلسنت کو اپنی قاہر علمی و دینی و شرعی جلالت شان سے سب کو رسی میں مضبوط باندھ کر

رکھا تھا، اب وہ ری ٹوٹ گئی۔ اب پھر مضبوط باندھنے والا کوئی نہیں رہا۔ آخر کار آپ پر حضرت کے انتقال کے بعد اس قدر تیزی سے ضعف و نقاہت طاری ہونے لگی یہاں تک کہ آپ ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۲ھ بروز دوشنبہ مبارکہ صبح خلاف توقع آستانہ مبارکہ پر تشریف لائے۔ حضرت قطب راہنچہ قدس سرہ کے مزار اقدس پر حاضر ہو کر جس رقت انگیزی سے زیارت کی ہے سب کو حیرت ہو رہی تھی۔

زیارت کے بعد اپنے خاندانی قبور پر حاضر ہوئے۔ زیارت قبور کے بعد بغور قبور کو ملاحظہ کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ اپنی والدہ ماجدہ علیہا الرحمہ اور آپ کی بڑی بہن کے قبور کے پاس صرف ایک قبر کی جگہ خالی تھی جو لوگ حاضر تھے ان سے فرمایا کہ مجھے ان دو قبروں کے درمیان دفن کر دینا، اور ضروری ہدایت فرمائی۔ اپنے گھر واپس آ کر زندگی کا آخری رسالہ تحریر فرمایا، جس میں تحریر تھا کہ میرے بعد میری اولاد میرے متعلقین و معتقدین گمراہوں و مرتدوں سے اپنے دین و ایمان کی حفاظت کے لیے ذات اعلیٰ حضرت کے ساتھ عقیدت قائم رکھ کر کتب اعلیٰ حضرت پر سختی سے کاربند رہیں خاص طور پر حسام الحرمین کے حق و صحیح ہونے پر یقین رکھیں اور بعد وصال میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے اور کیا مراسم انجام دیئے جائیں دینی و شرعی امور ذکر کر کے رسالہ مکمل کیا اسی وقت ہمارے خاندان کے پرانے جانثار خاندان کے ایک فرد محمد اعظم صاحب کلری مرچنٹ راہنچہ کو اس رسالے کی طباعت کے لیے حیدرآباد بھیجا اور یہ تاکید کی کہ یہ رسالہ پر سوں تک طبع ہو کر آ جانا چاہیے۔

آخر کار اعظم صاحب نے جمعرات کے روز ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ کو رسالہ طبع کر کے لے آئے اور اس کو تقسیم کیا اور جو لوگ محفل میں حاضر تھے اس کو پھر زبانی دہرایا جس میں دین و سنیت کی حفاظت اور مسلک اعلیٰ حضرت پر مضبوطی سے قائم رہنے کا ذکر تھا۔ آخر کار ۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۲ھ بمطابق ۲۳ اپریل ۱۹۸۲ء بروز جمعہ صبح ۹ بجے کلمہ طیبہ پڑھ کر زور سے اللہ غنی کا نعرہ لگا کر ہمیشہ کے لیے آنکھیں بند کر لیں۔

اس کے بعد دین و سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی صیانت و اشاعت کی ذمہ داری مجھ کمزور و ناتواں پر آن پڑی۔ میں اس ذمہ داری کو خدا اور رسول جل مجدہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے کس طرح نبھارہا ہوں، وہ ملک کے اہلسنت پر ظاہر ہے۔ السعی منی والایتمام من اللہ: اکابر اہلسنت پر جو غم و اندوہ کا عالم طاری ہوا پہلے کسی کے وصال پر دیکھنے کو نہیں ملا۔ آخر کار حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد مسلک میں کچھ چہرے جو فتنے اٹھے ہیں، اس کو اہلسنت اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد فتنوں کا آغاز

حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ حیات میں جو لوگ مرکز اہلسنت کو کمزور کرنے اور علیحدہ ہونے کے لیے پر تول رہے تھے بعد وصال انہیں کھلی فضا مل گئی جس میں انہوں نے اپنی قوت پر داذکھانا شروع کیا۔ حضور سیدنا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے تحت تمام اہلسنت صحیح النسب سادات کی بارگاہوں میں بہت مؤدب ہیں اور کچھ چہرے کا معاملہ بھی ایسا ہی

جب سے اکابر کچھ چھ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی ذات ستودہ صفات سے وابستہ رہے انہوں نے اپنے آپ کو گناہی سے نکال کر شہرت کی بلندیوں تک پہنچا دیا۔ بالخصوص حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اپنی پوری زندگی مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت و صیانت میں صرف کر دی۔ اہلسنت نے ان کی سیادت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی وجہ سے اپنے سر و آنکھوں پر بٹھالیا۔ ۱۹۶۲ء میں حضرت محدث اعظم ہند کے وصال کے بعد ان کی اولاد میں جن میں خاص طور پر مولوی مدنی میاں کچھو چھوی یہ دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور میں علم کی بھیک مانگنے میں مصروف تھے۔ ان کا یہ آخری سال تھا، والد ماجد کے وصال کے بعد پڑھے ہوئے علم کو مضبوط کرنے اور اسکو پختہ کرنے کے لیے انہوں نے نہ کسی درس گاہ میں بیٹھ کر تعلیم و تدریس کا کام انجام دیا نہ کسی مشائخ و ماہر و تجربہ کار مفتی کے خدمت میں رہ کر فتویٰ نویسی کی۔

اپنے والد ماجد کی بنی بنائی خطابت کی فضائل گئی لوگوں نے ان کو عقیدت میں سروں پر اٹھالیا۔ لفاظی اور خطابت ان کا خاندانی پیشہ تھا جیسا کہ بعض شیعوں میں لفاظی تک بندی، خطابت خاندانی پیشہ کے طور پر ملتی ہے اسی طرح ان کچھو چھوی برادران کو بھی ملی۔ لوگوں نے عقیدت میں انہیں اٹھالیا اور اتنا چڑھایا کہ انہیں زمین کم آسمان زیادہ دکھائی دینے لگا۔ مگر انہیں اصل خوف حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا تھا اور ان کے ساتھ دیگر اکابر اہلسنت کا بھی۔

اکابر علماء اہلسنت میں بہت جلد علماء اہلسنت وصال فرماتے گئے آخر میں حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کا بھی وصال ہو گیا۔ موقع غنیمت جان کر مسلک اعلیٰ حضرت سے آزادی کی راہ اپنائی۔ چنانچہ انہوں نے کسی سے مرتب کرائے ہوئے سوال پر ویڈیو کے مشروط جواز کا فتویٰ دیدیا۔ مسلک میں سب سے بڑا اور پہلا فتنہ برپا کیا۔

ویڈیو فتنے کا سبب کیوں بنا

ہم مولوی مدنی میاں کچھو چھوی کے ویڈیو کے جواز پر فتوے کے رد میں دلائل شرعی سے ہٹ کر فطری طور پر اٹھنے والے اعتراض کی طرف توجہ مبذول کروانا چاہتے ہیں۔ مولوی مدنی میاں کچھو چھوی نے جب ویڈیو کے جواز کا مشروط فتویٰ دیا اس کا ماحصل یہ ہے کہ جو چیز ویڈیو میں آنے سے پہلے ناجائز و حرام تھی وہ چیز ویڈیو کیسٹ بننے کے بعد بھی ناجائز و حرام ہے۔ اور جو چیز ویڈیو کیسٹ بننے سے پہلے جائز تھی ویڈیو کیسٹ بننے کے بعد جائز ہے۔ ویڈیو میں جو چیز آئی ہے وہ تصویر نہیں عکس ہے۔ یہیں پر مولوی مدنی میاں کچھو چھوی کو سخت دھوکا ہوا۔ جس کو وہ اور ان کے ماننے والے سمجھ نہیں پارہے ہیں۔

ہم تھوڑی دیر کے لیے ویڈیو کے جواز پر مولوی مدنی میاں کچھو چھوی کی یہ دلیل تسلیم کرتے ہیں کہ چلیے صاحب ویڈیو میں آنے سے پہلے جو چیز جائز تھی وہ ویڈیو میں آنے کے بعد جائز ہے۔ آپ کے کہنے کے مطابق جیسے وعظ کے جلسے، میلاد پاک تقریریں، تلاوت قرآن مجید، حمد باری تعالیٰ، نعت پاک کے اشعار پڑھنا وغیرہ۔

مثلاً آپ کی اپنے مخصوص فن سے آراستہ بار بار دہرائی وہ تقریر زبان کھلتے ہی ٹیپ ریکارڈ کی طرح جاری ہو گئی اس کو

کسی نے ویڈیو کیسٹ کیا۔ اب یہ بتائیں کہ یہ ویڈیو کیسٹ تیار ہوتے ہی صرف کیسٹ کے فیتے سے پورا منظر دکھائی دیتے گے گا؟ ہرگز نہیں۔

اس کو چلانے کے لیے ایک مشین کی ضرورت پڑتی ہے جس کو دی۔ سی آر کہتے ہیں۔ اب وی، سی آر بھی لایا گیا۔ اس میں کیسٹ کو ڈالا گیا۔ کیا وی، سی آر میں ڈالتے ہی کیسٹ میں جو فلما یا گیا ہے، دکھائی دینے لگے گا؟ ہرگز نہیں۔

اس کو دیکھنے کے لیے ٹی وی لانا ہی پڑے گا، بس یہیں سے فتنہ اور خلاف شرع حرکات کا ارتکاب ہوتا ہے وہ کیسے؟ سنئے: ابھی تک وہ مسلمان جو ٹی وی کو حرام و ناجائز سمجھتا تھا، اور وہ آپ کا مرید ہو گیا، آپ سے اعتقاد کا رشتہ مضبوط ہو گیا۔ وہ شخص ابھی تک ٹی وی دیکھنے کو ناجائز و حرام سمجھتا تھا اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جائز چیز کو پیر صاحب نے ٹی وی میں دیکھنے کو جائز کر دیا ہے۔ لندن میں کی ہوئی پیر صاحب کی تقریر کا کیسٹ آیا ہوا ہے اس کو دیکھیں اور تقریر سنیں اس نے وی سی آر منگوایا اور اس کے ساتھ ٹی وی بھی منگوایا اس کو حسب ترتیب ایک دوسرے کو مربوط کر دیا اور ٹی وی کو چالو کر دیا۔ اب اس کے اندر اس چیز کو گھر میں لانے اور دیکھنے کا جذبہ پیدا ہوا جس کو وہ پہلے ناجائز و حرام سمجھتا تھا وہ اس قدر ارتکاب گناہ کو گوارا کر لیا۔ اب خوش عقیدگی میں اس پروگرام کو گھر کے تمام افراد مرد و عورت بھی دیکھ رہے ہیں۔

ایک قاری صاحب نے اپنی دلکش آواز سے تلاوت قرآن مجید کیا۔ اس کے بعد ایک حسین و جمیل و سحر انگیز آواز سے کسی شاعر یا نعت گو نے نعت پاک کے اشعار پڑھے۔ ایک کنواری لڑکی اس نامحرم کی ادا اور آواز سے مسحور ہو کر دل دے بیٹھی۔ اس نامحرم کو دیکھنے کا گناہ اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا یا نہیں۔ پھر اس کے بعد آپ تصنع و بناوٹ و رنگین جبہ اور مخصوص دستار سے آراستہ ہو کر ٹی وی میں جلوہ گر ہو گئے۔ رنگین ٹی وی میں صحیح خدو خال رنگ برنگے کپڑوں کی رنگارنگی اور آپ کی مخصوص لفاظی اور ادا و انداز مسکراہٹ اور داد خواہی کے لیے آپ کا مصنوعی ہنسی لا کر دانتوں کی کوٹھلیاں دکھاتے ہوئے لوگوں کی طرف دیکھنا، اپنی گردن اور جسم کو ایک خاص انداز سے حرکت دینا وغیرہ دلربائی اور دلفریبی کیساتھ داد و خطابت حاصل کرنا، یہ وہ چیزیں ہیں جو چاہنے والوں کے دلوں میں سامنے کے لیے کافی ہیں۔

آپ کے لیے یہ کب جائز ہے کہ آپ اپنی اداؤں کو نامحرم عورتوں کے سامنے دکھاؤ۔ جناب شیخ جی! آپ شیطان اور نفس کے دھوکے میں کیسے آگئے ہیں۔ اس کو اور آگے دیکھیے:

ٹی وی گناہوں پر بیباک بنانے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے

آپ نے ابھی پہلا منظر ملاحظہ کیا، اب دوسرا منظر ملاحظہ کیجئے، وہ شخص جو ٹی وی کے رکھنے اور اس میں جو پروگرام آتے ہیں، انکو دیکھنے اور سننے کو حرام و گناہ جانتا تھا، جب پہلے پہل آپ کی عقیدت میں صرف میلاد کے جلے کے نام پر ویڈیو کیسٹ میں فلمائے پروگرام کو دیکھنے کے لیے گھر میں ٹی وی خرید لایا۔ گھر میں رکھا کچھ چھوٹی شیخ جی یا کچھ چھوٹی عفازی جی کے وعظ کے پروگرام کو ٹی وی کے ذریعہ دیکھا۔

اب اس کے دل میں اتنی جرأت تو پیدا ہو گئی کہ ٹی وی گھر میں لے آیا وعظ و تقریر کے پروگرام میں شرعی قباحتیں تھیں، ان کو بطیب خاطر گوارا کر لیا، اس کو احساس تک نہیں ہوا کہ مجھ سے شرعی قباحتیں سرزد ہو رہی ہیں۔ اس پر تفصیلی کی حاجت ہے اور ہم نے صرف اشارہ کر دیا ہے وہ اپنی جگہ قائم ہیں۔

پیر صاحب کی عقیدت میں مرید نے ٹی وی کو لایا وعظ وغیرہ کے پروگرام کو دیکھا، ٹی وی گھر میں موجود ہے۔ اس کچھوچھو شیخ جی کے مرید صادق کے دل میں شیطان نے پھر وسوسہ پیدا کیا کہ ابھی خبروں کا وقت ہے خبریں سن لیں، ٹی وی چالو کیا، خبریں شروع ہو گئیں، خبروں کے درمیان کہیں ڈانس کا پروگرام تھا اس کی جھلک اس میں بتایا جس میں ایک نوجوان حسین دوشیزہ نیم عریاں لباس میں تھرکتی، مٹکتی، پلکتی، بل کھاتی اپنے یار کی بانہوں میں باہیں ڈال کر آئی، اپنا ڈانس دکھائی، جسم کا آدھے سے زیادہ حصہ عریاں ہے اپنے کرتب اور ڈانس کو پیش کر رہی ہے۔

کیا اس وقت کچھوچھو کے شیخ جی مولوی مدنی اور غازی جی اور ولی عہد سجادہ کھلانے والے یا سجادہ نشین سرکار کاں کھلانے والے آنکھیں بند کر لیں گے، ان کے وہ مرید صادق جو ٹی وی کو دیکھنا حرام و ناجائز سمجھتا تھا اس کے اندر انہیں کچھوچھو شیخ کی عقیدت میں وہ گناہوں پر اس قدر بیباک ہوتا گیا کہ ٹی وی کے پروگرام کو دیکھنا اب اس کے لیے سرور قلب کا ذریعہ بن گیا۔

پہلے پہل شیطان اور نفس نے یہی دھوکا دیا کہ یہ چیز بہت معمولی ہے اور اس کو حقیر جانا اور اس کے بعد گناہوں پر بیباکی بڑھتی گئی یہاں تک کہ ٹی وی میں ہونے والے ہر پروگرام کو دیکھنے کا عادی ہو گیا۔ اب گناہوں پر اس کا دل اس قدر حسری اور بیباک ہو گیا کہ غیرت اسلامی اور دینی و شرعی حمیت کو بالائے طاق رکھ کر ان پروگراموں کو بھی دیکھنا شروع کیا۔ جو سراسر کفر و شرک پر مشتمل ہیں۔

انہیں دین کے بے غیرتوں نے رامائن جیسی کفر و شرک سے بھری فلم دیکھی اور انہیں احساس تک نہیں تھا کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ عوام کے دلوں میں اس قدر جرأت و بیباکی پیدا کرنے والے یہی کچھوچھو پیر مغاں ہیں اب سب کے گناہوں کا بوجھ انہیں کے سر پر مسلط ہے لیکن تکبر و انا، گھمنڈ، کبر و غرور کی وجہ سے احساس تک نہیں ہے۔

اے کچھوچھو شیخ جی! سن لو

یہ ٹی وی۔ وی۔ سی آر کا چلن صرف ان کے خلاف شرع ناجائز و حرام گندے و فحش پروگراموں کی وجہ سے ہے۔ جو آپ نے اپنے زعم باطل میں یہ سمجھ لیا ہے کہ ٹی وی کا شرعی استعمال ہو گا یہ سراسر شیطانی اور نفسانی دھوکا ہے۔ تمہاری روح مردہ ہو چکی ہے اور تمہیں ہوش نہیں ہے تم صرف اپنی خاندانی اکڑوں میں مبتلا ہو۔ اگرچہ تم نے مشروط طور پر جائز کی آڑ لی ہے اگر ٹی وی کے ٹکڑے تمہیں کو سراہا بنا دیا جائے اور اپنے زعم باطل سے جو جائز کے لیے جو شرط رکھی ہے اسی شرط کے ساتھ ٹی وی کے ٹکڑوں میں پروگرام چلانا شروع کیا دیکھیے پھر ٹی وی کے دیکھنے والے کتنے ملتے ہیں اور ٹی وی۔ وی۔ سی آر کا کیا حشر ہوتا ہے۔

ٹی وی، موجودہ دور میں صرف اپنی خواہشات نفسانی کو پورا کرنے کا ذریعہ ہے، اسی کو آپ نے لفظ مشروط سے جائز کر دیا۔ لوگ بلکہ خود آپ کے شاگردوں نے اسی مشروط سے فائدہ اٹھا کر ٹی وی، وی، سی آر ڈی کھنا شروع کیا۔ یقیناً موجودہ دور میں ٹی وی سے کوئی گھر خالی نہیں ہوگا ہر کوئی ٹی وی رکھتا لیکن وہ اس کو گناہ سمجھتا اس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو گناہ کا رخیال کرتا لیکن آپ نے اسی احساس گناہ کو لفظ مشروط سے ختم کر دیا اور بیباکی کا دروازہ کھول دیا۔ اگر کچھ چھوی شیخ الاسلام ٹی وی، ویڈیو کو لفظ مشروط کی آڑ میں جواز کا فتویٰ صادر نہیں کیا ہوتا، اس گناہ پر مسلمان جری نہ ہوتے احساس گناہ باقی رہتا۔

بریلی تیری عظمتوں کو سلام

گذشتہ صدی اور موجودہ دور میں یقیناً بریلوی مسلک دین و ایمان کی حفاظت کا ضامن ہے۔ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے دور مسعود سے لے کر آج کے دور تک بریلی ہی اہلسنت کا مرکز ہے۔ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے وصال کے بعد آپ کے دونوں شہزادے حضرت جتہ الاسلام اور حضرت مفتی اعظم ہند اور جتہ اعلیٰ حضرت جیلانی میاں ان کے خلفاء و شاگرد رحمہم اللہ تعالیٰ نے دین متین کی تاریخی خدمات اور فرق باطلہ کے رد و ابطال میں کارہائے نمایاں انجام دی ہیں، ان کو باوجود تبدیلی ازمنہ کے بھلایا نہیں جاسکتا۔

خاص طور پر حضرت جتہ الاسلام اور حضرت مفتی اعظم ہند و حضرت مفسر اعظم ہند جیلانی میاں رحمۃ اللہ علیہم نے مرکزی و دینی خدمات انجام دیکر قیامت تک کے لیے رہنما خطوط متعین فرمادیئے۔ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ملت کے شیرازے کو منتشر کرنے کے لیے کچھ چھوی شیخ الاسلام جی نے لفظ مشروط کی آڑ میں ٹی وی، ویڈیو کے جواز کا فتوہ برپا کیا تو اس وقت بریلی میں موجود عظیم ذمہ دار شخصیت آبروئے اہلسنت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری مدظلہ العالی نے اس فتوہ پر پراکرنے والے فتوے پر چند سوالات قائم فرما کر انہیں متنبہ فرمایا۔

اس پر عقل و ہوش سنبھالنے کے بجائے حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ کے درپے آزار ہو کر انہیں مطعون کیا، پھر جب خواجہ علم و فن استاذ العلماء حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب قبلہ اور ان کے شاگرد رشید حضرت مولانا مفتی مطیع الرحمن صاحب نے اپنی پوری علمی جلالت سے اس فتوے کا رد بلیغ فرمایا۔ دینی علمی و شرعی گرفت فرمایا، پورا کچھ چھوی گمراہ فرقہ بلبل اٹھا، ان دونوں قابل قدر علماء کرام کی شان رفیع میں جو ٹپٹی و سخی حرکتوں سے اہلسنت کو تکلیف پہنچائی ہے اس کو دیکھنے کے لیے غازی کچھ چھوی کی بدنام زمانہ کتاب ”سعی آخر“ کافی ہے۔

اپنے علم اور خاندان پر گھمنڈ و غرور و انا کے نشہ میں چور ہو کر دوسرے صاحبان علم و فن، زہد و تقویٰ کو ذلیل و خوار سمجھنا ان کی سرشت میں ہے۔ علمی بے بسی اور مغلوب الغرضی کی وجہ سے ان کی رگ انا کو نہیں پہنچی اس لیے یہ لوگ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب ازہری اور حضرت خواجہ مظفر حسین صاحب اور حضرت مفتی مطیع الرحمن صاحب کے درپے آزار ہو گئے۔ حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ نے ٹی وی کے ناجائز و حرام ہونے کا فتویٰ دیکر اسلامیان عالم کی لاج رکھ لی ایسے آلہ کو جس میں صرف

منہ ہی گناہ دکھائی دے فحش و فحش تصاویر کے ساتھ ناپاک و حرام تصویریں دکھائی جاتی ہوں وہ سراسر حرام ہیں۔ اس میں جو بھی جاندار کی تصویر آتی ہے وہ عکس نہیں وہ صرف تصویر ہے جو حرام ہے۔ جہاں سے انسان بیباک و بے خوف ہو کر گناہوں کا مرتکب ہو سکتا تھا اسی کو ناجائز و حرام قرار دیکر ملت اسلامیہ کی لاج رکھ لی۔ اور خواجہ علم و فن حضرت خواجہ مظفر حسین صاحب قبلہ نے اپنی قاہرہ و عالمائے دلائل سے ٹی وی کے ناجائز و حرام ہونے پر کتاب تصنیف فرما کر شیخ جی کچھو چھوی کے ان تمام دلائل کے تار و پود بکھیر دیے جن کو شیخ نے اپنی قوت سے اٹھا کر اپنے حلقہ اثر میں اپنے بارے میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی تھی کہ یہ واقعی شیخ الاسلام ہیں اس کے بعد مجدد اسلام کی منزل ہے یہ سب کچھ دھرا کا دھرا رہ گیا ہے اب ان کے لیے سوائے ماتم کے کچھ نہیں رہ گیا۔ غرضکہ بریلی نے ہر دور میں جو جو فتنے برپا ہوئے ان کا رد و ابطال کر کے دین و ایمان کی حفاظت کی ہے۔

حضرت ریحان ملت اور حضرت ازہری صاحب قبلہ

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد آپ کے نواسے حضرت علامہ ریحان رضا خاں صاحب رحمائی میاں اور حضرت علامہ مولانا مفتی اختر رضا خاں اور حضرت علامہ قمر رضا خاں اور حضرت علامہ مولانا منان رضا خاں جیسے خانوادہ رضوی کے شہزادگان باکمال موجود ہیں۔

ہر شہزادہ اپنی جگہ الگ خوبی سے آراستہ تھا، ان میں دو اول الذکر شہزادے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان حضرات کے اندر جو خوبیاں اور کمالات جو صلاحیتیں انہیں خاندانی وراثت میں ملی تھیں اس پر پورے ملک کے اہلسنت کی نگاہیں لگی ہوئی تھیں۔ حاسدین و معاندین کے اندر سب سے بڑی ہیبت اسی کی تھی کہ یہ دونوں شہزادے ابھی اپنی پوری علمی و دینی قابلیت اور قائدانہ صلاحیت کے ساتھ جلوہ گر ہیں۔

عبداللہ بن سبا کے چھوڑے ہوئے اصول پہ ان سبائیوں نے مکرو و جل سے وہی حرکتیں کیں جو پچھلے دور میں مستندین اسلام اور دینی رہنماؤں کے ساتھ کی گئیں، یعنی نفرت و پھوٹ پیدا کرنا، تفرقہ ڈالنا وغیرہ اسی پلان کے تحت ان دونوں عظیم الشان کے درمیان پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی گئی۔ دونوں طرف سے دو گروپ مقرر ہو گئے۔ ہر گروپ ایک دوسرے کے حریف۔ بھڑکانے اور نفرت پیدا کرنے اور پھوٹ ڈالنے کے کام میں مصروف ہو گیا ہر وہ جھٹکنڈہ اختیار کیا جس سے دونوں بھائیوں کے درمیان ایک دوسرے سے نفرت و دوری پیدا ہو۔ لیکن انہیں ہر جگہ ناکامی ہوتی رہی۔ آخر کار دونوں گروپ والوں نے دونوں بھائیوں کے خلاف خود ہی اس انداز سے پوسٹر بازی کی کہ معلوم ہو کہ یہ دونوں بھائی آپس میں ایک دوسرے کے خلاف الزام لگا رہے ہیں۔ خاص طور پر وہ پوسٹر جس میں ازہری صاحب قبلہ کو کافر لکھا گیا ہے۔

اس پر ان حاسدین و معاندین نے سارا زور لگایا کہ ازہری صاحب قبلہ پر حضرت ریحان ملت ہی کے ذریعہ انہیں کافر قرار دیکر عوام و خواص میں بے وقعت کر دیں، جیسا کہ میری تصنیف ہدیہ ہاشمی، کے رد میں کچھو چھوی فیم نے مل کر کوئی مولوی سید امواثر الحسن الاشرافی کے نام سے ”تحفہ نور برائے بریلی اور ناگپور“ چھاپی ہے۔

اس میں کچھ چھوٹی عقل و فہم سے عاری ٹیم نے اپنے آقا مولوی مدارِ انتخاب قدیری کی بدنام زمانہ ملبومہ تقریر کے حوالہ سے حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری پر سب سے بڑا الزام لگا ہے۔ اس کو دیکھیے:

”انہوں نے (حضرت ازہری صاحب قبلہ نے) ایک پوسٹر چھاپا ہے اور اپنے بھائی سے کہا، مولوی ریحان رضا خاں سے چند سوالات“ اس پوسٹر میں لکھا ہے اپنے بھئیے سے کہا کہ آپ نے مفتی اعظم کے چالیسویں کے موقع پر اور ۲۹ شعبان کو رضا مسجد میں مغرب کے وقت جب مسجد بھر رہی تھی، مجھے کافر کہا ہے کافر، مجھے کافر کہا اور یہ کہا ”تیری بیعت فسخ، تیرا ایمان بھی ختم، کھرا ہو گیا، چوبیس ہو گیا تو بھی بے ایمان ہو گیا، یہ بڑے بھئیے نے اختر رضا کو کہا، اور اختر رضا نے چھاپا حدیث میں آیا ہے جب کسی کوئی مسلمان کسی کو کافر کہتا ہے تو دونوں میں سے ایک کافر ضرور ہوتا ہے۔

اگر آپ نے صحیح کہا ہے تو جس کو کہا ہے وہ کافر ہے اور جھوٹ کہا ہے۔ غلط کہا ہے تو کہنے والا کافر ہو جائے گا۔ اب یہ بتاؤ تمہیں تمہارے بڑے بھائی نے کافر کہا ہے۔ تم کافر ہو۔ مسلمان نہیں ہو یہ بتاؤ بھائی سچا ہے کہ تم سچے ہو۔ تم سچے ہو تو بھیا کافر اور وہ تو دنیا سے گئے اب تو تو بہ بھی نہیں کر سکتے وہ سچے ہیں تو تم کافر، تو کافروں سے بیعت کرانے لائے ہو تم“ (تحفہ نور ص ۲۹، ۳۰)

اس کو سند بتا کر کچھ چھوٹی غازی مولوی ہاشمی نے اپنی بدنام زمانہ کتاب ”تحقیق ہاشمی“ میں اس طرح لکھا ہے:

”مگر ان کے (حضرت حجۃ الاسلام کے پوتے) اختر رضا خاں“ کو ہرگز معاف نہیں کر سکتے جب تک وہ رجوع الی الحق نہ کر لیں۔ ازہری صاحب کی تکفیر ان کے استاد، ان کے حقیقی بڑے بھائی اعلیٰ حضرت کے سجادہ نشین نے کی ہے“ (تحقیق ہاشمی ص ۲۸)

(۲۹)

اسی کو انتہائی بدترین کتاب ”اختری مذہب“ میں اس طرح لکھا ہے۔ مفتی مصنف لکھتا ہے:

”مجھے مولانا اختر رضا خاں کا کفری قول اور اس سے متعلق شرعی حکم کسی ایرے غیرے اور غیر ذمہ دار سے نہیں بلکہ ریحان ملت، جانشین اعلیٰ حضرت، فاضل بریلوی مولانا ریحان رضا خاں صاحب کے ارشادات کچھ مخلص رضوی حضرات کے اعلانات اور خود مولانا اختر رضا کے اعترافات سے علم ہوا“ (اختری مذہب ص ۱۵)

حضرت علامہ مولانا مفتی اختر رضا خاں صاحب ازہری بریلوی پر معاندین و حاسدین کم علم و جہل مرکب و پندار مٹا

مفتیوں کے دینی و شرعی رد و ابطال میں میں نے اپنی تصنیف سے کچھ چھوٹی مذہب سے انوکھے نور کی برسات میں جو لکھا ہے اسی پر انہیں ہوش آنا چاہیے تھا لیکن ضد، ہٹ دھرمی، پندار، جہل مرکب حسد و کینہ کا کوئی علاج نہیں ہے۔ ابھی ان ناقص العقل جہلاء نے برابر اس کے افتراء کا سلسلہ جاری رکھ کر اپنے ہی کینے و حسد کی آگ میں جل بھن رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے اس پر ہمارا رد و ابطال:

”فاضل علوم اسلامیات شاہزادہ سید احمد اشرف احسن کچھ چھوٹی نے حضرت مولانا اختر رضا خاں صاحب کے کفر و ارتداد اور ان کے کافر ہو جانے پر فاضلانہ مہارست اسلامیہ کو دکھایا ہے، مولوی انتخاب قدیری کے اقوال نقل کر کے فخر کے ساتھ ان کی پیٹھ ٹھوکی ہے اور اس تو سل پر بھروسہ کر کے جو افسوسناک غلطیاں کی ہیں۔ انہیں دیکھ لیجئے۔ (ص ۱۳)

اس کے بعد میں نے کچھ چھوٹیوں کے آقا مولوی انتخاب قدیری کی غلیظ و گندہ طویل عبارت کو تحریر کیا ہے۔ اس کے بعد ہماری عبارت دیکھیے۔

”شاہزادہ صاحب کچھ چھوٹ شریف فاضل علوم اسلامیہ نے حضرت مولانا اختر رضا خاں صاحب ازہری پر جو حکم کفر لگایا ہے وہ ان کی تحریروں کے سامنے ہے کہ ازہری صاحب جاہل، گستاخ، کاذب، سفید رپچھ، کافر، یزید اور غلیظ ہیں، پھر مولانا اختر رضا خاں صاحب کی توبہ کو یوں فرض و واجب قرار دیا ہے کہ ازہری صاحب کو توبہ سے پہلے علماء اہلسنت میں داخل کرنا علماء اہلسنت کو گالیاں دینا ہے“ (تحفہ نور ص ۳۶)

شاہزادے صاحب فاضل علوم اسلامیہ نے دلائل اسلامیہ و نصوص شرعیہ کی گہرائیوں میں ڈوب کر جو اصول موتی نکالے ہیں، وہ اس طرح ہیں۔

۱۔ مولانا ریحان رضا خاں صاحب اعلیٰ حضرت کے سجادہ نشین نے ایک اشتہار چھپوا کر مولانا اختر رضا خاں کو کافر کہا۔

۲۔ مولانا ریحان رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کے اس اشتہار کو شہزادے صاحب کے مناظر اعظم مولوی انتخاب قدیری نے شہر سورت میں ۱۹۹۱ء میں دہرایا۔

۳۔ سورت کی اسی تقریر کو ان ہی مولوی انتخاب قدیری نے چھپوا کر شائع کر دیا۔

۴۔ کسی نے شہزادے صاحب کے مناظر اعظم مولوی انتخاب قدیری کی اس تقریر اور ان کی مطبوعہ کتاب پر اعتراض نہیں کیا۔

۵۔ حضرت مولانا اختر رضا خاں صاحب ازہری نے خود ایک اشتہار چھاپ کر اپنے بڑے بھائی سے پوچھا ہے کہ آپ نے مجھے کافر کہا اور یہ کہا ہے کہ تیری بیعت ختم تیری بیعت بھی فسخ، تیرا ایمان بھی ختم آخر وہ کفر کیا ہے؟ اے شاہزادہ ذی وقار! آپ نے فاضل علوم اسلامیہ ہونے کے باوجود مولوی انتخاب قدیری کی زد میں کیسے بہہ گئے کیا حکم کفر لگانا بچوں کا کھیل ہے یا بازازی گھبروں کا کام ہے۔ کیا آپ کے نزدیک کچھ مقدسہ اہل علم سے خالی تھا جو آپ نے مولوی انتخاب قدیری کو اپنا پیشوا بنایا۔ اور اپنے حضور غازی ملت (مولوی ہاشمی) کی حمایت میں غیظ و غضب سے مغلوب ہو کر ان کی پیشوائی پر اعتماد کر لیا ہے۔

۱۔ شاہزادے صاحب مولانا ریحان رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کا وہ اشتہار حکم شرع ہے یا نص شرعی ہے، بڑے بھائی یا کسی بھی شخص یا سجادہ نشین کا بغیر کفریات کو بتائے ہوئے کفر کا حکم جزو دینا کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں ہے۔

۲۔ مولوی انتخاب قدیری کی گالیوں بھری تقریر جس میں صرف اشتہار اور بڑے بھائی کو بار بار نام لیکر مولانا اختر رضا خاں صاحب کو کافر کہا گیا ہے۔ اس پر آپ کے نزدیک کافر ہونے پر کیا شرعی دلیل ہے۔

۳۔ مولوی انتخاب قدیری کی مذکورہ کتاب جس کی عرض صرف گالیاں دینا، بہتان باندھنا، ایذائے مسلم، من گھڑت احکام شرع بیان کرنا، اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ کی توہین و تحقیر کرنا ہو۔ اور یہ ساری باتیں عادتاً صادر ہو رہی ہوں تو اس پچھلے میں پاؤں ڈالنے اور مطبوعہ کتاب کے تمام جزئیات پر نظر ڈالنے کی علماء اہلسنت کو کیا پڑی ہے اور آپ کے نزدیک ان کا اعتراض نہ کرنا کفر کے ثبوت پر کیسے دلیل شرعی بن جائے گا۔

۵۔ شاہزادے صاحب!

مولانا اختر رضا خاں صاحب کا جو اشتہار جو کفر اور بیعت کے ٹوٹنے، ایمان کے باقی نہ رہنے کے بارے میں اپنے بڑے بھائی سے استفسار ہے جس سے غرض یہ ہے کہ بتاؤ میرا وہ کفر کیا ہے، جس کی وجہ سے تم نے مجھ پر قائم کیے ہیں، بتائیے یہ کس دلیل شرعی سے الٹا ازہری صاحب کے کفر کا اقرار بن گیا۔

کیا آپ کے نزدیک شرعاً مولانا ریحان رضا خاں صاحب کے اشتہار حکم کفر کی یہ ایسی تائید ہے جس کی وجہ سے کفر وغیرہ کے احکام ازہری صاحب پر شرعاً جاری ہو سکتے ہیں۔

شاہزادے صاحب!

یہاں سے وہاں تک کہیں بھی آپ لوگوں کے پاس دلیل شرعی نہیں کہ آپ حضرات۔ مولانا اختر رضا خاں صاحب ازہری پر حکم کفر ثابت کریں، آپ دونوں کے لیے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں ہوگا کہ آپ اپنے مناظر اعظم مولوی انتخاب قدیری کے توکل سے اپنی کتاب ”تحفہ نور“ میں بار بار اسی پر ڈھالنے پر زور دیا ہے اور آپ یہی دہرائیں گے کہ ان سارے جرائم کے مرتکب مولانا ریحان رضا خاں صاحب مرحوم ہی ہیں تو ہم عرض کریں گے کہ شرعی جرم پھر آپ سے بھی ثابت ہوگا۔ اگر آپ نے گھسیٹ کر مولانا ریحان رضا خاں صاحب کو مجرم بنانے پر اصرار بھی کیا تو کس دلیل شرعی قانون خانقاہی سے وہی جرم کرنا آپ کے لیے جائز و باعث ثواب ہوگا اور آپ سلوک کی منزلیں طے کرتے چلے جائیں گے۔

اگر زید سے چوریاں کرنا ثابت ہی نہیں یا خالد اس کو چور بنانے پر ہی بضد ہے تو خالد کے لیے کب جائز ہوگا کہ وہ زید کو سند بنا کر چوریاں کرتا پھرے۔ اور باز پرس پر کہہ دے کہ ہم نے اس لیے چوریاں کی ہیں کہ زید نے چوریاں کی ہیں۔ اور جواز کے لیے زور پیدا کرے کہ زید سجادہ نشین ہے اور سجادہ نشینی سے اپنے تعلق کو اچھال کر رعب ڈالے۔

شاہزادے صاحب!

آپ اور آپ کے پیشوا مناظر اعظم دونوں شرعی تعزیر اور قانونی سزا کی زد میں ہیں، گالیاں دیکر اور بہتان دھردھر کر آپ جرم سے نہیں بچ سکیں گے۔ ایک طرف مولانا ریحان رضا خاں صاحب مرحوم پر اقراری جرم ثابت کرنے کے لیے کوئی صورت نہیں اور کفر بیان کرنے کے لیے آپ شرعی گواہ پیش نہیں کر سکتے۔ دوسری طرف مولانا اختر رضا خاں صاحب کے سوالات والے اشتہار کو اپنے گالیاں نامے ”تحفہ نور“ میں شائع کر کے خود ہی انہیں شرعاً بری کر دیا ہے اور بری طرح دلدل میں دھنس چکے ہیں۔

آپ ہوائی باتوں اور گالیاں دیکر بچ نہیں سکیں گے۔

شاہزادے صاحب!

یہ تو ایک رخ تھا دوسرا رخ یہ ہے کہ تکفیر جیسے نازک مسئلہ میں بلا دلائل شرعیہ ہوائی باتوں پر مولانا ریحان رضا خاں صاحب کی تقلید کرنا آپ اور آپ کے پیشوا مناظر اعظم مولوی انتخاب قدیری کے لیے کیسے جائز ہوگا جبکہ آپ دونوں کا اجتہادی مقام اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ کے بیان کردہ فقہی احکام کی پیروی کرنے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ اعلیٰ حضرت امام بریلوی سے نفرت پیدا کرنے میں سرگرم ہے۔

شاہزادے صاحب!

دیکھیے آپ کا ”تحفہ نور“ ص ۲ اور ص ۱۳ جس میں آپ لکھتے ہیں اور بعد کے فقہاء اس شرعی حق کا استعمال کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت سے بھی فقہی مسائل میں اختلاف کیا ہے جس کا ذکر مناظر اعظم ہند مفتی انتخاب کی مطبوعہ تقریر میں اس طرح ہے۔

بھئی! اعلیٰ حضرت کے ہم پابند ہیں عقائد میں، اس کا یہ مطلب تھوڑے ہی ہے کہ اعلیٰ حضرت حقہ پیٹتے تھے تو ہم بھی پیئیں، اعلیٰ حضرت پاخانہ میں جا کے حقہ پیٹتے تو ہم بھی پاخانہ میں جا کے حقہ پیئیں، یہ مطلب تھوڑے ہی ہے۔ اس کا جواب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے مسائل میں اختلاف رکھتے ہیں، تو الٰہی ہی سہی اور مسائل ہیں۔ سیپ کے چونے کے بارے میں بھی ہے، اپلا جو ہوتا ہے گوبر کا۔ اس کی راکھ کے بارے میں بھی ہے۔ علماء اہلسنت سے اختلاف ہے۔

شاہزادے صاحب!

جب آپ کا اور آپ کے پیشوا مناظر اعظم کا اجتہادی مقام اعلیٰ حضرت کی تحقیق پر اپنی تحقیق کے حق کو مسائل فقہ میں باقی رکھتا ہے تو تکفیر جیسے نازک مسئلہ میں بلا تحقیق شرعی مولانا ریحان رضا خاں صاحب کی پیروی کے لیے کیسے جوش میں آگئے۔

شاہزادے صاحب کے پیشوا مناظر ہند مولوی انتخاب قدیری نے مولانا اختر رضا خاں صاحب کی عداوت میں تکفیر کا جو اجتہاد فرمایا ہے اور ان کی تقلید میں شاہزادے صاحب نے کافر بنانے کی فخریہ سعی فرمائی ہے، اس کی کیفیت ملاحظہ فرمائیں:

مولوی انتخاب قدیری سے آپ نے ”تحفہ نور“ کے ص ۲۹ ص ۳۰ پر یہ عبارتیں نقل

کی ہیں۔ ”حدیث شریف میں آیا ہے جب کوئی مسلمان کسی کو کافر کہتا ہے تو دونوں میں سے ایک کافر ضرور ہوتا ہے۔“ اگر آپ نے صحیح کہا ہے تو جس کو کہا ہے وہ کافر ہے اور جھوٹ کہا ہے تو کہنے والا کافر ہو جائے گا۔

اب یہ بتاؤ کہ تمہارے بڑے بھائی نے کافر کہا تم کافر ہو مسلمان نہیں ہو۔ یہ بتاؤ بھائی سچا ہے کہ تم سچے ہو۔ تم سچے ہو تو بھیا کافر، اور وہ تو دنیا سے گئے۔ اب تو یہ نہیں کر سکتے اور وہ سچے ہیں تو تم کافر۔ تو کافروں سے بیعت کرانے کے لیے لائے ہو تم۔ مسلمانوں کو کافروں کے حوالے کر رہے ہو تم۔ ہم نہیں کہتے اختر رضا خاں کو کافر، اس کے بڑے بھائی نے کہا ہے۔ ہم کفر کا فتویٰ نہیں دے رہے ہیں۔ (تحفہ نور ص ۲۹ ص ۳۰)

شاہزادے صاحب کی ان منقولہ عبارتوں میں کیا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ حدیث شریف سے غلط مفہوم لینا۔

۲۔ خلاف واقعہ سے تعلق جس سے صرف عداوت و حسد کا اظہار۔

۳۔ شاہزادے صاحب! حدیث کے الفاظ کیا ہیں، مفہوم کیا ہیں۔ شارحین اور فقہاء نے کیا کیا فرمایا ہے۔ کسی نے کسی کو غلط کافر کہا تو کیا کیا مسائل پیدا ہوتے ہیں اور قائل کو کہاں کہاں کافر کہا جاتا ہے۔ کہاں کہاں کافر نہیں کہا جاتا۔ کہاں سکوت اختیار کیا جاتا ہے۔ اس کی تو ہوا بھی آپ کو اور آپ کے پیشوا مناظر اعظم کو نہیں لگی ہے اور حکم لگانے کے لیے شرعی تقاضے کیا ہیں۔ آپ لوگ سرے سے کچھ نہیں جانتے۔ آپ اور آپ کے مناظر اعظم کے نزدیک بس اتنا ہی کافی ہے کہ بڑے بھائی سجادہ نشین نے اشتہارات میں کافر کہہ دیا ہے اور آپ نے حدیث شریف کو اسی پر غلط چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ قول و فعل کیا ہیں جس پر حکم کفر ہو سکتا ہے اس کو آخر کیوں نہیں بیان کیا گیا۔ مولانا اختر رضا خاں صاحب کے اشتہار کے ذریعہ پوچھنے پر کیا امور سامنے آئے اور ان کی شرعی تحقیق آپ کے لیے سند بن گئی۔ اس کے بغیر اب یہ ایسے جرائم ہیں کہ آپ دونوں تعزیر و سزا کی گرفت میں ہیں اور مولانا ریحان رضا خاں صاحب مرحوم اور مولانا محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری پر آپ کے الزامات اور تو بہ ظلمی باطل ہے اگر دینی تعصب ہے تو یہ آپ دونوں کو کرنی چاہیے الخ:

جامعین حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی اختر رضا خاں صاحب ازہری بریلوی مدظلہ العالی پر لگائے گئے کفر

کے الزامات پر مذکورہ بالا طویل عبارت کے ذریعہ ہم نے وہ دینی و شرعی گرفت کی تھی کہ معاندین و حاسدین، فاسق و فاجر ہرگز آزار، کینہ پرور، بغض و عناد کے محسوس کو بغیر توبہ کے اس سے خلاصی و چھٹکارا نہیں تھا۔

ان مردم آزار فاسق و فاجر کو ہوش آجانا چاہیے تھا اور اپنے کیے پر نادم و پشیمان ہو کر معافی کے طلبگار ہو کر بارگاہ خداوندی میں بصدق دل توبہ و رجوع کر کے پاک و صاف ہو کر سرخروئی حاصل کرنے کی بجائے اسی گناہ کبیرہ پر اور زیادہ بیباک و جری ہو گئے۔ اس کے بعد نہ صرف زبانی طور پر پروپیگنڈہ جاری رکھا بلکہ تحریری طور پر بھی اس میں شدت پیدا کیا۔ کئی اشتہار اور کتابچے یہاں تک کہ ایسی دوائے و رذالت و کمینگی و مچلی و سطلی حرکات والے ماہرین فن کو جمع کر کے بڑے بڑے تقیہ بازوں کو حرکت میں لا کر ایک کتاب لکھوایا جس کا نام ”اختری مذہب“ رکھا۔

اس میں بار بار انہیں باتوں کو دہرایا ہے جن کو ہم نے اپنی تصنیفات بدیہ ہاشمی، محل افشائیاں، بدلتے زاویے، لوری برسات، ہاشمی کیسٹ پر حسینی معروضات، انوکھا احترام، رہنما اصول، ناقدانہ نظر میں اور ماہنامہ سنی آواز کے مضامین وغیرہ میں در سائل میں جوابات دیکر علم و تحقیق کے خنجر سے ان کے کٹے جڑے پیٹ پھاڑ کر رکھ دیئے۔ جس کے درد کی لذت اور کرب دینے چینی کا مزہ کچھ چھوٹی شیخ جی اور غازی جی اور مسٹر چیرمین صاحب اور ان کے ہم عقیدہ و ہم مسلک تبعین اور ان کے آفت و بڑا مولوی مداری مراد آبادی سے پوچھئے نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن، گویم مشکل و نہ گویم مشکل، کا منظر سامنے ہے۔

ہماری اس جہد مسلسل کے علاوہ کلکتہ کے ان جیالے و بہادر اور مسلک اعلیٰ حضرت کے علمبردار حضرت مولانا سید ال رسول صاحب اور آبروئے مسلک اعلیٰ حضرت آرزو اشرفی اور ان کے احباب و مخلصین کی سعی مسلسل اور ان کی جانب سے کی جانے والی خدمات دینیہ و شریعہ اور اشتہارات و در سائل وغیرہ کے مضبوط ہتھوڑے سے ان کی سرکوبی کی جارہی ہے۔ اسی طرح ”جوابات رضویہ بر خرافات ہاشمیہ“ نامی کتاب نے ان کی پسلی چور چور کر کے رکھ دی ہے۔ ابھی ہماری نظر ایک کتابچہ پر پڑی ہے، جو ”اختری مذہب“ جیسی گندی کتاب کے مختصر رد پر مشتمل ہے جو کچھ چھوٹی فریب کاریاں کے نام پر ہے جس میں ان کے غبارے کی ہوا کھول کر رکھ دی ہے۔

پھر اس کے بعد اسی اختری مذہب جیسی ناپاک کتاب کا مختصر ردنا گپور سے ”شیخ الاسلام کا علمی جنازہ“ نامی کتاب سے کیا گیا ہے، مکمل رد بہت جلد بدیہ ناظرین کیا جائے گا۔ ان کچھ چھوٹی رذالت و دوائے کے محسوس کو چیلنج کر رہے کہ تم اور تمہارے حمایتی تقیہ باز اور وفادار تمہارے جتنے بھی گر گئے ہیں وہ سب کے سب مل کر ان سے زیادہ اتہام و بہتان، دوائے و کمینگی مسلک اعلیٰ حضرت سے علیحدگی کے لیے جتنے بھی جھکنڈے ہو سکتے ہیں، آزمالو، اور اپنی خرافات کو تم مختلف ناموں سے چھاپ کر مانٹے لاؤ۔ بحمدہ تعالیٰ ہندوستان کے صاحبان علم و فہم سنی علماء موجود ہیں بالخصوص سنی آواز، ناگپور تو خنجر بکف ہے۔ تم اور تمہارے حمایتی حتیٰ کہ وہابی، دیوبندی، مجددی، تبلیغی، موردی، ندوی، کو اسی خنجر خونخوار برق بار سے چیر پھاڑ کر رکھ دے گا۔

دلائل قاہرہ سے عاجز آ کر ایک فاسق و فاجر و فاحشہ بد کردار، بازاری دنی عورت جو ہر جگہ سے ناکام ہو کر کمر میں دوپٹہ

اپٹ کر، دانت و زبان نکال کر ہاتھ ہلا ہلا کر، منہ میں جھاگ لا کر، گالیاں بک کر یہ سمجھتی ہے کہ اب میں دنیا کو مستح کر رہی ہوں، میرے مقابل کوئی جواب دینے والا نہیں ہے۔

اسی طرح ان کچھو چھوئی فرقہ مضالہ و مضلہ اور اس فرقے کے آقا و پیشوا ان کا امام و مقتداء مولوی مدارِ ستدیری مراد آبادی بھی انہی حرکات کے مرتکب ہو کر یہ سمجھ رہے ہیں دنیا میں ہماری دھاگ جم رہی ہے جس طرح وہ فاحشہ و گلیر بازاری عورت یہ دیکھنے اور سمجھنے کے لیے تیار نہیں کہ دنیا مجھے کیا کہے گی اسی طرح یہ فاسق و فاجر، دنی و بازاری حرکات کے مرتکب دیکھنے اور سمجھنے کے لیے تیار نہیں کہ صاحبانِ عقل و فہم کے پاس ہماری کیا پوزیشن ہے۔ ان کے پاس وہی حلقہ ہے جو ان کی پیٹھ ٹھونک۔ فوبک کر شاہی دیکر ان کو گالیاں بکنے کے لیے ابھار رہا ہے۔ یہ اسی گمان میں ہیں کہ بس سیدنا علی حضرت و حضور مفتی اعظم ہند اور دیگر اکابر علماء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے رد میں لکھتے اور بولتے جاؤ۔

حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب ازہری اور موجودہ علماء کرام کے خلاف بہتان و الزام تراشی کیے جاؤ، گالیاں بکنے جاؤ، اسی میں ہماری کامیابی ہے حالانکہ یہ لوگ اہل علم و فہم و شرفاء اور عوام و خواص اہلسنت سے کٹ چکے ہیں۔ اپنے حلقے میں پکا تنہا رہ گئے ہیں۔

حضرت علامہ مولانا محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری پر جو کفر کا الزام لگایا ہے، اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری بریلوی مدظلہ العالی کی تحریر ملاحظہ کریں گے کہ حضرت ازہری قبلہ نے ناگپور کے ایک جاٹار مسلک اعلیٰ حضرت الحان محمد شفیع سیٹھ صاحب اشرفی فروٹ مرچنٹ (جو ابھی حال میں ہی انتقال کر گئے، خدائے قدوس انہیں دائمی چین اور اپنی رحمت سے نوازے) کے استفسار پر جو جواب عنایت فرمایا ہے، وہ سوال و جواب ملاحظہ فرمائیں جس کو ادارہ ماہنامہ سنی آواز ناگپور نے ہزاروں کی تعداد میں شائع کر کے ہندو بیرون ہند میں تقسیم کر چکا ہے۔

گرامی منزلت حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ سجادہ نشین حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان ہدیہ سلام و قدم بوسی

عرض خدمت ہے کہ بعض مخالفین و حاسدین بڑی شدت سے یہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ آپ کے برادر گرامی مولانا ریحان رضا خاں صاحب نے آپ پر کفر کا فتویٰ دیا تھا۔ آخر اس امر کی حقیقت و واقعیت کیا ہے؟ اہلسنت میں کافی بے چینی پائی جاتی ہے، لہذا آپ اصل حقیقت سے آگاہ فرمائیں، نواش و کرم ہوگا،

نیاز کیش

حاجی محمد شفیع (مرحوم) فروٹ مرچنٹ شطرنجی پورہ، ناگپور

بسم الله الرحمن الرحيم
 محمدؐ ونصلي على رسوله الكريم

اس الزام کی واقعیت بتانا میری ذمہ داری نہیں ہے۔ لہذا اس کے بارے میں مجھے سوال کرنا چہ معنی دارو۔ جو لوگ یہ الزام مجھ کمترین پر رکھ رہے ہیں اس کا ثبوت ہم پہنچائیں کہ فقیر کو میرے بھائی مولانا ریحان رضا خاں صاحب نے کافر کہا ہے اور ساتھ یہ بھی بتائیں کہ کس بنیاد پر کافر کہا ہے۔ اور ان کے ذمہ یہ بھی لازم ہے کہ جس بنیاد پر وہ دعویٰ کر رہے ہیں ممدوح مذکور نے مجھے کافر کہا ہے اس بنیاد کا بھی وہ ثبوت ہم پہنچائیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے اور ہم کہہ دیے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ مدعیان قیامت تک مطلوبہ ثبوت لانے سے عاجز رہیں گے۔ تو اب یہ لوگ یہ بھی بتائیں کہ بے ثبوت شرعی کسی مسلمان کو کافر کہنے والے کا کیا حکم ہے؟ اب کھلے گا کہ یہ الزام جو مجھ فقیر کو دیا جاتا ہے وہ مجھہ تعالیٰ، میرے سر نہیں۔ بلکہ الزام دینے والے سلسلہ رضویہ کے حاسدین اور ہم دونوں بھائیوں کے بلکہ پورے خانوادہ رضویہ کے یہ دشمن اس میں گرفتار ہیں۔ واضح رہے کہ انہوں نے صرف مجھے ہی مورد الزام نہ ٹھہرایا بلکہ میرے برادر بزرگوار کو بھی میری رسی میں گرفتار کرنے کی کوشش کی اور اس طرح ان معاندین نے ایک تیر سے دو شکار کیے۔

مجھہ تعالیٰ، میں اور میرے بھائی اس الزام بے بنیاد سے بری ہیں اور یہ الزام انہیں حاسدین رضویت کے سر ہے کہ جو کسی کو بے ثبوت شرعی کافر کہے۔ بحکم حدیث کفر اسی پر لوٹتا ہے۔ ان حاسدین کے ہاتھ سوائے ان چند اشتہارات کے کچھ نہیں جن میں میرے برادر بزرگوار کا نام بھی ہو تو محض اشتہاری باتیں حجت شرعیہ نہیں تو ثبوت سے ان کے ہاتھ مجھہ تعالیٰ خالی ہیں اور میرے لیے بفضلہ تعالیٰ برأت کے لیے یہی کافی ہے۔ مزید برآں یہ امر ہے کہ میرے برادر بزرگوار اشتہارات سے بھیٹری کے جلسہ عام میں برسر منبر اپنی برأت و بیزاری کا اعلان بائگ دہل فرمایا، اور جب وہ اس الزام سے انکاری ہیں تو نہ میں ملزم اور میرے بھائی پر کوئی الزام ثابت اور جب الزام ثابت ہی نہیں بلکہ سرے سے الزام ہی نہیں کہ وہ اس سے منکر ہوئے اب اسے انکار مانیں یا کچھ اور۔ بہر حال الزام تکفیر زائل۔ اور جب اس سلسلہ میں جو انہیں چاہیے تھا وہ خود کر گئے، تو ان کی توبہ کی تشہیر کی کیا ضرورت؟ مجھے نہیں معلوم کہ یہ

تشہیر کس نے کی۔ قال بفہمہ وامر برقمہ۔

(دستخط مبارکہ)

(حضرت علامہ مولانا مفتی الفقیہ محمد اختر رضا خاں صاحب القادری الازہری غفرلہ)

شب ۲۶ رذوالحجہ ۱۴۱۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۹۵ء

کچھ چھوی فرقہ ضالہ کے افراد اور ان کے امام و پیشوا مولوی مداری انتخاب قدیری! اگر تم میں ذرہ برابر خوف خدا ہے اور دینی و شرعی غیرت و حمیت موجود ہے تو بتاؤ اس کے بعد بھی تم کفر کے الزام میں بیباکی دکھاؤ گے؟ اور اپنے آپ کو قہر قہار اور غضب جبار میں گرفتار کرواؤ گے؟

یہ قہر و قہار غضب جبار سے ڈرنے والے نہیں ہیں۔ ان پر دلائل و براہین کے انبار بے سود ہیں۔ یہ اتنے بڑے شتی القلب سیاہ دل بن گئے ہیں کہ اپنی قبیح و خلاف شرع گندے حرکات کو چھوڑ کر توبہ کر کے واپس آنے والے نہیں ہیں۔ چونکہ یہ اہلسنت و جماعت سے کٹ چکے ہیں اور انہوں نے اہلسنت سے الگ ایک نیا گمراہ فرقہ بنا لیا ہے اس لیے ان پر مذکورہ دلائل کا کچھ اثر ہونے والا نہیں ہے۔ یہ ان شریف النفس و باغیرت خداوند قدوس کی بارگاہ میں خائف رہنے والے اہلسنت کے لیے ہے جو صراطِ مستقیم پر قائم ہیں اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی حقیقی معنوں میں جو مسلکِ اہلسنت ہے اس پر مضبوطی سے عمل پیرا ہیں یہ ان کے لیے ہے، ہمارا مذہب و ما علیہا الا البلاغ ہے۔ بھدہ تعالیٰ ہم اپنے فرائض منصبی کو مکما حقہ ادا کر رہے ہیں۔ پروردگار اسی کی ہمیں توفیق بخشے، آمین۔

فرقہ ضالہ کی قوت آزمائی اور بریلی کی مرکزیت

زمانے کا ہر گمراہ و بے دین مرتد فرقہ اچھی طرح جانتا ہے کہ صرف بریلویت ہی ہماری ساری طاقت اور قوت۔ پر پانی پھیر دیتی ہے مسلکِ اعلیٰ حضرت اپنی قوت و سطوت کے ساتھ قائم رہے گا۔ اس کے خلاف ہماری ہر محنت رائیگاں جھائے گی۔ قادیانی بریلویت سے لرزاں ہے وہابی و یو بندی بریلویت سے خائف ہے۔ نیچری و صلح کلی و مودودی بریلویت سے ہر ساں ہے حتیٰ کہ نجدی سعودی حکومت بریلویت ہی کے خلاف اپنا زور حکومت خرچ کر رہی ہے۔ غرض کہ ہر گمراہ و بے دین و مرتدین پر صرف بریلویت کا خوف طاری ہے۔ ہر دور میں بریلویت کو کمزور کرنے اور اس کو توڑنے کی سازشیں ہوتی رہی ہیں۔ وہ ہر بار ناکام رہے۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد انہیں گمراہ مرتد و بے دین طاقتوں نے بریلویت کو کمزور کرنے کے لیے طرح طرح کی سازشیں رچیں، پہلی کوشش یہ ہوئی کہ ذاتِ اعلیٰ حضرت اور تحقیقاتِ اعلیٰ حضرت اور فتاویٰ اعلیٰ حضرت کو عوام و خواص کی نظر میں بے وقعت ثابت کیا جائے۔ پھر شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند اور اکابر علماء جو گزر چکے ہیں اور جو موجود ہیں انہیں خوب خوب ذلیل کیا جائے جس کا سہرا حضرت محدث اعظم ہند کے صاحبزادے برادرانِ ملت اور ان کے آقا مداری

مولوی انتخاب قدیری کے اور ان کے چیلے چپائے کے سر باندھا گیا، دیکھیے محدث اعظم ہند کے ایک سپوت چیئر مین مسٹر حسن مٹیا انور ایم۔ اے کچھو چھوی کیا لکھتے ہیں:

”اس نفسیاتی الجھن کا بنیادی سبب یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی امام احمد رضا قدس سرہ کی ذات کو نقطہ پر کار حق مان کر دائرہ بنادیا گیا ہے“ (رسالہ بوالعجیاں ص

(۶۷۵)

چیئر مین مسٹر مٹیا علی گڑھی خیر لے کر کس طرح مسلک اعلیٰ حضرت پر گھونپنے کی کوشش کر رہے ہیں، جو ان کا کہنا یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیقات اور آپ کے فتاویٰ اور تصنیفات کو نقطہ پر کار حق مان لینا یہ سب سے بڑی الجھن ہے۔ یہ بولی، وہی بولی ہے جس کو قادیانی، وہابی، دیوبندی، نیچری، صلح کلی، مودودی، ندوی جیسے گمراہ و بے دین و مرتد بول چکے ہیں۔ اب محدث اعظم ہند کے چھوٹے سپوت غازی مٹیا مولوی ہاشمی کی بولی سنئے جس کو کوئی صاحب ایمان برداشت نہیں کرے گا۔

”مکھڑا کو چہرہ کا ہم معنی اور ایک مستقل لفظ نہ سمجھ پانے کی غلطی ہمارے بعض بزرگوں سے بھی ہوئی ہے اور چوں کہ اس غلطی کا تعلق زبان و بیان اور عرف و حفت سے ہے، اس لیے ان کی دینی عظمت اور شرعی حیثیت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ مثلاً ایک سوال کے جواب میں لفظ مکھڑا کو تصغیر لکھ دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو مسئلہ ۷ ”مجھے اپنا مکھڑا دکھا شاہ جیلاں“ میں لفظ مکھڑا کا استعمال ٹھیک ہے یا نہیں۔ بینواتو جروا۔

الجواب:

یہ لفظ تصغیر کا ہے اکابر کی مدح میں منع ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (عرفان شریعت حصہ دوم ص ۴۵ روص ۴۶ بحوالہ لفظ کملی)

کچھو چھوی گمراہ فرقے کے ایک سربراہ مولوی غازی کچھو چھوی اپنی اسی کتاب کملی میں مذکورہ عبارت کے آگے لکھتے

ہیں۔

”الحاصل مکھڑا، منہ، چہرہ، کلمہ، رخ، وجہ، سب ہم معنی اور اپنی اپنی زبان کے مستقل الفاظ ہیں، کوئی کسی کی تصغیر نہیں، مذکورہ الفاظ میں کسی لفظ کو تصغیر قرار دینا چوک سے ہے اور یہ چوک کسی بھی زبردست عالم ہو سکتی ہے، کیوں کہ استاذ العلماء ہونا اور ہے اور استاذ اہل زبان ہونا اور ہے۔ خود اعلیٰ حضرت کو اعتراف ہے کہ اردو کے لیے ذوق مرحوم کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ (کملی ص ۵۱)

اس بحث کی تردید ہم اپنی حالیہ تصنیف ”ہدیہ ہاشمی میں تفصیل کے ساتھ کر چکے ہیں۔ یہ کچھ چھوی گمراہ فرقہ بنی بنائی نعرہ اک ایسم کے تحت، مسلک اعلیٰ حضرت اور تحقیقات و تصنیفات اعلیٰ حضرت کو اس قدر بے وقعت و ناقابل اعتنا اور بے حیثیت ثابت کرنے کی سعی لا حاصل میں مصروف ہے کہ وہابی دیوبندی وہ کام نہ کر سکا جو یہ سورما کر رہے ہیں۔ اہلسنت سے گزارش ہے کہ لفظ کملی وغیرہ کی تحقیق و بحث میں نہ پڑیں۔ کچھ چھوی برادران ثلاثہ اور ان کی ٹولی نے سیدنا اعلیٰ حضرت پر اور ان کی تحقیقات اور فتاوے پر جو ضربیں لگائی ہیں اس پر بحث کر کے ان کی گمراہیت کو ظاہر کریں، جس طرح وہ وہابیوں دیوبندیوں سے میلاد، قیام، سلام، فاتحہ و دیگر مراسم اہلسنت پر بحث نہیں کی جاتی ہے بلکہ ان کی کفری عبارت پر بحث کی جاتی ہے۔ اسی طرح فروعی مسائل پر ان سے ہرگز بحث نہ کریں۔ مسلک اعلیٰ حضرت اور ذات اعلیٰ حضرت کو بے وقعت جہر بنانے کی جو کوشش کی ہے اس پر بحث کریں یہ بڑی چالاکی سے فروعی مسائل کی طرف گھا کر اپنی اصلی تحریک پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی کو ہم نے اپنی تصنیفات کے ذریعہ ظاہر کیا ہے۔ اسی کو ہم نے اپنی تصنیف ”ہدیہ ہاشمی سے اس کا رد کیا ہے ملاحظہ فرمائیے:

”یہاں پہنچ کر میاں مولوی ہاشمی صاحب نے وہ خطرناک دین شکن انداز اختیار کیا ہے جو ہمارے اس ناک اور ناکڑا میں دخل کا سبب ہے۔ جو مولوی ہاشمی میاں صاحب اپنی نصیحت کے بعد لکھتے ہیں کہ: ”مضمرات کی مثالیں صحیح صحیح دینی چاہیے متصل ص ۴۹ پر لکھتے ہیں ناکڑا تو پالی پس ہے ایک بیماری ہے جس میں ناک پک جاتی ہے اس کو تصغیر برائے تعظیم لکھنا زبان دانی کے خلاف ہے۔ یہ تصغیر برائے تعظیم لکھنے والے کون ہیں ان کو مولوی ہاشمی میاں نے اپنی ”کملی کے ص ۴۷ پر پہلے بتا دیا کہ مقالہ نورانی ۲ حضرت مولانا مفتی شریف الحق صاحب مدظلہ العالی ۳۔ مولانا مفتی شفیق احمد صاحب۔

مگر مولوی ہاشمی صاحب کو معلوم تھا کہ ان تینوں کی حیثیت صرف ناقلین کی ہے ناکڑا کو تصغیر برائے تعظیم کہنا یہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تحقیق زبان دانی کے خلاف ہے اور خود اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے قول پر ناقابل اعتبار اور رد کردینے کے لائق ہے، ان کی عبارت دیکھیے وہ لکھتے ہیں: ”لہذا، الفاظ و معنی کے تعلق سے اعلیٰ حضرت کی ذات کو بطور سند پیش کرنا خود اعلیٰ حضرت کی تعلیمات کے خلاف ہے اور ان کی بتائی ہوئی راہ سے انحراف ہے۔“

الاماں والحفیظ، معاندین و حاسدین کو چھوڑ کر کسی نے اعلیٰ حضرت کے لفظ و معنی کی

تحقیق کو، قابل اعتبار قرار دینے کی عزائم میں کی جو مولوی ہاشمی صاحب نے اس سیاست میں انجام دیا اور اپنے اہل حقوں دین کے ہائے اڑانے کی کوشش کی ہے۔ یہ غیور ملی کے ساتھ انہیں میں رکھیے کہ امامت، مہدایت، اجتہاد، تحقیق و ترجیح کے لیے "اول شرط" لفظ "معنی اور ادب کے تمام متعلقات پہ کامل ترین عبوریت و مہارت کی ہے۔ اگر یہی ناگاہک تو کیسا امام کون سا مہد، کہاں کی ترجیح و تحقیق اور کہاں کا قیاس و اجتہاد۔ جب اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ کی غلطی و معنوی تحقیق ہی نہ تھی بلکہ اعتبار و غیر مستند اور آپ کی ذات کو سند کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا تو عقدہ قدس اردو الفاظ پر تحقیق کر کے کفر و ارتداد کا حکم لگایا تھا اسے مولوی ہاشمی میاں نے خود اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے قول سے ہی رد کر کے ناقابل اعتبار ٹھہرا دیا اور سیدھا مولوی ظفر ادیبی صاحب کا کف لسان کا راستہ دکھایا ہے۔

شاہ باں! جب اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی غلطی و معنوی تحقیق ہی ناقابل اعتبار و معتاد ٹھہرے گی۔ اب کیا ہے خوشی منائیں، دیوبندی، وہابی، قادیانی رافضی کہ ہمارے محسن قاسم تجدید و امامت میاں مولوی ہاشمی صاحب کچھ چھوٹی نے ہمارے لیے کفر و ارتداد سے نجات و عافیت کا راستہ نکال لیا ہے۔ اب ہم بچے مسلمان اور ہماری گستاخیاں گالیاں اور کفریات عین اسلام بتا دی گئیں ہیں اس لیے کہ اعلیٰ حضرت امام بریلوی نے جو ہمارے اکابر کے الفاظ پر تحقیق کر کے کفر و ارتداد کا حکم لگایا تھا، اسے مولوی ہاشمی میاں نے خود ہی اعلیٰ حضرت کے قول ہی سے رد کر کے ناقابل اعتبار ٹھہرا دیا اور سیدھا مولوی ظفر ادیبی صاحب کا کف لسان کا راستہ دکھایا ہے، شاہ باں۔ جب اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی غلطی و معنوی تحقیق پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے صحت و حرمت اور اباحت کے ابواب میں بیان کیے ہیں۔ طہارت، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، نکاح، طلاق و طہار، معاملات وغیرہ کے مسائل جن سے ہزاروں صفحات بھرے پڑے ہیں اور قوم ان سے استفادہ کر رہی ہے۔ تمام کے تمام میاں مولوی ہاشمی صاحب کی ایک جنبش قلم سے غیر مستند و ناقابل اعتبار ٹھہر گئے۔ (بدیہ ہاشمی ص ۵۹ و

(۶۰)

کچھ چھوٹی فرقہ ضالہ کے ماننے والوں نے ذات اعلیٰ حضرت اور تحقیقات اعلیٰ حضرت پر بر طسرح کی ضربیں مار دی

تحقیق کو ناقابل اعتبار قرار دینے کی جرأت نہیں کی جو مولوی ہاشمی صاحب نے زعم سیادت میں انجام دیا اور اپنے ہاتھوں دین کے پرچے اڑانے کی کوشش کی ہے۔ یہ مضبوطی کے ساتھ ذہن میں رکھیے کہ امامت، مجددیت، اجتہاد، تنقیح و ترجیح کے لیے ”اول شرط“ لفظ و معنی اور ادب کے تمام متعلقات پر کامل ترین عبوریت و مہارت کی ہے۔ اگر یہی غائب تو کیسا امام کون سا مجدد، کہاں کی ترجیح و تنقیح اور کہاں کا قیاس و اجتہاد۔ جب اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ کی لفظی و معنوی تحقیق ہی ناقابل اعتبار و غیر مستند اور آپ کی ذات کو سند کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا تو عقائد میں اردو الفاظ پر تحقیق کر کے کفر و ارتداد کا حکم لگایا تھا اسے مولوی ہاشمی میاں نے خود اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے قول سے ہی رد کر کے ناقابل اعتبار ٹھہرا نا اور سیدھا مولوی ظفر ادیبی صاحب کا کف لسان کا راستہ دکھایا ہے۔

شاباش! جب اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی لفظی و معنوی تحقیق ہی ناقابل اعتبار و عقائد ٹھہرے گی۔ اب کیا ہے خوشی مناکیں، دیوبندی، وہابی، قادیانی رافضی کہ ہمارے محسن قاسم تجدید و امامت میاں مولوی ہاشمی صاحب کچھ چھوٹی نے ہمارے لیے کفر و ارتداد سے نجات و عافیت کا راستہ نکال لیا ہے۔ اب ہم کچھ مسلمان اور ہماری گستاخیاں گالیاں اور کفریات میں اسلام بنادی گئیں ہیں اس لیے کہ اعلیٰ حضرت امام بریلوی نے جو ہمارے اکابر کے الفاظ پر تحقیق کر کے کفر و ارتداد کا حکم لگایا تھا، اسے مولوی ہاشمی میاں نے خود ہی اعلیٰ حضرت کے قول سے ہی رد کر کے ناقابل اعتبار ٹھہرا دیا اور سیدھا مولوی ظفر ادیبی صاحب کا کف لسان کا راستہ دکھایا ہے، شاباش۔ جب اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی لفظی و معنوی تحقیق پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے حلت و حرمت اور اباحت کے ابواب میں بیان کیے ہیں۔ طہارت، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، نکاح، طلاق و ظہار، معاملات وغیرہ کے مسائل جن سے ہزاروں صفحات بھرے پڑے ہیں اور قوم ان سے استفادہ کر رہی ہے۔ تمام کے تمام میاں مولوی ہاشمی صاحب کی ایک جنبش قلم سے غیر مستند و ناقابل اعتبار ٹھہر گئے۔ (ہدیہ ہاشمی ص ۵۹ و

(۶۰)

کچھ چھوٹی فرقہ سالہ کے ماننے والوں نے ذات اعلیٰ حضرت اور تحقیقات اعلیٰ حضرت پر ہر طرح کی ضربیں لگائی

ہیں۔ اس فرقہ نے ایک کتاب ”آئینہ“ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ پر ایک چارح کی حیثیت سے حملہ کیا تھا، ان کا جواب ماہنامہ ”سنی آواز ناگپور“ نے ”شفاف آئینہ“ نامی رسالہ سے دیا تھا۔ اسی پر انہیں خاموشی اختیار کر لینی چاہیے تھی، لیکن وہی مشہور مقولہ

بے حیاباش و ہرچہ خواہی کن

کے تحت تمام تر بے حمیتی و بے غیرتی کو اپنایا ہے۔ بار بار اسی کو دہراتے ہیں کسی گمنام نے ”تحقیق کیجئے، کے نام سے تین حصے شائع کیے ہیں جس میں لکھا ہے ”از انجمن غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم“

ملک لکروا، پوسٹ دیپا (مراد آباد) نشاط پر لیس نانڈہ سے چھپی ہے، جس میں لکھا ہے:

”صاحب فتاویٰ امجدیہ کے بارے میں آپ کا کیا موقف ہے؟ جو خود علامہ احمد رضا خاں حنفی بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان سے منقول ہیں، اہل علم جانتے ہیں کہ فتاویٰ امجدیہ میں کئی جگہ فتاویٰ رضویہ سے علمی اختلاف کیا ہے مثلاً:

اگر کوئی شخص نماز و ترکی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کی جگہ سورہ اخلاص پڑھے تو رضوی فتوے کے مطابق واجب قنوت ادا ہو گیا، مگر امجدی فتوے کی روشنی میں واجب ادا نہ ہوا۔ اسی طرح انصاف پسند تحقیقی مطالعہ کرنے والوں پر ظاہر ہو جائے گا کہ

منقولات رضویہ میں کئی جگہ تعارض نظر آتا ہے“ (تحقیق کیجئے ص ۷۷)

اس پر ہماری عرض یہ ہے کہ، ائمہ کرام، علماء عظام کے درمیان فقہ میں اور بعض فروعی مسائل میں اختلافات ہوتے آئے ہیں۔ لیکن ان حضرات کا عقائد اور ایمانیات میں کہیں بھی اختلاف نہیں ہے۔ وہابیوں، دیوبندیوں، قادیانیوں، نیچریوں، صلح کیوں سے اختلاف فقہی مسائل پر یا چند فروعی مسائل پر نہیں ہے عقائد میں اختلاف ہے۔

مسائل فقہیہ یا چند فروعی مسائل میں اختلاف کی وجہ سے کوئی مسلمان کافر و مرتد یا گمراہ بے دین نہیں ہوتا۔ بلکہ مسائل فقہیہ میں اختلاف جو ائمہ و علماء میں خطائے اجتہادی کی بنیاد پر واقع ہوئے ہیں ان میں بھی ایک گونہ ثواب ہے، لیکن ایمان و عقیدے میں اختلاف کی وجہ سے مسلمان کافر و مرتد یا گمراہ و بے دین تک ہو جاتا ہے۔

اپنی حماقت اور جہالت و سفاکی و گمراہی سے ایمان و عقیدے میں اختلاف کو مسائل فقہیہ یا چند فروعی مسائل کے اختلاف پر تکیا کرنا دین میں فتنے پیدا کرنا ہے، گمراہیت سے لیکر کفر و ارتداد کی راہ ہموار کرنا ہے۔ اس کا جواب، ماہنامہ سنی آواز ناگپور میں دیا گیا ہے۔ انہوں نے پھر اسی کو دہرایا ہے:

”نام نہاد شیخ الاسلام کے والد ماجد حضور محدث اعظم ہند کچھو چھو علیہ الرحمہ نے امام

الہسن علیٰ حضرت علی الاطلاق فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاویٰ رضویہ کو

نظر غائر سے مطالعہ کرنے کی دعوت دی ہے، تاکہ ہم مسائل میں دشواری نہ ہو، اور معترض صاحب سرسری طور پر مطالعہ کر کے فتاویٰ رضویہ اور فتاویٰ امجدیہ میں تضاد ثابت کرنا چاہا اور قوسین کے مابین تطابق کی خیرات مانگنے لگے اور اپنے دعوے کے اثبات پر وتر میں دعاء قنوت کی جگہ سورہ اخلاص پڑھنے والے کا حکم کیا ہے؟ پیش فرمایا ہے تو جواباً عرض ہے کہ صاحب فتاویٰ امجدیہ حضرت صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ الباری کا سورہ اخلاص کو ذکر خالص سمجھ کر واجب ادا نہ ہونے کا حکم لگا اور یہ قصد ترک واجب کرنے والے کی نماز کی واجب الاعادہ کا حکم لگانا یہ ان کے قیاس پر مبنی ہے اور اعلیٰ حضرت علی الاطلاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم لگانا کہ سورہ اخلاص سے واجب ادا ہو جائے گا، دلیل استحسانی کی بنیاد پر ہے اور قیاس و استحسان دونوں صحیح ہیں، اسے اصل فقہ کا پڑھنے والا ہر مبتدی طالب علم بھی جانتا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ معترض صاحب اصول فقہ کی ابتدائی کتاب ”اصول الشاشی بھی نہیں پڑھی ہوگی۔“ (شفاف آئینہ ص ۱۲۱۱)

اس پر کچھ چھ کے فرقہ ضالہ اور اس کے امام و پیشوا مداری مولوی انتخاب قدیری کو خاموش بیٹھنا چاہیے تھا، کثرتِ صفت مردم آزار و موذی کیسے خاموش رہے گا۔ حضور سیدنا مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی ولادت کی خوشخبری پر آپ کے پیر و مرشد حضرت سید شاہ احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو آل الرحمن کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ اس پر اسی فرقہ ضالہ نے اعمتراض کے گولے برسائے۔ اس کے لیے ہم، حضرت مولانا مفتی ناظر اشرف صاحب مہتمم دارالعلوم بغدادیہ ناگپور کا تفصیلی فتویٰ اس میں شامل کر رہے ہیں:

فتویٰ برآل الرحمن

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ مراد آباد سے ایک اخبار بنام ہفت روزہ ”ندائے اہلسنت“ لکھتا ہے جس کے جلد ۶ شمارہ ۵ مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۳ء کے شمارے میں پہلے صفحہ پر شہر مایگاؤں سے متعلق ایک مضمون شائع کیا گیا ہے جس کی رپورٹنگ غالباً خود ایڈیٹر نے کی ہے۔ اس ایڈیٹر نے جگہ جگہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور حضور مفتی اعظم ہند علیہما الرحمۃ و شیریہ اہلسنت مولانا حشمت علی خاں علیہ الرحمۃ کے ماسنے والوں اور مریدین کو کلاب رضویہ خنازیر حشمتی لکھا گیا ہے۔ آگے اسی رپورٹ میں رضا کیڈی سے متعلق مضمون نگار نے جو لکھا ہے

کہ سید انوار اشرف میاں کی شان میں گستاخی کی گئی ہے۔ یہ سراسر غلط اور بہتان ہے۔ جب یہ الزام رضا اکیڈمی پر لگایا گیا تھا تو اسی وقت رضا اکیڈمی کے ذمہ داروں نے مایگاؤں کے مرکزی دارالعلوم حنفیہ سنیہ کے شیخ الحدیث کے سامنے حلفیہ بیان دیا تھا کہ ہم نے ایسی کوئی بھی تحریر یا گستاخی نہیں کی ہے اور نہ ہی اپنے لیٹر پیڈ پر کسی قسم کی تحریر دی ہے اس کے باوجود بھی مفتی صاحب کے کہنے پر ان لوگوں نے جبراً معافی مانگی تھی۔ اسی اخبار کے اندرونی صفحات پر شعور احمد قدیری نے خود ساختہ مفتی انتخاب قدیری سے چند سوالات پوچھا ہے جس میں سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے نام سے متعلق آل الرحمن کہنا یا اس قسم کا نام رکھنا کیسا ہے۔

اس پر جواب دیتے ہوئے مولوی انتخاب قدیری نے سرکار مفتی اعظم ہند کو فاسق و فاجر لکھا ہے اور ان سے بیعت و خلافت ناجائز لکھا ہے۔ آگے اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ جس نے مفتی اعظم سے یا ان کے خلیفہ سے یا رضوی پیروں سے بیعت کی ہو وہ ناجائز ہے۔ خدمت عالیہ میں اخبار کی زیر اکس کاپی روانہ کی جارہی ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ (۱) رضویوں اور حشمتیوں کو کتے اور سور کہنے والا از روئے شرع کیسا ہے جبکہ یہ پیری مریدی بھی کرتا ہے اور خلافت بھی بانٹتا ہے (۲) رضا اکیڈمی جو ایک تنظیم کا نام ہے اور یہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے نام سے منسوب ہے اسے گدھا اکیڈمی کہنے والا کیسا ہے؟ (۳) آل الرحمن جس کا نام ہو (مراد حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ) وہ فاسق و فاجر ہے (معاذ اللہ) ایسے پیر کی خلافت ناجائز و حرام ہے، نیز رضوی پیروں سے بیعت ناجائز و حرام ہے۔ رضوی پیروں سے بیعت ناجائز و حرام، ایسا کہنے والا از روئے شرع کیسا ہے؟ (۴) کیا ایسے شخص کے پیچھے نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں؟ پھر ایسا عقیدہ رکھنے والے پیر سے بیعت کرنا کیسا ہے؟ اور جن لوگوں نے ان سے بیعت کی ہے یا خلافت لی ہے؟ ان مریدوں کے لیے کیا حکم ہے؟ (۵) کیا ایسا آدمی منبر رسول پر بیٹھ کر تقریر کر سکتا ہے؟ نیز ایسے آدمی سے میل جول رکھنا کیسا ہے؟

برائے مہربانی مذکورہ سوالات کے جوابات عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔
المستفتی: ماسٹر خلیل احمد رضوی، محلہ سمکیر، گھر ۵۹ مایگاؤں۔ ضلع ناسک

حکیم الملت حضرت علامہ مفتی ناظر اشرف قبلہ

[۱] الجواب بعون الملک العزیز الجبار: صورت مسئلہ میں رضویوں اور حشمتیوں کو کتے اور سور کہنہ بلا وجہ شرعی مسلمانوں کی دل آزاری ہے اور مسلمانوں کی دل آزاری حرام سرکار عالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں: من اذی مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ: جس نے کسی مسلمان کا ناحق دل دکھایا اس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا دی بے شک اس نے حق تعالیٰ کو ایذا پہنچائی۔

لہذا، ایسا پیر جو ناحق مسلمانوں کو کتے اور سور کہتا ہے وہ فاسق معین ہے اور تعزیر کا مستحق ہے کہ اگر سلطنت اسلامیہ ہو تو کوڑے حسب رائے قاضی لگا دیئے جائیں، یا قاضی اپنے صواب دید پر دوسری سزا دیں۔ اور فاسق معین سے مرید ہونا شرعاً ناجائز ہے سب سنا بل شریف میں ہے:

”اے برادر پیری و مریدی رے داسے پیش نہاندہ است۔ وآں رسم واسم نیز معنی پچند شرائطی وآں کہ با آن شرائط اصلاً و مریدی درست نیست، اماخت از شرائط پیری کیے آنست کہ پیر مسلک صحیح داشتہ باشد۔ دوم از شرائط پیری آنست کہ پیر در ادائے حق شریعت قاصر و بہتاون نہ باشد۔ سوم از شرائط پیری آنست کہ پیر راعقاد درست بود۔ موافق مذہب سنت و جماعت۔ پس ایں رسم کہ از پیری و مریدی ماندہ است بے ایں ہمہ شرائط اصلاً درست نیست۔

لہذا! جو لوگ بھی ایسے پیر جی سے مرید ہوئے ہیں جس نے رضویوں اور حشمتیوں کو کتے اور سور کہا ہے یا کہنے لکھے اور چھاپنے کو جائز قرار دیا ان تمام لوگوں کی بیعت و ارادت ناجائز ہے۔

جواب [۲]۔ یقیناً رضا اکیڈمی جو سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ وارضاعنا کی طرف منسوب ہے اس کو رضا اکیڈمی کہنے والا حاسد و معاند اور فاسق و فاجر ہے ایسے ناشائستہ کلمہ کہنے والے پر علانیہ تو بہ ضروری ہے۔ اگر تو بہ کرنے سے انکار کرے تو اس سے قطع تعلق کر لیا جائے۔

جواب [۳]: مولوی انتخاب قدیری مراد آبادی ہوں یا کوئی اور جس نے بھی یہ کہا یا لکھا کہ جس کا نام آل رحمن ہو وہ فاسق و فاجر ہے ایسا شخص بہت جری بے باک اور اولیائے کرام اور علمائے اسلام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی بارگاہ گستاخ ہے۔ اعلیٰ حضرت علی الاطلاق فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے خود ہی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کو آل الرحمن فرمایا ہے اور ایک شعر میں استعمال بھی کیا ہے، فرماتے ہیں:

آل الرحمن، برہان الحق
شرق پہ برق گراتے یہ ہیں

اگر یہ نام ناجائز ہوتا تو امام اہلسنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کیوں فرماتے۔ اور اگر آل رحمٰن کو ناجائز کہنے والے مدعی کا یہ دعویٰ براشتہار کہ قارئین ہم تاجدار بریلی حضور مجدد دین و ملت علیہ الرحمہ والرضوان کے ہم عقیدہ و ہم مسلک ہیں۔ تو پھر امام احمد رضا علیہ الرحمہ والرضوان کے فرمان عالیشان کے باوجود اعتراض کی کیوں ٹھانی۔ دور حال سے خالی نہیں یا تو نفس پرستی نے اعتراض پر ابھارا یا نری جہالت نے تو جاہل پر واجب تھا کہ آل الرحمٰن سے متعلق سوال نہ کرتا اور آل اللہ سے متعلق۔

مستفتی نے آل خدا اور آل اللہ سے متعلق سوال کیا ہے، رضوی مفتیوں نے اسم ذاتی کے مطابق جواب دیا۔ رضوی مفتیوں سے اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام رحمٰن ورحیم وغیرہ سے متعلق آل رحمٰن و آل رحیم کہنے لکھنے کا سوال نہیں کیا گیا اور مستفتی نے سوال کے مطابق جواب کو سمجھا نہیں، اور بغیر سمجھے بوجھے یہ عنوان کہ بریلی میں خدائے پاک کی آل پیدا ہوگئی۔ ”باندھ کر اپنی حماقت کا ثبوت دیا۔ معاذ اللہ صد ہزار ہا معاذ اللہ۔

معلوم ہوتا ہے کہ صاحب مضمون کا عقیدہ اہلسنت و جماعت سے جدا ہے اسی لیے اس نے اہلسنت و جماعت کے مقتداء قطب عالم حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اور ان کے مریدین متوسلین اور خلفاء کی شان میں بے جا من گھڑت اور بے بنیاد اتہامات لگائے ہیں۔ آل رحمٰن نام رکھنا از روئے شرع شریف جائز و مباح ہے کیوں کہ آل کا معنی اہل یعنی والا کے ہیں تو آل الرحمٰن کا معنی رحمٰن والا کے ہوئے مختصر المعانی ص ۶ پر ہے کہ:

و علی آلہ اصلہ اہل بدلیلہ اہیل خص استعمالہ فی الاشراف

واو الخ: یعنی آل کی اصل اہل بمعنی والا ہے۔ کیوں کہ اس کی تصغیر اہیل آتی ہے اور آل

کا استعمال اشراف اور پاکیزگی والوں کے لیے خاص ہے۔

صدر العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی اشرفی میرٹھی علیہ الرحمۃ الباری البشیر الکامل ص ۳ پر علی آلہ کے تحت رقم طراز

ہیں کہ آل کے معنی ہیں:

[۱] اہل و عیال

[۲] پیرو

[۳] دوست

تو آل الرحمٰن کا معنی رحمٰن کے پیرو، متبع اور رحمٰن کے دوست ہوئے، تو پھر کیوں کر ناجائز ہوگا۔ الحواشی الزاحد یہ عملی

الرسالۃ القطبیہ ص ۲ پر حاشیہ نمبر ۱۱ پر ہے۔

اختلف فی آل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقیل لہ بنو ہاشم

وبنو المطلبون المسلمون و قیل امۃ و قیل اتباعہ و قیل اصحابہ: یعنی

آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں علمائے کرام نے اختلاف کیا ہے بعض علماء کے نزدیک حضرت

ہاشم اور حضرت عبدالمطلب کی مسلم اولاد آل نبی ہیں اور بعض علماء کے نزدیک امت مصطفیٰ علیہ الخیرہ والثناء اور بعض کے نزدیک جملہ تبعین، اور بعض کے نزدیک جملہ اصحاب رسول کریم آل نبی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ آل کا معنی تبع بھی کیا جاسکتا ہے۔ تو اب آل رحمٰن کا معنی رحمٰن کے متبع ہوا۔ یہی عبارت بعینہ شرع موافق مع حاشیہ وحید بحث امور عامہ موقف ثانی ص ۳ پر ثبت ہے کہ آل کے معنوں میں سے ایک معنی اتباع کے بھی ہیں۔ مولانا عبدالحی فرنگی محلی لکھنوی نے بھی اپنی کتاب التعلیق العجیب لحل حاشیہ الجلال المنطق التہذیب ص ۱۴ پر لکھا ہے کہ:

آل فیہ خمسۃ مذاہب احوھا ان آل ال من یجمع النبی ﷺ وثانیہا ذریۃ النبی وازواجہ وثالثہا مذاہب الیہ ابوحنیفہ من انہ بنوہا شمس فقط واختار بعض المالکیۃ واربعہا مذاہب الیہ الشافعی من انہ بنو ہاشم والمطلب وخامسہا ان آل ال بمعنی الاتباع ورجحۃ النووی: یعنی آل میں پانچ مذاہب ہیں ان میں سے ایک تو وہی ہے کہ نبی کریم ورؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اقوال پر جن مقدس ہستیوں نے اجماع کیا۔ اور دوسرا معنی اولاد نبی کریم وازواج رؤف ورحیم ہیں۔ اور تیسرا معنی فقط بنو ہاشم ہیں جو امام اعظم کا مذہب ہے اور مالکیوں کے نزدیک یہی مختار ہے اور چوتھا معنی بنو ہاشم اور بنو مطلب کے ہیں جو امام شافعی کا مذہب ہے۔ اور پانچواں معنی یہ ہے کہ آل اتباع کے معنی میں ہے اور آل کے معنی کو ہی امام نووی نے ترجیح دی ہے تو اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ آل الرحمٰن کا معنی رحمٰن کا متبع ہے۔

نور الانوار ص ۳۳۔ ج ۱۳۔ کے ذیل میں ہے۔

وآل الرجل ذریۃ واهل بیۃ وقیل قومہ وآل النبی متبوعہ فی التقویٰ

یعنی ان کی اولاد اور اہل بیت ہیں اور کچھ علماء کے نزدیک ان کی قوم۔

انسان کی آل ہے اور آل النبی کا ایک معنی پرہیزگاری میں حضور اکرم نور علی نور صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کے ہیں۔ تو اس سے وضاحت ہو گئی کہ آل کے معنی تبع کے بھی ہیں۔ تو آل الرحمٰن کا معنی رحمٰن کے متبع ہوئے۔ نہ کہ معاذ اللہ شتم استغفر اللہ خدائے پاک کی اولاد اور اگر آل الرحمٰن نام رکھنے پر اعتراض کا گولہ داغنے والا نرا جاہل اور ان پڑھ نہیں ہے تو فقہ کی مشہور و معروف ابتدائی کتاب قدوری ص ۳۲ حاشیہ ۷ ہی طحاوی کے حوالے سے دیکھ لے آل کے تحت تحریر ہے کہ:

المراد بالآل ہهنا سائر امة الاجابة مطلقاً وقوله ﷺ آل محمد کل تقی

حمل علی التقوی من الشرک: یعنی آل سے مراد تمام امت اجابت مطلقاً ہیں اور سرکار عالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول آل محمد کل متقی کا معنی یہ ہے کہ شرک سے بچنے والا ہر فرد آل محمد ہے۔

تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر مومن آل نبی ہے تو آل الرحمن کا ایک معنی یہ بھی ہوا کہ رحمٰن پر ایمان لایا ہوا۔ ہر قسم کے شر سے محفوظ و مامون اور صاحب نوا اور الاصول فی شرح الفصول نے مسئلہ جواز کو اتنا واضح کر دیا ہے کہ اگر مذہب اہلسنت و جماعت سے تعصب و تنگ نظری کی عینک اتار کر دیکھے تو شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے نام پاک آل الرحمن کے جائز ہونے میں کوئی کلام ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے آل الرحمن کو ناجائز کہنے والے مفت کے مفتی لوگ شریعت سے جاہل اور فقہ سے غافل ہیں، اسی نوا اور الاصول کے ص ۹ پر ہے

لہا روی: عن افصل العرب العجم صلی اللہ علیہ وسلم آلہ کل مومن تقی الی یوم القیامۃ واما باغیتان۔ معنی درآں پنج مذہب است اول بمعنی الآل اول بمعنی اتباع۔

وہو ا مذہب جابر بن عبد اللہ و سفیان الثوری و مختار بعض اصحاب الشافعی والمرجع عند النووی والازہری۔ دوم بنو ہاشم و بنو المطلب وہو مذہب الشافعی سوم بنو ہاشم۔ فقط۔ وہو مذہب امامنا الاعظم و مختار بعض المالکیہ چہارم ازواج بنات و داماد آن حضرت و اولاد شان نزد بعض خدم نیز بنجم اہل بیت۔ بالجملہ معنی اول مصداق آل حسبی است و بواقی مصداق آل نسبی یعنی افسح الحرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم: سے مروی ہے۔

سرکار عالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت تک آنے والے ہر مومن متقی میری آل ہے۔ لیکن معنوں کے اعتبار سے اس میں پانچ مذاہب ہیں۔ پہلا مذہب بمعنی اتباع، یہی حضرت جابر بن عبد اللہ و سفیان ثوری اور بعض اصحاب شافعی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مذہب ہے۔ اسی کو امام نووی اور علامہ ازہری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ترجیح دی ہے۔ دوسرا مذہب آل بنو ہاشم اور بنو مطلب ہیں، یہ امام شافعی کا مذہب ہے۔ تیسرا مذہب صرف بنو ہاشم آل میں داخل ہیں، یہ امام اعظم کا مذہب ہے اور بعض مالکیوں کا مختار۔

چوتھا مذہب حضور نبی کریم ہادی عظیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ازواج و بنات پاک و داماد
 و اولاد شان آل نبی ہیں۔ اور بعض کے نزدیک خدام بھی آل نبی میں داخل ہیں۔
 پانچواں مذہب اہل بیت۔ حاصل کلام یہ کہ اول معنی کا مصداق آل جسی ہیں اور باقی
 معنوں کے مصداق آل نبی ہیں۔

تو اس کا خلاصہ یہ ہے کہ صاحب نوادر کے نزدیک آل کا اول معنی اتباع کے ہیں اور یہی معنی مرجع ہیں، تو آل الرحمن کا معنی متبع
 الرحمن ہوا نہ کہ اولاد الرحمن۔ نیز صاحب نوادر اصول نے ص ۸ سطر نمبر ۷۱ پر ہے کہ اللہ اسم جلالت ہے۔ جمہور کے نزدیک درست
 نہیں اسے بھی صاحب قاموس کے نزدیک جائز لکھا ہے۔ لکھتے ہیں:

لیکن صاحب قاموس می آرڈ آل اللہ و رسولہ اولیا ۲۳۔ یعنی آل اللہ اور آل الرسول
 دونوں جائز ہے اور اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے اولیاء یعنی مقررین و مجتہدین و محبوبین ہیں۔

تو جب صاحب قاموس کے نزدیک آل اللہ جائز ہے تو آل الرحمن کے ناجائز ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
 ندائے اہلسنت اخبار کے اس کالم میں جس میں آل خدا اور آل اللہ سے سوال درج ہے، شاہ سرخی کے طور پر عنوان
 باندھا گیا ہے کہ بریلی میں خدائے پاک کی آل پیدا ہوگئی۔ اور اس عنوان کے تحت پہلی سطر میں یہ لکھا ہے کہ۔
 ”بریلی میں ایک مولانا صاحب کا نام آل الرحمن ہے جسے سکرذہن فوراً اس طرف جاتا
 ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی صاحب اولاد ہو گیا“

فقیر کے پاس جتنی کتابیں آل سے متعلق موجود ہیں حوالہ دیدیا ہے اور یہ دلائل و براہین ثابت کر دکھایا کہ آل الرحمن کہنا
 جائز و مباح ہے۔ شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں اور نہ ہی تبادر ذہنی اس طرف کہ خدائے پاک کی آل بمعنی اولاد پیدا ہوگئی۔ یا
 خدائے تعالیٰ صاحب اولاد ہو گیا۔

حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان بفضلہ تعالیٰ اپنے دین دار، متقی، پرہیزگار سنی صحیح العقیدہ مقتدا و مطاع عالم
 تھے جن کے بارے میں بکثرت معتمد علماء اہلسنت کی گواہی موجود ہے۔ ان کو فاسق و فاجر کہنے والے یا لکھنے والے کسی عالم دین
 متین متبع شریعت مطہرہ کی بدگوئی کرنے والے کی نسبت حدیث شریف میں ہے کہ وہ منافق ہے اور فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ
 وہ کافر ہے۔ کتاب التوبخ میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت موجود ہے۔ رسول اعظم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
 ارشاد فرماتے ہیں:

ثلاثة لا يستغف بحقهم الامنافق بين اللفاق ذو الشیبه فی
 الاسلام۔ وذو العلم ومعلم الخیر۔ فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۲۳
 پر مجمع الانہر کے حوالہ سے درج ہے کہ الاستغفاف بالاشراف والعلماء

کفر ومن قال لعالم عوبع اولعلوی علیوی قاصداہہ الاستخفاف
کفر: تو اگر قصداً بطور تحقیر و تنقیص حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو فاسق و فاجر کہا ہے تو
وہ اپنے حکم فقہی دیکھ لے۔

اور پھر انہی رضوی مفتیوں سے استفتاء کر لے کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو بالقصد تحقیر فاسق و فاجر کہنے والے اور
ان کا مذاق اڑانے والے کا کیا حکم ہے تو یقیناً ایسے خود ساختہ مفتی کے لیے بھی توبہ، تجدید ایمان، تجدید بیعت، تجدید نکاح ہی کا حکم
آئے گا جو عند الفقہاء علمائے کرام و مشائخ عظام میں سے کسی ایک کی بھی بدگویی کرے تو وہ شخص فقہاء کے نزدیک مسلمان نہیں
ہے۔ نیز تفسیر خزائن العرفان ص ۶ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب اشرفی مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان نے پیشوایان
دین کا مذاق اڑانے کو کفر لکھا ہے لکھتے ہیں کہ

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام و پیشوایان دین کا تمسخر اڑانا یعنی مذاق بنانا کفر ہے۔ تو ان پر افتراء بدرجہ اولیٰ کفر ہوا۔

مولوی انتخاب قدیری مراد آبادی نے ماہنامہ ”استقامت“ ڈائجسٹ کانپور کے مفتی اعظم ہند نمبر مطبوعہ ۱۹۸۳ء میں
ایک مضمون، مفتی اعظم کے مقدس جنازے کا آنکھوں دیکھا حال تحریر کیا ہے جس میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو مذہبی پیشوا
اور قطب عالم لکھا ہے۔ تو کیا کوئی فاسق و فاجر ہی ان کے مذہب رذیلہ خبیثہ میں (جو مذہب اہلسنت و جماعت سے خارج ہے اور
مولوی انتخاب قدیری کا کوئی نیا دین ہے) جس میں مذہبی پیشوا اور قطب عالم وغیرہ وغیرہ فاسق و فاجر ہوتا ہے۔ بیٹوا شرعاً۔

ایسے ہی جاہل ضال مضل نام نہاد مفتیوں کے بارے میں صحیح حدیث شریف میں ہے کہ

”بغیر علم فتویٰ دیں گے خود گمراہ ہوں گے اور دوسرے کو گمراہ کریں گے“

جواب: [۴] ایسا پیر جو فاسق و فاجر ہو اس کے پیچھے نمازیں پڑھنی مکروہ تحریمی اور اسے امام بنانا گناہ اور اس کی اقتدا

میں پڑھی ہوئی نمازوں کا دہرانا واجب ہے اور اس کی گواہی مردود ہے۔ فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۷۹ میں ہے کہ:

لو قد موافقاً یأثمون بناء علی ان الکراہیۃ کراہیۃ تحریم۔ تبیین

الحقائق میں ہے لان تقدیمہ تعظیہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً:

یعنی علی الاعلان فسق و فجور کرنے والے کو امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے اور فاسق

معلن کی اہانت از روئے شرع شریف واجب ہے۔

نیز ایسا شخص جو علماء کرام و پیشوایان دین کی بارگاہوں کا گستاخ ہو۔ اس کا حکم جواب ۳ سے ظاہر ہے۔

خلافت تو درکنار، وہ اپنے اسلام کے بارے میں سوچے اور جب اس کا اسلام ہی خطرے میں ہے تو وہ کیسا پیر اور کہاں

کی خلافت سب باطل و زائل ہی رہے گا۔ تو اس سے مرید ہونا کیوں کر جائز ہوگا۔ فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص ۷۲ پر پیر کے لیے

شرائط رابع درج ہے:

[۱] سنی صحیح العقیدہ ہو۔

[۲] اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضرورت کے مسائل کتاب سے خود نکال سکے۔

[۳] فاسق معلن نہ ہو۔

[۴] اس کا سلسلہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہے۔

لہذا، خود ساختہ مفتی انتخاب قدیری ہوں یا کوئی اور جب وہ فاسق و فاجر اور پیشوایان دین کی بارگاہوں کا گستاخ ہے جس کا حکم کفر تک پہنچ سکتا ہے تو اس سے مرید ہونا اپنے آپ کو تعزذات میں ڈھکیلنا ہے۔

جواب: [۵] ایسا آدمی جو غیر شرعی افعال و اقوال کا مرتکب ہو۔ وہ مولوی انتخاب قدیری ہوں یا کوئی اور، اور وہ منبر رسول پر بیٹھ کر ہر گز ہر گز دینی و مذہبی وعظ نہیں کر سکتا ہے۔ اس سے اس وقت تک وعظ نہ کرائیں جائیں جب تک علی الاعلان توبہ نہ کریں۔

علماء دین، اسلاف کرام، بزرگان ملت جن کی ولایت و تقویٰ و ورع و متبع شریعت عزاء ہونے پر اجماع ہے۔ ان کی توہین کرنے والے کا حکم فسق و فجور تک پہنچتا ہے، ایسے بدتروں سے میل ملاپ وہی کرے گا جو خوف خدا اور شرم نبی نہیں رکھے گا۔ واللہ الہادی الی صراط السبیل وهو الموافق

کتبہ فقیر محمد ناظر اشرف پور نوی

خادم: دارالافتاء دارالعلوم احمدیہ بغدادیہ

محلہ شطرنجی پورہ، ناگپور ۸ مہاراشٹر، ۲۳ جمادی الآخر ۱۴۱۵ھ

دستخط علمائے کرام و مقتنیان عظام

الجواب صحیح: ابوالقیس مصباحی دارالعلوم امجدیہ ناگپور ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: محمد کمال الدین قدیری مدرس دارالعلوم بغدادیہ،

الجواب صحیح: سید محمد حسینی اشرفی مصباحی، چیف ایڈیٹر ”ماہنامہ سنی آواز ناگپور“

الجواب صحیح: محمد عابد حسین مدرس دارالعلوم بغدادیہ / مستقیم احمد رضوی، مدرس دارالعلوم بغدادیہ

الجواب صحیح: محمد خیر الحق رضوی، آصف آباد (آندھرا)

الجواب صحیح: محمد عبدالرحمن رضوی

الجواب صحیح: احقر غلام مصطفیٰ خاں رضوی

الجواب صحیح: محمد عتیق الرحمن / محمد نذیر احمد / عبدالمنان رضوی

الجواب حق: محمد عبدالرشید رضوی جہلپوری / سید قمر علی قادری / غلام یزدانی رضوی شانتی نگر۔ ناگپور۔

الجواب ما حسن الجواب: محمد تراب الدین رضوی، خادم دارالعلوم غوثیہ رضویہ، ناندریڑ۔

شہزادگان ریحان ملت غیر سنجیدہ ہیں؟

کچھ چھوی فرقہ ضالہ کے ایک ستون غازی مولوی ہاشمی نے سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے لیکر جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی اختر رضا خاں مدظلہ العالی تک جو بغض و عناد میں چور ہو کر جو بہتان طرازیوں اور توہینوں کی ہیں جس سے ہر شریف النفس سنجیدہ انسان کا دل تڑپ اٹھا۔ جب انہوں نے یہ محسوس کر لیا کہ ہم نے مقدور بھرازہری صاحب قبلہ پر لفظ ”کملی“ کی آڑ میں اتہام و بہتان طرازی اور مردم آزاری سے ان کی عزت و آبرو پر حملہ کیا، اس کے بعد ایسا نہ ہو کہ عوام اہلسنت شہزادگان ریحان ملت کی طرف ٹوٹ پڑیں۔ اس لیے کہ ہمیں بریلی کی مرکزیت کو توڑنا ہے اور شہزادگان اعلیٰ حضرت اور خانوادہ اعلیٰ حضرت کی عزت و آبرو سے کھیل کر انہیں ذلیل و رسوا کرنا ہے۔ اس لیے انہوں نے ہر وہ ہتھکنڈہ استعمال کیا جس سے اکابر علماء اہلسنت اور خانوادہ رضویہ کے شہزادے ذلیل و رسوا ہوں۔ حضرت ازہری صاحب قبلہ پر ناروا حملوں کے بعد ابتدائی منزل میں ہی سہی شہزادگان ریحان ملت کی بھی تحقیر و تذلیل کی جیسا کہ مولوی ہاشمی نے ”کملی“ میں لکھا ہے:

”نیز موجودہ اہل سودا گران بریلی کے نو خیز شہزادوں کی غیر سنجیدگی سے اتنے مایوس ہیں کہ وہ صرف اپنی ذات کو متمول و مالدار بنانے کے لیے پہلے جنگ کا ماحول بناتے ہیں پھر اعلان جنگ کرتے ہیں پھر معتقدوں سے آلات جنگ خریدنے کے لیے اپیل کرتے ہیں۔ (کملی)

مذکورہ بالا حوالے سے صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف انہیں حضرت ازہری صاحب قبلہ کی تحقیر و تذلیل مقصود نہیں بلکہ ان کے ساتھ شہزادگان ریحان ملت بھی ان کے نشانے پر ہیں، صاف یہ لکھ دیا کہ (مولانا اختر رضا خاں صاحب قبلہ کو موجودہ اہل سودا گران بریلی کی نو خیز شہزادوں (یعنی شہزادگان ریحان ملت) کی غیر سنجیدگی (یعنی ان کی تلون مزاجی، ناعاقبت اندیشی وغیرہ جو بھی مراد لیجئے ان سے مولانا ازہری صاحب اتنے مایوس ہو چکے ہیں کہ وہ صرف اپنی ذات کو متمول و مالدار بنانے کے لیے جنگ کا ماحول بناتے ہیں پھر اعلان جنگ کرتے ہیں۔ پھر معتقدوں سے آلات جنگ خریدنے کے لیے اپیل کرتے ہیں۔

یہ وہ خلاف شرع الزامات اور بہتان طرازیوں ہیں جن کو ایک بھی سنی برداشت نہیں کر سکتا چہ جائیکہ خانوادہ رضویہ کے اونچے ظرف کے شہزادے اس کو کیسے بھلا سکیں گے ان کی خاندان کی شرافت اور ان کا صبر ہے کہ انہوں نے اس کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی۔

کچھ چھوی مردم آزار اور فجار فرقہ ضالہ والوں کے بارے میں بریلوی کا کوئی فرد غازی مولوی ہاشمی اور مولوی مدنی کچھ چھوی اور ان کے ہم عقیدہ و ہم مسلک فرقے والوں کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ انہیں بریلی بلائیں اور عرس اعلیٰ

حضرت کے ذمہ دار اسٹیج سے ان کی تقریر کروائیں، یہ سراسر مسلک اعلیٰ حضرت پر ظلم ہوگا۔
 ہندوستان کے سنی حضرات اس افواہ پر قطعی دھیان نہ دیں کہ عرس اعلیٰ حضرت کے موقع پر تقریر کے لیے کچھ چھوی
 برادران کو دعوت دی گئی تھی، یہ صرف پروپگنڈہ ہو سکتا ہے کچھ بھی ہو شہزادگان ریحان ملت اتنے سنجیدہ اور متین ہیں کہ ان سے
 ایسی کوئی حرکت نہیں ہو سکتی جس سے بریلی کی مرکزیت کمزور ہو، اہلسنت کو یہی امید ہے کہ شہزادگان ریحان ملت اپنی تمام تر روٹی
 قائدانہ صلاحیت کے ساتھ اہلسنت کو متحد رکھیں گے اور گمراہ کچھو چھوی برادران کو اپنے سے قریب نہیں ہونے دیں گے۔
 اگر یہ شہزادے ازہری صاحب قبلہ کی سرپرستی میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح مضبوط ہو جائیں تو یہ طوفان ان کے
 قدموں پر سرچٹک کر دم توڑ دے گا۔ اہلسنت کو بریلی کے ہر شہزادے سے بڑی بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔

ماہنامہ سنی آواز نومبر دسمبر ۱۹۹۵ء

سونے والو جاگتے رہیو (گل و برگ)

اسلامیان ہند کے لئے وہ گھڑی انتہائی سخت تھی کہ جب اکابر علماء دیوبند، مولوی قاسم نانوتوی مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی خلیل احمد انیسٹھوی کی کفری عبارتوں کی اشاعت بڑے زور و شور سے ہونے لگی تھی۔ اپنی پوری طاغوتی طاقت کے ساتھ مسلمانان ہند کو گمراہ کیا جا رہا تھا۔ اگر سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی کا وجود مسعود نہ ہوتا۔ انگریز حکومت کے اشارے پر اٹھائے ہوئے قتلوں کا شکار ہو کر پورا براعظم ایشیاء بالخصوص ملک ہند خالص نجد بن گیا ہوتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی شکل میں دین اسلام کی لاج رکھ لی۔ آپ نے اکابر علماء دیوبند کی کفری عبارات کا بروقت محاسبہ فرمایا جہاں تک ہو سکا آپ نے ان اکابر دیوبند کو کفر و ارتداد سے بچانے کے لیے ہر ممکن تاویل سے کام لیا فقہائے کرام کے اصول کے بجائے علمائے متکلمین کی راہ اختیار فرمائی کافی سالوں تک بحث و تحقیق کا سلسلہ جاری رکھا۔ علماء متکلمین کے اصول پر کہیں سے بھی سو پہلوؤں میں ایک پہلو بھی اسلام کا نکل آئے تو انہیں کفر سے بچا لیا جائے جب آپ نے اپنی کل علمی بصیرت سے علماء متکلمین کے طریقے پر جانچا پرکھا۔ ہائے انفس کئی سالوں کی بحث و تحقیق و تدقیق کے بعد بھی مذکورہ علماء دیوبند کی ان کفری عبارات سے ایک پہلو بھی اسلام کا نہ نکل سکا تب آپ نے ان کفری عبارات کا شرعی محاسبہ کرنے کے بعد صرف شرعی احکام کے نفاذ اور مسلمانوں کو کفر و ضلالت سے بچانے کے لئے کامل جذبات ایمانی کے ساتھ بلا خوف و لومۃ لائم ان کفری عبارات پر شرعی احکام کا نفاذ فرمایا اور ان کفری عبارات کی عربی کر کے علماء حرمین کی بارگاہ میں پیش کیا۔ اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی دریافت ایمانی ملاحظہ فرمائیے کہ عربی کے ترجمہ میں اس بات کا پورا پورا خیال رکھا کہ اس کا اردو میں ترجمہ کیا جائے تو ترجمہ میں وہی عبارت نکلے جو مذکورہ علماء دیوبند نے اپنی اپنی کتابوں میں تحریر کی ہے، صرف مفہوم و مطلب سے کام نہیں لیا پھر ان عبارات کو علمائے حرمین کی بارگاہ میں پیش کیا۔ علماء حرمین نے کافی غور و خوض و بحث و تحقیق کے بعد ان عبارات کی بنیاد پر قائلین پر حکم کفر و ارتداد عائد کیا اور علماء حرمین کے فیصلے اور حکم کفر پر پورے عرب و عجم کے علماء کا اتفاق ہو گیا، یعنی علماء دیوبند کی کفری عبارتوں کی بنیاد پر قائلین کے کفر و ارتداد ہونے پر اجماع امت ہو چکا، تب سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ نے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کو گمراہی و کفر و ارتداد سے بچانے کے لیے حسام الحرمین کی شکل میں علماء عرب و عجم کے فیصلوں کی پورے ملک میں اشاعت کی۔

علمائے دیوبند کی ریشہ دوانیاں

جب حسام الحرمین کی اشاعت ہونے لگی تو علماء دیوبند بلبلا اٹھے پھر انہوں نے مکرو فریب کی نئی راہ اختیار کی۔ مولوی غلیل احمد انیسٹھوی اور ان کی ذریت نے علماء حرمین کے پاس نئے نئے فتنے برپا کرنے کی کوشش کی کہ مولانا احمد رضا صاحب نے حسام الحرمین میں علماء دیوبند کی کتب سے جو حوالے دیے ہیں وہ صحیح نہیں ہیں، بلکہ صحیح عبارات یہ ہیں کہ ان فتنہ انگیز علماء دیوبند نے اپنی کفری عبارات کو بدل دیا ایسی عبارتیں گڑھ لیں جس سے قائلین پر حکم کفر عائد نہیں ہوتا چنانچہ ”المہند“ علماء دیوبند کی شرارتوں اور کذب و افترا خباثت و رذالت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ یہ دھاندلی چھپنے والی نہ تھی کفری عبارت سے بھری کتابوں کی اشاعت برسوں سے ہو رہی تھی۔ ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر ملک و بیرون ملک میں عام ہو چکی تھیں۔ آخر کار علماء حرمین پر بھی ان مکاروں کے مکر کا جادو نہ چل سکا۔ علماء حرمین و دیگر ممالک کے علماء ان کے مکرو فریب سے آگاہ ہو گئے پھر ہر طرف سے نفرت و پھینکار ہونے لگی اس محاذ پر بھی ناکام ہونے کے بعد بیجا تاویلات کا سہارا لیا گیا، سیدنا علی حضرت امام احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ عنہ کے بعد آپ کے خلفاء و شاگرد اور سیکڑوں علماء اہل سنت نے بے شمار کتب تصنیف کر کے ان کی بیجا تاویلات کے تار و پود بکھیر دیئے، علماء دیوبند کی جانب سے ان کفری عبارات کو بے داغ ثابت کرنے اور اسکو پورے ملک میں پھیلانے کی ناپاک جسارت پورے زور و شور سے کی جانے لگی تو علماء اہل سنت نے عوام اہل سنت کو گمراہی کفر و ضلالت سے بچانے اور احقاق حق و ابطال باطل کے لیے مناظروں کا سہارا لیا چنانچہ ہندوستان کی سر زمین پر تاریخ گواہ ہے ایسے ایسے زبردست مناظرے ہوئے ہیں کہ کچھ صدی پیشتر پچھلے دور میں اتنی کثیر تعداد میں مناظرے شاید ہی ہوئے ہوں۔ خدا کا فضل و احسان ہے کہ اس محاذ پر بھی ہر جگہ اہل سنت ہی کو فتح نصیب ہوتی رہی اور باطل کا منہ کالا ہوتا رہا اس سلسلہ میں حضرت مولانا سہارنادر احمد صاحب لالپوری اور شیریشہ اہل سنت مولانا حشمت علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وجود علماء دیوبند کے لئے قہر الہی تھا۔ آپ نے ایک تاریخ مرتب کر دی آخر کار علماء دیوبند میں بڑے بڑے۔ جفا دیوں نے مناظرے کی لنگوٹ اتار کر پھینک دی ان میں بہت سارے مرکز مٹی میں مل گئے۔ ان میں سے مولوی منظور نعمانی کی ایک ذات بچی ہوئی ہے آج بھی مناظرے کے نام سے ان کا رواں رواں کانپ اٹھتا ہے۔

سب و شتم کے ساتھ اتحاد و اتفاق کی دہائی

پھر ایک دور ایسا بھی آیا کہ ہندوستان میں بڑے بڑے مایہ ناز علماء اہل سنت کو گالیاں دینے کے لیے ملک میں چھوڑ دیئے گئے رات و دن جلسوں اور محفلوں میں علماء اہل سنت کو بالخصوص سیدنا علی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سب و شتم کرنا اور ان حضرات کے خلاف بہتان تراشی ان دیوبندیوں کا خاص مشغلہ بن گیا۔ علماء اہل سنت نے ان کی اس رذالت و کمینگی کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی۔ جب یہ دیکھا کہ یہ طبقہ برابر علماء اہل سنت پر کیچڑا چھال کر ان کے تمسخر کے ساتھ معمولات اہل سنت کو شرک و بدعت کہہ کر ان کا رد و ابطال کرنے اور اپنے اکابر علماء دیوبند کی کفری عبارتوں پر پردہ ڈالنے کی ناپاک جسارت کر رہا ہے تو مجبوراً علماء اہل سنت نے ان کا جواب جلسوں اور رسالوں کی شکل میں دینا شروع کیا تو انہیں دیوبندیوں، وہابیوں میں کا ایک طبقہ جو اپنے آپ کو غیر جانبدار اور قوم کا

ہمدرد غنوار بن کر سامنے آتا رہا اب یہ طبقہ ہر جگہ ہر محفل اور ہر شہر ہر دیہات میں یہ شور مچانا شروع کیا کہ ”کافر کافر نہ کہو“ یہ مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کا زمانہ ہے، آپس میں تفرقہ نہیں ڈالنا چاہیے، ہم اقلیت میں ہیں اس طرح کے فروعی مسائل میں لڑکر اور بھی اقلیت میں ہو جائیں گے۔ تمام کلمہ گو ایک دوسرے کو برا بھلا کہے بغیر آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بن کر رہنا چاہیے، فرقہ اور مسلک و عقیدے سے ہمیں کیا مطلب ہے۔ تمام فرقے اور مسلک کلمہ گو ہونے کی وجہ سے سب برابر ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اس طرح یہ فرقہ علماء اہل سنت کو تفرقہ اور پھوٹ ڈالنے والا ثابت کرنے کے لئے بھرپور کوشش کرتا رہا ان کا یہ حبا دو پورے ملک میں چل گیا۔ صلح کلیوں اور نیچریوں نے اس کو خوب ہوا دی ان کا سارا زور علماء اہل سنت کے منہ کو بند کرنے اور کتب فقہ کی اشاعت مسدود کرنے میں خرچ ہونے لگا تھا۔ علماء دیوبند کا وہ طبقہ جو علماء اہل سنت کا تمسخر اور انہیں سب و شتم کرنا اپنا مشغلہ بنا رکھا ہے وہ برابر اپنا کام کرتا رہا بلکہ اس طبقے نے اپنے اس کام میں شدت پیدا کیا۔ اس طبقے کی ان نازیبا حرکات کی وجہ سے پورے ملک میں اختلاف و انتشار کی آگ بھڑک اٹھی۔ اسکے شعلوں سے پورا ملک لپیٹ میں آ گیا اس طبقے کو اسی میں مزہ آنے لگا۔ وہ لوگ جو اتفاق و اتحاد کی دہائی دیکر قوم مسلم کے تفرقہ اور اختلاف و انتشار کے غم میں گھلے جانے والے علماء دیوبند کی ان نازیبا حرکات پر ایک حرف بھی کہنے کی جرأت نہ کر سکے بلکہ اس طبقے نے سب و شتم کرنے والے علماء دیوبند کی کافی ہمت افزائی کی، جب مجبور ہو کر صرف قوم کو گمراہیت سے بچانے کے لئے علماء اہل سنت اپنی تحریر و تقریر کے ذریعہ انکار و ابطال کریں تو اتحاد و اتفاق کی دہائی دینے والا وہی طبقہ قوم کے سامنے اتحاد و اتفاق کی دہائی دیکر پہنچ جاتا ہے۔ بلکہ علماء اہل سنت کو بدنام کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور آج بھی یہ کام برابر جاری ہے۔ علماء اہل سنت ان کی پرواہ کئے بغیر برابر اپنے مسلک کی اشاعت اور احقاق حق و ابطال باطل میں لگے رہے۔ ابھی بھی اسی میں مصروف ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اسی طرح رد و ابطال ہوتا رہے گا۔

کف لسان کا فتنہ

وہا بیان زمانہ نے ہر دور میں عوام اہل سنت کو گمراہ و بددین کرنے کے لئے کئی محاذ کھول رکھا ہے۔ ان میں زبردست فتنہ اکابر علماء دیوبند کہ جن پر ان کی کفری عبارات کی بنیاد پر تمام عالم اسلام کے علماء کرام بالخصوص علماء عرب نے کفر و ارتداد کے شرعی فتوے صادر فرمایا تو عوام کو کفر و ارتداد میں پھانسنے کے لئے بیجا تاویلات کا سہارا لیا اسی سلسلے کی ایک کڑی کف لسان ہے یعنی اکابر علماء دیوبند کو ان کی کفری عبارات کے باوجود کافر کہنے سے زبان کو روک رکھیں یہ فتنہ برسوں سے چل رہا تھا۔ علامہ ظفر ادیبی کی شکل میں اہل سنت کی عظیم دینی درس گاہ دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور یو پی ہی سے اس فتنے کی آگ بھڑکنے لگی۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ۱۹۶۳ء سے ۱۹۶۵ء تک میرے زمانہ طالب علمی میں یہ بات اچھی طرح پھیل چکی تھی کہ علامہ ظفر ادیبی اکابر علماء دیوبند کی کفری عبارتوں پر کف لسان کرتے ہیں اور کسی کی تردید نہیں کرتے بلکہ تردید کرنے والوں کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے یہ بھی مجھے یاد ہے بہت سہل انداز سے مسلک اعلیٰ حضرت سے برگشتہ کرنے کی طلبہ کے سامنے جرات بھی کیا کرتے تھے۔ مثلاً لفظ مسلک اعلیٰ حضرت کا تمسخر اور حسام الحرمین کے بارے میں صاف طور پر کہنا کہ حسام الحرمین نص قطعی تو نہیں ہے۔ اللہ

تعالیٰ نے چار کتابیں نازل فرمائی ہیں۔ بھائی لوگوں نے سمجھ لیا کہ پانچویں کتاب حسام الحرمین ہے، اس قسم کی باتوں سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ آنجناب اکابر علماء دیوبند کی کفریات و شیر مادر یا مزیدار حلوہ سمجھ رکھا ہے۔ مجھ جیسے چند طلبہ بلکہ اکثر طلبہ انہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے میرے ۱۹۶۶ء میں فراغت کے بعد وہ واقعہ سامنے آ گیا کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی کفری عبارتوں پر علامہ فضل حق خیر آبادی اور علامہ فضل رسول بدایونی اور دیگر علماء اہل سنت کا دہلوی پر کفر و ارتداد کا فتویٰ صادر کرنے کے بعد باوجود اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ کے کف لسان فرمانے کو دلیل بنا کر اکابر علماء دیوبند کی کفری عبارتوں پر کف لسان اختیار کرنے کا زبردست فتنہ کھڑا کیا۔ میرے استاد محترم حضرت حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور تمام اساتذہ دارالعلوم اشرفیہ اور ہندوستان کے اکابر علماء اہل سنت فوراً اس فتنے کی طرف متوجہ ہو گئے کفر لزومی و التزیمی کی بحثیں چل پڑیں، آخر کار تمام علماء اہلسنت نے اس فتنے کا زبردست مقابلہ کیا اور اپنی علمی صلاحیتوں سے اس کا رد و ابطال فرمایا۔ آخر کار یہ فتنہ دب گیا۔ میرے استاد گرامی حضرت حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دنیاۓ سنیت پر بہت بڑا احسان فرمایا کہ اپنی پوری ایمانی جرأت کے ساتھ اس فتنے کی سرکوبی فرمائی یہی نہیں بلکہ علامہ ظفر ادیبی کو دارالعلوم اشرفیہ سے ہمیشہ کے لئے سبکدوش فرمایا اسکے بعد حضرت حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلاف جو فتنے اٹھے ہیں اسکی مستقل تاریخ ہے ان فتنوں کا مقابلہ کرنا اور ان کا سد یاب کرنا یہ حضرت حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کے حصے میں تھا اور آپ ہی کا دل و گردہ تھا کہ اتنی زبردست فتنہ انگیزیوں اور حوادثات کا مقابلہ کیا اور اشرفیہ مبارکپور کو اس طرح استحکام بخشا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب کسی زبردست سے زبردست سیلاب گمراہیت و ضلالت سے اشرفیہ مبارکپور کا کچھ بگڑ نہیں سکتا حضرت حافظ ملت کا اس ادارہ کو شہرت دوام کے ساتھ مرکزی و دینی و علمی و عالمی درس گاہ کی شکل میں اس کو مستحکم کرنا، اسکی تاریخ بہت طویل ہے اسکا موضوع نہیں ہے کہ اس پر بحث کی جائے مجھے صرف کف لسانی کے فتنے کی طرف اشارہ مقصود ہے۔

مولوی خلیل بدایونی کا فتنہ

مولوی خلیل بدایونی کس گرگٹ صفت اور عجوبہ روزگار شخصیت کا نام ہے اسکو جاننے کے لئے آنجناب کی حماقتوں اور جہالتوں سے بھری ہوئی کتاب ”انکشاف حق“ کے رد و ابطال میں استاد محترم عمدة المحققین حضرت علامہ مولانا مفتی عنایہ محمد خاں صاحب قبلہ مفتی اعظم مہاراشٹر کی کتاب ”عجائب انکشاف“ دارالعلوم امجدیہ گانج کھیت ناگپور کے پتے پر حاصل کر کے ضرور اسکا مطالعہ کریں اس کتاب کے مقدمے کے ص ۱۸ سے ص ۲۲ تک کے صفحات میں آگاہی آنجناب کی رنگ بدلتی زندگی کے چار رنگوں کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کب اور کونسا رنگ اختیار کیا ہے، ہر رنگ میں مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف کون کون سی فتنہ انگیزی کا فرما تھی ضرور اسکو ملاحظہ فرمائیں۔

حماقت مآب مولوی خلیل بدایونی نے کف لسان کا فتنہ کھڑا کرنے سے پہلے کتنے رنگ بدلے ہیں آپ کو وہیں اندازہ ہوگا بہر صورت دنیاۓ سنیت میں فتنہ خلیلی زبردست فتنہ تھا۔ آنجناب نے اپنی خود ساختہ علمی و حاک سے کف لسان کا ایسا زبردست فتنہ کھڑا کیا کہ اچھا خاصا ایک گروپ تیار ہو گیا، اس فتنے کے بعد ہندوستان میں تین گروپ بن گئے۔ پہلا گروپ

اہلسنت و جماعت کا کہ اکابر علماء دیوبند کو ان کی کفری عبارتوں پر انکو کافر و مرتد تسلیم کرنے والا، ان کے مقابلے میں وہابیوں اور دیوبندیوں کا گروپ باوجود ان کے کفریات کے اکابر علماء دیوبند کو مسلمان تسلیم کرنے والا۔ اور تیسرا گروپ کف لسان والا اس تیسرے گروپ کا فتنہ صلح کلیوں اور اپنے آپ کو نیوٹرل کہلانے والوں کو بہت پسند آیا اہلسنت کے مقابلے میں یہ فتنہ ملک ہند میں بہت تیزی سے پھیلنا شروع ہوا۔ اچھے خاصے لوگ اس فتنے میں پھنسنے لگے علماء اہلسنت کے اس فتنے کی سرکوبی کی بہت کوشش کی اسکے بارے میں بحثیں بھی ہوئیں۔ لیکن معلوم نہیں قدرت کو کیا منظور تھا گفتگو کا یہ سلسلہ خاطر خواہ کسی نتیجے تک نہیں پہنچ سکا اس پر مولوی خلیل بدایونی اپنی اس نازیبا حرکت پر اور جبری ہو گیا۔

علمائے اہلسنت کا رول

اکابر علماء اہلسنت نے حتی المقدور کوشش کیں کہ مولوی خلیل بدایونی راہ راست پر آجائے اس پر حضرت علامہ مولانا مفتی شاہد رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی قابل مبارکباد ہیں آپ کی طرح اور چند علمائے اہلسنت کے بھی دنیائے سنیت پر احسانات ہیں مولوی خلیل بدایونی کو راہ راست پر لانے کی بہت کوشش کی اس لئے کہ مولوی خلیل بدایونی جوانی سے بڑھاپے تک کے زمانے میں اکابر علماء دیوبند کو کافر و مرتد کہنے میں گذار رہا بلکہ انہوں نے علماء دیوبند پر حکم کفر لگانے میں علماء اہل سنت سے زیادہ شدت اختیار کر رکھی تھی۔ وہابیوں اور دیوبندیوں نے کھلے عام مناظرے بھی کئے تھے۔ آخر اس بڑھاپے میں یہ کونسا رنگ چڑھ گیا کہ اب اخیر زمانے میں کف لسان (یعنی کافر کہنے میں خاموشی اختیار کرنے) کا فتنہ کھڑا کیا علماء اہل سنت نے کئی سالوں تک بحث و تمحیص کے بعد یہی مناسب سمجھا کہ یہ پاگل معلوم ہوتا ہے لہذا اسکو اسی کے حال پر چھوڑ دیا جائے، ”لیکن حقیقت یہ تھی کہ یہ پاگل نہیں تھا“ بلکہ دیوانہ بکا سرخویش ہوشیار“ کے مصداق یہ فرانٹ اپنی مستحکم تحریک کو آگے بڑھانے کے لئے اپنی پوری قوت کو حرکت میں لے آیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہندوستان کے بعض حصوں میں اسکا اچھا خاصا رنگ جم گیا بالخصوص بدایوں اور اسکے آس پاس کے علاقوں میں اسکے علم کی مصنوعی دھاگ بیٹھ گئی ہزاروں اسکے مرید ہو کر اسکے دام قریب میں پھنسنے لگے۔

حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خان صاحب قبلہ کی توجہ

استاد محترم حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خان صاحب قبلہ سربراہ اعلیٰ دارالعلوم امجدیہ ناگپور نے مولوی خلیل بدایونی سے کف لسان کے موضوع پر ناگپور سے خط و کتابت کا آغاز فرمایا، حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خان صاحب قبلہ مدظلہ العالی اور مولوی خلیل بدایونی کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی ہے وہ تاریخی اہمیت کی حامل ہے جو حضرت علامہ موصوف کی تصنیف ”عجائب انکشاف“ کے مقدمہ میں چھپ چکی ہے۔

حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خان صاحب قبلہ نے صرف اعلاء کلمۃ الحق اور مسلک اہل سنت کی اشاعت اور احقاق حق و ابطال باطل کے لئے بلا خوف و لومۃ لائم مولوی خلیل بدایونی سے ٹکرانے کا عزم محکم کر لیا خط و کتابت میں مولوی خلیل بدایونی کا جو حشر ہوا ہے آپ ”عجائب انکشاف“ حصہ اول کے مقدمہ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ آخر کار اس پرانے گھاگ دیوبندی کا سارا غرور علم

خاک میں مل گیا، پھر حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خان صاحب قبلہ مدظلہ نے مولوی خلیل بدایونی کو مناظرہ کرنے پر مجبور کیا، مناظرے کے لئے حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خان صاحب قبلہ نے اہل سنت کی طرف سے جن علماء کرام کو تکلیف دہی ان حضرات میں فقیہ عصر حضرت علامہ مولانا مفتی شریف الحق صاحب قبلہ محدث کبیر حضرت علامہ مولانا ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ حضرت علامہ مولانا مفتی مشاہد رضا خان صاحب قبلہ، استاذ محترم حضرت علامہ مولانا محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ مہتمم دارالعلوم امجدیہ ناگپور، حضرت مولانا مفتی محمد منصور صاحب مفتی دارالعلوم امجدیہ، اور مولانا شریف خان صاحب قابل ذکر ہیں۔

اس موقع پر بھی بعض علماء اہل سنت نے یہی مناسب سمجھا کہ اس شخص سے بالکل منہ نہ لگایا جائے اسکی ساری بکواس اس ایک پاگل کی بڑے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی، لیکن حضرت مفتی غلام محمد خان صاحب قبلہ جداگانہ نظر رکھتے ہیں کہ اس ظالم کو پاگل سمجھ کر یوں ہی پیچنک دینا گویا کہ ہندوستان میں ایک نئی جماعت کو جنم دینا ہے۔ چنانچہ اس شخص نے اکابر علماء دیوبند کی کفری عبارتوں کو حق ثابت کرنے کے لئے مناظرہ میں علماء دیوبندی کے بیجا تاویلات کا سہارا لیا، اس وقت سمجھو نے جان لیا کہ یہ شخص واقعی پرانا فرانت وہابی و دیوبندی ہے۔ مناظرہ میں شکست فاش ہونے کے بعد شہر بدایوں میں اس ظالم کی اس قدر رسوائی ہوئی کہ وہ بہت عبرت ناک ہے۔ سیکڑوں لوگ اسکی مریدی سے جدا ہو گئے کئی لوگوں نے تجدید ایمان کیا آخر کار اس بہرہ پے کو شہر بدایوں چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہونا پڑا۔ اسکے بعد اس غارت گرد دین و ایمان نے پھر ایک بار زبردست حماقت کی کہ اس نے علماء دیوبند کی کفری عبارتوں کو حق ثابت کرنے اور مسلک اعلیٰ حضرت کو بدنام کرنے کے لئے ایک رسوائے زمانہ کتاب انکشاف حق لکھ مارا، جب یہ کتاب چھپ گئی تو اہل سنت میں بے چینی پھیل گئی اس مرتبہ بھی بعض علماء اہل سنت نے یہی کہا کہ اسکے روکے رکھنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ یہ فتنہ خود بخود اپنی موت آپ مر جائے گا بلکہ بعض علماء اہلسنت اس کتاب کے انداز بیان کو دیکھنے کے بعد مسکت ہو کر رہ گئے کہ اس کا سد باب کس طرح سے ہوگا۔ خدائے تعالیٰ نے ہر طاغوتی طاقت کی سرکوبی کے لئے اپنی قدرت سے ایک ایسی شخصیت کو ضرور پیدا فرمایا ہے کہ حقیقی معنوں میں اسکی وجہ سے اس سرکش کی ذلت و رسوائی ہوازل ہی سے یہ سنت الہیہ جاری ہے اسکی ایک طویل داستان ہے بہر صورت مولوی خلیل بدایونی کی سرکوبی کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خان صاحب قبلہ مدظلہ العالی کو پیدا فرمایا چنانچہ آپ نے اپنی کامل علمی توانائیوں اور خدا داد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر ایسا مدلل و مسکت رو فرمایا کہ زمانہ دیکھ کر حیرت میں پڑا ہوا ہے۔ اہلسنت حسرت و شادمانی سے جھومے جا رہے ہیں اور باطل رسوا ہو کر اہل حق سے منہ چھپا رہا ”عجائب انکشاف“ کی شکل میں یہ جواب منظر عام پر آچکا ہے۔ استاذ محترم حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خان صاحب قبلہ نے پوری جماعت اہلسنت کی طرف سے فریضہ حق ادا کر دیا پہلا حصہ جو ۳۲۰ صفحات پر مشتمل ہے چھپ چکا ہے اور دوسرا حصہ تقریباً اتنے ہی صفحات پر ہوگا زیر طبع ہے بہت جلد انشاء المولیٰ تعالیٰ وہ بھی زیر طبع سے آراستہ ہو کر ملک میں خراج تحسین حاصل کرے گا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی اور اسماعیل دہلوی

مولوی اسماعیل دہلوی کے کف لسان کے معاملہ کو لیکر مولوی ظفر ادیبی نے برسوں پہلے اعلیٰ حضرت کے خلاف ایک شورش برپا کی تھی، اس وقت کے معتمد و مستند علماء کرام نے سنجیدہ و مسکت جوابات سے اس فتنے کو دبا دیا تھا۔ پھر مولوی خلیل بدایوں نے اپنی کتاب، ”انکشاف حق“ میں اسی بات کو ابھارا۔ عمدۃ المحققین استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب، مفتی اعظم مہاراشٹر، نے ”عجائب انکشاف“ جیسی عظیم تصنیف سے اس کو کفر کر دار تک پہنچایا۔ پھر مراد آباد کا عجوبہ روزگار جہل و پندار و صفت جاموسیت سے آراستہ بدخلق انسان مولوی انتخاب مداری نے اپنی کم علمی و نادانی سے اعلیٰ حضرت کی شان ارفع میں گستاخی و بے ادبی کی انتہا کر دی۔ اس کی ایک عبارت ملاحظہ کیجئے۔ اس کی دریدہ دہنی پر لعنت بھیجیے، وہ لکھتا ہے:

”مجھے احمد رضا بریلوی کے نام سے گھن ہو گئی ہے اور جب میں نے بخوبی سمجھ لیا ہے کہ

حضرت علامہ عبدالقادر بدایونی اور علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان نے

اسماعیل دہلوی کو کافر لکھا ہے اور یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ جو اسماعیل دہلوی کو کافر نہ

جانے وہ بھی کافر ہے اور احمد رضا بریلوی نے اسماعیل دہلوی کو کافر نہیں لکھا، کف لسان

کیا ہے، منہ بند رکھا ہے، اسماعیل دہلوی کو کافر کہنے میں اس کی زبان گنگ ہو گئی ہے تو

بدایوں و خیر آباد کے فتوے کی روشنی میں احمد رضا کے ایمان پر سوالیہ نشان لگ گیا ہے

کہ احمد رضا مسلمان بھی ہے کہ نہیں۔“ (ہفت روزہ، ندائے اہلسنت، مراد آباد، ۱۸

ستمبر ۱۹۹۸ء)

انتخاب قدری نے اعلیٰ حضرت پر یہ الزام لگایا کہ آپ نے اسماعیل کو اس کی کفری عبارات کے باوجود کافر نہیں لکھا اور کف لسان کیا، انہیں باتوں پر مجھے گفتگو کرنی ہے۔

[۱] پہلا الزام مولوی اسماعیل کو سٹری گندہ عبارات کے باوجود کافر نہیں لکھا، اس پر ہماری عرض ملاحظہ کیجئے:

اعلیٰ حضرت نے اسماعیل کو فقہی روشنی میں جن الفاظ سے کافر لکھا ہے۔

دیوبندی وہابی آج تک بلبلارہے ہیں۔ اس مسئلہ میں وہابیہ نہ تو علامہ عبدالقادر بدایونی اور نہ علامہ فضل حق خیر آبادی وغیرہم علیہم الرحمۃ کا نام لیتے ہیں، صرف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی شان ارفع میں قدیری جیسی بدتمیزی کرتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے علماء متکلمین کی راہ سے ہٹ کر فقہاء کرام کی روش پر جب کلام کرتے ہیں تو سخت الفاظ استعمال فرماتے ہیں، اس کو دیکھیے:

”کلمہ گوئی عذر جوئی کو مرد و پھر ایسا ہاں انکے کفر سابق مخفی کی بحث نہیں کہ قد کفر تم بعد ایمان کم: فرمایا ہے مسلمان ہو کر کافر ہو گئے سنہ کہ قل کنتم کافرین: تم پہلے ہی کافر تھے۔“ (الکوئۃ الشہابیہ ص ۸)

مذکورہ ارشاد میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اسماعیل دہلوی کی کفری عبارت کے دیکھنے کے بعد یہ عذر نہ کرے کہ وہ کلمہ گو ہے، جب کفر کا ہے۔ اس کی کلمہ گوئی کام نہ دے گی وہ کافر ہی رہے گا اس کی کلمہ گوئی کو مرد و پھر ایسا گیا۔ ارشاد خداوندی کو پیش کر کے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ تم مسلمان تھے (یعنی اسماعیل دہلوی وغیرہ) پھر کفر کیا، کفر کے بعد تم کافر ہو گئے۔ اسی طرح مولوی اسماعیل دہلوی پر یہ تاویل کام نہ دے گی کہ وہ کلمہ گو ہے، کفر بکتار۔ ہے چونکہ وہ کلمہ گو ہے، مسلمان بھی رہے گا پہلے مسلمان تھا پھر کفر کیا اس کے بعد وہ کافر ہو گیا، ایسے ہی تمام مرتدوں کا حکم ہے۔ اسکے بعد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

”اس آیت سے دو فائدے ملے ایک یہ کہ بخار کے ساتھ (یعنی کفر کے ساتھ) زبانی اقرار اور کلمہ گوئی کی پکار کوئی چیز نہیں، دوسرے یہ کہ دل کا بخار زبانی باتوں سے ظاہر ہو جاتا ہے۔“ ص ۹

یعنی، دل میں کفر کا بخار ہے جو مرتدین کے اقوال و عبارات سے ظاہر ہے جیسے اسماعیل دہلوی اور دیگر مرتدوں کی کفری عبارات ان کے دل کے اندر کے کفری بخار سے ظاہر ہوئیں، اس پر طرفہ یہ کہ زبان پر مجرد کلمہ گوئی کا شور اور عبادات و اسلامی احکام پر عمل پیرا رہنے کا اقرار کچھ کام نہ دے گا۔ آگے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

”تقویۃ الایمان میں (جیسے کہ وہابیہ اس کو معاذ اللہ کتاب آسمانی کے مشمل اور اپنے مذہب کی مقدس کتاب مانتے ہیں) اپنے اور اپنے پیروؤں کے کھلم کھلا کافر ہونے کا صاف اقرار کیا ہے ان کا وہ اقراری کفر نقل کروں پھر بطور نمونہ صرف ستر کفریات ان کے اور لکھوں۔“ ص ۱۱۔

تقویۃ الایمان وہابیہ کے پاس آسمانی کتاب سے کم مرتبہ نہیں رکھتی ہے، اس کتاب میں امت کے اکابر کو کھلم کھلا کافر ہونے کا صاف اقرار کیا ہے۔ ان میں سے اعلیٰ حضرت بطور نمونہ ستر کفریات نقل فرما رہے ہیں، آگے ارشاد فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں ختم دنیا کا حال ارشاد فرمایا ہے کہ زمانہ فنا نہ ہو گا جب تک لات وعزلی پرستش نہ ہو، اور وہ یوں ہو گا کہ اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو ساری دنیا سے مسلمانوں کو اٹھا لے گی جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان

ہوگا وہ اٹھالیا جائے گا، جب زمین میں نرے کافر رہ جائیں گے پھر بتوں کی پوجا بدستور جاری رہے گی۔“ (تقویۃ الایمان مطبع فاروقی دہلی ۱۳۹۳ھ ص ۲۴ پر یہ حدیث بحوالہ مشکوٰۃ نقل کی اور خود (یعنی اسماعیل دہلوی نے) اس کا ترجمہ کیا پھر بھیجے گا اللہ یاؤ (ہوا) اچھی سو جان نکال لے گی جس کے دل میں ہوگا ایک رائی کے دانے بھر ایمان سورہ جائیں گے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی ہو، پھر جائیں گے داداؤں کے دین پر۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صراحتہ ارشاد فرمایا تھا کہ وہ ہوا خروج و جال لعین و نزول عیسیٰ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آئے گی۔ تقویۃ الایمان میں حدیث کے یہ لفظ بھی خود ہی نقل کیے اور اس کا ترجمہ کیا ص ۴۵ پر نکلے گا دجال سو بھیجے گا اللہ عیسیٰ بیٹے مریم کو سو وہ ڈھونڈے گا اس کو پھر تباہ کر دے گا اس کو پھر بھیجے گا اللہ ایک یاؤ (ہوا) ٹھنڈی شام کی طرف سے سونہ باقی رہے گا زمین پر کوئی اسکے دل میں ذرہ بھر ایمان ہو مگر کہ مار ڈالے گی اس کو۔“ بایں ہمہ حدیث مذکورہ لکھ کر اسی صفحہ پر صاف لکھ دیا: سو پیغمبر خدا کے موافق ہوا۔ اب نہ خروج دجال کی حاجت رہی نہ نزول مسیح کی ضرورت۔ بلکہ ان کے نصیبوں میں وہ ہوا چل چکی اور جس کے دل میں رائی برابر ایمان تھا مر گیا اب تمام دنیا میں نرے کافر ہی کافر رہ گئے۔ تو یہ شخص (اسماعیل دہلوی) خود اور اس کے سارے پیرو کیا دنیا کے پردے سے کہیں الگ بستے ہیں۔ یہ خود یعنی (اسماعیل دہلوی اور اس کے قبیعین) اپنے اقرار سے ٹھٹھ کافر پکے بت پرست ہیں۔ یہ خود ان کا اقراری کفر تھا۔ اب گئیے کہ علماء کرام فقہاء عظام کی صریح تصریحوں سے ان پر کتنی وجہ سے کفر لازم، یہی اقرار کفر کہ جو اپنے کفر کا اقرار کرے وہ سچ کافر ہے۔“ (ص ۱۱ او

(۱۲)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی کتاب ”الکوۃ الشہابیہ“ کی مذکورہ طویل عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ قرب قیامت اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا، جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان باقی ہے اس کو بھی اٹھالیا جائے گا۔ اس کے بعد صرف نالغ کافر رہ جائیں گے۔

مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب ”تقویۃ الایمان“ میں لکھ مارا کہ، وہ ہوا چل چکی تو اس پر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں، ہوا کے چلنے کے بعد جس کی خبر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے دی وہ چل چکی جس کے دل میں رائی کے برابر ایمان تھا وہ مر چکا، اسی

کے قول (یعنی اسماعیل دہلوی کے قول) کے مطابق دنیا میں نہ کافر ہی رہ گئے تو خود (یعنی اسماعیل دہلوی) اور اس کے پیرو یعنی وہابیہ و دیوبند ٹھیٹ کافر پکے بت پرست ٹھہرے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں، یہ ان کا اقراری کفر تھا۔ اب اعلیٰ حضرت فقہاء کرام کی زبان میں فرماتے ہیں:

”اس کا اقرار کفر خود اس کو کافر بنا گیا جو اپنے کفر کا اقرار کرے وہ سچا کافر ہے۔“

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ نے اسماعیل دہلوی کے کفریات پر گفتگو کی ہے تو علامہ فضل حق خیر آبادی و علامہ عبدالقادر بدایونی رحمہما اللہ تعالیٰ اور ہم عصر علماء سے زیادہ سخت حکم بیان فرمایا ہے۔ پھر اعلیٰ حضرت مولوی اسماعیل دہلوی پر حکم کفر بزبان فقہاء اس طرح بیان فرماتے ہیں:

نوازل فقیہ ابواللیث پھر خلاصہ پھر تکرار لسان الحکام مطبوعہ مصر ص ۷۵ رجل قال
انا ملحد یکفر ترجمہ: جو اپنے الحاد کا اقرار کرے کافر ہے۔ اشباہ فن ثانی
کتاب السیر بالردۃ قیل لہا انت کافرة فقالت انا کافرة کفرۃ۔
(ترجمہ) کسی نے کہا تو کافر ہے، کہا میں کافر ہوں وہ کافر ہو گئی۔ (فتاویٰ عالمگیری
مطبع مصر ۱۳۱۰ھ جلد ۲ ص ۱۷۹ مسلمہ قال انا ملحد یکفر ولو قال
ما علمت انه یکفر لا یعذر بہذا: (ترجمہ) ایک مسلمان اپنے ملحد ہونے کا
اقرار کرے، کافر ہو جائے گا اور کہے کہ میں جانتا تھا کہ اس میں مجھ پر کفر عائد ہو گا یہ
عذر نہ سنا جائے گا۔ (ص ۱۲)

اعلیٰ حضرت بریلوی کس کس طرح سے مولوی اسماعیل دہلوی پر کفر ثابت فرما رہے ہیں، اس پر کسی بد نصیب شقی دریدہ
دہن کا یہ کہنا کہ:

”مجھے احمد رضا بریلوی کے نام سے گھن ہو گئی ہے اور جب میں نے بخوبی سمجھ لیا ہے کہ
حضرت علامہ عبدالقادر بدایونی اور علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان نے
اسماعیل دہلوی کو کافر لکھا ہے، الخ۔۔۔“

نری جہالت یا مہٹ دھری، حرماں نصیبی کی وجہ سے ہی ظالم نے یہ عبارت لکھ مارا، یہ حقیقت ہے کہ خدائے تعالیٰ کسی کو
رسوا فرماتا ہے تو اسے پہلے بزرگوں کا گستاخ بنادیتا ہے اور اسے پندار و جہل مرکب میں گرفتار فرما دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ خود کو
زمانے میں سب سے بڑا عالم و فاضل و مفتی و مناظر نہ جانے کیا کیا تصور کرتا ہے۔ اگر اس شقی و مغرور کو مذکورہ صفت کا حامل دیکھنا
ہے تو اس کے ہفت روزہ اخبار کو دیکھیے، صرف خود کی ہی تعریف میں وہ بھرا ملے گا۔

غرضیکہ حضرت علامہ عبدالقادر بدایونی و حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی علیہما الرحمہ نے فقہی روشنی میں اسماعیل کو کافر قرار دیا، اسی روشنی میں اعلیٰ حضرت ان سے سخت الفاظ میں اسماعیل کو کافر قرار دے رہے ہیں۔

وہابیہ کے کف لسان اور اعلیٰ حضرت کے کف لسان میں کیا فرق ہے

اکابر علماء دیوبند جس پر سیدنا اعلیٰ حضرت بریلوی نے کفر ثابت فرمایا کہ جس پر عرب و عجم کے معتد و مستند علماء کرام کا اجماع ہو چکا کہ ان کے کفریات کے جاننے کے بعد جو ان کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ ان چاروں اکابر دیوبند مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد انیسٹھوی، مولوی اشرف علی تھانوی اور ان کے متبعین نے آج تک نہ اپنی کفری عبارات کو بدلا اور نہ انہیں کفری عبارات جانا بلکہ ان عبارات کو اپنی جگہ قائم رکھ کر اس میں تاویلات کا سہارا لیتا یا کف لسان کرنا صرف یہ ہے کہ چاروں اکابر دیوبند کو باوجود کفری عبارات کے فقہاء کے روشنی پر انہیں مسلمان ثابت کرنا ہے۔ اب اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کو دیکھیے، مولوی اسماعیل کو کس شد و مد کے ساتھ اس کی عبارات کو پیش فرما کر ”کافر“ ثابت فرما رہے ہیں۔ اس کے لیے ”الکو کبۃ الشہابیہ“ سبحان السبوح“ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ اعلیٰ حضرت نے اس کی کوئی رعایت نہیں فرمائی ہے۔ فقہاء کرام کے نزدیک اس کا کفر ثابت کرنے کے بعد جب علماء متکلمین کی زبان میں گفتگو فرماتے ہیں تو علماء متاثرین کے مسلک پر کف لسان فرماتے ہیں۔ (اس کی تفصیل آگے آئے گی۔)

کف لسان کا یہ مطلب نہیں کہ اعلیٰ حضرت، مولوی اسماعیل کو مسلمان ثابت فرمانا چاہتے ہیں، اسی کو جہلاء و محفّاء و بد باطن، بد زبان، دریدہ دہن، گستاخ و بے ادب نے سمجھا نہیں اور پندار و جہل مرکب کی وجہ سے سیدنا اعلیٰ حضرت پر اعتراض کر کے اپنی عاقبت برباد کر ڈالی۔ فرقہ انتخابیہ جیسے ضال و مضل فرقے نے لفظ کف لسان کا فائدہ اٹھایا۔ ہر کف لسان کا حکم برابر نہیں ہوتا ہے مجمع علیہ، کفر، یعنی عند الفقہاء و عند المتکلمین کسی کا کفر ثابت ہو جائے تو اس میں مقابل کف لسان خود اس کو کافر و مرتد بنا دے گا۔ جیسے چاروں اکابر دیوبند کا کفر و ارتداد اس میں ان کے کفریات پر مطلع ہونے کے بعد کف لسان کرنا ایمان سے خارج کرنا ہے۔

اکابر دیوبند کی تکفیر پر ان کی صریح عبارات کی موجودگی میں ان کی بیجا تاویلات کا سہارا لیکر ان کی عبارات کو بے غبار ثابت کرنے اور انہیں سچا و پکا دیندار و متقی مسلمان ثابت کرنے کے لیے کف لسان کرنے میں اور اعلیٰ حضرت کے عند الفقہاء مولوی اسماعیل دہلوی کو کافر ثابت کرنے کے بعد عند المتکلمین کف لسان کرنے میں بہت بڑا فرق ہے۔

جہاں تک مجھے معلوم ہے اس کی ابتدا مولوی ظفر ادیبی سے ہوئی، اور اسی حالت میں وہ ابھی تک قائم ہے۔ بلکہ ان چاروں اکابر دیوبند کے کفر پر مطلع ہونے کے باوجود کف لسان کرنے کی وجہ سے، موجودہ اکابر علماء ہند نے اس پر کفر و ارتداد کا فتویٰ نافذ فرمادیا۔ اس کے بعد خلیل بدایونی نے کف لسان کی آڑ میں چاروں اکابر دیوبند کو مسلمان ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ ابھی اہلسنت سے علیحدہ ہونے والے فرقہ انتخابیہ کے بانی مولوی انتخاب بدایونی نے بھی اپنے اخبار میں وہی باتیں

لکھیں، جو اس کے پیشرو مولوی ظفر ادیبی و مولوی خلیل بدایونی نے لکھی تھی، بلکہ اپنے پندار و جہل مرکب کی وجہ سے اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں اور بھی سخت کلامی و ریدہ دہنی کا مظاہرہ کیا۔ کہ گویا اعلیٰ حضرت بھی کف لسان کی آڑ میں فقہاء کی روش پر مولوی اسماعیل دہلوی کی کفری عبارتوں کی موجودگی میں بیجا تاویلات کا سہارا لیکر اس کو مسلمان ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کر رہے ہیں۔ (معاذ اللہ)

احکام فقہاء کی روشنی میں مولوی اسماعیل دہلوی پر اس کی کفری عبارتوں پر کیسے کیسے کفر لازم آتا ہے، آپ برابر ملاحظہ فرما رہے ہیں اور لزوم کفر کے لیے کتنے سخت الفاظ استعمال فرما رہے ہیں، ان کو بھی دیکھیے۔ کہاں چاروں اکابر دیوبند کی صریح ناقابل تاویل کفری عبارتوں پر عند المتکلمین حکم کفر عائد ہونے کے بعد کف لسان کی آڑ میں انہیں بے غبار ثابت کرنے کی کفری ناپاک کوشش اور کہاں اعلیٰ حضرت کا مولوی اسماعیل دہلوی پر عند الفقہاء حکم کفر ثابت کرنا، اور اس کے لیے سخت سے سخت الفاظ استعمال فرمانا اور عند المتکلمین تاویل بعید کی وجہ سے علماء محتاطین کی روش پر کف لسان فرمانا۔

چہ نسبت خاک را ب عالم پاک

کعب مہدی کعب دقالت ناپاک

اس کے باوجود فرقہ انتخابیہ کا اعلیٰ حضرت پر اعتراض اور آپ کی بارگاہ میں گستاخی صرف حرماں نصیبی و شقاوت و بد بختی کے سوا کچھ نہیں۔ آگے اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ مولوی اسماعیل دہلوی کے کفریات شمار فرماتے ہیں:

[۲] اسی قول میں امت کو کافر مانا یہ خود کفر ہے شفا شریف امام قاضی عیاض ص ۶۲ و ۳۶۳

۳۶۳ یقطع بت کفیر کل قائل قال قولاً بتوصل بہ الی تضلیل: ترجمہ:

جو کوئی ایسی بات کہے جس سے تمام امت کو گمراہ ٹھہرانے کی طرف راہ نکلے وہ یقیناً کافر ہے۔ (الکوئۃ الشہابیہ)

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے خود اقرار کیا اب امت میں جو بچے ہیں وہ نرے کافر ہیں۔ اس پر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں جس نے پوری امت کو کافر کہا یا گمراہ جانا وہ خود کافر ہو گیا، لہذا وہ یعنی اسماعیل دہلوی یقیناً کافر ہے۔ پھر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

[۳] تقویۃ الایمان ص ۲۰ / غیب کا در یافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے معلوم کر لیجئے یہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے یہاں اللہ سبحانہ کے علم کو لازم و ضروری نہ جانا اور معاذ اللہ اس کا جہل ممکن مانا غیب کا در یافت کرنا اس کے اختیار میں ہے چاہے دریافت کر لے چاہے جاہل رہے یہ صریح کلمہ کفر ہے۔

عالمگیری جلد ۲ ص ۲۵۸ یکفر اذا وصف اللہ بما لا یلیق بہ او تصبہ الی

الجهل والعجز والنقص (ترجمہ) جو شخص اللہ تعالیٰ کی ایسی شان بیان کرے جو اس کے لائق نہیں یا اسے جہل یا عجز یا کسی ناقص بات کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے۔ (بحر الرائق طابع مصر جلد ۵ ص ۱۲۹ / بزازیہ مطبع مصر جلد ۳ ص ۳۲۳ جامع الفصولین مطبع مصر جلد ۲ ص ۹۲ الووصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ کفر (ترجمہ) اگر اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسی بات کہی جو اس کے لائق نہیں وہ کافر ہو گیا۔

[۴] جب چاہے دریافت کر لے کا صاف مطلب ابھی تک دریافت ہوا نہیں، ہاں اختیار ہے کہ جب چاہے دریافت کر لے تو علم الہی قدیم نہ ہوا، اور یہ کھلا ہوا کلمہ کفر ہے۔ عالمگیری جلد ۲ ص ۲۶۲ لوقال علم خدا قدیم نیست یکفر کذا فی التاتارخانیہ۔ ملخصاً: ترجمہ: جو علم خدا کو قدیم نہ مانے وہ کافر ہے۔ ایسا ہی تاتارخانیہ میں ہے۔

مذکورہ بالا عبارت میں اعلیٰ حضرت نے اسماعیل دہلوی کے کفریات کو گنوا کر حکم کفر اس طرح ثابت فرما رہے ہیں کہ اسے ہلنے کی گنجائش باقی نہ رہے۔ صاف فرمادیا کہ کسی نے اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسی بات کہی جو اس کے لائق نہیں وہ کافر ہو گیا۔ اعلیٰ حضرت نے عند الفقہاء جو کفر کا حکم ہوتا ہے وہ حکم مولوی اسماعیل دہلوی پر عائد کرنے میں ذرہ برابر تامل نہیں فرمایا۔ اس طرح اپنی تصنیف لطیف ”الکوکیۃ الشہابیہ“ میں ستر کفریات گنوا کر اس پر حکم کفر نافذ فرمایا۔ اعلیٰ حضرت نے فقہی روشنی میں اسماعیل دہلوی پر جن سخت الفاظ سے حکم کفر نافذ فرمایا ہے اتنے سخت الفاظ علامہ فضل حق خیر آبادی و علامہ عبدالقادر بدایونی وغیرہما رحمہم اللہ تعالیٰ کے حکم میں بھی نہیں ہیں۔ اسی لیے آج تک وہابیہ دیوبندیہ اعلیٰ حضرت کی شان ارفع میں مذکورہ دونوں اکابر سے زیادہ گستاخی و بے ادبی سے پیش آتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اسماعیل پر اعلیٰ حضرت نے جن قاہر دلائل سے فقہی روشنی میں حکم کفر نافذ فرمایا ہے وہ اتنے سخت اور روزنی ہیں کہ ہر حکم اٹھائے سے نہ اٹھے۔

ہم نے صرف ”الکوکیۃ الشہابیہ“ سے بطور نمونہ چند دلائل تحریر کر کے ثابت کر دیا کہ اعلیٰ حضرت، مولوی اسماعیل دہلوی پر فقہی روشنی میں حکم کفر نافذ کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ پھر ”سبحان السبوح“ اور دیگر تصنیفات میں دلائل قاہرہ الگ ہیں۔ انشاء المولیٰ تعالیٰ میں عنقریب علامہ فضل حق خیر آبادی و علامہ عبدالقادر بدایونی کی تصنیفات سے دلائل جمع کر کے پھر اعلیٰ حضرت کے دلائل کو پیش کرنے کے بعد ثابت کروں گا کہ آپ کے قاہرانہ دلائل کس قدر روزنی و بھاری ہیں آج تک ایوان دیوبندان قاہر دلائل سے لرز رہا ہے۔

اسماعیل دہلوی کی تکفیر فقہی میں علامہ فضل حق خیر آبادی اور اعلیٰ حضرت کا اتفاق
پچھلے مضامین سے سیدنا اعلیٰ حضرت امام بریلوی کا اسماعیل دہلوی پر فقہا کی روش پر تکفیر آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اعلیٰ

حضرت نے اسماعیل کی کفری عبارات پر عند الفقہاء جن سخت الفاظ میں شرعی گرفت کے بعد تکفیر فرمائی ہے، وہ ظاہر ہے۔ اب تحریک وہابیت کے خلاف جہاد کرنے والے سرخیل جماعت اہلسنت حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ کا موقف دیکھیے۔ پہلے یہ بات ذہن نشین ہو جائے کہ اسماعیل دہلوی کی گندہ و کفری عبارات کے خلاف اس زمانے کے علماء اہلسنت نے جو جہاد کیا تھا اس جماعت کے سرخیل کی حیثیت سے علامہ فضل حق خیر آبادی کا نام لیا جاتا ہے، آپ کے بعد علامہ عبد القادر بدایونی علیہ الرحمہ ہوں یا اکابر علماء اہلسنت سے کوئی اور شخصیت ہو، وہ سب حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی کے پیرو اور تبعین کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔

اب اسماعیل دہلوی کے کفریات پر آپ کا موقف دیکھیے، صاف تحریر فرمادیا کہ اسماعیل دہلوی کی تکفیر عند الفقہاء کی ہے۔ اس میں اعلیٰ حضرت کا موقف بھی یہی ہے۔ وہ حضرت علامہ فضل حق اپنی شہرہ آفاق کتاب ”تحقیق الفتویٰ“ کے المقام الرابع میں فرماتے ہیں پہلے عنوان ہی دیکھیے، وہ کیا فرماتے ہیں:

المقام الرابع

در حکم اقتراآت استخفاف بہ شان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حضرات سائر انبیاء علیہم السلام

و حال مرتکب ایں جزئہ شنیعہ عند الفقہاء و علماء الشریعہ۔

پہلے اس کا ترجمہ دیکھیے:

چوتھا مقام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر حضرات انبیاء علیہم السلام کی تخفیف شان کے ارتکاب کا حکم اور

فقہاء اور علماء شریعت کے نزدیک اس جرم شنیع کے مرتکب کے حال میں۔

عنوان سے ہی معلوم ہوا کہ اب جو مضمون آئے گا اسماعیل دہلوی کی فقہی تکفیر کے بارے میں آئے گا۔ عبارت دیکھیے:

از آنجا کہ احوال اشیاء بمقابلہ احوال اضداد آنها آسان تو اں دریافت کہ الاشیاء تعرف

باضدادها مناسب چنان نماید کہ اول از اجلال و اکرام شان واجب الاعظام آن حضرت

سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ منصوص کلام معجز نظام و معمول صحابہ و اہلبیت کرام و علماء

مجتہدین و ائمہ اہل اسلام بودہ است اند کہ از بسیارے کہ مشتے از خراورے باشد بہ

نگارش آید، بعد ازاں حال مستخفف و استخفاف شرعاً از روے روایات فقہ گزارش باید

تادراذہاں اوقع مستر شدرا نفع باشد۔ (تحقیق الفتویٰ ص ۳۹۹)

ترجمہ:

چونکہ الاشیاء تعرف باضدادها، اشیاء کے احوال اضداد کے احوال کے معتابلہ سے بہ

آسانی معلوم ہو سکتے ہیں اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے حضور سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم شان جواز روئے قرآن واجب اور صحابہ کرام، اہل بیت عظام، علماء مجتہدین اور ائمہ اسلام کا معمول رہی ہے کا مختصر بیان، بطور مشتے ازخراورے، تحریر کیا جائے۔ پھر استخفاف اور استخفاف کرنے والے کا حال شرعی طور پر فقہی روایات کی روشنی میں پیش کیا جائے تاکہ ذہن میں زیادہ راسخ ہو، اور طالب ہدایت کے لیے زیادہ مفید ہو۔

اسماعیل دہلوی کے کفریات پر علامہ فضل حق خیر آبادی کا موقف واضح ہو گیا کہ دہلوی کی تکفیر عند الفقہاء فرمائی ہے نہ کہ عند المتکلمین یہی موقف آپ کے پیروں میں علماء کرام کا ہے جس میں خاص طور پر حضرت علامہ عبدالقادر بدایونی علیہ الرحمہ کا ہے۔ کوئی شخص اپنی ناسمجھی، بغض و عناد، پندار و غرور جیسی صفت رذیلہ کا حامل ہو کر یہ کہو اس کرے کہ مجھے احمد رضا بریلوی کے نام سے گھن ہو گئی ہے الخ، یہ جہالت و سفاکی کے ساتھ بزرگوں کا بدترین گستاخ ہو کر اپنے لیے ذلت و رسوائی کی راہ اپنانا ہے۔

کف لسان کیا ہے؟

کف لسان، اصطلاح شرع میں کسی کے کفری قول کو کفر تسلیم کرتے ہوئے کسی عذر شرعی کی وجہ سے ہی حکم کفر لگانے سے زبان کو روک لینا۔ پھر اس کی دو صورتیں ہوں گی ایک عند الفقہاء کفر یعنی غیر مجمع علیہ۔ دوسرا کفر کلامی یعنی مجمع علیہ کفر۔ عند المتکلمین جو کفر ثابت ہو جائے فقہاء کے پاس بھی اس کا کفر مسلم ہے یہ ضروری نہیں کہ جو کفر فقہاء کے پاس مسلم ہو وہ عند المتکلمین بھی مسلم ہو، ان کے پاس تاویل کی گنجائش ہے۔ اور فقہاء مسائل کے قول کفر پر حکم کفر تو دیتے ہیں لیکن یقینی کافر ہونے کا اطلاق مسائل پر چھوڑ دیتے ہیں کہ واقعی یہ عند اللہ کافر ہے اس کے لیے یہ لکھ دیتے ہیں کہ اگر یہ سچ ہے تو زید کافر ہے اور متکلمین یقینی و قطعی کافر ہونے کا حکم دینے سے پہلے اس کے ہر پہلو کو شرعی مراحل سے گزارتے ہیں اگر سو میں سے ایک پہلو بھی اسلام کا نکلا تو قطعی و یقینی کفر کا حکم دینے سے زبان کو روک لیتے ہیں۔

جیسے چاروں اکابر دیوبند کے کفریات ان کا کفر مجمع علیہ کفر ہے یعنی عند الفقہاء و عند المتکلمین مسلم ہے اس کی قدرے تفصیل بیان کر لی جائے۔ کسی نے ضروریات دینیہ میں سے کسی بھی ضروری دینی کا انکار کیا وہ عند الفقہاء و عند المتکلمین کافر ہو جائے گا جیسے حسم نبوت کا انکار یا بعد زمانہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کسی بھی نبی کے آنے کو ممکن ماننا جیسے مولوی قاسم نانوتوی وغیرہا اور دعویٰ نبوت کرنا جیسے مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ پر فقہاء کرام اور متکلمین دونوں کفر کا حکم دیں گے، صرف متکلمین کو اس کے لیے شرعی مراحل طے کرنے کی آخر تک کوشش کرتے ہیں کہ یہ عبارت اسی قائل کی ہے یا نہیں، کسی نے اس کی طرف منسوب تو نہیں کیا، اگر قائل زندہ ہے تو پہلے اس سے پوچھا جاتا ہے کہ، یہ کفری عبارت جو تمہاری طرف منسوب ہے وہ واقعی تمہاری ہی ہے تم نے یہ بہوش و حواس یہ عبارت تحریر کی ہے، وغیرہ۔ قائل جواب میں اپنی کفری عبارتوں سے انکار نہیں کرتا ہے بلکہ اقرار کرتا ہے کہ وہ عبارت میری ہی ہے۔

عبارت کے اقرار کے بعد تاویلات کا سہارا لیتا ہے پھر اسکی کفری عبارات کی تاویلات کو متکلمین سوسو پہلوؤں کا لے لے ہیں کہ اگر تاویل میں ۹۹ پہلو کفر کی طرف جاتے ہیں، ایک پہلو اسلام کی طرف جاتا ہے تب متکلمین کف لسان فرماتے ہیں۔ (انکار ختم نبوت میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں یہ صریح ہے۔)

اس کا یہ مطلب نہیں کہ فقہاء کرام نے کفر کا جو حکم لگایا ہے اس کو کم درجہ قرار دیکر اس حکم کو کاٹ کر متکلمین مسلمان ثابت کرتے ہیں فقہاء کے حکم کو اپنی جگہ برقرار رکھ کر کف لسان فرماتے ہیں۔

وہابیہ دیوبندیہ کی کفری عبارات پر تاویلات کا مقصد صرف یہ ہے کہ باوجود کفری عبارت کے قائل کو مسلمان ثابت کرنا ہے، یہ خود کفر ہے۔ ان کی تاویلات مجمع علیہ کفر کے بعد مسموع نہ ہوں گے۔ یا ایک گروہ جو اکابر دیوبندیہ کی باوجود کفری عبارتوں کے عند الفقہاء کفر ہونے پر بھی کف لسان کرنے کا عذر کرتا ہے اس کا کف لسان کرنا قائل کو مسلمان ثابت کرنا ہے۔

پہلے وہ کف لسان کی منزل پر آتا ہے پھر وہابیوں دیوبندیوں کی طرح قائل کو مسلمان ثابت کرتا ہے جیسے مولوی ظفر ادیبی، مولوی خلیل بدایونی پہلے چاروں اکابر دیوبندیہ کی کفری عبارات کے ثبوت اور یقین کے بعد عند الفقہاء کافر کہنے پر بھی کف لسان کیا یہ ان کا کف لسان کرنا اس کو مسلمان کہنا ہے۔ پھر اس کے بعد وہابیہ کی طرح اس کو کھلم کھلا مسلمان کہا۔ یہ ایسا کفر ہے جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہو جائے گا۔

اسماعیل دہلوی پر اعلیٰ حضرت کے کف لسان کا یہ معاملہ نہیں ہے بلکہ سب سے پہلے اعلیٰ حضرت نے فقہی روشنی میں اس کی کفری عبارات کو کفری ثابت کرنے کے بعد عند الفقہاء کفر کا حکم صادر فرمادیا۔ اس کے بعد عند المتکلمین ایک ایک پہلو پر تحقیق و تدقیق کرنے کے بعد تاویل بعید کی وجہ کف لسان فرمایا۔

مولوی اسماعیل دہلوی سیدنا اعلیٰ حضرت سے پہلے پیدا ہوا۔ اعلیٰ حضرت کی پیدائش ۱۸۵۶ء ہے۔ اسماعیل دہلوی پر اس کے معاصر علماء نے جو کفر کا فتویٰ دیا، بر بنائے مذہب فقہاء ہے، اعلیٰ حضرت کا زمانہ اسماعیل کے بہت بعد کا زمانہ ہے۔ اس وقت وہ شرعی مراحل جو اعلیٰ حضرت نے اپنے ہم زمانہ مرتدوں سے گزارے وہ مراحل اسماعیل دہلوی پر بھی گزارے ممکن نہیں تھا، زمانہ کا تفاوت جس کو حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا، شہرت تو بہ دیگر باتوں کے ساتھ یہ بات بھی محل نظر تھی۔ اس پر عمدۃ المحققین استاذ الاساتذہ علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ مفتی اعظم مہاراشٹر کی تصنیف لطیف ”عجائب انکشاف“ دیکھی جاسکتی ہے۔ جو پہلا حصہ طبع ہو کر عوام و خواص میں مقبول ہوا۔ دوسرے حصے کے مضامین ساتویں مقالے تک ماہنامہ سنی آواز میں بالاقساط شائع ہو چکے اور دوسرے حصے کو کتابی شکل میں ادارہ ماہنامہ سنی آواز سے انشاء المولیٰ تعالیٰ بہت جلد شائع کیا جا رہا ہے۔ ”عجائب انکشاف سے ایک عبارت دیکھیے:

”اس حکم میں ان کے (یعنی چاروں اکابر دیوبند اور ان کے متبعین کے) زبانی جمع خرچ پر دعویٰ اسلام کی کوئی رعایت نہیں کی گئی۔ قادیانی کہ جو اسلام ہی کا دعویٰ کرتے ہیں فقہ حنفیہ پر

ہی چلنے کے مدعی ہیں، ان کے کفریات پر مطلع ہونے کے بعد پھر ان کے کفر سے کف لسان کرنا اسلام ہی سے خارج کر دے گا کسی مسلمان کا دعویٰ کرنے والے نے قرآن حکیم کے کلام اللہ ہونے کا انکار کر دیا باقی تمام ضروریات دین کا اقرار کرتا ہے، اسلام سے خارج ہو جائے گا، پھر جو مسلمان اس کفر پر یقینی اطلاع رکھنے کے بعد ذرا سی بات کہہ کر اس کے کافر کہنے سے کف لسان کرتا ہے کافر ہو جائے گا اس کا یہ دعویٰ (مولوی خلیل بدایونی کا دعویٰ) کہ آخرت کے خوف سے کف لسان کرتا ہے، جھوٹ قرار پائے گا، اور اس کف لسان کو آخرت سے بے خوفی اور اسلام و کفر کو ایک کر دیتا ہے۔ (عجائب انکشاف حصہ اول ص ۸۰)

مذکورہ حوالے سے معلوم ہوا کہ کسی کا بھی ضروریات دینیہ میں کسی ایک کا انکار کرنا اس کو کافر بنا دے گا اگرچہ وہ اسلام کا دعویٰ کرے۔ پھر کسی کے کفر پر یقینی اطلاع رکھنے کے بعد حکم کفر کو معمولی سمجھ کر کف لسان کر لینا جیسے مولوی ظفر ادیبی و خلیل بدایونی، اسے کافر بنا دے گا۔ پھر اس کے بعد عمرہ المحققین نے اسی میں یہ فرمایا ہے:

”رہا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا مولوی اسماعیل دہلوی کے کفر سے احتیاط و کف لسان جس کے لیے آپ نے (مولوی خلیل بدایونی) نے سبحان السیوح، الکوکبہ، اشہابیہ ماہنامہ المیزان کا نام لیا ہے تو وہ تکفیر غیر مجمع علیہ حکم ہے، جہاں احتیاطاً کف لسان سے دین تو کیا، اصطلاحی مذہب بھی نہیں بدلتا، یہاں نہ کوئی سنی بدل کر غیر سنی ہوتا ہے نہ کوئی حنفی پھر کر غیر حنفی بن جاتا ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی پر جن ذمہ دار علمائے حرمین اور علمائے ہند نے فتویٰ دیا ہے وہ بر بنائے مذہب فقہا ہے۔ خواہ اسے مولوی نذیر احمد صاحب گجرات نے نقل کیا ہو یا کسی اور صاحب نے، مذہب فقہا پر اگرچہ صریح نا قابل تاویل کے الفاظ استعمال فرمائیں۔ ان کے نزدیک صرف تین (وضاحت) دیکھا جاتا ہے۔ اور مذہب متکلمین پر علماء جب تک اجماع اور متین و مفسر نہ دیکھ لیں تکفیر نہیں کرتے، متکلمین کے مذہب پر فتویٰ مجمع علیہ ہوتا ہے جہاں انکار کی گنجائش ہی نہیں ہوتی۔ (عجائب انکشاف حصہ اول ص ۸۰)

یہ بات صاف ہو گئی کہ مولوی اسماعیل دہلوی پر اس کے ہم زمانہ عرب و عجم کے علماء اہلسنت نے جو کفر کا فتویٰ دیا ہے بر بنائے فقہا ہے اور اعلیٰ حضرت نے بھی اسماعیل دہلوی پر بنائے مذہب فقہا بالجزم کفر کا حکم دیا اور مذہب متکلمین پر جب تک اجماع نہ ہو جائے تکفیر نہیں ہوتی یعنی مذہب متکلمین پر فتویٰ کفر مجمع علیہ پر ہوتا ہے جیسے چاروں، اکابر دیوبند کے کفریات پر حکم کفر جہاں انکار کی گنجائش ہی نہیں۔ آگے دیکھیے:

”آپ (مولوی خلیل بدایونی) یہ سمجھ رہے ہیں کہ شیخ جمال سید احمد دہلوی، مفتی ابوالسعود

مدنی اور دوسرے علماء کی فہرست گنوا کر حونس جم جائے گی اور آپ کی تبدیلی مذہب پر پردہ پڑ جائے گا، جی نہیں۔ ان حضرات نے مولوی اسماعیل دہلوی پر مذہب فقہاء کی بنیاد پر فتویٰ دیا ہے جو صحیح ہے۔ چونکہ متکلمین کے مذہب پر تاویل بعید کی گنجائش ہوتی ہے جیسا کہ آپ نے (ظلیل بدایونی نے) علامہ علی قاری مکی رحمہ اللہ تعالیٰ سے شرح فقہ اکبر کی مہارت نقل کی ہے کہ اگر قول میں نہانے پہلو کفر کے ہوں اور ایک پہلو بھی اسلام کا لگتا ہو تو اس کو قبول کر لیا جائے گا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مولوی اسماعیل دہلوی کے کفریات گنوانے کے بعد اس کی تکفیر سے اسی مذہب متکلمین پر احتیاط فرمائی ہے جو درست ہے۔

یہاں نہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر کوئی حکم لگتا ہے نہ آپ کے گنوائے ہوئے علماء کرام پر بلکہ فتویٰ آپ پر (یعنی ظلیل بدایونی پر) عائد ہو گا کہ آپ ابھی تک حکم کلامی پر چاروں اکابر کی تکفیر کرتے کرتے اب ان اکابر دیوبند کے کفر کلامی مجمع علیہ کو مولوی اسماعیل دہلوی کے فقہی غیر مجمع علیہ حکم تکفیر پر قیاس کر کے آپ کے چاروں اکابر دیوبند کے کفریہ اقوال میں تاویل بعید کی گنجائش نہیں، سو کیا ہزار تاویلات سے یہاں ایک بھی چسپاں نہیں ہوتی۔ پھر آپ مجمع علیہ (عند المتکلمین) اور غیر مجمع علیہ (عند الفقہاء کفر) سے واقف ہیں۔ (ص ۸۰ و ۸۱)

دہابیہ دیوبند یہ انتہائی چالاکی سے اکابر دیوبند کی کفری عبارات پر مطلع ہونے کے بعد مطلقاً کف لسان کہہ دیتے ہیں اور دلیل میں غیر مجمع علیہ یعنی فقہی دلیل پیش کرتے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں کہ عند الفقہاء کفر پر سکوت یعنی ان کا مسلمان ہونا ثابت ہے۔

اصطلاح میں ”سکوت“ کا لفظ مجمع علیہ کفر پر بولا جاتا ہے۔ یعنی عند الفقہاء وہ کافر ضرور ہے لیکن تاویل بعید کی بنا پر عند المتکلمین سکوت عند الفقہاء کفر کو ختم نہیں کر دیتا۔ جیسے اسماعیل دہلوی کے کفریات پر اعلیٰ حضرت کا بالجزم کفر کا حکم دینا اور متکلمین کے حکم پر تاویل بعید کی وجہ سے سکوت، غرض کہ جو کفر اجتماعی ہے اس پر کف لسان ہرگز مسوع نہیں۔ غیر مجمع علیہ کفر پر (یعنی عند الفقہاء کفر ثابت ہوتا اور متکلمین کے پاس) سکوت ایمان سے خارج نہیں کرتا جیسے یزید اور اسماعیل دہلوی کی ذات یعنی ان کی تکفیر غیر مجمع علیہ ہی رہے گی، بخلاف اکابر دیوبند اور قادیانی کے کفریات، ان کا کفر مجمع علیہ کفر ہے اس پر سکوت مسلمان کو ایمان سے خارج کر دے گا۔ کوئی دہابیت زدہ اسماعیل پر سکوت کا سہارا لے کر قادیانی اور اشرف علی وغیرہ مرتدوں پر سکوت اختیار کر لے گا ہرگز سنا نہیں جائے گا۔ یعنی کفر فقہی الگ ہے، کفر کلامی الگ ہے۔ اسی طرح مجمع علیہ کفر الگ ہے، غیر مجمع علیہ کفر الگ ہے۔ اسماعیل دہلوی کا کفر غیر مجمع علیہ ہے اس کا کفر کفر فقہی ہے اسی روش پر علامہ فضل حق و مولانا عبد القادر بدایونی اور اعلیٰ حضرت نے کافر ہونے

ہم دیا ہے۔ غیر مجمع علیہ کفر کی وجہ سے سکوت کیا، یہ کفر فقہی کو ختم نہیں کرتا اور نہ اسے معمولی وہلکا قرار دیتا ہے۔ اتنی کھلی وضاحت کے بعد گمراہ انتخابی فرقے کا بانی اعلیٰ حضرت پر اعتراض کرے، اہلسنت اس پر ہرگز توجہ نہیں کریں گے۔

متکبر اعظم مولوی انتخاب قدیری خود اپنے فتویٰ کفر کی زد میں

کچھ چھ کے فرقہ ضالہ کا پیشوا اور گمراہ فرقہ انتخابیہ کا بانی تکبر و غرور و نخوت و پندار کا مجسمہ مدارِ مولوی انتخاب قدیری مراد آبادی اکابر علماء کی شان ارفع میں اس قدر ڈھیٹ ہو گیا ہے کہ خوفِ آخرت سے بے پرواہ ہو کر کفر جیسا سنگین الزام لگانے میں ہنس محسوس نہیں کرتا حتیٰ کہ موجودہ دور میں گمراہ مرتد فرق باطلہ کے مقابل دین و سنیت کی اتھارٹی، مجدد دین و ملت سیدنا اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں جیسے الزام لگانے پر کچھ بھی خوف محسوس نہیں کیا۔ اب وہ خود کیسے اپنے ہی فتویٰ کفر کی زد میں آچکا ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

مداری کا فسر ہیں

مداری انتخاب کو پہنچا ہے، جو آج سلسلہ مداریہ کی تعریف و توصیف میں خطبہ پڑھ رہا ہے اور خود مداری بن کر بایں ہیئت کذابیت و حال کرنے پر فخر محسوس کر رہا ہے، اسے نہیں معلوم کہ کبھی مداریوں پر ان کی کفری عبارات کی وجہ سے کفر کا فتویٰ دے چکا ہوں۔

مداری انتخاب نے لکھا ہے۔

”مداری اپنے کفری عقائد کی وجہ سے کافر ہیں، سلسلہ مداریہ کے مریدین کو چاہیے کہ وہ کسی بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔ مداری پیروں کی بیعت خود بخود ٹوٹ چکی ہے۔“

مولوی انتخاب مداری آج انہیں مداریوں کو مسلمان جان کر اس سلسلہ میں خود بھی خلافت لیا اور دوسروں کو بھی اسی سلسلہ میں بیعت کروایا۔ پیر ہونے کی بنیادی شرط مسلمان ہونا ہے پھر تقویٰ، پاکبازی، علم وغیرہ دیکھے جاتے ہیں۔ مداریوں کو پہلے کافر قرار دیا۔ اپنے فتوے کی روشنی میں اس سلسلہ میں مرید ہونے کا سوال نہیں۔ جب وہ کافر ہو گئے تو اسی فتوے کی روشنی میں مداریوں کا ایمان ختم ہو گیا، سلسلہ بیعت کب باقی رہے گا۔ یقیناً مداری انتخاب نے مداری پیروں کو مسلمان جانا جیسے ہی ایک کافر کو مسلمان تسلیم کیا خود اس کا ایمان جاتا رہا۔ لہذا مداری انتخاب خود اپنے فتوے کی روشنی میں کافر و مرتد ہو گیا، اب مداری انتخاب اور اہل کے مرید نہ کافر و مرتد ٹھہرے۔ اب خود اس کا فتویٰ ملاحظہ کیجئے۔ جس میں مداریوں کو کافر لکھا ہے:

از فیصلہ شرعیہ در بارہ مداریہ

فقیر قدیری نے کتب مداریہ کو چشم خود دیکھا اور ان کی غیر اسلامی عبارات کو پڑھا بلکہ پرتاپور ضلع بریلی شریف میں علماء و صوفیائے مداریہ کو تحریری دعوت افہام و تفہیم بھی دی لیکن مداری لوگ نہ تو اپنی غیر اسلامی عبارات پر غمگین ہوئے اور نہ توبہ کرنے کو۔ بلکہ حضرات علماء اہلسنت و جماعت کو سب و شتم کا نہ بنایا اور کرائے کے گھسروں کو بلا کر مغالطات کا بازار گرم کیا۔ (جیسے آج انتخاب نے اعلیٰ حضرت اور علماء

اہلسنت پر کیا ہے۔)

ظاہر ہے کہ نہ سمجھنے کو تیار اور نہ توبہ کرنے کو۔ اب اس کے سوا کیا چارہ ہے کہ شرعی حکم مان لیا جائے۔ استفتاء میں جو عقائد مدار یہ مرقوم ہیں، ان سے مدار یہ کافر ظاہر و باہر ہے۔ ان عبارات کو لکھنے والے کافر ہیں اور ان کو پڑھ کر ان کو صحیح جاننے والے بھی اسی حکم کے حامل ہیں جن کو ان کے گندے عقائد و عبارات کی خبر نہیں وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ لہذا سلسلہ مدار یہ کے مریدین کو چاہیے کہ وہ کسی سنی بزرگ کے دست حق پرست پر بیعت کریں۔ اور مداری پیروں کی بیعت خود بخود ٹوٹ چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل قبول حق کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

کتبہ بلفظ محمد انتخاب نعیمی قدیری، ۳۰ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۸۱ء
اب مداریوں کے کفری عقائد میں سے ایک کفری عقیدہ دیکھیے، جن کی بنا پر مداری انتخاب نے کافر لکھا پھر انہیں مداریوں کے کفری عقائد کی موجودگی میں انہیں مسلمان جانا اور خلافت لی اور خود کافر ہو گیا۔

عقیدہ مدار یہ کفریہ

[۱] حضرت خاتم النبیین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم زمانہ نبوت سے پہلے درجہ قطب المدار

پر تھے۔ میلاد زندہ شاہ مدارس ۲۷ مصنف ذوالفقار علی مداری مکنپوری بحوالہ فیصلہ شرعیہ دربار

مداریہ ص ۲۳ (شائع کروہ سید ظفر الدین اشرف سجادہ نشین درگاہ کچھوچھو شریف)

مذکورہ عبارت میں یہ مان لیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک زمانہ ایسا رہا ہے جس میں آپ نبی نہیں تھے۔ حالانکہ قرآن کریم اور احادیث کثیرہ سے ثابت ہے کہ آپ پر کوئی ایسا زمانہ نہیں گزرا جس میں آپ نبوت سے متصف نہ رہے ہوں۔ مداریوں کے اسی قسم کے کئی کفری عقیدے ہیں جن کی وجہ سے انتخاب نے بھی انہیں کافر لکھا۔ پھر بد بختی اور بد نصیبی نے اسے ایسا گھیرا کہ وہ خود اپنے فتوے سے کافر ہو گیا، رضا دشمنی کہ اسے جہنم میں پہنچا دیا۔

اہلسنت سے انصاف کی اپیل

سلسلہ مدار یہ یا کسی اور سلسلہ والوں سے اہلسنت کی کوئی ذاتی عناد و دشمنی نہیں ہے، علماء اہلسنت المحب للہ والبغض للہ پر سختی سے عمل پیرا ہیں۔ دوستی اللہ کے لیے اور دشمنی بھی اللہ کے لیے ہوگی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے یہی درس دیا۔ جب کسی کی جانب سے قرآن و حدیث فقہ و اصول کے خلاف ایسے عقائد گڑھ لیے جائیں جن سے عقائد حقہ کی بیخ کنی ہوتی ہے اور امت میں گمراہیت سے لے کر کفر و ارتداد کے پھیلنے کے خطرات لاحق ہوں، اس وقت علماء اہلسنت کی دینی و شرعی ذمہ داری ہے کہ بلا خوف و لومۃ لائم ایسے گمراہ و بد مذہب کے کفری عقائد اور ان کی گمراہیت کو ظاہر کر کے عوام اہلسنت کو ان سے

بچائیں۔ ہر دور میں علماء اہلسنت نے یہی فریضہ انجام دیا۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنی مجددانہ شان اور اپنی خدا داد حبلالت علمی اور قاہرانہ دینی ملاجیت سے یہی فریضہ انجام دیا۔ اعلیٰ حضرت کی دین و ایمان کی حفاظت کرنے والی شخصیت پر ہزاروں عرب و عجم کے معتدو مستند علماء اور لاکھوں خواص اور کروڑوں عوام اہلسنت کا اجماع ہو چکا ہے۔ اجماع کے خلاف عمل میں امت کو گمراہیت سے لیکر کفر و ارتداد میں جلا کرنے کے خطرات پیدا ہو سکتے ہیں۔

تقریباً ایک سو پچیس سال سے عرب و عجم میں اعلیٰ حضرت کی شخصیت کفار و مرتدین، گمراہ و بد مذہب کے مقابل دین و ایمان کی حفاظت کے لیے ہی مانی جاتی رہی ہے۔ آپ پر حملے، ایک کافر و مرتد و بد دین تو کر سکتا ہے جو سنی مسلمان ہے وہ ایسی جرات نہیں کر سکتا۔ اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں صرف ہٹ دھرمی، بغض و حسد، فخر و غرور، جہالت و سفاکی سے گستاخی و دریدہ دہنی کرنا خود کو جہنم کے شعلوں میں ڈالنا ہے۔ اس کا اندازہ انتخاب جیسے حرام نصیب کی شخصیت کو دیکھ کر کیجیے کہ وہ خود اپنے فتوے کی زد میں آ کر کیسے کافر و مرتد بن گیا۔

اپنی کم فہمی سے علامہ فضل حق خیر آبادی اور علامہ عبدالقادر بدایونی علیہما رحمہ کے اسماعیل دہلوی پر فقہی روشنی میں کفر کے فتوے اور اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ کے فقہی روشنی میں کفر کے حکم کے بعد عند المتکلمین کف لسان کی آڑ میں جو طوفان بد تمیزی کی ہے۔ الامان والحفیظ۔

ہم نے حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ کے تاریخی فتوے ”تحقیق الفتویٰ“ کے حوالے سے ثابت کیا کہ اسماعیل دہلوی کی جو تکفیر ہوئی ہے وہ فقہ کی روشنی میں، جب تحریک و ہابیت کے خلاف، جہاد کرنے والوں کے خلاف اسماعیل دہلوی کے زمانے میں کام کرنے والے صف اول کے علماء کے امام حضرت علامہ فضل حق کا حکم شرع ہے تو ان کی متابعت و رہنمائی میں کام کرنے والے علماء کا بھی یہی موقف تھا۔

حضرت علامہ عبدالقادر بدایونی تو حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی کے شاگرد ہیں، آپ نے بھی جو حکم بیان فرمایا ہے وہ اپنے استاد کی متابعت میں فقہی روشنی میں اسماعیل دہلوی کی تکفیر فرمائی ہے۔ انتخاب مداری نے محبوب خدا سیدنا اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں بدترین گستاخی کی ہے جسے اہلسنت کبھی معاف نہیں کر سکتے یقیناً بد نصیب تہر خداوندی میں گرفتار ہے، دنیا و آخرت کی رسوائی اس پر مسلط ہے۔

زمانے کا تقاضا ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا پوتا، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا بھتیجا اور ۱۱۹۳ھ بمطابق ۱۹۱۹ء میں شاہ عبدالغنی صاحب کے گھر پیدا ہوا، اگرچہ تعلیم و تربیت اپنے والد ماجد شاہ عبدالغنی صاحب اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے حاصل کی۔ لیکن سرکشی بہ راہ روی سے بزرگوں کا بچپن ہی سے گستاخ ہو گیا (جس طرح انتخاب مداری)۔

اس نے کتاب ”تقویۃ الایمان“ لکھی جس پر اسلامیان ہند کے اندر بھونچال پیدا ہو گیا جس میں پوری امت محمدیہ علیٰ

صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کو مشرک لکھا گیا۔ انبیاء و اولیاء کی شان میں ایسی گندی عبارتیں لکھی گئیں کہ جس کے پڑھنے کے بعد ہر مسلمان کا کلیجہ چھلنی ہو گیا۔ بے انتہا گستاخیاں کی گئیں۔ سب سے پہلے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے جامع مہجری مجمع عام کے درمیان ارشاد فرمایا کہ ”تقویۃ الایمان“ میرے اور میرے خاندان اور جملہ امت محمدیہ کے ایمان کے خلاف ہے اسی میں اس کو جائداد سے عاق کرنے کا اعلان فرمایا۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا ”اس وقت میری بعد از ختم ہو چکی ہے ورنہ میں اس کا رد ایسے ہی لکھتا کہ جس طرح شیعوں کے کفری عقائد کے خلاف ”تحفۃ الشاعریہ“ لکھا“ کہنے دوسرے نتیجے حضرت شاہ مخصوص اللہ کو حکم دیا کہ اس کا رد لکھو۔

چنانچہ شاہ مخصوص اللہ صاحب، مؤید الایمان و تقویۃ الایمان لکھا اسکے بعد تحریک وہابیت یا تحریک اسماعیلی، انگریزوں کی تائید و حمایت کی وجہ سے اس قدر زور پکڑی کہ پورے ملک میں افراق و انتشار کی آگ بھڑک اٹھی۔ یہ دور بڑا نازک دور تھا ایسے حالات میں حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی جس کا سکہ رائج الوقت تھا، شاہ عبدالعزیز صاحب کے بعد پورا ملک آپ کو اپنا مذہبی پیشوا مانتا تھا۔ آپ اپنے وقت میں مختلف علوم و فنون کے امام مانے جاتے تھے۔ حکومت سے لیکر عوام پر آپ کا طبعی و جبہ قائم تھا۔ ایسے سنگین حالات میں ہند کے تمام علماء اہلسنت نے آپ کو اپنا امام و پیشوا تسلیم کر کے اس کے خلاف جہاد شروع کر دیا۔ حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی ۱۲۱۳ھ برطانیہ ۱۸۹۷ء میں پیدا ہوئے۔ آپ تحریک وہابیت کے خلاف جہاد کرنے والے علماء کے امام کہلائے۔ آپ نے اپنی علمی جلالت اور قابرانہ فنی مہارت سے اسماعیل دہلوی کا رد فرمایا، اور اسماعیل دہلوی کی فقہی تکفیر فرمائی جس کا حوالہ آپ کی تصنیف ”تحقیق الفتویٰ“ سے گزر چکا۔ آپ نے اپنے شاگردوں کی ایک جماعت ہر کی جس کے اسماء مہار کے تحریر کیے جاتے ہیں:

حضرت علامہ عبدالحق خیر آبادی (صاحبزادہ) علامہ ہدایت اللہ خاں جو پوری

علامہ شاہ عبدالقادر بدایونی

مولانا فیض الحسن سہارنپوری

علامہ ہدایت علی بریلوی

مولانا عبداللہ ہلکرامی

علامہ عبدالعلی رام پوری، وغیرہ

یہ پوری جماعت تحریک وہابیت پر کام کیا اور اسماعیل دہلوی کی اپنے استاد حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی کی اسماعیل دہلوی پر تکفیر فقہی کی اور اعلیٰ حضرت نے بھی اسماعیل کی تکفیر فقہی کا حکم دیا۔

اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ، مولوی اسماعیل دہلوی کی پیدائش کے ایک سو پینتیس سال بعد اور علامہ فضل حق خیر آبادی کی پیدائش کے ۴۴ سال بعد پیدا ہوئے۔ اسماعیل دہلوی اور اعلیٰ حضرت کے درمیان بہت بڑا اتکاوت ہے۔ اس

حضرت کو چاروں اکابر علماء دیوبند کی تکفیر میں جن شرعی مراحل سے گزرنا پڑا وہ مراحل اسماعیل دہلوی کے لیے بھی گزرا ناممکن نہیں تھا اگرچہ علامہ فضل حق خیر آبادی نے اسماعیل دہلوی کا زمانہ پایا تھا لیکن آپ اور آپ کے تلامذہ نے صرف تکفیر فقہی پر اکتفا فرمایا جیسا کہ اکثر کیا جاتا ہے، اعلیٰ حضرت نے بھی یہ فریضہ انجام دیا۔

اہلسنت سے آخری گزارش

مولوی اسماعیل دہلوی پر علامہ فضل حق اور ان کے شاگرد علیہم الرحمہ کے تکفیر فقہی کے معاملہ کو لیکر وہابیہ کے پرکھوں نے اور آخر میں مرتد مولوی خلیل احمد بدایونی نے پہلی کوشش یہ کی کہ چاروں اکابر علماء دیوبند اور متبعین پر تکفیر کلامی یعنی مجمع علیہ کفسرو ارتداد پر کف لسان کی راہ ہموار ہو جائے اور دوسری کوشش اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کی تحقیر و تذلیل، یہی حرکت۔ مولوی انتخاب مداری نے کی۔

پہلی کوشش پر ہم قطعی طور پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس نے بھی وہابیہ کی پیروی میں کف لسان کی آڑ میں کفر یقینی کلامی و قطعی پر کف لسان پر زور دیا ہے۔ بظاہر اس کا ثبوت ہمارے پاس نہیں ہے لیکن راہ وہی اپنائی ہے، جو مولوی خلیل بدایونی مرتد اعظم نے اپنائی ہے۔ لیکن دوسری کوشش ضد، ہٹ دھرمی، پندار و جہل، سفاکی و شقاوت قلبی، تکبر و غرور جیسی اوصاف و ذیلہ کی وجہ سے مجدد اعظم دین و ملت سیدنا اعلیٰ حضرت کی تحقیر و تذلیل و نفرت پیدا کرنے کی ناپاک کوشش میں تو ضرور گرفتار ہے۔

اہلسنت مداری مولوی انتخاب قدیری سے یہ مطالبہ ضروری کریں کہ، کیا اعلیٰ حضرت نے مولوی اسماعیل دہلوی پر کفر فقہی پر بھی سکوت اختیار کیا ہے تو اس کا شرعی ثبوت پیش کر کے اپنے سچے ہونے کا یقین دلا دو، ورنہ اس الزام کی وجہ سے تمہاری حیثیت ایک کاذب، فتنہ پرور، حاسد، شرانگیز، مغرور و متکبر، خود ستائش، گندہ و ناپاک و رذیل انسان جیسی ہو کر رہ گئی ہے جس کا انسانیت میں کوئی مقام نہیں۔

علماء کو نسل ممبئی کی گمراہیت سے راہ نجات

بابری مسجد کی شہادت سے پہلے اسلامیان ہند کے لیے جو ماحول اور جو فضا بنائی گئی تھی اس کو زمانہ کا مؤرخ کبھی بھلا نہیں سکتا پھر بابری مسجد کی شہادت اس کے بعد پورے ملک ہند میں فسادات کا طویل سلسلہ بالخصوص ممبئی کے خوں ریز فسادات نے پوری دنیا کو ہند کی طرف متوجہ کر دیا۔

ممبئی کے ایسے ماحول میں خرائٹ وہابیوں، دیوبندیوں کو گل کھلانے کا بھرپور موقع ملا۔ انہوں نے آل انڈیا مجلس علماء کے نام پر ایک کمیٹی تشکیل دی جس میں گمراہ و بد مذہب و مرتد فرقوں کے ساتھ سنیت و بریلویت کے نام پر چند علماء کو خرید لیا۔ اور انہیں سبز باغ دکھا کر کونسل میں شریک کیا گیا، انہیں کی زبان میں سینے وہ لکھتے ہیں:

علماء کو نسل میں بریلوی، دیوبندی، سنی شیعہ، بوہرہ، کھوجہ، جمعیۃ العلماء اور جماعت اسلامی پر (مشتمل) طبقہ کا اتحاد ہے:

(میاں مولوی اسرار احمد قاسمی مطبوعہ روزنامہ اردو ناٹمز ممبئی مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۵ء)

اس اتحاد سے دین و سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے پر فچے اڑائے گئے اب ہم آل انڈیا علماء کو نسل ممبئی کا دستور العمل جو دین شکن و فعات پر مشتمل ہے اس پر مسلک اعلیٰ حضرت کی روشنی میں تبصرہ کرنا چاہتے ہیں۔ علماء کو نسل کیوں عمل میں آئی انہیں کے مطبوعہ دستور العمل سے سینے:

”بدقسمتی سے مسلم عوام بھی اپنی کم فہمی اور کم علمی کے سبب علماء کے تسخیر سیاست کو شجر ممنوعہ سمجھتے رہے۔ اور ان کی سیاست میں دلچسپی کو دین سے الگ کوئی عمل تصور کرتے رہے۔ لیکن حالات نے کچھ ایسا موڑ اختیار کیا اور بالخصوص بابری مسجد کی شہادت کے بعد ممبئی کے دو بڑے دور گزرے جس سے ہوئے جانی و مالی نقصانات نے امت کو عظیم کرب سے دوچار کیا۔ ان نقصانات سے پرے فسادات کے اس طویل سلسلہ سے امید کی ایک کرن نکلی اور رد عمل کے طور پر جہاں مسلم قیادت سے مایوس ہو کر قیادت میں تہذیبی کی خواہاں نظر آئی وہیں اہل علم کے درد مند طبقہ نے اپنی ملی ذمہ داری کا بھرپور احساس کیا۔“ ان ایام میں ممبئی جس قیامت صغریٰ سے

گذرا اور مسلمانوں کو جن اندوہ ناک حالات کا مقابلہ کرنا پڑا اگر ایسے وقت میں بھی مذہبی رہنما پیش قدمی نہ کرتے تو مسلمانوں کی تاریخ میں یقیناً ایک سیاہ باب کا اضافہ ہوتا۔ فسادات کے فوراً بعد ملت کے چند سرکردہ حضرات نے اس جانب عملی توجہ کی۔ چنانچہ سب سے پہلے ضرورت محسوس کی گئی کہ سیاسی سطح پر مسلمانوں کے ایک ایسے اتحاد کی جو مسلمانوں کے سیاسی مفادات کا محافظ ہو جسکی صالح قیادت قوم کے منسلک مذہبی رہنما اور دین پسند دانشوران انجام دیں۔ بلحاظ مسلک کلمہ گو مختلف فرقوں میں بنا ہوا ہے اور عقائد کے اختلاف بظاہر لائیکل کی منزل پر ہیں لیکن فسادات میں جب فسادی حملہ آور ہوتے ہیں تو قوم کو بنام مسلم نشانہ بنایا جاتا ہے۔ یہاں کسی مسلکی اختلاف کی تیز نہیں چنانچہ وقت کی اس اہم ترین ضرورت کے پیش نظر بہمنی کے اہم مخلص علماء نے مسلمانوں کی قیادت کا علم بلند کیا۔

مذکورہ بالا علماء کو نسل کے دستور العمل کے پیش لفظ سے اقتباس دیکھئے کہ صاف پتہ چل رہا ہے کہ ہوائے نفس کا شکار ہو کر اہل سنت کی محکم جو بزرگوں سے چلی آرہی ہے اس سے کس طرح الگ ہو رہے ہیں اور بد عقیدوں، بد مذہبوں کے دام ترویج میں کس طرح گرفتار ہو گئے ہیں۔ دستور میں یہ جملہ:

”بلحاظ مسلک کلمہ گو مختلف فرقوں میں بنا ہوا ہے اور عقائد کے اختلافات بظاہر لائیکل منزل پر ہیں لیکن فسادات میں جب فسادی حملہ آور ہوتے ہیں تو قوم مسلم کو بنام مسلم نشانہ بنایا جاتا ہے۔“

اس کا صاف مطلب یہ ہے اسی کا سہارا لے کر مومن و مرتد ایک ہو جائیں۔ اگر کوئی بنام عیسائیت یا بنام یہودیت کوئی ہندوستان میں ظلم و بربریت شروع کر دے تو اس وقت یہ مجلس علماء میں شامل علماء بھی کہیں گے کہ دیکھو یہ ظالم عیسائی حملہ آور جب حملہ کرتے ہیں تو بنام ہندوستانی نشانہ بناتے ہیں۔ لہذا ہر مذہب کے ماننے والے ہندوستانی سب اس میں شامل ہو جائیں کیا تم جیسے کا ابتلا و آزمائش کے وقت اہلسنت میں کبھی ایسا اتحاد ہوا ہے؟ یہ مجلس علماء میں شامل فسادی نے قادیانی کو کیوں چھوڑ دیا۔ قادیانی بھی تو کلمہ گو ہے، نماز پڑھتا ہے، اور حنفی کہلاتا ہے۔ اس اتحاد میں اس کو شامل کیوں نہیں کیا؟ اور چکرالوی یہ بھی تو بنام مسلم ہی مارے جاتے ہیں جو تین وقت کی نماز کے قائل ہیں اور اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے ہیں۔ ہندوستان میں یہ فرقہ پھر سرابھار رہا ہے اس کو کیوں چھوڑ دیا اور دیگر بد مذہب و مرتد فرقوں کو کیوں چھوڑ دیا۔ دستور میں آگے لکھا ہے:

مذکورہ میٹنگ میں اس تعلق سے ایک لائحہ عمل تجویز کیا گیا اور باتفاق رائے مسلمانوں

کی ایک نمائندہ جماعت بنام علماء کونسل کا قیام عمل میں آیا۔ جس میں سنی دیوبندی، اہل حدیث، شیعہ، کھوجہ، بوہرہ غرض ہر مسلک کے افراد کو شامل کیا گیا۔

(دستور العمل علماء کونسل ص ۴)

وہابیوں، دیوبندیوں کے ہم عقیدہ قادیانیوں کو چھوڑ دیا گیا ہے اس کو اس علماء کونسل سے کیوں علیحدہ رکھا گیا ہے۔ اس کے بعد اس کے مجوزہ دستور برائے علماء کونسل باب اول (ب) اغراض و مقاصد کے تحت دفعہ ۱۔ دیکھیے:

تمام مکہ گواراؤں کے درمیان متفقہ شرعی اصول کے تحت اتفاقی و یک جہتی کی کوشش کرنا۔

باب دوم: تنظیمی ڈھانچہ کے عنوان کے تحت اس کی دفعہ ۵۔ دیکھیے:

ہندوستان کا ہر بالغ مرد یا عورت اس تنظیم کی عام رکنیت حاصل کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ

(۱) کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا پڑھنے والا ہو۔

(۲) قرآن و سنت کے بنیادی اصول و مہادی پر کسی طرح کا کوئی شک نہ رکھتا ہو۔

دفعہ ۶۔ میں نمائندگان مجلس شوریٰ کے تحت ذیلی دفعہ ۳۔ میں لکھا ہے:

(۴) مجلس منتظمہ کے ۱۴۱ ارکان میں سے مختلف مکاتب فکر و جماعت کے ۱۱۶ ارکان کی منظوری جو کہ درج ذیل

تناسب سے ہوگی:

مکتبہ فکر بریلی۔۔۔۔۔ ۵۱

مکتبہ فکر دیوبند۔۔۔۔۔ ۳۳

جماعت اسلامی۔۔۔۔۔ ۹

اہل حدیث۔۔۔۔۔ ۹

اشیاعشری۔۔۔۔۔ ۱۰

بوہرہ۔۔۔۔۔ ۲

کھوجہ۔۔۔۔۔ ۲ کل ۱۱۶۔

مذکورہ مجلس علماء کے دین شکن دفعات کو سامنے رکھیے۔ ان معتر خلاف دین دفعات پر ان کا رد و ابطال قرآن و حدیث کی روشنی میں ملاحظہ کیجئے۔ مجلس علماء کے دستور العمل باب دوم کی دفعہ ۵۔ کی ذیلی دفعہ ۲۔ میں یہ کہا گیا ہے کہ:

قرآن و سنت کے بنیادی اصول و مہادی پر کسی طرح کا کوئی شک نہ رکھتا ہو۔

اس پر ہماری عرض یہ ہے، تمام گمراہ و مرتد فرقوں سے اہلسنت کا اختلاف قرآن و سنت کے بنیادی اصول و مہادی کی بنیاد پر ہی ہے۔ تفصیل کے لیے دارالعلوم احمدیہ سے شائع شدہ فتویٰ دیکھیے جو سنی آواز، ستمبر اکتوبر ۱۹۹۵ء میں چھپا ہے۔

ان اتحادیوں سے سوال کیجئے۔
امت مسلمہ کیسے کیسے ابتلا و آزمائش کے دور سے گزری ہے کبھی اہلسنت نے باطل پرستوں کے ساتھ اتحاد کیا ہے؟
ارشاد خداوندی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ جَاهَدُوا الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ

یعنی، اے غیب کے جاننے والے (نبی) جہاد کیجئے کافروں اور منافقوں پر سختی کیجئے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے کفار و مشرکین و منافقین یعنی کھلے ہوئے کفار وہ اہل کتاب ہونے کے مدعی ہوں جیسے یہود و نصاریٰ اور وہ کفار جو اہل کتاب نہیں ہیں جیسے مشرکین وغیرہ ان سے اور منافقین یعنی بظاہر کلمہ گو نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ جہاد کرنے والوں کے ساتھ سختی اختیار کرنے کی تعلیم دے رہا ہے۔

قرآن کریم نے وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ یعنی سختی کرنے کا حکم فرما رہا ہے۔ پہلے اسی کو سمجھ لیں۔ اگر حکومت اسلامیہ ہے تو اس کے لیے سختی کے احکام الگ ہیں وہ احکام اس ملک میں جاری نہیں ہوں گے۔ اگر حکومت اسلامیہ نہیں ہے تو اس کے احکام الگ ہیں۔ اس آیت کریمہ میں سختی سے مراد کفار و مشرکین و منافقین کے ساتھ تیر و تلواریں سے قتل کرنا یا ڈنڈا لے کر انہیں پیننا مراد نہیں ہے بلکہ ان کے نظریات اور باطل عقائد سے نفرت اور بیزاری کا اظہار کرنا، اپنے گھر والوں کو، ماحول کو اور دوسرے مسلمانوں کو ان کے باطل عقائد و نظریات سے دور رکھنے کی کوشش کرنا تاکہ دین خالص باطل عقائد و نظریات سے خلط ملط نہ ہو جائے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے غلظت یعنی سختی کا حکم صادر فرمایا۔ اس حکم خداوندی کے خلاف، سیاست و حکمت کے نام پر ان سے اتحاد دین خالص میں فساد برپا کرنا ہوگا۔ قرآن کریم میں ایک مقام پر اپنے پیارے محبوب ﷺ کی شان ارفع میں اور آپ کے جانشین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اس طرح مدح سرائی فرمائی:

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رِجَاءُ بَيْنَهُمْ

یعنی سیدنا و مولانا محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کیساتھ ہیں وہ کافروں پر بہت سخت ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔

اور دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے۔

اذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ

یعنی، ایمان والوں پر بہت نرم اور کافروں پر بہت سخت ہیں۔

تفسیر مدارک شریف میں فرمایا۔

وَبَلَغَ مِنْ تَشَدُّدِ عَلَى الْكُفَّارِ أَنَّهُمْ كَانُوا يَحْزَرُونَ مِنْ ثِيَابِهِمْ أَنْ تَلْزُقَ ثِيَابَهُمْ وَمَنْ أَيْدِيهِمْ: حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شدت کافروں

پراس درجہ تھی کہ وہ حضرات اپنے کپڑوں کو بھی کافروں کے کپڑوں کے چھوٹنے سے بچاتے تھے اور اپنے جسوں کو کافروں کے جسوں سے مس ہونے سے دور رکھتے تھے۔

اور ہر عاقل جانتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کفار و مشرکین پر جہاد کے لیے لشکر روانہ فرمائے اور چند بار خود بہ نفس میدان جنگ میں جلوہ افروز ہو کر لشکروں کی کمان فرمائی تو کیا کافروں پر لشکر کشی کرنا اور خود بھی بعض موقعوں پر فوج اسلام کی کمان فرمانا ان کے خون بہانا، ان کے بچوں کو یتیم ان کی عورتوں کو بیوہ بنانا کیا یہ کفار کے ساتھ دوستی و اتحاد ہے؟ (اربعین شدت) قرآن کریم نے غلظت کا اسی لیے حکم دیا کہ کوئی مسلمان ان کے بظاہر کلمہ و نماز اور نیک اعمال اور تقویٰ و علم کے نام پر فریفتہ ہو کر ان کی راہ نہ اختیار کرے۔

اسی لیے ان سے نفرت کا جذبہ پیدا کرایا جاتا ہے ورنہ یہ گمراہ و بددین اپنے ظاہری تقویٰ و عمل کی نمائش کے ساتھ اصلی مسلمان جو عقائد میں پختہ ہیں ان کے ساتھ ضم نہ ہو جائیں۔ اس سے دین میں بہت بڑا خطرہ پیدا ہوگا۔ آج یہی ہو رہا ہے۔ صرف کلمہ گو کا سہارا لے کر سب کو ایک لڑی میں پرونے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

اب احادیث کریمہ سے کفار و مشرکین کے ساتھ غلظت (سختی) ملاحظہ فرمائیے، جن کو اسد السنۃ غیظہ المنافقین صاحب تصانیف کثیرہ غازی ملت حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ محمد محبوب علی خاں بہمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بڑے نفیس انداز میں اپنی مشہور زمانہ تصنیف اربعین شدت میں جمع فرمایا ہے۔ امیر المومنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وقالوا قبض رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم
ارتدت العرب وقالوا الانو دي زكوة فقال لو منعوني عقالا لجاهد
بهم عليه فقلت يا خليفة رسول الله تالف الناس ورافق بهم
فقال اجبار في الجاهلية وخوار في الاسلام انه قد اقطع الوحي
وتم الدين اينقض وانا حي (اربعین شدت) یعنی جب رسول اللہ ﷺ اس
ظاہر دنیا سے تشریف لے گئے، کچھ عرب مرتد ہو گئے انہوں نے کہا ہم زکوٰۃ نہیں ادا
کریں گے تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مد زکوٰۃ میں ایک
ری بھی باقی رہ جائے گی تو اس کے لیے بھی ان پر جہاد کروں گا تو حضرت عمر فاروق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ برحق
ان کے ساتھ زمی و مہربانی کیجئے تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ کو
فرمایا کیا زمانہ جاہلیت میں تم بہت سخت اور بہادر تھے اور اسلام لا کر پلپلے ہو گئے ہو۔

تحقیق کہ وحی ربانی ختم ہو چکی اور دین اسلام مکمل ہو گیا میرے زندہ رہتے ہوئے اس میں کچھ کم نہیں کیا جاسکتا۔

ذکورہ حدیث پاک سے صاف پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جاتے ہی کچھ عرب دین سے بھر گئے تھے، حالانکہ وہ کلمہ گو تھے، اہل قبلہ تھے، جملہ فرائض اور ارکان اسلام پر ان کا ایمان تھا سوائے زکوٰۃ کے انکار کے ان کا ہر عمل اسلامی عمل تھا۔ اس کے باوجود حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ رعایت نہیں کی کہ صرف زکوٰۃ کے انکار کی وجہ سے کیا ہوتا ہے یہ بھی سب کے ساتھ شامل رہیں ان پر سختی نہ کی جائے نرمی اور مہربانی سے کام لیا جائے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امت مسلمہ کو بتا دیا ایسا کرنا اتحاد نہیں فساد ہوگا۔ آپ نے قرآن کریم کے حکم غفلت یعنی سختی پر عمل کیا اور امت مسلمہ کے لیے دستور مرتب کر دیا اور یہ اعلان فرما دیا کہ مد زکوٰۃ میں سے ایک رسی بھی باقی رہ جائے گی تو اس کے لیے میں جہاد کروں گا۔

سیدنا صدیق اکبر اور مدینہ کا ماحول

رسول کائنات ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جاتے ہی کفار و مشرکین کے حوصلے بلند ہو گئے۔ معاندین و منافقین کی ریشہ و داناںیاں بڑھ گئیں۔ صحابہ کرام پر سرکار کی جدائی کی وجہ سے غم و اندوہ کا عالم طاری ہو گیا۔ سرکار رسالت مآب ﷺ نے اپنی حیات ظاہری کے آخری ایام میں روم کی فتح کے لیے صحابہ کرام پر مشتمل تجربہ کار جہاز صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایک لشکر جرار ترتیب دیکر حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں روانہ فرمایا۔ ابھی یہ جیش اسامہ راستے ہی میں ہمت کہ رسول کائنات ﷺ اپنے محبوب حقیقی سے وصال فرمایا۔

بعض صحابہ کرام مدینہ منورہ کی ظاہری صورت حال کو دیکھتے ہوئے فرمایا کہ کفار و مشرکین کے حوصلے اتنے بلند ہو گئے کہ مدینہ پر حملہ کی سوچ رہے ہیں بلکہ اس کی تیاری میں مصروف ہیں۔ دوسری طرف بظاہر کلمہ گو زکوٰۃ کے منکر ہو گئے ہیں۔ صحابہ کرام پر فراق و جدائی رسول کی وجہ سے غم و اندوہ کا اتنا غلبہ ہے کہ وارفستگی کے عالم میں کھو گئے ہیں۔ تجربہ کار جہاز صحابہ وطن سے باہر ہیں اگر دشمن کی جانب سے حملہ ہو تو مدینہ کا کیا ہوگا۔

اسی ماحول سے متاثر ہو کر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گزارش کی کہ جیش اسامہ کو واپس بلا لیا جائے۔ سیدنا صدیق اکبر نے صاف جواب دیا کہ جس لشکر کو میرے آقا نے اپنے دست پاک سے ترتیب دیکر روانہ فرمایا اگر ابو بکر کی بوٹیاں چیل کوؤں کو اڑادی جائیں مجھے یہ منظور ہے جیش اسامہ واپس بلا لوں یہ مجھے منظور نہیں۔

چند ہی دنوں کے بعد مسلمانوں کو یہ خوش خبری ملی کہ روم فتح ہو گیا۔ اس سے کفار و مشرکین کے حوصلے پست ہو گئے۔ دوسری طرف منکرین زکوٰۃ سے نہایت بے جگری سے قتال فرمایا۔ صحابہ کرام نے قتال میں توقف و تاخیر کا مشورہ دیا تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق نے بلا تاخیر رسول ﷺ کے بعد کلمہ و نماز پڑھنے والوں اور جہاد کرنے والوں کی طرف سے اٹھائے گئے سب سے

پہلے فساد کو بڑی دوراندیشی اور تدبیر و صلاحیت سے قتال فرما کر دبا دیا۔

یہ حضرت ابوبکرؓ کی ہی صلاحیت تھی ارشاد فرمایا، اگر تمام ایک جانب ہو جاؤ، اور میں تنہا رہوں تو قتال کرتا رہوں گا مگرین زکوٰۃ سے، قتال کے بعد مزید اسلام اور مسلمانوں کو جو قوت حاصل ہوئی ہے اس پر تاریخ شاہد ہے، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جرأت ایمانی و ہمت خدا داد اور عشق رسول اور کفار و منافقین پر غلبت (یعنی غلبہ) کی وجہ سے جو عروج و استحکام ملا اس کو ہر ایمان والا جانتا ہے۔

اس کے بعد حضرت سیدنا مولائے کائنات شیر خدا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے زمانہ خلافت میں خوارج کے فتنے نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سراٹھایا تو حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقریباً پانچ ہزار خارجیوں کو قتل فرمایا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خارجیوں کی نماز اور ان کے اہل قبلہ ہونے اور کلمہ گو ہونے کی بالکل رعایت نہیں فرمائی اور نہ ان سے کسی قسم کا اتحاد فرمایا، قیامت تک کے مسلمانوں کو الحب لله والیغض لله کا درس دیا۔

اسی اسد اللہ الغالب شیر خدا نے پانچ ہزار خارجیوں یعنی وہابیوں کا قتل کر کے بد مذہبوں کے ساتھ اتحاد کا دروازہ بند کر دیا۔ اس کے بعد خدائے تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا۔ اسی موقع پر محبوب ملت اسد اللہ مفتی محبوب علی خاں صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا۔

”حضرت مولانا علی نے پانچ ہزار غیر مقلدین کو تلوار کے گھاٹ جہنم میں

اتارے۔ لوگ بولے خدا کا شکر ہے جس نے انہیں ہلاک کیا اور ہمیں ان سے راحت دی حضرت علی نے فرمایا یوں نہیں قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ابھی مردوں کی پشت میں سے ماؤں کے پیٹ میں نہ آئے۔ (رواہ عبد الرزاق فی مصنفہ)

عن قیس بن عبادۃ و لمحوة الطبرانی فی الاوسط عن ابی جعفر الفراء مولیٰ امیر المومنین۔ حدیث مرفوعہ میں ارشاد ہوا لا یزالون یخرجون حتی یمخرج آخرهم مع المسیح الدجال رواہ الامام احمد والنسائی وابن جریر والطبرانی فی الکبیر والحاکم عن ابی ہریرۃ الاسلمی ولابن جریر عن عبد اللہ بن عمر کنعیم بن حماد عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم یرفع انہ الی النبی ﷺ کلھا قطع قرن نشاء قرن حتی یمخرج فی بقیۃ ہم الدجال یعنی نبی ﷺ نے فرمایا یہ خارجی (غیر مقلد وہابی) ہمیشہ نکلے رہیں گے جب ان میں کی ایک سینگ کاٹ دی جائے گی۔ دوسری سراٹھائے گی یہاں تک کہ ان کے پچھلے سچ دجال کے ساتھ نکلیں گے۔“ (اربعین شدت)

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے قرآن مجید کے ارشاد، جاہل الکفار واغلظ علیہم پر عامل رہے۔ آپ نے اپنے عمل سے اس کی تفسیر فرمائی۔ قبلہ رکھ کر پڑھنے والوں کے ساتھ غلطت فرمائی۔

چونکہ آپ کے ہاتھ میں اقتدار اور تلوار دونوں تھے، واغلظ علیہم پر عمل کرتے ہوئے قتال فرمایا اور جن کے پاس تلوار اور حکومت نہیں ہے ان کے لیے واغلظ علیہم: یعنی دین میں سختی کا معنی ان کے لیے یہی ہے کہ باطل عقائد و نظریات کی کھل کر تردید فرمائیں اور کسی آن اور کسی بہانے کی بھی وقت ان کی قبلہ روئی اور کلمہ گوئی کو دیکھ کر ان سے داد و محبت قائم نہ رکھیں اور ان سے مصلحت و سیاست و حکمت کے نام پر اتحاد نہ کریں۔

تفریق امت یا اتحاد امت

بدعتیہ و مرتد گمراہ فرقوں کے ساتھ اتحاد نہ کرنا ان کے باطل عقائد سے دوسرے مسلمانوں کو آگاہ رکھنا ان کی اسلام دشمنی اور دین و سنت کے خلاف ان کی سازشوں سے دوسرے مسلمانوں کو باخبر رکھنا۔ ان سے نفرت و بیزاری یہ دین میں تفریق نہیں بلکہ اتحاد امت ہے۔ دور صحابہ سے لے کر آج تک تاریخ اسلام میں دیکھئے کسی بھی وقت گمراہوں و بد مذہبوں باطل پرستوں اور کافروں و مرتدوں کے ساتھ اتحاد نہیں ہوا اور نہ امت گمراہیت پر جمع ہوئی امت میں کسی صحیح العقیدہ مصلب مسلمان نے اتحاد کی دعوت نہیں دی سوائے منافقین و بدعتیہ کے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں۔

تفرق امتی علی ثلاث ومتبعین ملة كلهم في النار الا ملة واحدة الخ

میری امت تہتر ۳ فرقوں میں تقسیم ہوگی اور وہ سب کے سب جہنمی ہو گئے سوائے ایک گروہ کے۔ (یعنی جماعت اہلسنت کے) یہ حدیث پاک زمانے کے گمراہ و بد مذہب و مرتد جماعتوں مثلاً وہابیوں، دیوبندیوں، نجس پریوں، صلح کلیوں، مودودیوں، ندویوں، اور دیگر بدعتیہوں کے اتحاد کا نعرہ بلند کرنے والوں کے خلاف بالخصوص بابر کی مسجد کی شہادت کے بعد فسادات کی آڑ میں وہابیوں، دیوبندیوں، صلح کلیوں، رافضیوں، بوہروں، خوجوں کے ساتھ مل کر علماء کو نسل بنانے والوں کے خلاف تازہ یا نہ عبرت ہے۔

امت میں سوائے بدعتیہ و بد مذہبوں کے کسی نے اتحاد کی بات نہیں کی انہیں لوگوں نے اتحاد کی بات کی ہے، جن کو اللہ و رسول نے جہنمی فرمایا۔ یادہ لوگ جو گمراہ ہیں، اس لیے کہ انہیں ہر وقت یہ خوف رہتا ہے کہ ہمارے عقائد و نظریات کی وجہ سے مسلمان ہم سے نفرت نہ کرنے لگیں۔ اپنے عمل و اخلاق کی چھاپ بٹھا کر اتحاد کا نعرہ بلند کر کے دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں، اپنے کردار و عمل اور فلاح امت و مذہبی و مسلکی تحفظ کی آڑ میں اتحاد اتحاد کی صدا بلند کرتے ہیں۔

ایسے گمراہ و بدعتیہ و مرتدوں کے ساتھ اتحاد یہ اتحاد امت نہیں بلکہ فساد امت ہے۔ ایک سچا مسلمان ان کے عمل و کردار اور ان کے خوش نما فلاح امت اور تحفظ ملت کے بے جان نعروں کی کبھی پرواہ نہیں کرے گا ان کے عمل و کردار کا شائبہ

میک اپ اور کفار و مشرکین کی جانب سے برپا کیے جانے والے فسادات و قتل و غارت گیری کے وقت اتحاد کی دعوت اور قلوب کو کھینچنے والے دلچسپ نعرے ایک صحیح العقیدہ مسلمان کو فریب میں مبتلا نہیں کر سکتے وہ جانتا ہے کہ گمراہ فرقوں کی ایک جماعت ناچھ یعنی جنتی کا ناری فرقوں کے ساتھ اتحاد ناممکن ہے۔

کلمہ گو اور اہل قبلہ ہونا مدارِ نجات نہیں

گمراہ و مرتد تفریق امت کے حامل بدعتیوں نے نہ صرف اسی کلمہ گوئی اور اہل قبلہ ہونے کو مدارِ نجات قرار دیا تا کہ ان کے حسن عمل اور کثرت عبادات اور فلاحی اور اتحادی نعروں میں ان کا کفر و نفاق چھپا رہے، ضروریات دینیہ کو جن پر ایمان کا دار و مدار ہے جو عین اسلام ہیں ان میں سب کا یا بعض کا انکار جو یقینی کفر ہے ان کا انکار اپنے لیے لازمی قرار دیکر تفریق امت میں شامل ہو گئے۔ وہ جماعت جو ہدایت یافتہ اور ناجاتی ہے، اس کا ناری کے ساتھ اتحاد نہیں ہو سکتا۔

دارت علوم نبوت جگر گوشہ جنول حضرت سیدنا امام حسین شہید دشت کرب و بلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان مدعیان اسلام کے ساتھ اتحاد نہیں فرمایا بلکہ قرآن کے ارشاد و اغلظ علیہ پر سختی سے عمل پیرا رہ کر یزید پلیدی کی بیعت نہیں فرمائی اور اسے امیر المومنین تسلیم نہیں فرمایا، یزید اور یزیدیوں کی کلمہ گوئی اور قبلہ روئی کا دل میں خیال نہ فرمایا اور نہ کوئی کونسل بنائی اور نہ اس کے ذریعہ یہ نعرہ دیا کہ ہماری کونسل یا جماعت مذہبی اور مسلکی تحفظات کے ساتھ امت کے وسیع تر مفاد میں محض سیاسی امور کے لیے وجود میں آئی ہے اور نہ کوئی پالیسی برتی اور نہ تقیہ کیا۔ جب سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک قاسم و قاجر کو اپنا قائد اور خلیفہ تسلیم نہ کر کے کربلا کے گرم گرم ریت پر اپنے مقدس خون سے تاریخ لکھ دی کہ زمانے میں اس کی مثال نہیں۔

دین میں سختی یہاں تک آئی ہے کہ کسی بدعتیہ سے حدیث سننے یہاں تک کہ قرآن کی آیتیں اور ان کی تفسیر سننے اور ان سے اختلاف سے منع فرمایا۔ داری کی ایک روایت ملاحظہ فرمائیے۔

دخل رجلان من اصحاب الالهواء علی ابن سیرین فقالا یا اباہکر
محدثک بمحدث فقال لا نقر اعلیک ایتہ من کتاب اللہ قال انی
خشیت ان یقر اعلی ایتہ فیحرفانہ فیقر ذالک فی قلبی : یعنی دو بد مذہب
حضرت امام محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی اے
ابو بکر! ہم آپ سے ایک حدیث بیان کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم میرے پاس سے
چلے جاؤ یا میں چلا جاؤں آخر وہ دونوں نکل گئے۔ پھر کسی نے عرض کی اے ابو بکر! آپ کو کیا
حرج تھا اگر وہ کوئی آیت قرآن مجید کی پڑھ دیتے امام نے فرمایا، میں ڈرا کہ آیت پڑھ کر
اس کے معنی میں کچھ تحریف کریں اور وہی دل میں جگہ لے۔ (اربعین شدت)

یہاں تو کسی بد مذہب کے منہ سے حدیث شریف اور قرآن کریم سننے سے اجتناب کیا جا رہا ہے۔ کہیں اس کی کمی ہوئی



بنت میرے دل میں جگہ نہ بنالے۔

اب اہلسنت کو دام فریب میں جتر کرنے والے سے پوچھیں جنہوں نے گمراہوں مرتدوں کے ساتھ مل کر علماء کو نسل
یعنی مورمان کے ساتھ اتحاد کر لیا یہ اتحاد دو دین تین کو کند چھری سے ذبح کرنا نہیں ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے بعد والوں
کو وصیتیں فرماتے تھے کہ قدری، بد مذہبوں کو سلام نہ کرنا، نہ ان کی مزاج پر سی کرنا، ان کے پیچھے نماز نہ پڑھنا، نہ جہنم
مراجا کرنا تو ان کے جنازے میں شریک نہ ہونا۔

یعنی شرح بخاری جلد ۱۲۰ ص ۱۳۰ میں ہے۔

وفي التوضيح من الكتاب الاسفرايفي كل عبد لله بن عمرو
ابن عباس وابي اوفى وجلبير وانس بن مالك وابو هريرة وعقبة بن
عامر واقرا انهم رضى الله تعالى عنهم رضى عنهم رضى عنهم رضى عنهم
يسلموا عن القديرة ولا يعوذوهم ولا يصلوا خلفهم ولا يصلوا
عليهم اذا ماتوا:

یعنی، حضرت عبد اللہ بن عمرو عبد اللہ بن عباس بن ابی اوفی اور جابر اور انس بن
مالک اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے زمانے والے حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہم اپنے بعد والوں کو وصیتیں فرماتے تھے کہ قدری بد مذہبوں کو سلام نہ کرنا اور ان کی
مزاج پر سی نہ کرنا، اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھنا اور جب وہ مرجائیں تو ان کے جنازے
کی نماز نہ پڑھنا۔ تک عشرۃ کاملہ: (اربعین شدت)

احادیث کریمہ میں برے آدمی بری محبت والے سے بچنے کی تاکید آئی ہے۔ حضور محبوب خدا امیر مومنین ارشاد فرماتے
ہیں: اثمث وقرین السوء فانك به تعرف یعنی، برے ہم نشین سے دور بھاگ کہ تو اسی کے ساتھ مشہور ہوگا۔ رواہ ابن
عساکر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اربعین شدت)

اس حدیث پاک میں برے ساتھی سے دور بھاگنے کی تاکید فرمائی گئی کہ جو جس کے ساتھ رہے گا وہ اسی کے ساتھ مشہور
ہوگا۔ بد عقیدہ و مرتد سے زیادہ برا ساتھی کون ہوگا۔ جن علماء نے بد عقیدہ و بد مذہب علماء سے مل کر علماء کو نسل بنائی اور انہوں نے
ہوائے نفسانی اور اغوائے ابلیسی کا شکار ہو کر اپنے زعم باطل میں یہ گمان کر لیا کہ۔

”علماء کونسل کی تعمیر و تشکیل مذہبی اور مسلکی تحفظات کے ساتھ امت کے وسیع

تر مفاد میں محض سیاسی امور کے لیے ہے۔“

گمان کر لیا، کیا ان کا حشر بد عقیدہ و مرتد علماء کے ساتھ نہ ہوگا۔ علماء کونسل میں شامل علماء جو پہلے مسلک اعلیٰ حضرت کے ترجمان

مجھے جانتے تھے انہوں نے خدا اور رسول کے ارشادات کے خلاف وہابیوں، دیوبندیوں، برہمچاریوں، بوہروں، بنو جوں وغیرہ جہد نہیں کرتے ہیں ان کے گردہ کو اپنی شرکت سے راضی نہیں ہو سکتی؟ انہیں حدیث قیامت کے دن یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ ہمیں گناہیں تھیں۔ ایک اور حدیث پاک سنئے:

حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں۔ رب عاہل جاهل فاجر
فأخسر وألھل من العباد الفجار من العباد رواہ ابن عدی
والدیلہ عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ: اور بہت عالم تباہ کار ہوں گے تو
جاہل عابدوں اور تباہ کار عالموں لپیروں اور قائدوں سے بچوں۔ (اربعین شدت)

مجلس علماء میں شامل بدعتیہ و پے دین و مرتد علماء سے زیادہ تباہ کار اور کون سے قائد ہوں گے۔ حدیث پاک میں جن سے بچنے کی تعلیم دی جا رہی ہے وہ کون علماء اور قائد مراد ہیں؟

حدیث پاک میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ بہت عالم تباہ کار ہوں گے۔ کیا بدعتیہ کی اور ارتداد تباہ کاری نہیں ہے۔ علماء کونسل بتائے کہ ان سے بچنے کی جو تعلیم دی جا رہی ہے وہ کہاں کہاں اور کس موقع پر ہے۔ کیا اس حدیث پاک کے خلاف ہر قسم کے بد مذہب و مرتد فرقوں کی شمولیت ہی سے امت کے وسیع تر مفاد شامل ہیں؟

رحمت عالم ﷺ فرماتے ہیں۔ ان اخوف ما اخاف علی امتی کل
منافق علیہم اللسان والطیرانی فی الکبیر والسباز عن عمران بن
حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما: (اربعین شدت) یعنی مجھے اپنی امت پر سب
سے زیادہ اندیشہ ہر اس شخص کا ہے جو دل کا منافق اور زبان کا مولوی (لیڈر و ریپار مراد
قائد) ہو۔ رواہ الامام احمد وابن عدی عن عمر الفاروق۔

مولوی اسرار احمد قاسمی نے علماء کونسل والوں کو باندھ دیا

مذکورہ حدیث پاک کو سامنے رکھنے کے بعد علماء کونسل کے جنرل سکریٹری مولوی اسرار احمد قاسمی دیوبندی نے جو اپنی
جماعت وہابیہ کے ترجمان ہیں، انہوں نے بمبئی کے مشہور اردو اخبار روزنامہ اردو ناٹمز بمبئی میں لوک سجا کالم میں ”علماء کونسل بغیر
طبع اصلاحی بیان کے لیے حاضر“ کے عنوان سے ایک بیان داغ ہے۔ جو علماء کونسل میں شامل علماء کے لیے گلے کی ہڈی بن گیا ہے
جس میں انہوں نے لکھا ہے۔

علماء کونسل میں بریلوی، دیوبندی، سنی، شیعہ، بوہرہ، خوب، جمعیۃ العلماء،
جماعت اسلامی پر (مشتمل) طبقہ کا اتحاد ہے، جزیات و فروعات سے بالاتر ہو کر صرف
اسلامی و ایمانی تقاضوں پر بیانات مبنی ہوں گے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

(اردو ناگزیر، ستمبر ۱۹۹۵ء)

مذکورہ بالا حدیث پاک جو اس سے پہلے تحریر کی گئی، اس کے جملے کو سامنے رکھیے کہ، ان اخوف ما اخاف علی امتی کل منافق علیہ اللہ سان: یعنی مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ اندیشہ ہر اس شخص کا ہے جو دل کا منافق اور زبان کا مولوی یعنی لیڈر و ریفا رہو۔

مولوی اسرار احمد قاسمی جیسے کٹر دیوبندی کو آپ نے گلے لگا لیا، اور اس سے پہلے آنجنابی مولوی ضیاء الدین بخاری کو اپنا سردار و پیشوا سب کچھ تسلیم کر لیا تھا۔ مولوی ضیاء الدین ہی نے علماء کو نسل میں شامل علماء پر کند چھینکی جس میں وہ بندہ گئے۔ دستوری حیثیت سے مولوی ضیاء الدین بخاری دیوبندی کی پوزیشن دیکھیے۔

مذکورہ مینٹگ میں اس تعلق سے ایک لائحہ عمل تجویز کیا گیا اور باتفاق رائے مسلمانوں کی نمائندہ جماعت بنام علماء کو نسل کا قیام عمل میں آیا جس میں سنی دیوبندی، اہل حدیث، شیعہ، خوجہ، بوہرہ ہر مسلک کے اہل افراد کو شامل کیا گیا مولانا (یہاں مولانا صرف نقل عبارت کے لیے لکھا گیا ہے) ضیاء الدین بخاری جو اس تحریک کے محرک اول تھے۔ الخ دستور العمل علماء کو نسل ص ۴۳

جب مولوی ضیاء الدین بخاری زندہ تھے تو ان کے ساتھ یارانہ گانٹھا گیا اور ان کے مرکز میں ملنے کے بعد ان کے جنازہ میں کون کون علماء شریک ہوئے اور کس کس نے تعزیت کی اور آنسو بہائے وہ سب پر عیاں ہے۔

ان علماء نے مولوی ضیاء الدین بخاری اور مولوی اسرار احمد قاسمی جیسے کٹر دیوبندیوں کو اور بوہروں، خوجوں، رافضیوں کو گلے لگا لیا اور ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا شروع کیا ان کی مجلسوں میں خود گئے اور ان کو اپنی اپنی مجلسوں میں لے آئے۔ ان سے ایسا اختلاط ہو گیا کہ ان سے بدعتیہ کی بنیاد پر ان سے جو نفرت تھی وہ جاتی رہی۔ وہ لوگ جو دل کے منافق اور زبان کے مولوی تھے ان سے علماء کو نسل والوں نے دینی تعلق کو بالائے طاق رکھ کر ان کیساتھ ایسے ضم ہو گئے کہ اب دشمنان دین پر غلط نہ رہی، یعنی ان کی بدعتیہ اور بد مذہبیت کی وجہ سے ان پر سختی جاتی رہی۔

مولوی اسرار احمد قاسمی نے عقائد کے اختلاف کو جو بنیادی اور ایمانی اختلافات ہیں ان کو جزئی و فروعی اختلاف بت کر اپنی طبعی منافقت کی وجہ سے اہلسنت کو دھوکہ دیا۔ علماء کو نسل میں شامل علماء کو اس کی تردید کی ہمت نہیں ہے۔ اس لیے کہ انہوں نے خود دینی بے غیرتی کی وجہ سے بدعتیہ کو سر پر اٹھا لیا۔ اپنی بدعتیہ کی وجہ ان علماء کے کندھوں پر رکھ کر بد مذہبیت کی گاڑی کو ہانکنا شروع کیا۔ ان علماء کو اب سوائے گاڑی کھینچنے کے کوئی چارہ نہیں ہے۔

حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی پورا ہوا۔

غیر الدجال اخوف علی امتی من الدجال الاثمۃ المضلون:

یعنی، امت پر دجال کے سوا اور لوگوں کا زیادہ اندیشہ ہے وہ گمراہ کرنے والے مولوی
(لیڈر) پیشوا ہوں گے۔ س

بجہ تبارک و تعالیٰ میں نے اردو ٹائمز کی مذکورہ خبر کو پڑھنے کے بعد علماء کو نسل کے صدر مولوی سید حامد اشرف کچھ چھوی
ناظم سنی دارالعلوم محمدیہ ممبئی اور جناب مولوی ظہیر الدین خاں صاحب سکریٹری علماء کو نسل ممبئی ایک خط تحریر کیا تھا۔
جناب مولوی سید حامد اشرف صاحب، صدر علماء کو نسل و جناب ظہیر الدین خاں
صاحب سکریٹری علماء کو نسل

سلامہ علی من اتبع الهدی۔

بنام مسلم گمراہ و باطل و مرتد فرقوں کے ساتھ ایک ملغوبہ بنا کر سنی مسلمانوں کے
درمیان افتراق و انتشار برپا کر کے جب سے علماء کو نسل وجود میں آئی، اسی وقت سے اہل
سنت کے اندر بے چینی کی لہر دوڑ گئی۔ سب سے پہلے حافظ مسلک اعلیٰ حضرت عالی جناب
احمد عروسا قادری، اشرفی، رضوی، حشمتی ممبئی کے استفتاء پر مفتی اعظم مہاراشٹر عہدہ التحقیقین
استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ نے علماء کو نسل کے خلاف
فتویٰ صادر فرمایا جس پر جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا
خاں صاحب قبلہ ازہری بریلوی سمیت معتد علماء اہل سنت نے تصدیق فرمائی اور بھی معتد
علماء اہلسنت نے اس گمراہ کو نسل کے خلاف فتاوے صادر فرمائے جن میں حسن طور پر
جانشین شیریہ اہلسنت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مشاہد رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی
کافتویٰ قابل ذکر ہے۔

اس کے علاوہ ماہنامہ سنی آواز ناگپور نے آپ کی گمراہ کو نسل کے خلاف کئی ماہ تک
مسلسل لکھا۔ اہلسنت نے ان مضامین کو خوب سراہا اور آپ کی بنائی ہوئی گمراہ کو نسل کی
بھرپور مذمت کی سنی آواز ناگپور کا گمراہ و بے دین جماعتوں اور کونسلوں کے خلاف جہسار
جاری رہے گا۔

قابل توجہ تحریر

چند دن پہلے روزنامہ اردو ٹائمز ممبئی جلد ۳۶، شمارہ ۳۰۱، مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۵ء لوگ سجا، کالم میں ”علماء کو نسل بغیر
طبع اصلاحی بیانات کے لیے حاضر“ کے عنوان سے مولوی اسرار احمد قاسمی جنرل سکریٹری علماء کو نسل کا بیان چھپا ہے۔ وہ یہ ہے:
اراکین علماء کو نسل نے اپنی نشست میں یہ طے کیا ہے کہ عوامی رابطہ کے علاوہ وہ مسلمانوں میں

اچھے مذہب دین اسلام، کتاب و سنت اور دینی و دنیاوی تعلیم پر اعتبار سے بے فہمی پائی جاتی ہے اور پوری امت اختلاف و انتشار کا شکار ہے اس لیے موجودہ حالات میں سب سے بڑی کامیابی (۱) اتحاد امت (۲) اصلاح اخلاق و معاشرہ (۳) کوینی و دنیاوی تعلیم کی طرف توجہ، وقت کا تقاضہ اور خدمت ملک و ملت ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ تمام مسلمانوں پر واضح کیا جاتا ہے۔ مدرسہ مسجد، محلہ مجلس میں علماء کرام کو مدعو کریں اور ان کے بیانات سن کر عمل کریں اور باوجود اپنی عدم الفرصتی کے علماء کونسل کے اراکین علماء کرام آپ کی دعوت پر حاضری دینا بلا کسی طمع کے بیانات کے لیے تیار ہیں۔ مقامی ذمہ داروں پر انتظام کی ذمہ داری ہوگی علماء کونسل میں بریلوی، دیوبندی، سنی شیعہ، بوہرہ، خوارج، جمیعہ العلماء، جماعت اسلامی پر (مشتعل) ہر طبقہ کا اتحاد ہے۔ جزیات و فروعات سے بالاتر ہو کر صرف اسلامی و ایمانی تقاضوں پر یہ بیانات مبنی ہوں گے۔

مذکورہ بیان میں جو اہلسنت کو کند چھری سے ذبح کیا گیا ہے۔ ماہنامہ سنی آواز ناگپور کے ذریعہ ہم بعد میں اس کا رد و ابطال کریں گے۔

پہلے ہم آپ سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ مذکورہ بیان سے آپ متفق ہیں یا نہیں اس کو واضح الفاظ میں تحریر فرمائیں ورنہ بصورت دیگر مذکورہ بیان کی مذمت اور علماء کونسل کی صلح کلیت و نفاق پر ماہنامہ سنی آواز، آپ کی دین شکن پالیسی کے خلاف۔ جو جہاد کرے گا اس کا نشانہ آپ لوگ ہوں گے۔ الیکشن کے قریب اس قسم کے بیانات دیکر اہلسنت کو گمراہ کرنا علماء کونسل کا وظیفہ رہا ہے۔ اس سے سنی عوام کو بچانا یہ ہماری دینی و شرعی ذمہ داری ہے۔

اس لیے اس تحریر کے ملنے کے بعد پندرہ دن کے اندر مذکورہ بیان سے اتفاق یا عدم اتفاق تحریر فرمائیں، خاموشی کی صورت میں ماہنامہ سنی آواز جو کچھ لکھے گا وہ صرف عوام اہلسنت کی ہدایت کے لیے ہوگا۔ فقط

آپ کی ہدایت کا دعا گو

سید محمد حسینی اشرفی، مصباحی چیف ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز،

دارالعلوم امجدیہ محلہ گانجہ کھیت ناگپور۔ ۱۸۔۰۰۔۴۴

مورخہ: ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۶ھ

مولوی ظہیر الدین خان سکریٹری علماء کونسل کا جواب

”علماء کونسل کی تعمیر و تشکیل مذہبی اور مسلکی تحفظات کے ساتھ امت کے وسیع تر

مقاصد میں محض سیاسی امور کے لیے ہے۔ اسرار احمد قاسمی صاحب کا مضمون ان کی اپنی ذہنی

اختراع ہے۔ علماء کو نسل کی جانب سے وہی اعلان معتبر ہو گا جسے باتفاق رائے یا بکثرت رائے سے منظور کیا گیا ہو، اور قابل ذکر علماء کی نظر سے گزرا گیا ہو۔ بیان بازی کی جھک ہے تو اپنا نام استعمال کریں۔ علماء کو نسل کو بیان میں کیوں لاتے ہیں۔ انشاء اللہ آئندہ میٹنگ ہوئی تو مولوی اسرار احمد قاسمی سے معلوم کریں گے کہ یہ بے سرو پا مضمون آپ کہاں سے لائے علماء اہلسنت میں سے کوئی ایک فرد کبھی بھی اس سے اتفاق نہیں کرے گا۔

راقم الحروف مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۵ء مع اہل و عیال حرمین طہیمین زادہ رحمہ اللہ تعظیماً و تشریفاً روانہ ہو گیا تھا عمرہ اور بارگہ مصطفوی میں حاضری کے بعد مورخہ ۴ نومبر ۱۹۹۵ء واپسی ہوئی۔ یہ مضمون علماء کو نسل کے نام سے انہیں ایام میں بھیج دیا گیا۔ جب فقیر موجود نہ تھا۔ روزنامہ اردو ٹائمز۔ بھی غیر معیاری اخبار ہے۔ بے سرو پا خبر شائع کرنے میں اسے بہت دلچسپی ہے۔ اسی بدنام زمانہ اخبار کی ایک انتہائی لغو اور لالچنی خبر (مسلمک کو بالائے طاق رکھ کر) پر استفسار کیا گیا تو مولوی صاحب نے بلا تحقیق و تدقیق جواب ارقام فرمایا اور کسی قسم کی پوچھ تاچھ روا نہ رکھی۔ شاید آپ کے نزدیک شرعی احتیاط اور فقہی نزاکت یہی ہے کہ اخباری رپورٹ پر فتویٰ صادر فرمائیں اور اسے جہاد کا نام دیں۔ جو چاہے آپ کی عقل کرشمہ ساز کرے آئندہ کسی بھی جارحانہ اور دھمکی آمیز عامیانہ طعنے خطاب سے اجتناب فرمائیں۔ مذہب و مسلک قوم و ملت کی خدمت کی راہ بند گان خدمت سے معلوم کریں اسے چیف ایڈیٹر ہو کر آپ نہ معلوم کر سکیں گے فقط

نوٹ: آج آپ کو استفسار کی ضرورت کیوں پیش آئی بقول آپ کے فقیر سراپا فقیر سے آپ کا مذہب و جہاد تو بہت دنوں سے جاری ہے۔ آپ کے دفاتر تصدیقات و تائیدات سے بھرے پڑے ہیں۔ دوسرے افراد العیاذ باللہ شاید آپ کے رحم و کرم پر ہیں۔ اس دین کا محافظ وہی ہے جس نے بتایا اور پسند فرمایا ہم کسی سرمایہ دار کو خادم دین و مسلک تو کہتے ہیں محافظ دین و مسلک کا ٹائٹل زیادہ قد آور علمی شخصیات سے کے لیے ہی

مناسب تر ہے۔ فافہم

جناب مولوی ظہیر الدین خاں صاحب سکرٹری علماء کو نسل بہمنی نے علماء کو نسل کی تعمیر و تشکیل میں مذہب و مسلک کے تحفظ کے ساتھ امت کا وسیع تر مفاد صرف سیاسی امور کے لیے ہونا بتایا ہے۔ یہ بات کسی عام آدمی کو فریب دیکر سمجھنا چاہی تو تھوڑی دیر کے لیے اس کے ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ اتحاد سیاسی اغراض پر ہو سکتا ہے۔ حالاں کہ کسی بدعقیدہ سے اس قسم کا

اتحاد ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ یہاں بات صرف سیاسی بنیاد پر اتحاد کی نہیں کی جارہی ہے بلکہ مسلک و مذہب کا تحفظ بھی مگر اہ علماء کو نسل سے وابستہ کیا جا رہا ہے۔

اہلسنت کا مذہب اور مسلک یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ و سلم پر بعض قطعی سلسلہ نبوت ختم ہو گیا۔ لیکن مولوی اسرار احمد کے مذہبی پیشواؤں کا عقیدہ ہے کہ بعد زمانہ نبوی اگر کوئی نبی آئے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ ایک بدعقیدہ عقیدہ حسنہ نبوت کا تحفظ کیسے کر سکتا ہے۔ اسی طرح مسلک اہلسنت مسلک وہابیت کے درمیان ایمان و عقیدہ میں اختلاف فاسد کو دیکھتے جا رہے۔ پھر دیکھیں یہ بدعقیدہ وہابی، دیوبندی عقائد میں مسلک کا تحفظ کر سکیں گے؟ یہ دین کو برباد کرنا اور مسلمانوں کو دھوکہ دینا ہے۔

وہابیہ کے مختصر عقائد

- ۱۔ اللہ تعالیٰ جہت، زمان و مکان سے پاک نہیں۔
- ۲۔ اللہ تعالیٰ کذب (جھوٹ) اور دوسرے نقائص پر قادر ہے۔
- ۳۔ نبی کی حیثیت گاؤں کے چودھری اور زمیندار کی سی ہے۔
- ۴۔ وہ ذرۂ ناجیز سے کم تر ہیں۔
- ۵۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو گھٹانا اور بھائی بتانا۔
- ۶۔ خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ کا مثل ممکن بتانا۔
- ۷۔ رسول اللہ ﷺ کا خیال نماز میں آجانے کو اپنے نیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر بتانا۔
- ۸۔ اللہ تعالیٰ کے علم کو مشیت پر موقوف رکھنا۔
- ۹۔ اپنے پیر کے لیے وحی حقیقی ماننا۔
- ۱۰۔ اپنے شیخ و پیر کو خدائے قدوس کا جلیس بتانا۔
- ۱۱۔ اپنے پیر کا حق تعالیٰ کے ہاتھ میں ہاتھ دینا، بتانا۔
- ۱۲۔ شرک اور غیر شرک، کفر و ایمان، حرام و حلال، مختلف الاحکام مسائل کا بزور زبان ایک ہی حکم بتانا۔
- ۱۳۔ رسول اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس اور بعد میں کسی نبی کے آنے سے ختم نبوت میں فرق نہ آنا، بتانا۔
- ۱۴۔ شیطان کے علم کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے بڑھانا۔
- ۱۵۔ رسول اللہ ﷺ کے علم اقدس کو جانوروں، پانگوں، بچوں، درندوں جیسا بتانا۔
- ۱۶۔ اپنی نبوت کا دعویٰ کرنا۔
- ۱۷۔ اپنے کلام کو خدائے وحدہ لا شریک کا کلام بتانا۔
- ۱۸۔ خود کو نبی سے بہتر بتانا۔

- ۱۹۔ رسول اللہ ﷺ کی وحی والہام کو غلط بتانا۔
 - ۲۰۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزے کو مسمریزم بتانا۔
 - ۲۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر شیطانی الہام بتانا۔
 - ۲۲۔ نبی کو شریر مکار، بد عقل، فحش گو بتانا۔
 - ۲۳۔ اپنی جھوٹی نبوت کو سچ ثابت کرنے کے لیے انبیاء کرام کو جھوٹا بتانا۔
 - ۲۴۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہوں میں ناپاک گالیاں اور گستاخیاں کرنا۔
 - ۲۵۔ صرف لا الہ الا اللہ کو مہارنجات جانا۔
 - ۲۶۔ جنت و دوزخ حشر و نشر کو بے حقیقت قرار دینا۔
 - ۲۷۔ اپنی رائے سے غلط تفسیر قرآن کرنا۔
 - ۲۸۔ مختلف گمراہ فرقوں کو ایک مسلک پر لا کر نئے دین کی بنیاد ڈالنا۔
 - ۲۹۔ ائمہ دین سے آزار دہ کر اپنی روش بنانے کے لیے ائمہ دین کی قدروں کو گھٹانا۔
 - ۳۰۔ ائمہ فقہ سے مسلمان کو آزار دہ کر کے اپنے فقہ کو ان پر مسلط کرنا۔
 - ۳۱۔ شرک خفی (جس کے کرنے سے مسلمان صرف گنہگار ہوتا ہے) کو شرک جلی (جس کے کرنے سے مسلمان کافر و مرتد ہو جاتا ہے) بتانا۔ (نعوذ باللہ تعالیٰ من کلہا)
- ملاحظہ کیجئے وہابیوں، دیوبندیوں، قادیانیوں، رافضیوں، نیچریوں، صلح کیوں، نے کیسے کیسے دین فتنہ عقائد فاسدہ سے مسلمانوں کے دین و ایمان پر ڈاکہ ڈالا، ان کے مسلک کے ساتھ مل کر علماء کو نسل بنائی اور ایسے غارت گرد دین و ایمان کو مولوی ظہیر الدین خاں صاحب نے ان سے مذہب اور مسلک کا تحفظ و ابستہ کر دیا۔ یعنی ایسے گمراہ بد مذہب اور بے دین علماء کی کو نسل کو محافظ دین و مسلک لکھا۔ اور جو حقیقی معنوں میں دین کو اور مسلک کو سمجھتے ہیں حتیٰ المقدور اپنے دین و ایمان کی جس طرح سے ممکن ہو حفاظت کرتے ہیں اور دین و ایمان کو لوٹنے والی نسلوں سے عام سنی مسلمانوں کو ان سے بچنے اور محفوظ رہنے کا سامان مہیا کرتے ہیں۔
- جیسے الحاج احمد عمر دوسا قادری، رضوی، اشرفی، حشمتی بمبئی اور ان کے جیسے دینی ترب رکھنے والے فدا یان مسلک اعلیٰ حضرت محافظہ مسلک اعلیٰ حضرت لکھ دیا تو یہ جناب چراغ پا ہو گئے۔ ایسے فدا یان مسلک باطل کے آگے دھپنے والے اور ان کے ساتھ شامل ہونے والے علماء کہلانے والے لوگوں سے بدرجہا بہتر ہیں۔

مولوی ظہیر الدین خاں صاحب نے مولوی اسرار احمد قاسمی کے بارے میں لکھا کہ:

اسرار احمد قاسمی کا مضمون، ان کی اپنی ذہنی اختراع ہے۔ علماء کو نسل کی جامعہ

سے صرف وہی اعلان معتبر ہو گا جسے با اتفاق رائے یا بکثرت رائے سے منظور کیا گیا ہو، اور

قابل ذکر علماء کی نظر سے گزارا گیا ہو، الخ

ذہنی اختراع کہہ کر مولوی ظہیر الدین خاں صاحب نے دیوبندیوں، وہابیوں، کے ساتھ اختلاف کو جائز بتانے کی کوشش کی ہے اور یہ بھی لکھا کہ علماء کو نسل کی جانب سے صرف وہی اعلان معتبر ہوگا جسے باتفاق رائے یا بکثرت رائے منظور کیا گیا ہو اور قابل ذکر علماء کی نظر سے گزارا گیا ہو۔

مولوی ظہیر الدین خاں صاحب اپنی گمراہ علماء کو نسل کے دستور العمل کے بارے میں کیا کہیں گے، متفقہ طور پر پاس شدہ دستور العمل ہے جس کی پابندی کرنا اور اس پر عمل پیرا رہنا اس کے ہر ممبر اور ہر عہدیدار کے لیے ضروری ہے ورنہ وہ دستور کا باقی قرار دیکر کو نسل سے خارج کر دیا جائے گا۔ اسی دستور میں یہ لکھا ہے۔

مذکورہ میٹنگ میں اس تعلق سے ایک لائحہ عمل تجویز کیا گیا اور باتفاق رائے مسلمانوں کی ایک نمائندہ جماعت بنام ”علماء کو نسل“ کا قیام عمل میں آیا۔ جس میں سنی، دیوبندی، اہل حدیث، شیعہ، خوارج، بوہرہ، غرض ہر مسلک کے اہل افراد کو شامل کیا گیا مولانا (بدعتیہ کو مولانا صرف نقل عبارت کے طور پر لکھا گیا) ضیاء الدین بخاری جو اس تحریک کے محرک اول تھے۔ (دستور العمل علماء کو نسل بہمنی ص ۳ و ۴)

جو میٹنگ ہوئی تھی جس میں اس گمراہ کو نسل اور اس کے دستور کو مستقل طور پر رد و عمل لایا گیا اسی دستور میں اس کو منظور کروانے والے اور شرکت کرنے والے علماء کا نام چھپا ہوا ہے، جس میں دوسرا نام ضیاء الدین بخاری آنجنابی کے بعد مولوی ظہیر الدین خاں صاحب ہی کا نام ہے۔

مولوی اسرار احمد قاسمی نے اپنے دستور کے خلاف بالکل نہیں کہا ہے جو بھی کہا لکھا چھپا پاوہ اپنے گمراہ دستور کی روشنی میں ہے۔ ایک مرتبہ پھر مولوی اسرار احمد کے بیان کے چند جملے دیکھیے:

علماء کو نسل میں بریلوی، دیوبندی، سنی، شیعہ، بوہرہ، خوارج، جمیعہ العلماء، جماعت اسلامی پر (مشتمل) ہر طبقہ کا اتحاد ہے۔ جزیات و دفعات سے بالاتر ہو کر صرف اسلامی و ایمانی تقاضوں پر یہ بیانات ہوں گے۔

اب اس کے بعد علماء کو نسل بہمنی کے دستور العمل کی مفرد دفعات جو بہ ظمن (ب) اغراض و مقاصد کے تحت لکھے گئے ہیں ان کے علاوہ خاص طور پر اسی دستور سے ص ۳ و ۴ کی عبارت کو ذہن میں رکھنے کے بعد مذکورہ ذیل دفعات کو دیکھیے:

۱: تمام کلمہ گو افراد کے درمیان متفقہ شرعی اصول کے تحت اتفاق و یک جہتی کی کوشش کرنا۔

(ص ۵) ۳: ذات و پات، رنگ و نسل اور مذہب وغیرہ کی تفریق کے بغیر ملک میں بسنے والی

تمام قوموں کے درمیان انسانیت اور رواداری کے جذبات کو فروغ دینا نیز ایسے تمام طریقوں سے گریز کرنا جو فرقہ وارانہ منافرت طبقاتی کشمکش اور لافٹ فونیستہ کو بڑھا دے۔ (ص ۵)

مولوی اسرار احمد قاسمی نے جو بھی بیان دیا وہ صرف اپنے دستور کے دائرے میں رہ کر دیا ہے اور جناب نے اہلسنت کو یہ لکھ کر فریب دینے کی کوشش کی ہے کہ ان کا بیان ان کی ذہنی اختراع ہے۔ یہ ثابت ہو گیا کہ علماء کو نسل میں بدترین گمراہ افروہیں اور یہ مرتد علماء وہابیوں، دیوبندیوں، رافضیوں، خوجوں، بوہروں وغیرہ کے ہاتھوں بک چپکے ہیں انہیں دین اور مسلک کی بالکل پروا نہیں مسلک اعلیٰ حضرت جو عین دین اسلام ہے اس کے پرچے اڑا کر خود فریبی کبر و غرور میں مبتلا ہو کر اہلسنت کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اب اس کے بعد علماء کو نسل کے ایک اور سرگرمی مولوی عبدالقدوس کشمیری کا بیان ملاحظہ کیجئے:

علماء کو نسل نے فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ تمام کلمہ گو جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر لے آئے گی۔

(حوالہ ہفت روزہ راشتریہ سہارانی دہلی سال ۲ شمارہ ۱۹، ۱۹ تا ۲۴ دسمبر ۱۹۹۵ء ص ۱۱)

ملاحظہ کیجئے، دستور العمل کی دفعات اور مولوی اسرار احمد قاسمی اور مولوی ظہیر الدین خاں اور مولوی عبدالقدوس کشمیری کے بیانات میں یکسانیت۔ مولوی ظہیر الدین خاں صاحب نے تو لکھ دیا کہ علماء کو نسل کی تعمیر و تشکیل مذہبی اور مسلکی تحفظات کے ساتھ امت کے وسیع تر مفاد میں محض سیاسی امور کے لیے ہے۔ یہاں موصوف نے اس کی وضاحت نہیں کی کہ انہوں نے مذہب اور مسلک سے کیا مفہوم مراد لیا ہے۔ وہی مفہوم جو ایک بد عقیدہ اور گمراہ مراد لیتا ہے۔ ایک صحیح العقیدہ مبنی عالم دین جو صحیح معنوں میں عامل و محافظ مسلک اعلیٰ حضرت ہے وہ کبھی گمراہوں، بد مذہبوں، مرتدوں، کاسپنہ ساتھ اختلاط برداشت نہیں کرے گا مگر دین فلکس انداز اختیار کرے گا جو کافروں، مرتدوں، گمراہوں کے ہاتھوں بک چکا ہے اور دینی سبب حسنی کا شکار ہو گیا ہے۔

جب علماء کو نسل تشکیل پائی تھی اس وقت وہابیوں، دیوبندیوں، رافضیوں، بوہروں، خوجوں، وغیرہ کے ساتھ مل کر علماء کو نسل والوں نے جو بیانات دیا ہے اس وقت کے اخبارات محفوظ ہیں ان کے علاوہ معتبر و مشرع لوگ جنہوں نے ان کی باتوں کو سنا ہے۔ وہ گواہ ہیں۔

انہوں نے دین اور مسلک کو ہالائے طاق رکھ دیا اور درمندی حضرات نے ان کے نعروں کو نقل کر کے مستند علماء اہلسنت سے استفسار کیا تھا وہ اس طرح ہے، اتحاد، اتحاد، اتحاد۔ سب ایک ہو جاؤ، ہندو مسلم بھائی بھائی، گمراہوں سب دینوں کے ساتھ جمع ہونا اور ہاتھ ملانا، ہم تم ساتھ رہیں گے اور ساتھ مریں گے عقائد و مسلک کے تمام معاملات میں ہر فرقے کا مشورہ سیاسی محاذ پر ہوگا، اور اس میں سب شریک ہوں گے۔ تمام کی ایک سیاسی جماعت ہوگی، اب وقت آ گیا ہے کہ ہم سب مل کر ایک متحدہ لائحہ عمل بنائیں اور اپنے مسلکی اختلافات کو ہالائے طاق رکھ کر ایک سیاسی متحدہ پلیٹ فارم بنائیں۔ اور جو علماء قوم کو ہائے کام کر رہے ہیں ان سے نہیں گے کیوں کہ یہ امت کو غیروں کے ہاتھوں بچا رہے ہیں اور ایک سودا کیے ہوئے ہیں۔

یہ وہ دین شکن بیانات تھے انہیں کو سامنے رکھ کر سوالات مرتب کیے گئے جس پر معتد علماء اہلسنت نے علماء کو نسل کی گمراہیت پر فتوے صادر فرمائے۔ استاذ الاساتذہ عہدہ التحقیق حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ مفتی اعظم مہاراشٹر سربراہ اعلیٰ دارالعلوم امجدیہ ناگپور نے ایک طویل فتویٰ صادر فرمایا جس کے کچھ اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔

بہر حال اہلسنت و جماعت کے مسلک پر قائم رہنا عین دین اسلام پر قائم رہنا ہے اور اسکو بالائے طاق رکھنا ایمان و اسلام کو بالائے طاق رکھنا ہے جو کفر خالص ہے مجلس مذکور (علماء کو نسل) میں فرقوں کے اختلافات کو معمولی بات سمجھا کر مسلک اعلیٰ حضرت کو بالائے طاق رکھنے اور مومن و مرتد کو ایک قوم ایک ملت ماننے کی تلقین کی بات کہی گئی ہے اور اس ملت کے مقابلہ میں کفار اصلی کو باطل پرست بت کر مرتدوں کے حق پرست ہونے کا تصور پیدا کیا گیا ہے جس سے مسلمانوں میں سخت غلط فہمی پھیل سکتی ہے اور ان میں کفریات سرایت کرنے کا خطرہ ہے (ماہنامہ سنی آواز جلد ۵

شمارہ ۶، ۷، ۸ مئی جون ۱۹۹۳ء ص ۵۳ و ۵۴)

حضرت عہدہ التحقیق مفتی اعظم مہاراشٹر، اپنے اسی فتوے کے تقریباً ڈیڑھ صفحہ گمراہ و مرتد فرقوں کے مختصر کفری عقائد تحریر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

اس مجلس کے فرقوں کے عقائد کو سامنے رکھنے کے بعد یہ ماننے میں دشواری نہ ہوگی کہ ان فرقوں کے الگ الگ دین و مذہب کے عقائد و ایمان کی بنیاد پر ہی الگ الگ مسلک کہا گیا ہے اور سنی مسلک والوں کو یہ کہا جا رہا ہے کہ وہ اپنے مسلک کو بالائے طاق رکھ کر ان فرقوں کے ساتھ متحد ہو جائیں کفر و ایمان کے فرق و امتیاز کو ترک کر کے ایک قوم ایک ملت بن جائیں۔ پھر سنیوں، خوجوں، بوہروں، رافضیوں، وہابیوں، دیوبندیوں، کے ایمان و ارتداد کی معجون مرکب ایسی متحدہ ملت ہوگی جو باطل پرست کفار اصلی کے پاؤں اکھاڑ کر رکھ دے گی اور نہ یہ متحدہ ملت و ایمان والی جماعت حق پرست قوم ہوگی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ ہمارے ائمہ کرام و مشائخ عظام و علماء اہلسنت پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے جو ان کفریہ عقائد سے پاک تھے انہوں نے ان باطل پرست ایمانیات سے محروم فرقوں کا زبردست مسکت رد فرمایا، صحیح اسلامی عقائد اجاگر کر کے مسلمانوں کو ان پر قائم رکھنے کی پوری پوری جدوجہد کی۔ (ماہنامہ سنی آواز مئی جون ۱۹۹۳ء ص ۵۳ و ۵۴)

صاحبزادہ وجائیشین شیریشہ اہلسنت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مشاہد رضا خاں صاحب پہلی بھتی مدظلہ العالی اپنے مہارک فتوے میں ارشاد فرماتے ہیں:

۱۔ بے دینوں، بد دینوں، مرتدوں، کے ساتھ جیسے وہابی، دیوبندی، رافضی، قادیانی، وغیرہم کے ساتھ اتحاد ظاہری بھی حرام اشد حرام ہے، یہ مسلمان کہلانے والے منہ رتے ایمان کے بھی دشمن ہیں اور جان کے بھی دشمن ہیں۔ قرآن وحدیث ارشاد ائمہ سے یہ مسئلہ اتفاقی بلا اختلاف ہے۔ ہزاروں ائمہ دین کے ہزاروں اقوال اس کے ثبوت میں موجود ہیں کہ ان بے دینوں کے ساتھ دلی محبت و داد کرنے والا مسلمان ہی نہیں کافر و مرتد ہو جائے گا۔ (ماہنامہ سنی آواز، جلد ۵ شمارہ ۸، ۹، ۱۰ اگست ۱۹۹۳ء ۶۳/۶۴)

چند سطر کے بعد ارشاد فرماتے ہیں:

بد دینوں، وہابیوں، دیوبندیوں کے کفریات کو جاننے سمجھنے کے بعد بھی ان سے قلبی میل و محبت کرنے والا کافر و مرتد بد دین ہے۔ خواہ وہ مولوی ہو، امام ہو یا بہت بڑا مقرر ہو۔ اور جاننے بوجھنے کے بعد بھی ایسے امام کی اقتدا میں نماز ادا کرنے والا کافر و مرتد بد دین ہے۔ دنیاوی لحاظ سے بھی یہ تجربہ شاہد ہے کہ جب بھی ایسا کفری اتحاد ہو ادین و مذہب کو بڑے نقصانات ہوئے۔ مثلاً نام نہاد خلافت کمیٹی جو درحقیقت بلاکت کمیٹی تھی، اس میں بھی ایسا ہی اتحاد ہوا، شردھانند کو لے جا کر دہلی کی جامع مسجد کے منبر پر بٹھایا گیا اور اس سے کفری لکچر دلویا گیا اور مشرکین کی ارتھی میں کندھا لگا کر بولے رام رام ست ہے۔ ست بولو مکھ ہے۔ گائے کی رکھشا کی گئی اور جلوس نکالا گیا۔ اور قرآن وحدیث کو رد کر کے مشرکین کو خوش کرنے کے لیے تمام ائمہ دین کے ارشادات کو پس پشت ڈال کر یہ افترا کیا کہ اسلام میں ذبیحہ گاؤں کا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے (سنی آواز ماہ اگست ۱۹۹۳ء ص ۶۳)

پھر چند سطر بعد ارشاد فرماتے ہیں:

اب ایسے مولوی کہلانے والے لیڈر بتائیں کہ خلافت کمیٹی سے اسلام و سنیت کو دین کو مذہب کو اور کیا دنیاوی فائدہ پہنچا۔ مسلمان کی اربوں روپے کی دولت نان کو آپریشن تحریک سے تباہ و برباد ہو گئی اور کروڑوں مسلمان دفاتروں سے اسکولوں سے حکومت کے محکموں سے بائیکاٹ کر کے تباہی و ہلاکت کے غار میں جا گرے اور ان کی جگہ پر مشرکین فتا بعض ہوئے۔ اب مسلمان مالی لحاظ سے بھی برباد ہوا، اور ادھر مسلمان حکومت کے دفاتر اور

تھکوں سے الگ ہو کر نہایت ہی مظلوم ہو گیا۔

چند سطر بعد:

جب بھی کوئی کمیٹی قرآن و حدیث کے خلاف بنائی جائے گی تو اس سے سوائے بربادی کے اور تباہی کے کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا دشمن کو بغل میں لیکر چلانا اپنی قوم کو موت کی دعوت دینا ہے۔ الخ، (سنی آواز ماہ اگست ۱۹۹۳ء)

مولوی ظہیر الدین خاں صاحب کا یہ کہنا کہ ”علماء کو نسل کی تعمیر و تشکیل مذہبی اور مسلکی تحفظات کے ساتھ امت کے وسیع تر مفاد میں محض سیاسی امور کے لیے ہے۔ لکھنا اہلسنت کو فریب دینا ہے۔ آپ علماء کو نسل کی تشکیل کے بعد جمعی کے اخبارات میں ان علماء کے بیانات دیکھے ہوں گے جو ہمارے پاس ریکارڈ کے طور پر محفوظ ہیں، ان سے صاف پتہ چلتا ہے کہ مسلک اور عقیدہ سے بے پرواہ ہو کر جودل میں آیا بیانات دیئے گئے۔ اور ذمہ دار معتمد علماء نے اپنے فتاوے کے ذریعہ عوام اہل سنت میں ان کے بیانات پر حکم شرع عائد کر کے ان کی گمراہیت کو ظاہر کر دیا۔

اس کے بعد سے اب تک علماء کو نسل والوں نے ان کی تردید کر کے شرعی ذمہ داری سے یہ ثابت نہیں کیا اس قسم کے ہمارے بیانات نہیں ہیں۔ اب تک کو نسل کی جانب سے ویسے ہی بیانات آرہے ہیں جو ان کے دستور العمل میں ہیں اگر علماء کو نسل والے اخباری بیانات کی تردید بھی کریں دستور العمل کی مضبوطی کی تردید نہیں کر سکتے۔

بہر حال علماء کو نسل والوں کی گمراہیت اچھی طرح ظاہر ہو چکی ہے، کو نسل سے علیحدگی اور بغیر توبہ کے انہیں کوئی چارہ نہیں ہے۔ لیکن ان کی صفت گھمنڈ و تکبر، فخر و تعلیٰ بے دینیوں اور مرتدوں کے اتحاد کا رشتہ انہیں ایسا کرنے نہیں دے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت جو باطل و مرتد بے دین فرقوں کے مقابل اپنے دین و ایمان کے تحفظ کے لیے عرب و عجم کے ہزاروں اکابر نے اپنی سنیت و حنفیت و شافعییت وغیرہ کو ممتاز کرنے کے لیے مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح مقرر کی وہی دین ہے اب اس کے بعد کی بھی زمانے میں جبر و تشدد و فساد کی آڑ میں کفار و مشرکین و مرتدین کے ساتھ اتحاد و اختلاط کو روانہ رکھا جائے گا۔ امت کی تاریخ پڑھے کہ ہر زمانے میں مسلمانوں پر کیسے کیسے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے کبھی بھی مستحکم ایمان والوں نے اغیار کے ساتھ اتحاد نہیں کیا۔

مولوی ظہیر الدین خاں کا بیان اور انکی کو نسل کا دستور العمل

مولوی ظہیر الدین خاں صاحب کے دعوے کا بطلان انہیں کی گمراہ کو نسل کے دستور العمل کی دین مٹکن مضبوطی سے دیکھے جس کو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔ ان سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ کی طرف منسوب مسلک کو بالائے طاق رکھنے والی عہارت

بالکل صحیح ہے۔ معتد علماء اہلسنت کے فتوؤں کے بعد اخبارات کے بیان پر یہ کہہ کر اہلسنت کو فریب دیں کہ کیا اخبارات کے بیان پر بغیر تحقیق کے فتوے صادر کیے جاسکتے ہیں؟

لیکن کونسل کے دستور العمل کی مضر دفعات پر آپ کیا تاویل کریں گے۔ ان میں بھی باتیں ہیں جو آپ کی طرف سے اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں۔ اخبارات میں جو بیانات آئے تھے ان پر حکم شرع عائد کیا گیا۔ اسی وقت اگر بیانات کی تردید کرنے کے اس قسم کے بیان ہمارے نہیں ہیں تب آپ کے دستور العمل کی مضر دفعات کی وجہ سے وہی حکم شرع اٹل رہتا جو بیان کیا گیا۔ لیکن ان علماء کونسل والوں نے اخبارات کے بیان کی تردید بھی نہیں کی تردید بھی انہیں ذرائع سے ہونی چاہیے جن ذرائع سے آپ کے بیانات شائع ہوئے ہیں۔ نہ اخباری بیانات کی تردید ہوئی اور نہ کونسل سے علیحدگی۔ اس لیے آپ پر جو حکم شرع عائد کیا گیا ہے وہ اٹل ہے۔ کونسل والوں کی گمراہیت روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ اس سے توبہ و رجوع ضروری ہے۔ دینی بے جہتی کی وجہ سے اخبارات میں چھپے ہوئے بیانات کی تردید اور کونسل سے علیحدگی کا اعلان کیا کرتے انہیں کے کونسل کے ایک بد عقیدہ نے وہی باتیں لکھیں جو ان کے دستور میں ہے۔ اس بیان پر جب مولوی ظہیر الدین صاحب سے پوچھا گیا کہ کیا اخبار میں چھپے ہوئے بیان سے آپ متفق ہیں تو یہ کہہ کر انہوں نے اپنی خفگی مٹانے کی کوشش کی کہ فلاں اخبار غیر معیاری ہے، بے سرو پا بیانات شائع کرنے میں اسے بہت دلچسپی ہے۔

اگر کسی اخبار نے واقعی آپ کی طرف کوئی غلط بیان منسوب کر کے چھاپ دیا تھا، کو سننے سے کام نہیں چلتا ہے۔ بلکہ آپ اخبار والے سے پوچھتے کہ آپ نے میری طرف منسوب غلط بات کیوں چھاپ دیا تو اس کی صفائی کیجئے اور اس کی تردید کیجئے اور اس کو شتم کر دیجئے۔

تین سال کا عرصہ گزر گیا نہ آپ نے اخبارات میں چھپے بیانات کی تردید کی جن پر حکم شرع عائد کیا گیا ہے اور علماء کونسل سے علیحدگی فتوے میں بیان کردہ حکم شرع آپ لوگوں پر مسلم ہے اور کونسل کے دستور العمل کی مضر دفعات نے تو آپ کی گمراہیت پر مہر لگا دی۔ آپ نے لکھا ہے۔

اسرار احمد قاسمی کا مضمون ان کی اپنی ذہنی اختراع ہے۔ علماء کونسل کی جانب سے صرف

وہی اعلان معتبر ہوگا، جسے باتفاق رائے یا بکثرت رائے (بلفظہ) منظور کیا گیا ہو، اور

قابل قدر علماء کی نظر سے گزرا گیا ہو، الخ

اس پر عرض ہے کہ آپ لوگوں نے تھوڑے سے حالات کی تعمیری پردین اور مسلک کی رسی کو ڈھیلی کر کے بزدلی کیوں دکھائی اور بے دینوں اور مرتدوں کے ساتھ مل کر گمراہ علماء کونسل کیوں بنائی؟ ذہنی اختراع لکھنا اہلسنت کو فریب دے کر اپنا دامن بچانا ہے۔ قاسمی صاحب کے بیان سے آپ لوگ بچ نہیں سکتے قاسمی صاحب نے وہی بات کہی ہے جو علماء کونسل کے دستور العمل میں ہے۔ وہابی، دیوبندی تو یہی چاہ رہے تھے کہ کسی بھی طرح ہم علماء اہلسنت کو پھانس لیں سیاست کے نام پر اتحاد کی دعوت۔

دیکر انہیں بلائیں اور ایک کونسل بنا کر ان کو مضبوطی سے باندھ لیں آخر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ یہ علماء کونسل کے گمراہ علماء جو بے دینوں و مرتدوں کے ساتھ باندھ دیئے جانے کے بعد پرو پگنڈہ اسی کا کر رہے ہیں کہ یہ اتحاد سیاسی بنیاد پر ہے۔

حقیقت میں مسلک کو بالائے طاق رکھ کر متحد ہونے کی بات ہے جو ان کے دستور میں ہے مولوی ظہیر الدین حسن صاحب کم از کم اس بات پر متفق ہیں کہ وہی اعلان معتبر ہے جسے ہاتفاق یا بکثرت رائے منظور کیا گیا ہو اور دستور بھی ہاتفاق منظور کیا ہوا ہے۔ اس اتفاق میں خاص طور پر مولوی سید حامد اشرف صاحب کچھ چھوی اور مولوی عبدالقدوس کشمیری اور ان کا اتفاق اس میں شامل ہے۔ دستور العمل پر عمل پیرا ہونا کونسل کے ہر ممبر و عہدیدار کے لیے ضروری ہے ورنہ وہ دستور کا باغی کہلا کر نکال دیا جاتا ہے۔ یہ بات ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ آپ لوگ وہابیوں، دیوبندیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو چکے ہیں یہ وہی بات کریں گے جو وہ چاہیں گے۔

اتحادی علماء کے اتحاد سے فساد یوں پر کچھ اثر نہیں ہوگا

اتحادی علماء نے بہنئی کے خوریز فسادات کی آڑ میں گمراہوں بے دینوں، مرتدوں کے ساتھ متحد ہو گئے یہ علماء بتائیں آپ لوگوں کے اس طرح اتحاد سے کیا کفار و مشرکین جو فساد دی ہیں، ڈر جائیں گے؟ مسلمانوں پر ظلم و ستم چھوڑ دیں گے؟ ہر گز نہیں۔ آپ لوگوں کو شاید اتحاد کے نشے میں ہوش نہیں ہے۔ گمراہ و بد مذہب فرقوں سے اتحاد کے بعد اتحادی علماء کو جنہوں نے تھوڑی سی آزمائش کے بعد اتحاد کا نعرہ بلند کیا، قوم کس نظر سے دیکھتی ہے۔ آپ قوم کے اندر برپا یحیٰ کو دیکھیے اس سے آپ کو یہ دیکھنے اور سننے کو ملے گا کہ جو آج تک گمراہوں اور بد مذہبوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کو تک منع کرتے تھے جب غیروں کی طرف سے ان پر چپٹ پڑی تو آج متحد ہو گئے، اس کے باوجود اتحادی علماء کی آنکھوں پر سے اتحاد کا ناپاک عینک نہیں اترتا۔

اے اتحادی علماء بتاؤں!

جب بھی مسلمانوں پر ظلم و ستم ڈھایا گیا تو ہمارے اکابر تمہاری طرح بزدلی و کم ہمتی دکھا کر گمراہوں و بد مذہبوں کے ساتھ اتحاد کر لیا؟ انہیں ایسا کیوں نہیں سوچا؟ تم پر یہ کیسی دینی بے حسیتی مسلط ہو گئی، تم نے یہ کیا کیا؟ گمراہوں اور بد مذہبوں کی گمراہیت اور اعداء دین پر غفلت (سختی) کو گھٹا کر رکھ دیا، کیا تمہارے منہ اب وہ زبان ہے؟ کہ کھلے طور پر گمراہوں اور بد مذہبوں کا رد و ابطال کر سکو۔ یاد رکھو، یہ گمراہ بد مذہب اسی اتحاد کے بعد تم کو بڑے بڑے عہدے دیکر اور دنیاوی فائدوں کا لالچ دیکر اور تم کو اپنے ساتھ لیکر یہ تاثر دینے میں کامیاب ہو گئے کہ دیکھو آج ہم سب ایک ہو گئے۔ اس طرح وہ اپنے کفر و نفاق کے چھپانے میں تم کو وہ اور بھی اس قدر قریب کرتے جائیں گے کہ تمہاری زبانیں ان کے رد و ابطال سے بند ہوئی گئیں، کل خدا نخواستہ تمہارے دل بھی ان کی طرف پوری طرح مائل نہ ہو جائیں۔ اقتدار دنیا اور ناموری اور حکومت میں تمہاری پوچھ اور اونچے عہدے کے لیے تم نے صلابت دینی و حمیت اسلامی کو تھوڑا دیا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

کیا تم پہلے کی طرح مرتدوں اور بد مذہبوں کے عقائد باطلہ و کفریہ کا برملا رد کر سکتے ہو؟ ایک طرف تو تم نے مددِ خدا اختیار کی اور وہ بے دین اپنے عقائد کفریہ کا اپنی زبان و قلم سے برابر اظہار کر رہے ہیں اور یہ بد مذہب کھیلے طور پر بازاروں، اخباروں میں اپنے اقوال و تحریر سے برابر مسلکِ اعلیٰ حضرت پر حملہ کر رہے ہیں، جس طرح تم نے مرتدوں کی تردید سے اپنی زبان و قلم کو روک لیا، انہوں نے بھی مسلکِ اعلیٰ حضرت پر حملہ کرنے سے اپنی زبان و قلم کو روک لیا؟ آخر یہ بد عقیدہ تاثر دینے میں کامیاب ہو گئے کہ یہ بریلوی ہمارے ساتھ ہو گئے، وہابی، دیوبندی، اہل حدیث (غیر مقلد) تبلیغی جماعت، رافضی، خوارج، بوہرہ، وغیرہ جتنے مرتد و بد مذہب فرقتے ہیں پہلے وہ اتحاد کی دعوت دیتے ہیں پھر قوم کو یہ دکھاتے ہیں کہ دیکھو کل تک یہ لوگ ہم کو کافر و مرتد کہتے تھے نہ ان کا ہم پر سلام جائز تھا اور نہ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا نہ داد و محبت جائز تھی، آج انہوں نے ہمارے ساتھ کس طرح اتحاد کر لیا اس اتحاد کو یہ نسلِ علماء سیاسی اتحاد کے نام سے اہلسنت کو گمراہ کر رہے ہیں۔

اہلسنت کے درمیان اتحاد کی ضرورت ہے

خدا خواستہ غیر مسلموں اور حکومت کے بعض نا عاقبت اندیش اور متعصب دشمنوں کی جانب سے پھر مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جائیں تو کیا یہ سب اتحادی مل کر ان کے جبر و تشدد اور ظلم و ستم کو روک سکیں گے؟ تقسیمِ ہند سے پہلے بھی اسی قسم کے اتحادی نعرے سنائی دیتے تھے اور تقسیمِ ملک کے بعد کل کفر و ملۃ واحدۃ کے تحت سب گمراہ و بد دین ایک ہو گئے۔ لیکن جبر و تشدد و ظلم و ستم کو روک نہیں سکے۔ آپ لوگ اب متحد ہو کر کیا کر پاؤ گے؟ ہر جگہ ہندو مسلم اتحاد، ہندو مسلم بھائی بھائی کے نعرے سنائی دیتے رہتے ہیں۔ اور قومی ایکٹ، ہندو مسلم اتحاد کے نام پر کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں، دیوالی عید ملن کے جلسے کیے جاتے ہیں۔ میلاد النبی کے جلسے کے نام پر قومی یکتا کے جلسے ہوتے ہیں۔ جس میں ہندو مسلم سکھ عیسائی پارسی وغیرہ کو بلوا کر تقریریں کروائی جاتی ہیں اور اپنے مذہب اور دینی غیرت کو بیچ کر غیر مسلموں کی خوشامدی کی جاتی ہیں۔ اس کے باوجود کفار و مشرکین نے مسلمانوں پر ظلم و ستم بند نہیں کیا۔

جب بھی فسادات ہوئے وہی دین و مذہب کے بے غیرت مسلمان کہلانے والے لوٹے گئے۔ ان کے بچے قتل کیے گئے۔ عورتوں پر ظلم و ستم کیا گیا، انہیں قتل کیا گیا، لیکن ان دین کے بے غیرت مسلمان کہلانے والے مولوی اور لیڈروں کو ہوش نہیں آیا۔ سب مل کر ظلم و تشدد کو روک نہیں پائے۔ کونسل والے اتحاد کر کے کیا کر پائیں گے۔ خدا پر یقین و اعتماد رکھو، تہ صلب فی الدین کو ہی اپنا شعار بنا لو، وہابیوں، دیوبندیوں، رافضیوں، خوارجوں، بوہروں، اور صلح کلیوں کے ساتھ اتحاد کی ضرورت نہیں، بلکہ اہلسنت میں جو لوگ ذاتی بغض و عناد کی بنا پر ایک دوسرے سے بگڑے ہوئے ہیں (ان میں وہ لوگ شامل نہیں ہیں جو بنامِ سیادت مسلکِ اعلیٰ حضرت کے باغی بنکر گمراہیت اختیار کر چکے ہیں) ان کے آپسی اختلافات کو ختم کر کے ان کے اندر اتنا مضبوط اتحاد قائم کرنے کی ضرورت ہے کہ دشمن اس اتحاد کو دیکھ کر گھبرا جائے۔

اہلسنت کا ایسا اتحاد حکومت کے متعصب حکمرانوں اور مرتدوں و مشرکوں کے کلیجے دہلا دیتا، ان کے مقابلے میں سید

پلائی ہوئی دیوار کی طرح کھڑے رہتے اور بد مذہبوں اور مرتدوں و مشرکوں کی جانب سے اٹھائی گئی آدمی بھی اس اتحاد کو مستشر نہیں کر سکتی، ظالم اس اتحاد سے کبھرا جاتا، اس کے بعد آپ کی آواز اتنی اونچی اٹھتی کہ حکمرانوں کے ایوانوں میں زلزلہ آ جاتا۔ افسوس ایسا نہ ہو سکا بلکہ خود ہی گمراہ و بد مذہبوں کے ساتھ اتحاد کر بیٹھے اور بد دینوں کے آلہ کار بن گئے۔

علماء کو نسل والوں کو بد دینوں کی تلاش تھی

ان اتحادیوں کو ایسے ہی بے دینوں اور مرتدوں کی ضرورت تھی جو انہیں کی دنیاوی لالچ کی وجہ سے ان کو حکمرانوں تک پہنچا دے چنانچہ انہیں مولوی ضیاء الدین بخاری جیسا خراث و ہابی مل گیا جس نے حضرت سید العلماء رحمۃ اللہ علیہ کے حیات سے برابر اہلسنت پر ڈورے ڈالتا رہا۔ حضور سید العلماء علیہ الرحمہ سمیت دیگر معتمد علماء اہلسنت نے اس کو گھاس نہیں ڈالا آخر کار مسیحی فسادات کی آڑ میں اتحاد کی دعوت دیا کو نسل والوں نے فوراً قبول کیا ایک دستور العمل کے ذریعہ ایسے اتحاد کی رسی میں باندھ لیا جو حقیقت میں فساد ہے۔

ان بد مذہبوں نے کو نسل میں شامل ہونے والے اتحادی علماء کو شامل کر کے بظاہر ان کے ساتھ فراخ دلی کا مظاہرہ کیا، انہیں صدارت سے لے کر بڑے بڑے عہدے دے دیئے۔ اب کیا ہے اپنی عقل و فہم سے ان عہدوں کو ایک سلطنت سے کم نہیں سمجھ رہے ہیں۔ ان کی تعلیم، کبر و غرور وغیرہ سے بھرے دعوؤں کو دیکھیے کہ انہیں ہوش نہیں ہے کہ مسلک اہلسنت کی روح کہاں مر رہی ہے، تہلب فی الدین کہا غارت ہو رہا ہے، انہیں اس کی پردہ نہیں عہدے مل گئے ہیں۔ حکمرانوں تک رسائی حاصل ہو گئی اور شہرت مل گئی جس کی اشتہا تھی وہ غذا انہیں مل گئی، ان کی نظروں میں وہی دنیا کے سب سے بڑے عقل مند و مفکر و داناء، ان کا ہر فعل حکمت، ان کی ان عجیب و غریب حرکات پر یہ بد مذہب و بد دین بغلیں بجا رہے ہیں اور مزید اغظار میں ہیں کہ حکومت میں شامل بعض ظالم و متعصب آفیسروں اور فرقہ پرست غیر مسلموں کی جانب سے مزید ظلم و ستم کی چیت پڑے جو کچھ بھی رہا سہا ہے سب قربان کر کے پوری طرح ہم میں شامل ہو جائیں گے۔ علماء کو نسل، بد دینوں سے اتحاد کر کے خود بھی گمراہ ہو گئی اور اہل سنت کو بھی فریب دے رہی ہے۔

علماء کو نسل والے اور کچھو چھوی فرقہ ضالہ

اہلسنت نے سنی آواز ناگپور، گمراہ و مرتد فرقوں کے رد و ابطال اور خاص طور پر کچھو چھوی فرقہ ضالہ کی گمراہیت کے خلاف اہلسنت کے ایمان و عقائد کے تحفظ کے لیے جو جہاد جاری ہے اس کو اچھی طرح سے دیکھ لیا کہ مسلک اعلیٰ حضرت کو فتنہ کرنے کے لیے کیسی کیسی اسکیمیں بنائی جا رہی ہیں، گمراہ و مرتد فرقوں سے اتحاد پر علماء کو نسل بہی اور کچھو چھوی فرقہ ضالہ دونوں ایک ہی راہ پر ہیں۔

چنانچہ دیکھیے مولوی ہاشمی کچھو چھوی نے کیا پلان بنایا ہے۔ دیکھیے۔ عمدۃ المحققین حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد حسنا

صاحب قبلہ مفتی اعظم مہاراشٹر، ناگپور نے کچھ چھوی فرقہ مضالہ کی گراہیت پر بیان کیے گئے طویل فتوے میں تحریر فرماتے ہیں:

مولوی ہاشمی صاحب کچھ چھوی نے ایک لائن باندھ کر کس طرح اپنے اصل مقصد کی طرف چھلانگ لگائی ہے اور صاف اعلان کر دیا ہے کہ ان بددینوں بد مذہبوں کے ساتھ گھال میل ان سے تعلقات اور ان کے ساتھ مل کر اسلامی حفاظت کے نام پر اہلسنت کو ان کے مسلک اور عقائد دینیہ سے بالاتر و بے نیاز ہو جانا چاہیے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) دیکھیے، ہفتہ وار ”آزاد صد“ جشید پور۔ عبدالرحیم صاحب عرف چوناشاہ بابا کا پچیسواں عرس مورخہ ۲۰/۲۱/۲۲/۲۳ مارچ ۱۹۹۵ء کو منعقد ہوا، اور ۲۳ مارچ ۱۹۹۵ء کو مولوی ہاشمی صاحب نے وہاں تقریر کی ہے۔

اس کا عنوان ہفتہ وار ”آزاد صد“ جشید پور، نے یوں باندھا ہے۔ مسلک اور عقائد سے بالاتر ہو کر اتحاد کا مظاہرہ کریں: (محمد ہاشمی میاں)

تقریر کا وہ حصہ ہفتہ وار ”آزاد صد“ جشید پور نے یوں لکھا ہے ”بعد نماز عشاء محفل سماع سے شروع ہوا جس میں ہزاروں ہزار کی تعداد میں عقیدت مسند شریک ہوئے۔ اس موقع پر حضرت علامہ الحاج سید محمد ہاشمی میاں نے اپنی تقریر میں عقائد و مسلک سے بالاتر ہو کر ملت اسلامیہ کے اندر اتحاد و اتفاق پر زور دیتے ہوئے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اتحاد کا مظاہرہ کریں۔ (مولوی ہاشمی کی تقریر سننے والے گواہ بھی ہیں)

مندرجہ بالا عبارت کو اچھی طرح دیکھیے کہ بددینوں، بد مذہبوں، وہابیوں، رافضیوں، بوہروں، قادیانیوں، سے گھال میل کے لیے مولوی ہاشمی صاحب کچھ چھوی کتنے بے قرار اور حریص ہیں کہ انہوں نے اپنی حرص و ہوئی کے لیے تہا و دنیاوی نقصان نہیں بلکہ عقائد و مسلک سے بالاتر ہو کر دین و ایمان فروخت کر کے بددینوں و بد مذہبوں کے ساتھ اتفاق کے لیے تیار ہو گئے اور لوگوں کو بھی دین و ایمان سے بالاتر ہونے کی دعوت دے رہے ہیں آپ مولوی ہاشمی صاحب کی لائن کو اچھی طرح سمجھیے وہ کفسر و ایمان، ضلالت و ہدایت کا فرق مٹا کر بددینوں، بد مذہبوں کو ایک ملت اسلامیہ قرار دینے کے لیے کیسی کیسی حرکتیں کر گئے ہیں۔

انہوں نے مسلک اعلیٰ حضرت امام بریلوی پر حملے کیے اس کو ناقابل اعتبار و غیر معتمد بنانے کے لیے ان میں عیوب و نقائص میں سرگرمی دکھائی پھر لوگوں کو بیوقوف بنانے

اور انہیں گمراہ کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی کہ نقائص و عیوب کے باوجود اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ کی علمی شان باقی رہتی ہے۔ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ کو احکام دینیہ میں خطا کار بتانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا، غلط معانی لیے، اتہام و بہتان سے کام لیا۔

اب ہزار اعلیٰ حضرت امام بریلوی کے مسلک میں مرتدوں، کافروں، صلح کلیوں، نیچریوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق سے بچنے کی شرعی تعلیمات دی گئی ہوں مولوی ہاشمی صاحب مسلک اعلیٰ حضرت کو ہی ناقابل اعتبار کر چکے ہیں، ان کے نزدیک دیوبندی، وہابی، بوہرے، کھوجے، رافضی، صلح کلی، نیچری سب ایک ملت اسلامیہ ہے اس پر وہ خود چلیں گے اور اپنے مریدوں اور معتقدوں کو چلائیں گے۔ بہر حال یکسر مست گمراہیاں واضح ہیں۔ (ماہنامہ سنی آواز، ماہ ستمبر اکتوبر ۱۹۹۵ء ۷۸ تا ۱۷۹)

علماء کو نسل والوں نے بھی عقائد و مسلک سے بالاتر ہو کر دین و ایمان فروخت کر کے بد دینوں اور بد مذہبوں کے ساتھ اتفاق کر لیا اور لوگوں کو بھی دین و ایمان سے بالاتر ہونے کی دعوت دی آپ کچھ چھوٹی گمراہ برادران کی طرح علماء کو نسل ممبئی والوں کو بھی دیکھئے کہ وہ کفر و ایمان، ضلالت و ہدایت کا فرق مٹا کر بد دینوں اور بد مذہبوں کو ایک ملت اسلامیہ قرار دینے کے لیے کیسی کیسی حرکتیں کر رہے ہیں۔ دیکھیے، علماء کو نسل کے دین شکن دفعات کو:

باتفاق رائے مسلمانوں کی ایک نمائندہ جماعت بنام ”علماء کو نسل“ کا قیام عمل میں آیا۔ جس میں سنی، دیوبندی، اہل حدیث، شیعہ، خوجہ، بوہرہ غرض ہر مسلک کے اہل افراد کو شامل کیا گیا۔ (ص ۳۳ و ۳۴)

آگے اسی دستور العمل علماء کی دفعات کو دیکھیے:

(ب) اغراض و مقاصد

- ۱۔ تمام کلمہ گو افراد کے درمیان متفقہ شرعی اصول کے تحت اتفاق و یک جہتی کی کوشش کرنا۔
- ۲۔ ذات پات، رنگ و نسل اور مذہب وغیرہ کی تفریق کے بغیر ملک میں بسنے والی تمام قوموں کے درمیان انسانیت و رواداری کے جذبات کو فروغ دینا، نیز ایسے طریقے سے گریز کرنا جو فرقہ وارانہ منافرت، طبقاتی کشمکش اور لاقانونیت کو بڑھاوا دیں (ص ۵)

گمراہ کچھ چھوٹی برادران اور علماء کو نسل والوں پر ایک ہی حکم شرع عائد ہوتا ہے کہ دونوں گمراہ فرقوں نے مسلک کو بالائے طاق رکھنے کی بات کہی ہے۔ تمام گمراہ و بد دین فرقوں اور مسلکوں کے مقابل مسلک اہلسنت جو مسلک اعلیٰ حضرت سے

معروف ہے وہی عین ایمان و اسلام ہے جس کو کسی حال میں بالائے طاق نہیں رکھا جاسکتا جو ایسا کہتا ہے وہ کفر و ارتداد کو سینے سے لگانا چاہتا ہے وہ کسی صورت میں نہیں قبول کیا جاسکتا۔ ہر صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے دین و ایمان کی حفاظت کے لیے گمراہ کچھوچھوی برادران اور علماء کو نسل بہتی سے دور رہیں۔ و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ و اہل بیتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین:

عالم اسلام صلح کلیت کی زد میں

گمراہوں اور بد مذہبوں کا ایک گروہ ہمیشہ غیر مذاہب کے صاحبان حکومت و دولت کے ہاتھوں کھلونا بن کر مسلمانوں کی قوت ایمانی کو کمزور کرنے اور انہیں جادہ حق سے ہٹانے کی سعی ناکام میں مصروف رہا۔ ہندوستان میں جب انگریز حکومت قائم تھی، گمراہوں و بد مذہبوں میں خود کو عالم و فاضل علامہ فلاں فلاں کہلا کر یا کسی دارالعلوم کا پانی یا اس سے منسلک ہو کر یا علماء کے نام کوئی جمعیت قائم کر کے اہل سنت کو منانے اور انہیں کمزور کرنے کی کوشش میں مصروف رہا جیسے غیر مقلد، وہابی، دیوبندی، وہابی غیر مقلد بنام اہل حدیث وغیرہ اور ایک گروہ صلح کلیت کی پالیسی اپنا کر اہل سنت کو مختلف خانوں میں منقسم کرنے کی کوشش میں مصروف رہا۔

صلح کلیت کیا چاہتی ہے

صلح کلیت ایک عجیب بیچ رنگی دھرم ہے کہ وہ کوئی مستقل مذہب نہیں رکھتی اگر اس کو کسی سے عناد و دشمنی ہے تو صرف اہل سنت و جماعت سے۔ کوئی عالم دین بد مذہبوں کا رد و ابطال کرے تو صلح کلی بول پڑے گا کسی کی برائی کرنے اور بد گوئی کرنے سے کیا فائدہ ہم اپنی قبر میں جائیں گے وہ اپنی قبر میں، کسی کو کیوں برا کہیں اس سے ملت کمزور ہوتی ہے مسلمانوں کے تمام فرقے باہم دیگر مل جل کر رہنا چاہیے۔ اگر ہم کسی کو برا نہ کہیں تو وہ ہم کو برا نہ کہے گا وغیرہ۔

اگر صلح کلیوں کے اس مکرو فریب کو مان لیں تو قرآن کی ان آیات کا کیا جواب ہو گا جو کفار و مشرکین یہود و نصاریٰ اور منافقین کے رد و ابطال میں نازل ہوئی ہیں ان کیساتھ شدت اور غلظت اختیار کرنے کی قرآن نے تعلیم دی ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ

یعنی، اے نبی جہاد کرو کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے کفار و مشرکین و منافقین یعنی بظاہر کلمہ پڑھ کر ایمان کا اظہار کرنے والے اور نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ و جہاد کرنے والوں کے ساتھ سختی اختیار کرنے کی تعلیم دے رہا ہے۔

یہاں سختی سے مراد کفار و مشرکین و منافقین کے ساتھ تیر و تلوار لے کر قتل کرنا اور ڈنڈا لیکر انہیں پینٹا مارا نہیں ہے بلکہ ان کے نظریات و خیالات اور باطل عقائد سے نفرت اور بیزاری، اپنے گھر والوں کو اس ماحول سے اور دوسرے مسلمانوں کو دور رکھنے کی کوشش کرنا اور انہیں ان سے محفوظ رکھنا ہے۔

کوئی مسلمان ان کے بظاہر کلمہ دہماز اور نیک اعمال سے فریقہ ہو کر ان کی راہ نہ اختیار کرے اس سے ہمارا ان کے عقائد باطلہ سے نفرت کا جذبہ پیدا کرایا جاتا ہے ورنہ یہ گمراہ یعنی نقل اصل میں ضم نہ ہو جائیں اس سے بہت بڑا خطرہ سپرد ہوگا آج یہی ہو رہا ہے صرف کلمہ گوئی کا سہارا لے کر سب کو ایک لڑی میں پروانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ایک طرف تو علماء اہلسنت سے سخت نفرت پیدا کی جارہی ہے اور دوسری طرف کفار و مشرکین و کھنڈین کے ساتھ مدافعت بڑھتی جارہی ہے۔ کفار و مشرکین کے ساتھ مدافعت کا تو یہ عالم ہے کہ ان کی خوشامد اور چالوسی میں ہر وہ ناجائز و گھناؤنی حرکتیں کی جاتی ہیں جس سے مسیحتیت و دھار اور اسلامی حیثیت کو شرم آجائے۔ انہیں اپنے گھروں میں عزت و وقار کے ساتھ بلوایا جاتا ہے ان سے جلسوں میں تقریریں کروائی جاتی ہیں، ان کو عزت و احترام سے نوازا جاتا ہے بالخصوص اہل خانقاہ و درگاہ والوں نے کفار و مشرکین سے بدین دل و دلہوں کے استقبال اور ہار پھول بنانا اپنا وطیرہ بنا کر رکھا ہے اور یہی کام بعض اہل سنت کے مدارس نے بھی اختیار کر لیا ہے جیسے اشرفیہ مبارک پور وغیرہ۔

اسلام اور مسلمانوں کے لیے یہ کتنا نازک وقت ہے کہ ہر طرف اسلام اور مسلمانوں پر یلغار ہے کفار و مشرکین تو اپنی تمام تر طاقت و قوت صرف انہیں کمزور کرنے اور مسلک اہل سنت جو صرف مسلک اعلیٰ حضرت کے نام سے جانا جاتا ہے اس کو فنا کرنے کے لیے خرچ کر رہے ہیں، ہر چہار جانب دیکھیے صحیح العقیدہ مسیحی مسلمانوں کے لیے جینا دو بھر ہے۔ صلح کلیوں اور نیچریوں نے سب سے پہلے کفار و مشرکین اور عقائد باطلہ رکھنے والوں سے نفرت و بے زاری کو ختم کرنے کی کوشش کی صرف کلمہ گوئی کو مدارجات ٹھہرایا۔ بظاہر ہر کلمہ پڑھنے والے بد مذہبوں اور بد دینوں پر ان کی بد مذہبی کفر الحاد کی وجہ سے بحکم شریعت ناری ہونے کے حکم کو رواداری اور دین داری کے خلاف ٹھہرایا۔ مسلمان کہلا کر کفریات کہنے والے کو علمائے اہل سنت نے بحکم شریعت مطہرہ منافق، کافر و زندیق ہونے کا حکم لگایا تو اسے خلق نبوی کے خلاف بتایا اور ان علمائے اہل سنت کے لیے گالیوں کی طومار لگادی اور سلف صالحین کو معیوب ٹھہرایا گیا۔ اس فرقت کے رد و ابطال کی سخت ضرورت ہے تاکہ ہمارا مسلک آئندہ خلط ملط نہ ہو جائے۔ صلح کلی الحاد سب سے پہلے کفار و مشرکین، اہل بدعت و بھوئی سے داد و محبت کی تعلیم دیتا ہے، اسی کا نام رواداری رکھا ہے۔ ان سب سے داد و محبت ان سے اخوت و بھائی چارگی اور رشتے ناطے سب توڑ لیں یہی ایمان کی علامت ہے۔ ان سے میل برتاؤ سے باز رہنا چاہئے۔ اس کے خلاف صلح کلی اور نیچری رواداری کرتے ہیں۔ اسی کے بارے میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ فتاویٰ مصطفویہ کتاب الایمان مسئلہ ۵۳ میں ایک سوال جو ذیل میں ہے اس کے جواب میں فرماتے ہیں۔ مسئلہ مولوی عزیز احمد خاں وکیل، محلہ قلعہ بریلی۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس کے متعلق کہ ایک جلوس راج گدی کا اہل ہنود نکالنا چاہتے ہیں جس میں جس میں ہنود اوتاروں کی سورت مسیحا انسان بٹھائے جاتے ہیں۔ اور مجمع عام اہل ہنود کا اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ مسلمانوں

سے اصرار کیا جاتا ہے کہ وہ بحالی امن اور رشتہ اتحاد مضبوط کرنے کے لیے اس جلوس میں چلیں اگر مسلمان جلوس کے ساتھ چلتے ہیں تو لازمی طور پر اس سے راج گدی کے جلوس کی زینت اور شہرت میں اضافہ ہوتا ہے کہ اس حالت میں مسلمان بلا ارتکاب گناہ کیے ہوئے، اس جلوس کی معیت میں چل سکتے ہیں یا نہیں اور اگر نہیں چل سکتے تو گناہ جو ان کے سر زد ہو گا وہ کس درجہ کا ہو گا۔ بینو اتو جرا

الجواب: اس کے حرام حرام اشد حرام ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ کفار کے ایسے کاموں کے محض تماشہ کے لیے وہاں چلنا تو حرام ہے نہ کہ رشتہ اتحاد قائم کرنے کے لئے کفار سے رشتہ اتحاد کفار ہی کا کام ہے مسلمان کا کسی کافر سے رشتہ اتحاد قائم نہیں ہو سکتا اس کا مضبوط کرنا کیسا جو لوگ اس نیت سے شریک ہوئے وہ ضرور کفار سے متحد ہو گئے۔ اسلام سے جدا۔ ایسے امور کی تعظیم سے جدید ایمان اور تجدید نکاح لازم، چاہے یہ تعظیم خود کی ہو یا حکماً آج کسی حاکم کا حکم اس لیے مان لیا گیا اور اسے حکم کفر سے بچاؤ کی ڈھال سمجھ لیا تو کل بتوں کو سجدے کا بھی حکم ہو گا اور بے خبر لوگ جب بھی تعمیل سجدہ کریں گے اور اسے حکم کفر سے بچاؤ کی ڈھال سمجھیں گے یہی لوگ ہیں جنہوں نے ایسی ایسی کمزوریاں نمایاں کر کے اسلام کو نظر کفار میں معاذ اللہ ذلیل کیا ہے (جیسے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنے مکتوبات جلد دوم مکتوب ۱۵/۱ میں فرمایا کہ بد اہنت سے کفار میں اور مرتدوں اور بد مذہبوں میں جرأت بڑھ جاتی ہے) کل کافر ان سے یہی چاہیں گے کہ امن اور رشتہ اتحاد کو مضبوط کرنے کے لیے ہمارے ساتھ ان ان کفروں میں ہماری موافقت کرو، ہمارے ساتھ بتوں کو سجدہ کرو، مہادیو کے آگے ڈنڈوت بجالاؤ وغیرہ وغیرہ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو امن نہ رہے گا مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جائیں گے یہ ہو گا وہ ہو گا تو یہ کافروں سے رشتہ اتحاد کرنے والے اسلام کو کافروں کے آگے معاذ اللہ ذلیل و رسوا ٹھرانے والے وہ سب کچھ کریں گے (انہیں مکاریوں سے وہابی، نیچری وغیرہ امن کمیٹیاں قائم کرتے ہیں اور ان میں صلح کلی الحاد کی اشاعت کرتے ہیں اور عیدین میں مشرکوں کو دعوت دیتے ہیں، اور بزرگوں کے اعراس میں جلسے کے نام پر بد عقیدہ و بد مذہبوں کو بلا کر تقریریں کرواتے ہیں) فقیر یہاں ایک عبارت شرح فقہ اکبر سے پیش کرتا ہے: من خرج الی

السدة ای مجتمع اهل الکفر فی یوم العید و کفر لان فیہ اعلان الکفر و کالہ اعانہ علیہ۔ جس نے سدہ کی طرف یعنی اہل کفر کے اجتماع میں نیروز کے دن نکلا وہ کافر ہوا کیوں کہ اس میں کفر کا اعلان ہے گویا کہ اس پر ان کی اعانت کی۔ محض تماشہ کی حیثیت سے جانے کا یہ حکم ہے کفری جلوس کی پیشوائی اور کافروں سے اتحاد و رگائی پر خدائے جبار و قہار کی کس قدر اشد ترین لعنت ہوگی۔ ایسوں کو فوراً تجدید ایمان و تجدید نکاح و تجدید حج جب کہ بیوی رکھتے ہوئے حج کر چکے ہوں لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس مبارک فتوے سے ثابت ہوا کہ ”صلح کلی الحاد“ سے بچنے کے لیے ہجرت اور اس کے سیکورزم سے بچنا ہر سنی مسلمان پر فرض عین ہے۔ صلح کلیت اور ہجرت ہی سے مسلمان مرتدوں بد مذہبوں سے اپنے معصام میں انہیں بلانے یا ان کے مقام میں جا کر بیٹھنے کی ممانعت بیان کی گئی ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ کفار و مشرکین کی دنیاوی منزلت پر فریفتہ ہو کر مسلمانوں کو بالخصوص علما کو صلح کلی الحاد سے بچنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لا یغرنک تقلب الذین کفرو فی البلاد

یعنی اے سننے والے کافروں کا شہروں میں اہل کفر پہلے پھرنا تجھے دھوکہ نہ دے۔ (کنز الایمان)

اس دھوکے سے مراد وہابی، نیچری صلح کلی وغیرہ اختیار کرتے ہیں۔ حضور مفتی اعظم ہند کے بیان کردہ حکم شرع کے خلاف کوئی اہل سنت کا نام لے کر علماء میں کوئی مداخلت اختیار نہ کر سکے گا؟

اشرفیہ مبارک پور صلح کلی الحاد کی طرف

پچھلے سال ”جلسہ یوم حسین“ کے نام پر شیعوں نے ایک جلسہ منعقد کر دیا جس میں وہابی شیعہ، ہندو، نیچری مفسرین شریک تھے اس خاص طور پر مقرر خصوصی کے طور پر دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور کے نائب صدر مولوی محمد ادریس بستوی بھی شریک تھے اس میں جگت گرو شنکر آچاریہ اور اودھو کش مہاراج اور سکریٹری گوردوارہ بنگلور، پروفیسر بھائی سنگھ، شیعہ فرقے کا مشہور عالم اور آصف شاہی مسجد لکھنؤ کا امام کلب جو اذہقوی بھی شریک تھا۔ اس کے علاوہ بہت سارے صلح کلی نیچری شریک تھے۔ خاص طور پر دارالعلوم اشرفیہ کے نائب صدر مذکورہ شیعہ عالم کے ساتھ بیٹھ کر تقریر کر رہے تھے۔ صلح کلی یہی چاہتے ہیں کہ ملک میں ہم ایسی ہی فضا بنائیں جس میں بلا تعمیل ہندو بھی شریک ہوں اور وہابی، دیوبندی، مودودی، شیعہ وغیرہ مقلد (سلفی) وغیرہ شریک ہوں ہم اس میں خوب کھل کھلائیں۔ اس کی ابتدا اشرفیہ مبارک پور والوں نے علما کونسل ممبئی نے کر دیا ہے۔ اشرفیہ مبارک پور کا صلح کلی الحاد کی فضا بنانے میں گہرا دخل ہے اشرفیہ کے نائب صدر کی شرکت صاف گواہی دے رہی ہے کہ اشرفیہ سے وہ دینی تعلق جو حضور حافظ ملت کے دور اقتدار میں تھا اب اشرفیہ والوں نے اس کی دھجیاں اڑا دیں۔ اشرفیہ مبارک پور نے کھلی ہوئی الحادی پالیسی پر

عمل کرنا شروع کر دیا۔ یہی حال ہندوستان کے ایک ایوان بالا کے ایک سابق ممبر کا بھی ہے کہ اس مغلوب الغضب، متکبر و مغرور گفتار کے غازی نے اسلام و سنیت و مسلک اعلیٰ حضرت کو اپنے کردار و عمل سے ثابت کر دیا کہ میں اس زمانے میں ایک گفتار کا غازی، علماء کا گستاخ و بے ادب مغرور و متکبر ہوں اس کے خلاف میزبانی آنے والی تحریروں کا مطالعہ کیجیے۔ اب اشرفیہ مبارک پور کا ماحول ایسے ہی صلح کلی الحاد کے زد میں آچکا ہے۔ ایسے اداروں سے ایسے بے ادب و گستاخ گفتار کے غازی، متکبر و مغرور، مغلوب الغضب سے بچنا ضروری ہے۔

صلح کلی الحاد کا رد آیات ربانی سے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”لکم دینکم ولی دین“ یعنی تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین۔ اس آیت کریمہ کی شان نزول میں یہ آیا ہے کہ کفار مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ ایک سال ہمارے معبودوں کی عبادت کریں اور ہم بھی آپ کے معبود اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا میں اپنے دین برحق پر ہی رہوں گا، جیسے کہ تم اپنے دین پر قائم ہو، اس آیت کریمہ میں صلح کلی الحاد کا رد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء رکوع ۱۲ میں ارشاد فرمایا: (ترجمہ) ”اور ان میں کسی کو نہ دوست ٹھہراؤ نہ مددگار۔“ اس سے معلوم ہوا کہ تمام بد مذہبوں سے داد و محبت انتہائی سخت جرم ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سورہ العنکبوت رکوع ۳ میں ارشاد فرمایا: (ترجمہ) ”مسلمان کافر کو دوست نہ بنالیں، مسلمانوں کے سوا اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ سے کچھ علاقہ نہ رہا۔“ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کسی کافر کے کفر میں (کھلے کفار اور کلمہ پڑھنے کے بعد مسلمان کہلانے والے مرتدین دونوں شامل ہیں) پھر بد دینوں سے دوستی اور محبت کیا معنی رکھتی ہے اس کو اشرفیہ مبارک پور کے بعض علماء خاص طور پر اختر ندوی اور ایوان بلا کا سابق ممبر نے نظر انداز کر کے کھلی ہوئی صلح کلیت اختیار کی نہ صرف صلح کلیت اختیار کی بل کہ جو مخلص احباب اور علماء صلح کلیت سے نفرت کرتے ہیں ان کا مذاق اڑایا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی سورہ العنکبوت رکوع ۱۲ میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) ”اے ایمان والو! غیروں کو (یعنی کھلے کفار اور مرتدوں کو) اپنا راز دار نہ بناؤ وہ تمہاری برائی میں کمی نہیں کرتے ان کی آرزو ہے جتنی ایذا تمہیں پہنچے یہ ان کی باتوں سے جھلک اٹھاؤ جو سنیوں میں چھپائے ہیں بڑا ہے ہم نے نشانیاں تمہیں کھول کر سنادی اگر تمہیں عقل ہو۔“

ان صلح کلیوں کو اس آیت میں منافق کہا گیا ہے۔ صلح کلیوں کی صفت بالکل منافقوں سے ملتی ہے۔ اسی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں کو اپنے فریب سے اور اتحاد کے نعرے سے وہ سخت ایذا نہیں پہنچاتے ہیں کہ ایک کھلا ہوا مشرک بھی ایذا نہیں پہنچا سکتا کھلا ہوا مشرک جان کا دشمن ہوتا ہے اور یہ ایمان کو نکال سیٹے ہیں۔ پھر سورہ مائدہ رکوع ۸ میں خداوند قدوس ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) ”اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے“ اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے کھلے ہوئے کفار و مشرکین یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست اور راز دار بنانے سے منع فرمایا لیکن یہ صلح کلی انہیں کو اپنا دوست اور راز دار قرار دیتے ہیں اگر کسی مسلمان کہلانے والے

نے ایسا کیا تو وہ انہیں میں سے ہوگا۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ سورہ توبہ رکوع ۳ میں ارشاد فرمایا ہے (ترجمہ) ”اے ایمان والو! اپنے باپ اور بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر کو پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالموں میں سے ہے“ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورہ مائدہ رکوع ۹ میں ارشاد فرمایا کہ ”اے ایمان والو! جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنا لیا ہے اور جو تم پہلے کتاب دیے گئے اور کافران میں سے کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ“۔ مذکورہ آیات مقدمہ کے سننے اور سمجھنے کے بعد کون صلح کلی کے جو کھلے ہوئے کفار و مشرکین اور بددینوں لمحوں سے اپنی دوستی بنائے رکھنا چاہے گا۔

ماہنامہ سنی آواز جولائی اگست ۲۰۱۳

علماء سے تلخ نوائی پر معذرت کے ساتھ چند معروضات

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے اپنی خداداد صلاحیت اور تجدیدی خدمات کے ذریعہ بہت سارے مسائل کا شرعی حل پیش فرما کر امت پر بہت بڑا احسان فرمایا۔ آپ کے حل کیے ہوئے مسائل کے بعد دوبارہ غور و فکر کرنا سوائے امت میں انتشار کے کچھ نہ ہوگا جو مسائل سیدنا اعلیٰ حضرت کے زمانہ حیات میں حل نہ ہوئے تھے آپ کے خلفاء شاگردوں کا وہ طبقہ جو مسلک اہلسنت کی اتھارٹی کہلاتا تھا ان اکابر نے اپنی علمی کاوشوں سے جامع حل نکالا اور اس پر اتفاق کر لیا۔ اس عظیم طبقہ کے حل شدہ مسائل پر بھی دوبارہ غور و خوض کرنا امت میں انتشار کا سبب ہوگا مثلاً لاؤڈ اسپیکر پر نماز والا مسئلہ اعلیٰ حضرت کے زمانہ حیات میں ہی نہیں تھا۔ آپ کے بعد جب یہ مسئلہ ابھر کر سامنے آیا اکابر علماء و صالحین ملت نے اپنی فقہی و علمی بصیرت سے خوب تحقیق فرمائی اور اسکے ناجائز و حرام ہونے پر اتفاق کر کے اجماع قائم کر لیا۔ اس کے بعد اس مسئلہ پر تحقیق نے قوم میں انتشار پیدا کر دیا حتیٰ کہ یہ مسئلہ شرعی بورڈ میں جا پہنچا۔ چوں کہ شرعی بورڈ کا فیصلہ ابھی تک صادر نہیں ہوا۔ بعض لوگوں کا ذوق لاؤڈ اسپیکر کے لیے شدید بے قرار تھا اس لیے بعض مساجد کے کارگزاروں کے ذوق کی تسکین ہو گئی۔

ہم ان لاؤڈ اسپیکر لگانے والے حضرات سے انتہائی دینی و ملی اخلاص کے ساتھ گزارش کر رہے ہیں کہ شرعی بورڈ کا قیام بے شک مستحسن ہے مگر اس کے فیصلوں کا انتظار ان ہی مسائل میں کیا جاسکتا ہے جو ابھی تک فیصلہ ہونے سے باقی رہ گئے ہیں۔ رہے وہ مسائل جن کا فیصلہ اکابر علماء ملت کر چکے ہیں ان کے لیے کسی شرعی بورڈ کے فیصلے کا انتظار سراسر فضول ہی نہیں بلکہ شرعاً ناجائز بھی ہے۔

اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ کے بعد جو بھی اکابر اہلسنت ہیں خواہ ان کا تعلق بریلی، مراد آباد، مبارک پور، کچھوچھو، مقدسہ، مارہرہ، مظہرہ، پبلی، سمیت گھوسی، بھنبی، کانپور سے ہو یا دیگر مقامات سے، یہ تمام حضرات لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے ناجائز ہونے پر متفق ہیں۔ ان اکابر علماء میں وہ حضرات بھی ہیں جن کے علوم کی ابتدا کو شرعی بورڈ کے موجودہ علمائے معلوم کی انتہا بھی نہیں پہنچ سکتی۔ یہ وہ اساطین اہلسنت تھے جن کے علوم و فنون تحقیق و تدقیق کی دھاک دنیا کے مخالف مدعیان علم پر ایسی بھی ہوئی تھی کہ وہ سامنے آتے ہوئے لڑتے تھے۔

جب یہ مقتدا حضرات متفقہ طور پر لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے سلسلہ میں حکم شرع بیان کر چکے کہ ناجائز ہے تو اب ملت پر ان کا اتباع واجب ہے۔ ملت کے لیے ہرگز جائز نہیں کہ کسی فرد یا چند افراد کے اختلافات یا شرعی بورڈ کے سکوت بلکہ خدا نخواستہ اکابر

علماء کے خلاف فیصلہ پر لاؤڈ اسپیکر پر نماز کی اقتدا کرے بلکہ اس طرح ملت اسلامیہ میں بہت بڑی گمراہی کے راستے کھولے جا سکتے ہیں کہ کسی بھی وقت فیصلہ شدہ فقہی یا ایمانی مسائل کو جیسے دیوبندیہ وہابیہ پر کفر و ارتداد کے متفقہ فیصلہ کو کسی بھی فرد یا جماعت یا کسی شرعی بورڈ کے فیصلہ پر انکار دیا جائے۔

شرعی بورڈ کے پاس اس کی کیا ضمانت ہے؟

کہ بورڈ یا موجودہ علماء محققین کے فیصلے کے بعد آنے والے علماء یا کوئی شرعی بورڈ آپ کے حل کیے ہوئے مسائل میں کسی مسئلہ پر کبھی تحقیق جدید کے نام پر کسی مسئلہ کو ہاتھ نہیں لگائے گا جب آپ کی جانب سے آنے والے علماء یا قائم ہونے والے کسی شرعی بورڈ کے لیے حل کیے ہوئے مسائل پر تحقیق کا دروازہ کھول دیا گیا، اسی کو سامنے رکھتے ہوئے آنے والے علماء نئی تحقیق کریں گے جو آپ کے حل کیے ہوئے مسئلہ کے خلاف بھی ہو سکتی ہے۔ آخر یہ سلسلہ کہاں تک جا پہنچے گا۔ بہتر یہی ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ یا آپ کے بعد اکابر علمائے حل کے کیے ہوئے مسائل پر کوئی گفتگو نہ کی جائے۔ صرف انہیں مسائل پر گفتگو ہو جو مسائل سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ یا آپ کے بعد اکابر علماء سے حل ہونے سے رہ گئے ہیں۔ ان مسائل پر شوق سے تحقیق فرمائیے اور ان پر اجماع قائم فرما لیجئے تاکہ بعد کے علماء پھر ان مسائل پر تحقیق جدید کے نام پر کوئی بحث نہ چھیڑیں۔

مسلمک اہلسنت کے لیے نازک ترین دور

مسلمک اہلسنت کو ہر دور میں مخالفان اسلام اور معاندین و حاسدین کی مخالفت اور عناد و حسد کا شکار ہونا پڑا۔ موجودہ دور میں مسلمک اہلسنت کو نازک ترین دور سے گزرنا پڑ رہا ہے۔ اس کی تفصیل کی یہاں چند اس ضرورت نہیں چونکہ یہ مسلمک حق ہے مخالفت و عناد و حسد کی تیز و تند طوفانی ہواؤں کے باوجود اس کا چراغ جلتا رہا ہے اور جلتا رہے گا۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا سرور
حسبِ راغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

اس مسلمک پر ہر دور میں جو مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹے ہیں اور باطل قوتوں کی طرف سے کس طرح سے شدید حملے کیے گئے کہ ان طوفانی ہواؤں کی وجہ سے شجر اسلام و سنیت کی شاخوں کو ہی نہیں بلکہ اس کی جڑ و بیڑ اکھڑ جانے کے خطرات پیدا کر دیئے تھے عین ایسی نازک صورتحال میں جاٹا رو جانا ہزار و محافظان اسلام و سنیت نے اپنا خون جگر بہا کر اور اپنا سب کچھ قربان کر کے اس شجر اسلام و سنیت کی آبیاری کی۔ ان کی قربانیوں کی وجہ سے ہر دور میں شجر اسلام و سنیت تروتازہ رہا۔

سلطنت مغلیہ کے خاتمہ کے بعد باطل قوتوں نے انگریز جیسی ظالم و جابر دشمن اسلام حکومت کی مدد و سہارے سے اپنے بال و پر سمیٹنا شروع کر دیا۔ ان باطل قوتوں نے متفقہ طور پر مولوی اسماعیل دہلوی اور سید احمد رائے بریلوی کی قیادت میں مسلمک

اہلسنت پر سخت طوفانی حملہ کر دیا اس وقت حضرت علامہ شاہ فضل حق خیر آبادی، علامہ شاہ مخصوص اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما اور ان کے رفقا سمیت نے ہر طرح کے مصائب و آلام کا مقابلہ کیا اور اسلام و سنیت کی لاج رکھ لی۔

باطل قوتوں نے پھر ایک بار مولوی اسحاق دہلوی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی غلام احمد قادیانی، مولوی خلیل احمد انیسٹھوی، سرسید احمد علی گڑھی، مولوی اشرف علی تھانوی جیسے گمراہ بد مذہب و باطل قوتوں کے سرخیلان جماعت۔ ضالین کی جانب سے انگریز حکومت کی پشت پناہی میں پہلے سے کہیں زیادہ جملے میں شدت پیدا کی گئی۔

مذکورہ گمراہ باطل شخصیات کے علاوہ بڑے بڑے ادارے مثلاً دارالعلوم ندوۃ العلماء، دارالعلوم دیوبند، علی گڑھ کالج اس کے علاوہ اور دیگر تنظیموں اور جماعتوں کی جانب سے جب مسلک اہلسنت پر حملہ کیا گیا بظاہر ان کے حملوں سے محفوظ رہنے کے سامان نظر نہیں آتے تھے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے بریلی سے اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا جیسی عظیم ذات کو پیدا فرما کر مسند کے دین و ایمان کی حفاظت فرمائی۔ آپ کی ذات دین مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت اور اسلام و سنیت کی صیانت اور تعظیم و عظمت مصطفیٰ کی علامت بنکر امت کے دین و ایمان کی لاج رکھ لی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ خارجی اور داخلی حملوں کا سامنا کرنا تھا، جس پر خود اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ایک طرف اعداء دین ایک طرف حاسدیں

بندہ ہے تنہا شہساتم پر کروڑوں درود

خارجی دشمنوں میں مدعیان اسلام میں انگریزوں کی پشت پناہی میں باطل قوتیں مثلاً وہابی، دیوبندی، قادیانی، نیچری، صلح کلی جیسی طاقتوں سے نبرد آزما کی کا سامنا تھا تو اپنوں سے بعض فروغی مسائل سے اختلاف پر ریشہ وانیوں سے بھی مقابلہ کرنا پڑا۔ غیروں اور اپنوں کی جانب سے اٹھائے ہوئے مسائل کے خلاف ان کا مدلل و مسکت جواب دیکر مسلک اہلسنت کو واضح فرما کر دین مصطفیٰ ﷺ پر کفر و الحاد و بے دینی و گمراہیت کے طوفان کے ذریعہ اسلام و سنیت پر چھائے گرد و غبار کو صاف کر کے مسلک اہلسنت کو صاف و ستھرا نکھرا ہوا کر کے امت کے سامنے پیش کیا امت جس کا احسان رہتی دنیا تک ادا نہیں کر سکتی۔

اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ کا امت پر یہ قرض ہے امت کسی حال میں ادا نہیں کر سکتی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد آپ کے خلفاء و شاگرد و مریدین و متوسلین کی بہت بڑی تعداد قادری، اشرفی، برکاتی، رضوی، کی صورت میں آپ کے مسلک پر مضبوطی کے ساتھ کار بند رہ کر آپ کے مشن کو آگے بڑھایا اور دین متین کی خوب خدمت کی اور باطل قوتوں سے لوہا منوالیا۔ اب دنیا میں قادری، اشرفی، برکاتی، رضوی کی پہچان مسلک اعلیٰ حضرت کی بنیاد پر ہوتی ہے۔

دنیا میں یہ جہاں چاہیں جائیں بریلوی کہہ کر پکارے جاتے ہیں اور مسلک اعلیٰ حضرت کے نام پر ہی یاد کیے جاتے ہیں۔ قادری، اشرفی، برکاتی، رضوی جو بھی سلسلے سے وابستہ ہوں ان کی پہچان اور ان کی خدمات سلاسل کی بنیاد پر نہیں بلکہ مسلک

کی بنیاد پر ہے۔ قادری، اشرفی، برکاتی، رضوی، مسلک اعلیٰ حضرت کی بنیاد پر ایک جسم و جان ہیں۔

جراہو، ہوس پرستی و نفس پرستی کا۔ اکابر علماء کے اٹھ جانے کے بعد مسلک میں فروغی مسائل پر اختلافات کھل کر سامنے آ گئے۔ آج جدھر دیکھئے اس مسلک کے اصاغر کی جانب سے اٹھائے ہوئے چند فروغی مسائل میں یہ مسلک گھرا ہوا نظر آتا ہے، ایک دوسرے پر لعن طعن اور ایک دوسرے کو علمی و عقلی و سیاسی و سماجی میدان میں نچا دکھانے کے لیے ہر اس پھلی وسطی حرکات کے مرتکب نظر آتے ہیں کہ انہیں ہوش بھی نہیں کہ ہم اپنی منزل سے کس طرح گر گئے ہیں۔ اشتہارات پمفلٹ، کتابچے وغیرہ دیکھ کر اور ان کی پھلی وسطی تقریریں اور ان کی تعلیموں کو سنکر اہل علم و دانش تو کیا معمولی عقل و ہوش رکھنے والے انسان کو شرم آ جائے، چند معتقدین و مریدین و حلقہ بگوش لوگوں کی واہ واہ پر پھولے نہیں سارے ہیں۔

خدا را ہوش میں آئیے

اپنے مقام و مرتبہ سے گر کر اپنے آپ کو اپنے علمی وقار کو ذرا اپنے مسلک کو رسوا مت کیجئے ورنہ آپ ذلیل و رسوا ہوں گے اور قوم و مسلک کو آپ کی ان حرکات سے بہت نقصان ہوگا۔ آنے والا مورخ آپ کو فتنہ انگیزوں اور حاسدوں و معاندوں اور پھلی وسطی حرکات کے مرتکبین میں شمار کرے گا اور قوم میں انتشار و افتراق پھیلا نا خود آپ کے گلے کا ہار بن کر کہیں آپ کو قیامت تک رسوا نہ کر دے۔

یاد رکھیے!

مسلک اہلسنت کے حامل کسی عالم سے فروغی مسائل پر اختلافات ہو تو اپنے اکابر علماء اہلسنت خاص طور پر اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا خاں قدس سرہ اور شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور سیدنا مفتی اعظم ہند اور رئیس التکلمین حضور محدث اعظم ہند کچھ اور شیر پیشہ اہلسنت مولانا حشمت علی خاں یا دیگر اکابر علماء رحمۃ اللہ علیہم کی جیسی پاکیزہ شخصیات کو مطعون نہ کیجئے انہیں میں پسند لوگ ایسے ہیں جو کسی عالم سے یا خانوادہ اعلیٰ حضرت یا خانوادہ کچھ مقدمہ میں کسی سے چند فروغی مسائل پر اختلاف کی آڑ میں مذکورہ عظیم شخصیات کو مطعون کرنا اور خواہ مخواہ ان حضرات کی انسانی سطح سے نیچے عام بازاری انسانوں کی طرح اشتہارات پمفلٹ یا کتابچے کی صورت میں مخالفت کرنا یا اپنے گلے پھاڑ پھاڑ کر تقریر کے ذریعہ مطعون کرنا ان کا مشغلہ بن گیا ہے۔ ایسے نادان علماء آپ خود ذلیل ہوں گے اور مسلک کو رسوا کرنے کی کوشش کریں گے۔

اہلسنت سے گزارش ہے کہ ایسے نادان اور پھلی سطح پر گرنے والے علماء کی ان حرکات پر ”جواب جاہلان باشد خوشی“ کے تحت خاموشی کے ساتھ دین و سنیت کی خدمت انجام دیں اور انہیں عقل سلیم اور ہوش و حواس کے قائم رہنے کے لیے دعا کریں۔

تبلیغ اسلام و سنیت کے لیے علامہ حسین علمی الشیخ استنبول (ترکی) دنیا میں منتخب ذات

قوم میں بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو خود کے لیے نہیں بلکہ اپنے مذہب اور مسلک کی صیانت کے لیے جیتے ہیں ان کے نازک سینے میں اپنا نہیں بلکہ قوم و مذہب کا درد رہتا ہے۔ اپنا سب کچھ دین متین کی حفاظت اور قوم کی فلاح کے لیے قربان

کر دیتے ہیں۔ دنیائے اسلام کے اندر علامہ حسین علمی الیشیق استنبول کا شمار انہیں انسانوں میں ہوتا ہے۔
 سبھی جانتے ہیں کہ اس سامینفک دور میں جو جنگ فوج اور ہتھیار سے نہیں جیتی جاسکتی وہ لڑیچہ کے ذریعہ جیتی جاسکتی ہے جس نے لڑیچہ کی دنیا کو فتح کر لیا وہ دنیا کا سب سے بڑا فاتح انسان ہے۔ آج ہر چہار جانب مخالفان اسلام اور مدعیان اسلام میں گمراہ و باطل فرقوں کا سارا زور ان کی طاقت اور قوت صرف لڑیچہ پر خرچ ہو رہی ہے۔ لڑیچہ کے ذریعہ وہ کام لیا جا رہا ہے جو کام جنگ جیتنے کے بعد بھی نہیں لیا جاسکتا۔

اہلسنت و جماعت میں ایسے افراد کی بہت کمی ہے جو لڑیچہ کے ذریعہ دلوں کی دنیا کو فتح کر لیا ہو، اور جنہوں نے تبلیغ اسلام و سنیت کے لیے سب کچھ قربان کر دیا ہو۔ آج دنیا میں علامہ حسین علمی الیشیق کی ذات جہاں ایسی نظر آتی ہے کہ لڑیچہ کے ذریعہ مخالفان اسلام اور مدعیان اسلام میں گمراہ فرقوں کے چوکھی محاذ کے خلاف اسی انداز میں لڑیچہ ہی کے ذریعہ انہیں بچھاڑا ہو۔ علامہ حسین علمی کی ذات نمایاں ذات ہے۔ آپ نے مختصر مدت میں وہ کارہائے نمایاں کر دکھایا، موجودہ دور میں جو کام کوئی ادارہ یا جماعت یا کوئی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بھی انجام نہیں دے سکا۔

علامہ حسین علمی الیشیق خالص سنی، حنفی ترکی مسلمان ہیں۔ جن کی دینی و علمی خدمات کو دیکھنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ آپ کے دل میں خدا کا خوف اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم بدرجہ اتم موجود ہے، چونکہ آپ حنفی ہیں اس لیے حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے مسلک سے والہانہ عقیدت و محبت کا صاف پتہ چلتا ہے۔

مخالفان اسلام اور مدعیان اسلام میں گمراہ و بد مذہب کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینا اور تبلیغ اسلام و سنیت کا جذبہ بھی ان کے اندر بدرجہ اتم موجود ہے۔ عربی، فارسی، اردو، انگریزی، فرانسیسی، ترکی، تمل اور دنیہ کی دیگر زبانوں میں ہزاروں کی تعداد میں کتب شائع فرما کر ان کی مفت ترسیل ان کا محبوب ترین مشغلہ ہے۔ اکثر کتابیں سیکڑوں صفحات پر مشتمل ہوتی ہیں ان میں اکثر کتب یہود و نصاریٰ، وہابی، مجیدی، دیوبندی، قادیانی، شیخی، صلیح کلی، ندوی، تبلیغی جماعت، جماعت اسلامی کے رد و ابطال میں شائع ہو رہی ہیں۔

مجدد اسلام اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی وہ تصانیف جو گمراہ و بد مذہب فرقوں کے رد و ابطال میں شائع ہوئی ہیں ان کو اپنے مکتبہ الیشیق استنبول ترکی سے ہزاروں کی تعداد میں چھپوا کر مفت ترسیل کی جا رہی ہے۔ ادارہ سنی آواز ناگپور بھی اپنے مقدور بھر خدمت دین انجام دے رہا ہے اور ایک رسالہ سنی آواز مفت شائع کرتا ہے۔

اس لیے علامہ حسین علمی الیشیق استنبول ترکی کی بڑی محبت فرماتے ہیں اور برابر کتب ارسال فرماتے ہیں اس پر ادارہ سنی آواز اپنے تمام رفقاء سمیت آپ کا شکریہ ادا کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ سے اپنی پسندیدہ زیادہ سے زیادہ دینی خدمات لے لے اور قبول فرمائے۔ آمین فقط

جامعہ نظامیہ حیدرآباد کا ۱۲۵ روایں جشن، صلح کلیت کی یادگار

ماہ اکتوبر ۱۹۹۶ء میں دکن کی ایک دینی درس گاہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد کا ۱۲۵ روایں جشن منایا گیا۔ جامعہ نظامیہ حیدرآباد کے اکابر علماء دکن وہابیت وغیرہ مقلدیت کے فتنہ کے آغاز سے دین میں مصصلب اور اکابر علماء دیوبند کو بلکہ ہر بد مذہب مرتد کو ان کی کفری عقائد و عبارات پر کافر و مرتد جانتے تھے۔ جب سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے اکابر علماء دیوبند پر کفر و ارتداد کا فتویٰ شرعی و دینی عائد کر کے علماء حرمین مقدسین سے اس کی تصدیقات حاصل کی۔

علماء حرمین کے ساتھ مصر و شام، تمام علماء ہند سندھ و افغان وغیرہ کے علماء اعلام نے اس فتویٰ مبارکہ جو ”حسام الحرمین“ کے نام سے معروف ہے۔ اس فتویٰ پر علماء دکن نے بھی تصدیقات ثبت فرمائیں اور اکابر علماء دیوبند کو کافر و مرتد تسلیم کیا جس کی تصدیق کے لیے ماہ نومبر دسمبر ۱۹۹۶ء کا ماہنامہ سنی آواز نے شائع کر کے اپنے دعوے کا ثبوت دیا ہے وہابیوں کے کفر پر صادر کیا ہوا فتویٰ کافی ہے۔

جس میں اکابر علماء دکن نے وہابیوں، دیوبندیوں پر کفر و ارتداد کا فتویٰ دیکر اپنے تصلب کا ثبوت دیا ہے۔ اور خاص طور پر الصواریم الہندیہ میں ان حضرات کی تصدیقات موجود ہیں، وہابیوں اور دیوبندیوں کے کافر و مرتد ہونے پر ہندوستان کے سیکڑوں علماء کرام کی تصدیقات ہیں ان میں علماء دکن کی بھی تصدیقات ہیں۔ موجودہ حیدرآباد کے علماء بالخصوص علماء جامعہ نظامیہ کا اکثر طبقہ اپنے ہی اکابر علماء کے دین و مسلک سے منحرف اور صلح کلیت کے انتہائی شدید و غلیظ دلدل میں پھنسا ہوا ہے، آگے ہم اس کی تفصیل بیان کریں گے۔

موجودہ علماء جامعہ نظامیہ نے بانی جامعہ کی شخصیت کو مجروح کر دیا

بانی جامعہ نظامیہ حیدرآباد کے تعارف و شخصیت پر اخبار روزنامہ رہنمائے دکن میں لکھا ہے:

جامعہ نظامیہ کی تاریخ پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو یہ بات اظہر من الشمس ہوتی ہے کہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارۃ اقدس پر حضرت فخر العلماء نور الاسلام مولانا الحاج

حافظ انوار اللہ خاں صاحب فضیلت جنگ علیہ الرحمہ مدینہ منورہ سے سرزمین دکن رونق

افروز ہوئے اور ۱۲۹۲ھ ۱۸۷۴ء میں مدرسۂ نظامیہ کا قیام عمل میں لایا اور خالص علوم

دین و شریعت کا اہتمام کیا گیا۔ (اخبار روزنامہ رہنمائے دکن ۲۱ ستمبر ۱۹۹۶ء ص ۱۰)

مذکورہ بالا حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بانی جامعہ نظامیہ کی شخصیت بارگاہ رسالت میں مقبول تھی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

نے سرزمین دکن پر پہنچنے کا اشارہ فرمایا اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ پر رونق افروز ہوئے اور مدرسہ نظامیہ کا قیام مسلسل میں آیا۔ خالص دین و شریعت کا اہتمام کیا گیا۔

علماء کرام پر روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر کھوانے والے بنانے والے پر لعنت فرمائی اور اس کو حرام فرمایا اور احادیث میں جاندار کی تصویر کی حرمت پر بہت ساری احادیث وارد ہوئی ہیں جو شخصیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ اقدس پر دکن تشریف لائی تھی جو دین و شریعت کے پھیلانے کے لیے بھیجی گئی تھی۔ وہ شریعت کے اس حکم سے واقف نہیں تھی کہ تصویر کا بنانا یا بنوانا حرام ہے۔

بعض علماء جامعہ نظامیہ حیدرآباد نے انہیں مجدد بھی لکھا ہے۔ مجدد تجدیدِ احیاء دین کے لئے پیدا کیا جاتا ہے جو اپنی مدد میں مٹی ہوئی سنتوں کو زندہ کرتا ہے، دین و شریعت کا محافظ ہوتا ہے۔ دیکھا آپ نے، علماء جامعہ نظامیہ حیدرآباد کا صلح کھیانہ مزاج کہ اس نے اپنے ہی مذہبی پیشوا اور ایک دکن کی بھاری بھر کم شخصیت کو مجروح کر کے رکھ دیا اور ہر عالم جو دین و سنیت کا حامل ہے اس کو سوچنے پر مجبور کر دیا کہ یہ مجدد تصویر کشی جو حرام ہے، اس کی لعنت کو نہیں جانتے تھے؟ کیا انہوں نے دین و شریعت کی محافظت کا فریضہ انجام دیا ہوگا؟

انہوں نے کہ اسی اخبار رہنمائے دکن میں سرورق پر بانی جامعہ نظامیہ کی تصویر چھپی ہوئی ہے۔ موجودہ علماء جامعہ نظامیہ نے اپنی ہی بانی کی ذات کو مجروح کر کے رکھ دیا اور یہ بھی سوچنے پر مجبور کر دیا کہ جو ذات شریعت کا یہ عام حکم نہیں حساب کرتی تھی کہ تصویر کھوانا یا بنانا حرام ہے وہ دین اور شریعت کی محافظت کا کیا اہتمام کیا ہوگا؟

تصویر کیوں شائع کی اس کا جواب موجودہ علماء حیدرآباد پر ضروری ہے۔ علامہ انوار اللہ خاں صاحب موجودہ علماء جامعہ کی طرح عالم نہیں تھے، انہیں کے قول پر دین کی شریعت کی حفاظت کرنے والے تھے۔ موجودہ علماء نے بھی دین کی اور شریعت کی پروا کیے بغیر تصویر چھپوادی۔ موجودہ علماء نظامیہ سے پوچھا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر کھوانے والے اور کھینچنے والے پر لعنت فرمائی اور حرام فرمایا ہے یا نہیں؟ اس پر ہمارا سخت احتجاج ہے۔

اتنا نہ بڑھاپا کی داماں کی حکایت۔

دامن کو ذرا دیکھ ذرا بسندِ قباد دیکھ

ہم کچھ نہیں کہہ رہے انہیں کے ماننے والوں نے ان کی شخصیت کو دینی و شرعی طور پر غیر ذمہ دار بنا کر رکھ دیا ہے۔ اس کو یہ علماء سمجھتے رہیں ہمیں تو ۱۲۵ روپے جشن پر گفتگو کرنا ہے۔ موجودہ علماء جامعہ نظامیہ حیدرآباد کا اکثر طبقہ مسلکِ حق سے پھر گیا ہے اور صلح کلیت اختیار کر کے انتہائی درجہ کا پلپلا ہو گیا جس سے گمراہیت سے لے کر کفر و ارتداد تک کے خطرات پیدا ہو گئے ہیں۔

ان کا پلپلا پن دیکھیے، جامعہ کا ۱۲۵ روپے جشن منایا گیا اس میں وہابی، دیوبندی، غیر مقلد، مہدوی وغیرہ بد مذہب علماء شریک رہے۔ اس کا ۱۲۵ روپے جشنِ صلح کلیت کی یادگار تھا۔ یہ اجلاس قدیم علماء حیدرآباد کی روش اور ان کے دینی تعلب سے

بالکل علیحدہ اور اپنی ہی بانی کی ذات کو محدود کرنے والا تھا۔

اب جامعہ نظامیہ حیدرآباد سے کھلے طور پر صلح کلیت اور بد مذہبیت کا پرچار ہو رہا ہے۔ انہوں نے اپنے تئیں اپنے اس صلح کل مذہب کا نام ”مسلم اعتدال“ رکھ لیا ہے۔ اب بانی جامعہ نظامیہ علامہ الشاہ انوار اللہ خاں صاحب کی تعریف و توصیف حیدرآباد کے ایک وہابی دیوبندی مولوی محمد رضوان القاسمی سے سنے وہ کیا لکھتے ہیں۔

حسن اتفاق ہے کہ شمالی ہند کی دینی درس گاہ دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم نانوتوی اور جنوبی ہند میں دینی درس گاہ جامعہ نظامیہ کے بانی مولانا انوار اللہ خاں فاروقی، دونوں شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے متوسلین اور خلفاء میں سے ہیں، اول الذکر نے ۱۲۸۳ھ میں دیوبند اور ثانی الذکر نے ۱۲۹۲ھ میں حیدرآباد میں دینی درس گاہ کی بنیاد ڈالی۔ اپنی اپنی حیثیت کے لحاظ سے دونوں کے فیوض و برکات کا اثر ملک و بیرون ملک پر پڑا۔ الحاد و بے دینی کے سیلاب کو تھامنے اور روکنے کے سلسلے میں اس طرح کے ادارے مضبوط بند ثابت ہوئے ہیں۔ اس طرح کے دینی اداروں کو اس زمانے میں مسلک و مشرب کے اختلافات میں الجھانا اور بعض عبارتوں سے جو غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں ان کے آپسی ازالہ کے بعد دوبارہ از سر نو ان باتوں کو تازہ کرنا دین اور ملت کی کوئی خدمت نہیں ہوگی ملت کے سامنے سارے اہم اور پیچیدہ مسائل ہیں ان کے حل میں اجتماعی غور و فکر اور مشترکہ تدابیر اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض اختلافات جو اکثر غلط فہمی کی بنیاد پر ہیں، ان کو ہوا دیکر ایک دوسرے سے دور کرنا حالات حاضرہ کا تقاضہ نہیں ہے۔ یہ وقت ”نقطہ ہائے اتحاد کو تلاش کرنے کا ہے نہ کہ“ ”نقطہ ہائے اختلاف“ کو ڈھونڈنے کا۔ جامعہ نظامیہ کے جشن تاسیسی کی مجلس انتظامیہ کے ذمہ داروں نے پریس کانفرنس میں جو اغراض و مقاصد بیان کیے ہیں وہ لائق ستائش ہیں۔ جامعہ کے مسلک اعتدال پر مختلف انداز سے جو روشنی ڈالی جا رہی ہے وہ قابل قدر ہے۔ (روزنامہ ”رہنمائے دکن“ ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۶ء ص ۲)

مذکورہ بالا حوالے میں ایک وہابی دیوبندی مولوی محمد رضوان القاسمی ناظم دارالعلوم سبیل الاسلام حیدرآباد نے بانی جامعہ نظامیہ علامہ الشاہ انوار اللہ خاں صاحب کو وہابی دیوبندی و ہرم کے ایک پیشوا مولوی قاسم نانوتوی کو ایک ہی پیر یعنی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا مرید بتا کر یہ ثابت کیا ہے کہ ان دونوں کا اثر اپنی اپنی حیثیت سے ملک و بیرون ملک پڑا۔ یعنی ان کے نقطہ نظر سے الحاد و بے دینی کے سیلاب کو روکنے اور تھامنے کے سلسلے میں دونوں ادارے یعنی دارالعلوم دیوبند اور جامعہ نظامیہ مضبوط

جاہت ہوئے۔ اور ان کے بارے میں دیوبندی مولوی نے یہ بھی لکھ دیا کہ اس زمانے میں مسلک اور مشرب کے امتلاغات میں الجھانا اور بعض عہارتوں (یعنی کفری عہارتوں) سے جو غلط فہمی پیدا ہوئی ہے ان کو نظر انداز کرنا چاہیے۔ اور اسی وہابی مولوی نے علماء جامعہ نظامیہ حیدرآباد کی طرف منسوب کرتے ہوئے یہ بیان بھی دیا کہ:

جامعہ نظامیہ کے جشن تاسیس کی مجلس استقبالیہ کے جو اغراض و مقاصد بیان کیے ہیں وہ لائق ستائش ہیں جامعہ کے مسلک اعتدال سے پر مختلف انداز سے روشنی ڈالی جہاتی رہی ہے۔ (اخبار روزنامہ رہنمائے دکن حیدرآباد)

کیا موجودہ علماء جامعہ نظامیہ اور ان کے اندر سے مقلدین وہابی دیوبندی مولوی کے مذکورہ بیان سے متفق ہیں؟ وہ اس سے متفق ہیں۔ کس طرح سے متفق ہیں آگے ملاحظہ فرمائیں۔ اس وہابی دیوبندی مولوی بانی جامعہ نظامیہ علامہ الشاہ نور اللہ حاک صاحب اور قاسم نانوتوی کو ایک پیر کا مرید اور دونوں کے مقاصد ایک ہونا ثابت کیا ہے۔ موجودہ جامعہ نظامیہ کے وہ علماء جو صلح کلی بن چکے ہیں جنہوں نے صلح کلی مذہب کا نام مسلک معتدل رکھ لیا ہے، وہ بتائیں؟ وہ شخص جو اسلامی عقائد کی بنیاد پر ذرہ برابر بھی اسلامی حیثیت اس کے اندر باقی ہے وہ غور کرے کہ بانی جامعہ نظامیہ کے پیر بھائی وہابی دارالعلوم دیوبند قاسم نانوتوی نے کیا لکھا ہے اس کی کفری عبارات دیکھیے وہ کیا لکھتے ہیں:

اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور نبی ہو تو پھر بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ (تحدیر الناس ص ۱۳ بحوالہ راد الہند ص ۵۶)

دوسری عبارت اسی کے ص ۲۸ پر:

بلکہ اگر بالفرض زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے جب بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

اسی مولوی قاسم نانوتوی کی ایک اور عبارت دیکھیے تحدیر الناس پر

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم مآخیز زمانی میں کچھ فضیلت نہیں۔ تحدیر الناس ص ۱۳ بحوالہ راد الہند ص ۵۶)

وہابی دھرم کے ایک بڑے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی اور بانی جامعہ کے پیر بھائی نے لکھ دیا حضور کے بعد اگر کوئی نبی آجائے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ جیسے ہی یہ شوشہ چھوڑا مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا۔ اسے جامعہ نظامیہ کے مسلک اعتدال والو!

شاید آپ لوگوں کو اپنی صلح کلیت کا آپ نے مسلک اعتدال نام رکھا ہے۔ اسی کی وجہ سے آپ کو اس کے کفری معنی و

منہجہم کچھ میں نہیں آ رہے ہو گئے تو اب سنیہ مذکورہ بالا عبارت میں مولوی قاسمی نانوتوی نے واضح طور پر لکھ دیا کہ رسول اللہ ﷺ منہجہم کا اس معنی میں خاتم النبیین ہوتا کہ حضور منہجہم سب سے پہلے نبی ہیں تا کچھ اور یہ قوف اور حساب مل لوگوں کا خیال ہے۔ حالانکہ دور صحابہ سے لیکر اس وقت تک اس امت کے تمام صحابہ کرام، اہل بیت تابعین، تبع تابعین، احمد دین، جہدین، فقہاء محدثین، مولیاء امت و علماء ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے خاتم النبیین کا سب سے پہلا نبی حضور نبی آخر الزماں منہجہم ہی کو مانا اور اسی پر آج تک سب کا ایمان ہے۔ اس کو بانی جامعہ نظامیہ کے پیر بھائی نے بے وقوفوں اور جاہلوں کا خیال بتا کر سب کی توجہ کی۔ اس ایمانی عقیدے میں باقی جامعہ نظامیہ علامہ انوار اللہ خاں صاحب بھی شامل ہیں وہ بھی ان کے درجہ بھائی کے نزدیک جاہل اور یہ قوف تھمے۔ اور کچھ دار لوگوں کے نزدیک یہ معنی غلط ہیں۔ اس کے نزدیک پہلا نبی ہونا کوئی مدح و ثنا کا وصف اور قابل تعریف صفت نہیں، اگر آریہ کریم میں خاتم النبیین کے معنی سب سے پہلا نبی ہوتا ہے لیے جائیں تو کلام الہی بولیں رسول اللہ و خاتم النبیین: کہنا غلط ہوگا۔

امت نے آج تک منہجہم کو سب سے پہلا نبی یعنی سب سے آخری نبی ہی مانا۔ یہ مرتد نانوتوی بانی جامعہ نظامیہ کا پیر بھائی اس ایمانی عقیدے کو کچھ لوگوں کا عقیدہ بنا رہا ہے۔ جب اس نے اس ایمانی عقیدے کو جو ضروریات دین کے لیے جس کا انکار کفر ہے۔ اسی کو عوام یعنی جبلا اور کچھ لوگوں کا خیال کہہ کر خاتمیت نبوت نبی آخر الزماں منہجہم کا انکار کر کے کافر و مرتد ہو گیا۔ اسی طرح چند سطر کے بعد یہ لکھتا ہے:

اسی طور پر رسول اللہ منہجہم کی خاتمیت کو تصور فرمائے یعنی آپ موصوف یوصف۔ نبوت بالذات اور سوا آپ کے اور نبی موصوف یوصف نبوت بالفرض اوروں کی نبوت پر آپ کا فیض ہے، یہ آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں آپ پر سلسلہ نبوت ختم ہو جاتا ہے۔ (تحدیر الناس ص ۴۲ بحوالہ تجانب اہل السنہ)

اب اس کے بعد مرتد غلام احمد قادیانی نے اس طرح بکواس کی ہے:

خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ لا سہیل انی فیہ وض اللہ من غیرہ توسط یعنی بغیر حضور اکرم منہجہم کے واسطے اور وسیلے کے کسی شخص کو نبوت نہیں مل سکتی۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اور رسالت بلا واسطہ اور دوسرے نبیوں اور رسولوں کی نبوت و رسالت حضور اقدس منہجہم اور وسیلے سے ہے، چاہے وہ نبی حضور کے بعد ہی کیوں نہ آئے۔ (معاذ اللہ) (تجانب اہل السنہ)

نانوتوی اور قادیانی دونوں کی عبارات اور عقیدہ میں کتنی یکسانیت ہے حضور کی ختم نبوت میں آج تک امت مسلمہ کا یہی عقیدہ ہے کہ نہ کسی کو توسط سے نبوت مل سکتی اور نہ بلا توسط کے۔ دونوں فرقوں کے رہنماؤں نے ضروریات دینیہ و ایمانیہ کا انکار

کہا۔ کسی بھی ضروری و دینی کے انکار سے مسلمان کہلانے والا فوراً کافر ہو جاتا ہے۔ آیت کریمہ:

ماکان اہا احد من رجالکم ولكن رسول اللہ وخاتم النبیین وكان اللہ بکلت شئی علیہا میں خاتم النبیین کے صرف یہی معنی ہیں حضور اقدس ﷺ سے پہلے نبی ہیں۔ حضور اقدس ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی اس میں نہ کوئی تاویل ہے نہ کسی کی تخصیص۔ جو شخص اس معنی کا انکار کرے کوئی اور معنی گڑھ لے وہ یقیناً کافر و مرتد ہے۔ قرآن کریم کا کھلا انکار ہے اس میں علماء جامعہ نظامیہ کا مسلک اعتدال کیا کہتا ہے؟

مرتد قادیانی نے حضور کے بعد توسط نبی آسکنے کی بات کہی ہے اور مرتد نانوتوی نے یہ فیض نبی کہا، دونوں نے اسلام کی بنیادی عقیدے کے خلاف اپنے دل سے معنی گڑھ لیے اور یہ ثابت کرنے کی کفری ناپاک کوشش کی کہ توسط نبی یا بہ نسب فیض نبی حضور کے بعد بھی کوئی اور نبی آسکتا ہے۔ مرتد قادیانی اپنے آپ کو نبی کہہ کر کافر و مرتد ہو گیا اور مرتد نانوتوی نے حضور اقدس ﷺ کے ختم نبوت امت کے عقیدے کو نا سمجھ لوگوں کا خیال کہہ کر کافر و مرتد ہو گیا۔ اسی لیے جامعہ کے مسلک اعتدال والوں کے ہمنوا ایک وہابی مولوی نے ان کی تعریف میں یہ لکھ دیا۔

اس زمانے میں مسلک و مشرب کے اختلافات میں الجھانا اور بعض عبارتوں سے جو غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں، ان کے آپسی ازالہ کے بعد دوبارہ از سر نو ان باتوں کو تازہ کرنا دین و ملت کی کوئی خدمت نہیں (رہنمائے دکن، از محمد رضوان القاسمی)

یہ وہابی مولوی جانتا ہے کہ ہمارے اکابر کی بعض عبارتوں سے کفر واقع ہوا ہے۔ مسلک اعتدال کے حامل علماء جامعہ نظامیہ نے مرتد قادیانیوں کو کیوں چھوڑ دیا ان کو بھی گلے لگا کر اپنے اجلاس میں شریک کر لیتے۔ اب مسلک اعتدال والے علماء جامعہ نظامیہ حیدرآباد ان کے حمایتی وہابی، دیوبندی جماعت کے ایک اور پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی کی کفری عبارت دیکھیں:

آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان ص ۸)

علماء جامعہ نظامیہ جو مسلک اعتدال پر قائم ہیں، وہ بتائیں کہ اس میں حضور کی توہین ہے یا نہیں اور آپ کی شان اقدس میں کھلی ہوئی گستاخی ہے یا نہیں۔ یعنی حضور اقدس ﷺ پر علم غیب کا حکم کیا جان یعنی یہ کہنا کہ حضور کو علم غیب تھا تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم جیسا حضور کو تھا زید و عمرو ہر بچے پاگل بلکہ تمام جانوروں اور چوپایوں کو حاصل ہے۔ حضور کے علم غیب کو ہر بچے ہر جانور و چوپائے اور پاگل و دیوانے کے مثل ٹھہرایا یا نہیں؟

امت میں آج تک حضور کے بارے میں ایسی گندی عبارت کسی نے لکھی ہے؟ کیا اس کے باوجود آپ کا مسلک۔

اعتدال ایسے خبیث کافر کو مسلمان ماننے کے اجازت دیتا ہے؟ ابھی آپ لوگ اپنے مسلک اعتدال کی وجہ سے اس کو نہیں سمجھتے۔ اب اس کو یوں سمجھیے۔

میں مولوی اشرف علی تھانوی کی مذکورہ بالا عبارت کو دوبارہ نقل کر رہا ہوں جہاں حضور اقدس کا نام پاک ہے وہاں بانی جامعہ کا نام لکھ رہا ہوں تاکہ آپ کی ایمانی حمیت بیدار ہو، مجبوراً مجھے یہ عبارت لکھنی پڑ رہی ہے۔ ملاحظہ کیجیے یہ عبارت:

بانی جامعہ نظامیہ کی ذات پر علم کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے بالکل۔ اگر بعض علم مراد ہیں تو اس میں بانی جامعہ نظامیہ کی کیا تخصیص ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر مصلی و معنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔

ہم مذکورہ بالا عبارت میں بانی جامعہ نظامیہ کی کھلی توہین سمجھتے ہیں۔ آپ لوگ تو اس عبارت کو پڑھنے کے بعد قصہ سے لال پیلے ہو جائیں گے۔ اگر آپ کو مذکورہ عبارت پر غصہ آئے علامہ انوار اللہ خاں صاحب کی توہین سمجھیں تو خدا را غور کیجئے یہی عبارت جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں لکھی جائے تو اس میں حضور کی توہین نہیں ہوگی؟ ایسی عبارت سے کلمہ والا مسلمان ہوگا؟ جس نے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین کی ہے اس کو کافر و مرتد سمجھنا ہی عین دین اسلام ہے چاہے وہ اپنے وقت کا بڑے سے بڑا مولوی یا بادشاہ وقت کیوں نہ ہو۔

اگر آپ واقعی مذکورہ بالا عبارت کے پڑھنے کے بعد بانی جامعہ نظامیہ کی توہین محسوس کریں جب وہی عبارت حضور کے بارے میں لکھی جائے تو آپ کی حمیت ایمانی جاگ اٹھے اور مولوی اشرف علی تھانوی کو کافر و مرتد سمجھیں تو اس وقت اسے اپنے خود ساختہ مسلک اعتدال سے توبہ و رجوع کر لیں گے تو اس وقت آپ کا مسلک اعتدال نہیں رہے گا بلکہ مسلک اعلیٰ حضرت کہلائے گا۔

آپ کے اکابر علماء حیدرآباد و مرتدا کا بر علماء دیوبند کو ان کی کفری عبارت کی وجہ سے کافر و مرتد جان کر حسام الحرمین کی تصدیق کر کے مسلک اعلیٰ حضرت کے حق ہونے کا اعلان کر گئے۔ اور آج آپ اپنے ہی بانی جامعہ اور اکابر علماء کے خلاف مسلک اعلیٰ حضرت سے منحرف ہو کر خود ساختہ مسلک اعتدال کے حامل ہو کر ہر کافر و مرتد کو بظاہر اس کے کلمہ اور نماز کی آڑ میں مسلمان جان کر دین حق کے پرچے اڑا دیتے جس سے دین میں خطرات پیدا ہو گئے ہیں۔

جامعہ نظامیہ کا مسلک اعتدال دین کے لیے کتنا خطرناک ہے

جامعہ نظامیہ حیدرآباد کے موجودہ علماء دین میں اس قدر شدید مہمت اختیار کر چکے ہیں، جس کے ۱۲۵ ویں جشن تاسیس میں وہابی، دیوبندی، غیر مقلد، مہدوی وغیرہ بد مذہب علماء شریک اجلاس رہے۔ ایک مہدوی فرقہ کے عالم سید نصرت المجتہدی مولوی کامل جامعہ نظامیہ نے بھی شرکت کی۔ فرقہ مہدویہ پر اس کے عقائد باطلہ کی وجہ سے تمام علماء اہلسنت کے ساتھ

۱۰۰ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

جامعہ نظامیہ نے بھی اس فرقہ پر کفر و ارتداد کا فتویٰ جاری کیا تھا۔ لیکن یہ فرقہ ان کے عہد سامعہ مسلک اعتدال کی وجہ سے مسلمان ہے۔ ائمہ رہنمائے دکن حیدر آباد نے اپنے ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۱ء کے شمارے میں ص ۴ پر مذکور مہدوی مولوی کا ایک طویل اعتراض شائع کیا ہے۔ اس میں ایک سوال و جواب ملاحظہ کیجئے:

سوال: کیا آپ کو اس بات پر فخر ہے کہ آپ نے جامعہ نظامیہ میں تعلیم حاصل کی؟

جواب: مجھے اقرار ہے کہ میں نے ہندوستان کی مایہ ناز دینی و ملی جامعہ نظامیہ سے تعلیم حاصل کی ہے جو ہندوستان میں علوم دینیہ کے چراغ روشن کیے ہوئے ہے۔ جہاں کے علماء علم و عمل کے اعتبار سے اپنا ایک مقام رکھتے ہیں۔ جس کا مسلک افراط و تفریط سے ہٹ کر اعتدال پسندی ہے۔ مسائل علمیہ کے اندر ایک ایسی علمی و دینی جامعہ ہے جہاں مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر کو تعلیم حاصل کرنے کا موقع حاصل ہے اور یہ سلسلہ بانی جامعہ کے زمانے سے ہی جاری ہے۔ (رہنمائے دکن ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۱ء ص ۴)

کیا علماء جامعہ نظامیہ، مہدوی مولوی کے مذکورہ بیان سے متفق ہیں؟ یقیناً اس سے مسلک اعتدال کی وجہ سے ان کا اتفاق ہے۔ اس میں خاص بات یہ ہے کہ مذکورہ مہدوی نے بانی جامعہ نظامیہ ہی کے زمانے سے مختلف مکاتب فکر کے طلبہ کو اس میں تعلیم حاصل کرنے کا موقع دیا جاتا رہا ہے۔ اور یہ سلسلہ بانی جامعہ نظامیہ کے دور سے ہی جاری رہا ہے لکھ کر بانی جامعہ کی شخصیت پر سخت ضرب لگائی ہے۔

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اسمیں بلا امتیاز مسلک و عقیدہ تمام مکاتب فکر و باہنی، دیوبندی، قادریانی، رافضی، نیمچری، بہائی، مہدوی وغیرہ بد مذہب و مرتد فرقے کے طلبہ کا داخلہ ہوتا تھا ہر فرقہ اپنے اپنے مذہب و عقیدے پر قائم رہ کر تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔ یہ سلسلہ بانی جامعہ نظامیہ کے دور سے جاری رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کو اپنے شاگرد وانی حیدر آباد میر عثمان علی کی وجہ سے یہ رویہ اختیار کرنا پڑا ہو اگر ایسا ہے تو یہ جامعہ شروع ہی سے اہلسنت کی راہ پر نہیں ہے۔

اس بیان نے بانی جامعہ کی شخصیت کو اور زیادہ مشک و شبہ میں ڈال دیا ہے۔ ہر مصلوب صحیح العقیدہ مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ کیا بانی جامعہ نظامیہ بھی ایسے ہی تھے جیسے موجودہ علماء جامعہ نظامیہ جو صلیح کلیت کے انتہائی ادنیٰ درجے تک پہنچ کر اسی میں پھنس گئے ہیں، موجودہ علماء نظامیہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کی صفائی دیں کہ بانی جامعہ نظامیہ میں اس قسم کا پھلپلا پن اور صلیح کلیت نہیں تھی وہ دین میں مصلوب تھے۔ لیکن ابھی تک ان کی جانب سے اس بیان کی تردید شائع نہیں ہوئی ہے۔

جب یہ بات بانی جامعہ نظامیہ کے اندر ہے تو کیا وہ دین میں قابل اعتبار شخصیت مانے جائیں گے؟ ایک عام مسلمان اپنے دینی مصلوب کی وجہ سے کسی بد عقیدہ کو گلے نہیں لگاتا۔ چہ جائیکہ ایک عالم دین اور بانی جامعہ جیسی شخصیت اسکو کیسے برداشت کر سکتی۔ موجودہ علماء جامعہ نظامیہ نے اپنے ہی رہبر و رہنما کی شخصیت کو سخت مجروح کر کے رکھ دیا ہے۔ ان کو اپنے مسلک اعتدال والے دھرم کی وجہ سے یہ سمجھ میں ہی نہیں آ رہا ہے کہ ہم اپنے بانی جامعہ کی شخصیت کو کس طرح مجروح کر رہے ہیں۔ انہوں نے

انہیں بھی اپنی ہی طرح صلح کلی اور مسلک اعتدال کا حامل ثابت کر دیا ہے۔

اب آپ ان کی تعریف و توصیف میں لاکھ زمین و آسمان کے قلابے ملا تے رہو، وہ دین میں مصلب ثابت نہیں ہو سکتے۔ انہیں لوگوں نے انکی شخصیت کو شک و شبہ میں مبتلا کر دیا ہے اب یہی لوگ آپس میں ایک دوسرے سے منہ پٹتے رہیں، میں تو اس کا جواب چاہے کہ پہلے ایک وہابی نے آپ لوگوں کے بارے میں جو جواب دیا (جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں) اس سے آپ متفق ہیں یا نہیں۔؟ اور یہ بیان جو ایک مہدوی مولوی نے دیا ہے، اس پر بھی اتفاق ہے؟
اب اسی رہنمائے دکن میں دیکھے اس میں کیا لکھا ہے:

جامعہ نظامیہ سے ۱۲۵ سال کے دوران ہزاروں فرزندان توحید نے فیضان حاصل کیا، ان میں فرقہ مہدویہ کے علماء کرام کی قابل لحاظ تعداد شامل ہے۔ (اخبار روزنامہ رہنمائے دکن ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۶ء ص ۴)

یہ بات اب ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ جامعہ نظامیہ میں شروع ہی سے دینی تہذیب کا فقدان رہا ہے۔ صلح کلیانہ موقف جس کو انہوں نے مسلک اعتدال رکھا ہے، بہت پہلے ہی سے اس پر یہ قائم ہیں۔ موجودہ دور تو انتہائی درجہ کی ہستی کا دور ہے اب اس سے زیادہ صلح کلی بن چکے ہیں کہ مزاج اور دین میں اس سے زیادہ پلپلا پن آئے گا اس کا منظر قوم نے ۱۲۵ ویں جشن تاسیس میں دیکھ لیا۔ اس اجلاس میں ایک مشہور غیر مقلد وہابی یوسف القرضاوی (قطر) نے شرکت کی۔

غرض کہ اب جامعہ نظامیہ، عقائد اور دینی تہذیب کی بنیاد پر تباہ ہو چکا ہے وہ سراسر گمراہیت و بے دینی و صلح کلیت کے راستے پر چل پڑا ہے جس کی وجہ سے دین میں خطرات پیدا ہو چکے ہیں۔ آپ نے جامعہ نظامیہ کے موجودہ علماء کا اپنے قدیم اکابر علماء کے مسلک سے انحراف اور دین میں ان کی صلح کلیانہ روش ماہ نومبر دسمبر ۱۹۹۶ء کے ماہنامہ سنی آواز، میں وہابیت پر ان کی جانب سے جاری کردہ فتویٰ سے معلوم کر لیا ہے کہ گمراہیت اور صلح کلیت کے کتنے غلیظ و گہرے دلدل میں پھنس چکے ہیں۔ حسی کہ انہوں نے اپنے عمل و کردار کے ذریعہ اپنے ہی بانی جامعہ کی شخصیت کو شک و شبہ میں ڈال دیا ہے، کیا یہ واقعی ایسے تھے جیسے آج یہ ہیں؟

علماء جامعہ نظامیہ کے لیے نجات کا راستہ صرف اسی میں ہے اکابر علماء جن پر علماء عرب و عجم نے کفر و ارتداد کے فتوے جاری کیے ہیں جسے حسام الحرمین کہا جاتا ہے، تصدیق کر لیں انہیں کا فر مرتد تسلیم کرنے کے بعد اپنے مسلک اعتدال سے رجوع کر کے مسلک اعلیٰ حضرت کو اپنائیں اور اپنی صلح کلیت جسے مسلک اعتدال کہتے ہیں، جو دین و دنیا میں خسران کا سبب ہے، چھوڑ دیں۔

صلح کلیت کی لعنت میں گرفتار علماء

بویا جو اکبر نے بیچ الحاد کا
نیچری کی پھر وہ فطرت میں اگا
حق نمایاں ہند میں الحاد سے
اعلیٰ حضرت کے جہاد ہی نے کیا
نواد اعظم اسلام میں جب انقلاب آئے
پے اصلاح مسلم اعلیٰ حضرت حق مآب آئے

مہدر رسالت مآب ﷺ ہی سے منافقین نے اسلام کو مٹانے کے لیے جو صلح کل الحاد و برپا کیا اس کے رد میں اللہ تعالیٰ

ارشاد فرماتا ہے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۚ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِن لَّا يَشْعُرُونَ
(سورہ بقرہ کو ع ۲)

اور جو ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں سنا ہے وہی فساد ہی مگر انہیں شعور نہیں۔
یہ منافقین کافروں کے پاس عزت پیدا کرنے کے لیے آمدورفت رکھتے تھے اور ان کے ساتھ مخالفت میں اور ان سے
اور دین میں مہانت کرتے تھے ان کے اس عمل سے کفار کے نزدیک ایسا ثابت ہوتا تھا کہ پیغمبر اسلام اور آپ کے صحابہ کرام
کی یہ حیثیت ہے کہ وہ ہم سے تعلق کرتے ہیں اس سے کفار دلیر ہوتے ہیں اور ضعیف الایمان مسلمان گمراہ ہوتے تھے جب
منافقین کو اس فساد سے روکا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم اصلاح کرنے والے ہیں تاکہ ملک و ملت کا کام اپنی اصل حالت کی طرف
پلٹ جائے (یعنی کفر کی طرف پلٹ جائے) اور تمام شیر و شکر رہیں، اس دین جدید (اسلام) کا تعصب جو جھگڑے کا سبب ہے
درمیان سے اٹھ جائے۔

مہدر رسالت مآب ﷺ کے زمانہ اقدس کے منافقین کی طرح اکبری دور کے الحاد کے بعد نیچریوں نے اسلام و
صلح کو مٹانے کے لیے اپنی نیچریت کے ساتھ صلح کلیت کا فتنہ پھر سے چودہ صدی میں برپا کیا۔

صلاح کلیت کی ابتدا کس طرح ہوئی

آنجنہانی محمد علی جوہر کانپوری نے ۱۳۱۱ھ میں ایک کمیٹی ندوہ کے نام سے بنائی، اس کمیٹی سے نیچریت کی ان ضلالتوں کو

شائع کیا:

- [۱] حقیقت ایمان کا انکار کر کے مجرد کلمہ گوئی اور جودائی القبلہ کو ایمان قرار دیا۔
- [۲] اس نیچری ساختہ ایمان سے تمام مرتدین منافقین، رافضی، قادیانی، مہدویہ، آغا خانیہ، بابیہ، بہائیہ، وہابیہ کو مومن تسلیم کیا۔
- [۳] تمام مذاہب کفار و مشرکین، خاص طور سے سکھوں اور بدھ مت، جینیوں، نصاریٰ کو امن و امان و شانتی کی تسلیم دینے والا کہا۔

[۴] موجودہ محرف انجیل کو سارے عالم میں انسانیت و بھائی چارہ کے ذریعہ حصول امن کا درس دینے والی کتاب بتایا، اس کے ساتھ اللہ عزوجل کے پیارے و پسندیدہ دین اسلام کو بھی امن کی تلقین و مساوات انسانی کی تبلیغ پر زور دینے والا بتایا اور یہ بھی بتایا کہ اسلام اپنے ماننے والوں کو خدا کا حقیر بندہ اور عالمی برادری کا رکن قرار دیتا ہے۔

[۵] ضروریات دین میں سے کسی کے انکار کا کفر ہونا باطل ٹھہرایا۔ اسی سے نیچریوں کے پاس کوئی چیز کفر و ارتداد نہیں ہے اور ضروریات دینیہ میں سے کسی ضروری دینیہ کا انکار کرنے والا کافر و مرتد نہیں۔

[۶] ندوہ کے ذریعہ سے صلح کلی الحاد کو ہندوستان میں شائع کر کے مرتدین منافقین سے دوستی و محبت و اخوت اور ان سے موالات کو جائز اور ضروری قرار دیا۔ حالانکہ مرتدین اور کفار و مشرکین کے حق میں اسلام کا حکم ہے کہ ان کی حیات و ممالک میں حقوق اسلام کی رعایت نہ کریں۔

[۷] اس صلح کلی الحاد سے اسلام و سنیت کی حفاظت کرنے اور اہل سنت کو نیچری طعن بن جانے سے بچانے کو اس نے فرقہ پرستی سے خوار ٹھہرا کر جھگڑا اور فساد اور خلاف رواداری کہہ کر محبوب ٹھہرایا۔

صلاح کلیت کی طوفانی ہواؤں نے تمام عالم کو گھیر رکھا ہے، حتیٰ کہ اہلسنت و بعض نو عمر علماء بھی موسم خزاں کے سپہ رس پتوں کی طرح صلاح کلیت کی ہواؤں کے ساتھ ادھر ادھر اڑے پھرتے ہیں چنانچہ اہل سنت کا ایک مؤثر جریدہ اپنے ادارے میں لکھتا ہے:

تاریخ شاہد ہے کہ حصول امن اور قیام امن روز اول ہی سے نبی نوع انسان کا نصب العین رہا ہے اور مطالعہ سے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ تمام مذاہب نے بھی امن کا پرچار کرتے ہوئے اپنے پیروؤں کو اس کی تلقین کی ہے۔

اتنا خطرناک تصور ہے مضمون نگار نے مخالفان اسلام کی خوشامد پرستی میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نبی نوع انسان چاہے وہ یہودی ہو یا نصرانی، مجوسی ہو یا مشرک سب نصب العین اور ان کا پرچار امن ہے۔ کہاں اسلام کے امن کا اصول

کہ جس میں حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائے گی اور کہاں کفر کے امن کا خیالی تصور، کفر کا امن ہی کفر کی اشاعت ہے اور کفر و اسلام کو ایک کرنا ہے۔ یہ جریدہ آگے لکھتا ہے۔

اہل ہندو کے ویدک دھرم کے فلسفہ کے مطابق شانتی یعنی امن کی خارجی و باطنی سکون کی حالت کا نام ہے بدھ مذہب و جین مذہب کی تعلیمات عدم تشدد و خدمات حلق کی تلقین کو امن و شانتی کا ذریعہ بتاتی ہیں۔

جو مذہب کفر اور کفریات سے پر ہو گا اس کو امن و سلامتی کا پیغام دینے والا کہنا ہی اصول کے خلاف ہے مذہب باطلہ کا مقصد ہی اسلام کی مخالفت ہے اور اسلام کی مخالفت ہی ان کا سب سے بڑا فساد ہے۔ وہی جریدہ آگے لکھتا ہے:

کچھ مذہب جو بذات خود ہندو دھرم اور دین و اسلام کے چندہ اصولوں کو لے کر وجود میں آیا، وہ بھی آتما یعنی روح کے سکون و شانتی کا درس دیتا ہے۔ (معاذ اللہ)

روح کا سکون اسلامی احکام پر عمل کرنے اور ذکر خداوندی میں ہے۔ الاہل کو اللہ تعالیٰ القلوب: کہاں ان مذاہب باطلہ کا خود ساختہ امن کا تصور اور کہاں اطمینان قلبی مضمون نگار نے اسلامی احکام کے خلاف کتنا غلط تصور پیش کیا ہے اس تصور سے کفر و اسلام اور رات و دن، پاک و ناپاک ایک ہو گئے۔ اسی کو صحیح کلیت کہتے ہیں۔ آگے لکھتا ہے:

عیسائی مذہب کی مقدس انجیل بھی سارے عالم میں انسانیت و بھائی چارہ کے ذریعہ حصول امن کا درس دیتی ہے۔ (معاذ اللہ)

کوئی فاضل مضمون نگار سے پوچھے کہ کیا آپ نے وہ انجیل مقدس جو اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہے، پڑھی ہے؟ کیا اس میں یہی تعلیم ہے جو تم نے لکھا ہے کہ کفر و اسلام میں امن و سلامتی کا پیغام ایک ہے۔ ہر جگہ انجیل سے محرف انجیل ہی ہے مراد لی جاتی ہے۔ لہذا اس کی تعلیمات بھی مسترد۔ آپ کو کیسے علم ہوا کہ وہ سارے عالم میں انسانیت و بھائی چارہ کے ذریعہ حصول امن کا درس دیتی ہے۔ آپ نے محرف انجیل کے بارے میں لوگوں سے سنی سنائی بات لکھ دی؟ جریدہ میں آگے لکھا ہے:

اللہ عز و جل کا پیارا و پسندیدہ دین اسلام کے تو معنی ہی امن و سلامتی کے ہوتے ہیں اور اسی لیے اسلام اپنے ماننے والوں کو خدا کا حقیر بندہ اور عالمی برادری کا رکن قرار دیتا ہے۔

آپ اپنے مضمون کے ذریعہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ:

اسلام پر آپ کا الزام ہے کہ اسلام یہود و نصاریٰ، کفار و مشرکین حتیٰ کہ بنام اسلام گمراہ و مرتد فرقوں کو عالمی برادری کا رکن قرار دیتا ہے تو آپ کو کفار و مشرکین و مرتدین کی تردید ختم کر دینی چاہیے گویا آپ کے نزدیک مجنون مرکب کا نام امن و سلامتی ہے۔ امن و سلامتی کفر و اسلام و عصیان کے ایک ہونے کا نام نہیں۔ علماء اہل سنت نے صرف وہابیہ، دیوبندیہ کے خلاف اپنی

زبان و قلم سے ان کے باطل عقائد کے رد و ابطال ہی کو خاص طور پر اپنا امتیاز بنالیا ہے۔ یہ ملک انکار و ابطال ہے نہ ضروری ہے اسی کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیگر باطل فرقوں کا رد و ابطال فرمایا تھا وہ یا تو بکر ہند ہے اگر ہے برائے نام مثلاً وہابیہ دیوبندیہ کے ساتھ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیچریوں، ندویوں خاص طور سے صلح کلیوں زعمیوں کی خوب خوب تردید فرمائی تھی یہ کام بند ہو کر رہ گیا ہے۔ وہابیوں، دیوبندیوں کے ساتھ ساتھ پیچریوں اور صلح کلیوں کے قلموں سے قومیں اور نسلیں تباہ ہو رہی ہیں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان گمراہ کا خوب رد فرمایا تھا۔

علماء اہل سنت کی آج کے دور میں ایک کمزوری یہ بھی ہے کہ جہاں میلاد، فاتحہ و نیاز وغیرہ گیارہویں وغیرہ کے ہمالانے والے کو دیکھ لیتے ہیں سنی کہہ دیتے ہیں حالانکہ مرتدین و منافقین بعض جگہوں پر بالخصوص دکن کے علاقے میں صلح کلی اگرچہ عقائد باطلہ کے حامل ہوتے ہیں اس کے باوجود معمولات اہل سنت کے حامل ہوتے ہیں۔ میلاد، فاتحہ نیاز کے پردے میں جرح کلیت کی ضابطائی جاری ہے اس کے خلاف نہایت مستندی کے ساتھ اس کا رد و ابطال ضروری ہے۔

اس صلح کلیت کی وجہ سے فرق باطلہ جیسے وہابیوں، دیوبندیوں، متدویانیوں، یہودیوں، غنسیہ مقلدوں، جہلمیوں، مودودیوں سے نفرت اٹھتی جا رہی ہے اور ان سے اختلاف بڑھتا جا رہا ہے۔ ان باطل پرستوں سے الگ رہنے کی علماء اہل سنت نے فتویٰ جاری فرمائے اور ان کی تقسیم و توفیر کے دلائل کی روشنی میں حرام فرمایا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

”جس نے کسی گمراہ و بدعتیہ کی تقسیم کی اس نے اسلام کو منہدم کرنے میں مدد دی“

کافر و بد مذہب کے ساتھ دشمنی رکھنا چاہیے اس لیے کہ یہ خدا اور رسول کے دشمن ہیں۔ دشمنان دین و بدعتیہ لوگوں سے حتیٰ کہ کھٹے کٹار و مشرکین سے دشمنی کے جذبہ کو فک کر کے کاہل انہیں صلح کلیوں نے اٹھا رکھا ہے وہ سادہ لوح مسلمانوں کو یہ کہہ کر دھوکہ دیتے ہیں کہ کسی کو برا نہ کہو حالانکہ علماء اہل سنت کے خلاف ان کی زبان و قلم کی طاقت صرف اس لیے خرچ ہو رہی ہے کہ علماء اہل سنت کو برا بھلا کہیں اور مسلمانوں کے دلوں میں ان علماء حق کی طرف سے نفرت پیدا کریں انہیں صلح کلیوں کی یہ کوشش ہے کہ یہ باور کرایا جائے کہ علماء اہل سنت کے فتاویٰ صحیح نہیں کہ ان پر عمل کیا جائے اور صلح کلی یہ کہہ کر دھوکہ دیتے ہیں ساری دنیا آپسی کشمکش میں جلا ہے یہ وقت بہت نازک ہے اس وقت تمام مسلمان آپسی چند اختلافات پر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں۔ یہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔

اللہ کے رسول ارشاد فرماتے ہیں کہ:

”میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی سب ناری (جہنمی) ہوں گے سوائے ایک کے (یعنی اہل سنت کے)“

اللہ کے رسول تو صاف ارشاد فرما رہے ہیں کہ میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی اور یہ صلح کلی کہہ رہے ہیں کہ تفرقہ مت ڈالو۔ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جاؤ۔ یہ ناممکن ہے کہ امت میں تفریق نہیں ہوگی۔ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں کہ تفریق ہوگی اور یہ کہہ رہے ہیں کہ متحد ہو جاؤ۔ یہ سراسر فرمان رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور علماء اہل سنت نے یہی کام کیا باطل فرقوں کے ناپاک چہروں سے نقاب کشائی کی۔ مجاہد
تعالیٰ علماء اہل سنت اسی کام میں مصروف ہیں صلح کلی، وہابی، دیوبندی، قادیانی، منچری، گمراہوں نے یہ شور مچا رکھا ہے کہ اگر چند
مسلمانوں کو بعض فروعی اختلاف کی بنیاد پر ان کو بدعتیہ و گمراہ قرار دیکر ان کے مسلمان ہونے سے الگ کر لیں تو یہ اقلیت اور بھی
کم ہو جائے گی یہ وقت اپنے حقوق منوانے کا ہے اگر ان بے شعور تنگ نظر علماء کے چکر میں آکر ایک دوسرے کو کافر بنانے میں
مصروف ہو گئے تو ہم سیاسی حیثیت سے صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے اور دنیا کی طاقتور قومیں ہمیں فنا کر دیں گی۔ ان صلح کیوں کا
مراسر فریب ہے۔ خالص اسلامی احکام کو پس پشت ڈالکر اپنے خود ساختہ اصول کو سیاست قرار دیکر عوام کے ذہن کو گمراہ کرنے کی
کوشش کی ہے۔

یہ مسئلہ حقیقت ہے کہ مذہب اور سیاست دونوں آپس میں جدا نہیں، ملک اور ماحول کو چلانے کے لیے اپنے پسند خود
ساختہ اصول کا نام سیاست نہیں بلکہ سیاست مذہب کے تابع ہے۔ ملک چلانے اور ماحول بنائے رکھنے کے لئے جن چیزوں کی
ضرورت پڑتی ہے اس کو اسلام کا تابع بنا کر ملک اور ماحول کو بنائے رکھنا واقعی یہ دین کی بہت بڑی خدمت ہے جیسا کہ حضرات
خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسلام کی خدمت مسلمانوں کی اصلاح اور معاشرہ کی تکمیل اور حکومت کے فرائض کی ادائے
گی میں کوئی کوتاہی نہیں برتی۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے دور خلافت میں کلمہ اور نماز پڑھنے والے منکرین زکوٰۃ کے ساتھ جہاد
وقال اسی سیاست کی ایک کڑی ہے۔ اور حضرت مولائے کائنات سیدنا اعلیٰ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مقام نہروان میں بظاہر کلمہ و نماز
پڑھنے والے پانچ ہزار خارجیوں کو قتل کرنا اسی سیاست کی ایک کڑی تھی۔ پھر اسی ماحول کو بنانے کے لیے حضرات حسنین رضی اللہ
تعالیٰ عنہما آگے بڑھے اور بہترین سیاسی اور اسلامی خدمات انجام دیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد یزید بد باطن مسند خلافت کا دعویٰ دار بن بیٹھا۔ اس وقت یزید کو سوائے چند
حضرات کے اکثر حضرات نے خلیفہ تسلیم کر لیا تھا ایسے موقع پر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یزید کی خلافت کا انکار
کرنا اس کے بدلے آپ کا آپ کے اہل بیت سمیت آپ کے رفقاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا جام شہادت نوش کرنا اسی اسلامی
سیاست کی ایک کڑی تھی۔ زمانے کے رخ کو دیکھتے ہوئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی یزید کو خلیفہ تسلیم کر لینا چاہیے
تھا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یزید کو خلیفہ نہ تسلیم کرنا راہ صواب ہے اور دین و اسلام ہی کے لیے آپ نے قربانی دی
یہی ایمان کی علامت ہے۔

ہندوستان کے تیس کروڑ مسلمانوں کے درمیان کیا اتحاد ممکن ہے؟

رسالہ "بیتہ" اعلیٰ حضرت "بریلی، ۱۰ پریم، ۱۹۹۶ء کے شمارے میں غالباً شہزادہ محمد یحییٰ خاں حضرت علامہ مولانا
محمد رفیع صاحب عرف بھائی میں، جو دو تئیس و حوالہ آیت، علیہ رضویہ بریلی شریف کی نظر سے نہ گزرنے کی وجہ سے لا
موجودہ کے سبب "علی اتحاد" یہی وہ مذہبی کامیابی کی ضمانت، کے عنوان سے ایک مضمون چھپا ہے جس کو کبھی کے کھاندہ سنیت
درومند مسک اعلیٰ حضرت تاثر مذہب ابست جب الخاج احمد عمر زور قادری، اشرفی، رضوی، حشمتی، بھٹی، نے بذریعہ ڈاک سے
ارسال کیا۔ اور مذکورہ مضمون کے قابل اعتراض اور خلاف مسک اعلیٰ حضرت والے جنوں کے روکی خواہش ظاہر کی، یہ سب نے
شہزادگان حضرت مدیحان ملت سے گزارش کروں گا کہ، "بیتہ" اعلیٰ حضرت میں شائع ہونے والے ہر مضمون کا بغور مطالعہ
فرمائیں۔

اگر کسی مضمون سے صلح محبت ظاہر ہوتی ہے یا مسک اعلیٰ حضرت سے مغائرت نظر آتی ہے تو اس کو حذف کر دیں۔ اسی
طرح ماہ جولائی، اگست، ستمبر، اکتوبر ۱۹۹۵ء کے شمارے میں، مرد کا جواب کے عنوان سے کوئی محمد متین احمد دیش مکھ نامی کا
مضمون چھپا تھا جس میں مضمون نگار نے عورتوں کے لیے ایسے غیر مہذب اور ناشائستہ الفاظ لکھے ہیں کہ جس سے شرم محسوس ہو۔
ساگر چہ انہوں نے نوٹ میں ضرور لکھا ہے کہ مضمون کے سخت دست الفاظ صرف انہیں عورتوں کے لیے ہیں جو مسروروں سے
بھسری کی دھویدار ہیں اور آزاد، سبے پردہ اور عصری علوم کی دلدادہ ہیں، "ہم صرف قرآن و حدیث کی روشنی میں سبے پردہ، آزاد
خیال اور عصری علوم کی دلدادہ خواتین کو ان کی غلط حرکات تنبیہ کرنے اور انہیں حشلاف شرع اصول سے باز رہنے کے لیے لکھ
سکتے ہیں۔ نہ کہ عورتوں کے لیے ایسے الفاظ استعمال کریں جس سے عورت و مرد کو شرم محسوس ہو۔

اور اگر لکھا بھی ہے تو بہت مہذب انداز میں اس پر پھر آئندہ ہم لکھیں گے۔ اب "علی اتحاد" والے مضمون پر مسک
اعلیٰ حضرت کے خلاف جو لکھا گیا ہے اس کا رد ملاحظہ کیجیے مضمون نگار لکھتے ہیں:

[۱] "ہندوستانی تیس کروڑ امت اگر اپنے رویہ کو بدل دے اور باہمی طور پر متحد و متفق

ہو جائے تو بہت جلد اس ملک کا منظر نامہ تبدیل ہو سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ۳۰ کروڑ

امت اگر ایک ہو جائے تو یہ ایسی کوہ گراں ہے جسے مظالم و مشکلات، آلام و آفات اور مصائب و ہلکات کی آندھی ضرر ہی نہیں پہنچا سکتی ہے۔
چند سطر کے بعد تحریر کرتے ہیں:

[۲] واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا: اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو، سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا۔ (کنز الایمان پ ۴ رکوع ۳)
”اگر امت مسلمہ اس ارشاد مبارکہ کی عامل ہو جائے تو مذہب سے لیکر سیاست تک“
حیات سے لیکر ممات تک اور دنیا سے لیکر آخرت تک ہر محاذ پر کامیابی اسکے قدم چومے گی۔

چند سطر کے بعد یہ ہے:

[۳] ”اے خدائے پاک کی وحدانیت پر یقین رکھنے والو، اے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والو، اے مختار دو عالم میں پہلے کو اپنا حاجت روا ماننے والو، اٹھو، اتحاد کی چادر کو جہان اسلام پر تان دو۔“
[۴] ”اخوت و مساوات کا عملاً مظاہرہ کرو، اور باہمی انتشار و افتراق و اختلاف کو مٹا کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو، بے شک دنیا و آخرت میں عزت و کامیابی تمہارے ہی لیے ہے۔“ الخ

مضمون نگار نے پہلے والے پیرا گراف میں ہندوستانی تیس کروڑ امت لکھ کر اہلسنت کے ساتھ بنام مسلم حکومت کی لسٹ میں جتنے فرقے ہیں، ان سب کو شامل کر لیا۔ بلکہ تعداد اس سے کہیں زیادہ لکھ دیا اور صاحب مضمون نے اپنا رویہ بدلنے کے لیے زور دیا ہے۔ اپنا رویہ کون بدلے گا ایک صحیح العقیدہ سنی مسلمان یا بدعقیدہ و بے دین و گمراہ فرقے والا۔ ان کے رویے ہر سال گلیں گے۔ ان کے درمیان آگ، پانی، صبح و شام، پاکی و ناپاکی کا فرق ہے، ان میں ہر کوئی اپنا اپنا رویہ بدل نہیں سکتا۔ اور نہ آپس میں ان کا اتحاد ہو سکتا ہے۔

غور فرمائیے!

کر بلا میں جو اختلاف ہوا، بدعقیدگی و کفر و ضلالت کی بنیاد پر نہیں صرف فسق و فجور کی بنیاد پر، تو اس پر سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید کے رویے میں تبدیلی نہیں آئی اور نہ دونوں کا آپس میں اتحاد ہوا۔ تو پھر ایک صحیح العقیدہ سنی مسلمان اور بدعقیدہ و بے دین دونوں اپنا اپنا رویہ کیونکر بدل سکتے ہیں؟ دونوں میں کیسے اتحاد ہو سکتا ہے؟
مضمون نگار نے اپنے مضمون میں اہلسنت کے ساتھ گمراہ و بے دین فرقوں کو بھی شامل کر لیا ہے جیسے وہابی، دیوبندی،

قادیانی، بوہرہ خوجہ، رافضی، صلح کلی، مودودی، تبلیغی۔ چکڑالوی وغیرہ سبھی باطل و مرتد فرقوں کو شامل کر کے انہیں اپنا اپنا رویہ بدل کر ایک ہو جانے کی بات کہی ہے۔

صلح کلیت اسی کا نام ہے۔ اہلسنت کے علاوہ بنام اسلام جتنے بھی مرتد و باطل فرقتے ہیں وہ ابدی جہنمی ہیں، ان کے ساتھ ناجی جماعت اپنا رویہ بدل نہیں سکتی اور نہ اتحاد ہو سکتا ہے۔ ذرا بے دینوں کی تحریریں دیکھیے وہ جو اسلام کی دشمنی اور اہلسنت کی عداوت میں کتنے شدید ہیں یہ بے دین سب سے اتحاد و ادا قائم کرتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ ہر فرقہ اپنے اپنے عقائد باطلہ کے ساتھ متحد ہو جائے حتیٰ کہ کھلے ہوئے مشرکین کے ساتھ بھی اتحاد و ادا قائم رکھتے ہیں۔ اپنے جلسہ و جلوس میں انہیں بلواتے ہیں اور ان کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں، انہیں مستے“ وغیرہ کلمات کہہ کر ان کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں۔

یہاں تک عید میلاد کے نام پر بدعقیدہ و بے دینوں کے ساتھ کھلے ہوئے کافر و مشرک کو بلا کر حضور اکرم ﷺ کی سیرت پر تقریر کرواتے ہیں وہ خود کفر بکاتا ہے اور یہ اس کی داد دیتے ہیں اور خوش ہو کر سنتے ہیں، اس کے معبودوں کو خود بھی بھگوان یا پرماتما کہتے ہیں، ان کی پوجا کرتن میں شرکت کرتے ہیں ہر طرح ایک کافر و مشرک کو خوش کرتے ہیں۔

تحریک خلافت اور ترک موالات کے موقع پر آنجہانی ابولکلام آزاد و مولوی عبدالماجد بدایونی اور دیگر بدعقیدہ و بے دینوں نے کیسے کیسے گل کھلائے انہوں نے کھلے ہوئے مشرکین کے ساتھ کس طرح اتحاد قائم کر رکھا تھا سیدنا علیؑ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے اس اتحاد کی کس طرح وجہیں اڑائیں اور اہلسنت کی کس طرح صحیح رہنمائی فرما کر انہیں ابدی جہنم کے عذاب سے بچا لیا، اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

یہ اہل باطل اور بے دین اسلام و سنیت کی دشمنی میں اتنے شدید ہیں کہ وہ کسی بے دین کے رد کو گوارا ہی نہیں کر سکتے۔ خصوصاً وہابیہ، دیوبندیہ، مودودیہ، نیچریہ کا رد و ابطال انہیں کسی صورت بھی گوارا نہیں ہے۔ حدیث میں ہے (جس کا مفہوم یہ ہے) اللہ تعالیٰ و ملائکہ اور تمام آدمیوں کی اس پر لعنت ہے جو کسی بدعقیدہ کو پناہ دیا۔ (یعنی اس کو اپنے پاس جگہ دے اس کی حمایت کرے اور اس سے راضی رہے۔

یعنی جو شخص اگرچہ خود عقیدہ اہلسنت کا رکھتا ہو، اور سر مو کسی عقیدے میں خلاف نہیں کرتا، لیکن بدعتیوں، وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں، ندویوں، مودودیوں، تبلیغیوں، قادیانیوں، رافضیوں، نیچریوں، صلح کلیوں وغیرہ کی مدد و حمایت کرتا ہے، ان کو پناہ دیتا ہے، ان کا یا ر و مدد گاہ بنا رہتا ہے وہ بھی ان کا ساتھی ہے۔ اور لعنت کے حصہ میں شامل ہے۔

ان بدعقیدہ و بے دینوں کے پاس سب سے برا وہ ہے جو اہلسنت کے دین پر ہے۔ اسی لیے یہ بدعقیدہ اور صلح کلی جو بھی کمیٹیاں اور مجلسیں، فورم وغیرہ قائم کرتے ہیں ان کی رکنیت کے لیے غیر مشروط اعلان کرتے ہیں کہ ہر شخص کو اپنے اپنے مذہب و عقیدے پر رہ کر ہماری فلاں کمیٹی یا مجلس مطہرہ کا رکن بننے کی عام اجازت ہے۔

وہ لوگ اپنے اپنے کفر قطعی کے ساتھ مجموعہ کفر میں مبتلا ہیں، اس ثبوت کے لیے دیکھیے مسلم پرسنل لا بورڈ، مجلس مشاورت

اور علماء کونسل ممبئی وغیرہ جس میں وہابی، دیوبندی، ندوی، نیچری، صلح کلی، رافضی، بوہرہ وغیرہ ہر قسم کے بدعتیہ شامل ہیں، جو سب اپنے کفر کے ساتھ متحد ہیں۔

یہی بدعتیہ وہ بے دین خالص صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کو اتحاد کے نام پر پھانسنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں۔ صحیح العقیدہ سنی مسلمان باطل و مرتد فرقتے والوں کے عقائد باطلہ کفریہ کی موجودگی میں اتحاد کر ہی نہیں سکتا۔

مضمون نگار نے جو بولی بولی ہے وہی بولی ایک بدعتیہ و مرتد بھی بولتا ہے اور اتحاد کی دعوت دیتا ہے۔ یہ بے دین صحیح العقیدہ کو اسی لیے اتحاد کی دعوت دیتا ہے کہ وہ پہلے بدعتیہ اختیار کر لے پھر بے دینوں و مرتدوں کے ساتھ مضبوط اتحاد کر لے تاکہ اس کے باطل عقائد چھپے رہیں، (جیسا کہ علماء کونسل ممبئی) یہی چیز اسلام کو ڈھانے والی اور مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف ہے۔

تاریخ اسلام کا مطالعہ کیجیے تو صاف معلوم ہوگا کہ ہر زمانے میں بنام اسلام کچھ گمراہ مرتد فرقتے موجود تھے اور انہوں نے وہی نعرہ دیا۔ جو مضمون نگار نے اپنے مضمون میں لکھا ہے ان سے صحیح العقیدہ مسلمانوں نے اتحاد نہیں کیا، حقیقت میں یہ اتحاد نہیں افراق ہے۔ اتحاد وہی معتبر ہے جس اتحاد سے خدا اور رسول کی خوشنودی حاصل ہو۔

مضمون نگار کی ذکر کردہ متعینہ تعداد میں کروڑوں میں وہ فرقتے بھی شامل ہیں جو اپنے عقائد کفریہ کی وجہ سے اسلام سے خارج ہو چکے ہیں ان سے اتحاد ہو ہی نہیں سکتا۔ ان میں سے ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ اپنے عقائد کے ساتھ سب متحد ہو جائیں۔ یہ سراسر دین کو تباہ کرنا اور اسلام کو کند چھری سے ذبح کرنا ہے۔ دوستی اور اتحاد الحب للہ والبعض للہ کی بنیاد پر ہوں گے، اگر ایک طرف خالص صحیح العقیدہ سنی مسلمان بہت قلیل تعداد میں ہیں۔ دوسری طرف باطل و مرتد فرقتے لاکھوں کی تعداد میں ہوں وہ چند صحیح العقیدہ مصلوب سنی مسلمان باوجود اپنی قلت کے مرتد و بے دین فرقوں کی کثیر تعداد کے باوجود والبعض للہ کی بنیاد پر اتحاد نہیں کریں گے، اگرچہ وہ اپنے زمانے میں بے دینوں کے مقابلے میں بہت قلیل تعداد میں ہیں، لیکن ان کا اتحاد سواد اعظم اہلسنت سے ہے۔ جس میں صحابہ کرام سے اس وقت تک تمام سلف صالحین، ائمہ و فقہاء اولیاء شامل ہیں۔ وہ چند سنی مسلمان ہی صراط مستقیم عمل اللہ کو مضبوطی سے تھامنے والے کہلائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

احب الاعمال الی اللہ الحب فی اللہ والبعض للہ: یعنی: تمام نیک کاموں میں

اللہ تعالیٰ کو جو سب سے زیادہ پسندیدہ کام ہے وہ اللہ کے لیے اللہ والوں سے دوستی اور

اللہ کے دشمنوں اور بد مذہبوں سے نفرت و بے زاری ہے۔

مضمون نگار نے دوسرے ہیرا گراف میں: واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا سے دلیل پکڑ کر کھلے لفظوں میں لکھ دیا کہ بد مذہبوں سے اتحاد کر لیں تو مذہب سے لیکر سیاست تک، حیات سے ممات تک، دنیا سے لیکر آخرت تک، ہر محاذ پر کامیابی اس کے قدم چومے گی۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

کوئی پوچھے مضمون نگار سے کیا تیس کروڑ میں وہابی، دیوبندی، رافضی، خارجی، نجری، صلح کلی، وغیرہ بدعتیہ و بے دین داخل نہیں ہیں۔ ان سے اتحاد کر لینے کے بعد ہر محاذ پر اور ہر جگہ کامیابی اس کے قدم چومے گی (معاذ اللہ) یہ کیا ہو رہا ہے بریلی میں رہ کر مذہب اہلسنت اور مسلک اعلیٰ حضرت سے ناواقف ہو کر جو جی میں آیا لکھ دیں یہی انکے پاس اسلام کی خدمت ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کیا چاہتا ہے آج کل فارغ ہونے والی نئی پود کو بھی پتہ نہیں ہے وہی بولی بولنے لگے ہیں جو ایک صلح کلی اور بدعتیہ بولتا ہے۔ کیا ہندوستان میں بنام اسلام تیس کروڑ کی تعداد میں بدعتیہ و مرتد فرقتے شامل نہیں ہیں؟ ان سے اتحاد و اخوت دونوں کس طرح قائم ہو سکتے ہیں یہ گمراہ و مرتد اپنے من گھڑت باطل و کفریہ عقائد کی وجہ سے خود انہوں نے جبل اللہ کو چھوڑ دیا ہے اور وہ خود اسلامی و ایمانی اتحاد جو در صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین، اہل بیت، اولیاء امت و علماء ملت فقہاء و محدثین کا اتحاد جس کو سواد اعظم اہلسنت اور صراط مستقیم جبل اللہ کہا جاتا ہے، اس سے اپنے باطل و کفریہ عقائد سے تفرقہ پیدا کر کے الگ ہو گئے۔ ایسوں سے اہلسنت کو اتحاد کی دعوت دینا اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کا نعرہ دینا، اخوت و مساوات کی طرف بلانا، سیاست اور مذہب بلکہ دنیا اور آخرت میں کامیابی کی ضمانت قرار دینا کس قدر سنگین دھوکا ہے اور اہلسنت کو فریب میں مبتلا کر کے گمراہیت سے لیکر کفر و ارتداد میں ڈالنا ہے، وہ بریلی میں رہ کر مسلک اعلیٰ حضرت سے ناواقفیت حیرت ہے۔ یہ اتحاد نہیں، افتراق و انتشار ہے۔

مذکورہ بالا حدیث پاک میں جس کو ہم نے اوپر ذکر کیا ہے، اس میں ارشاد فرمایا گیا ہے تمام نیک کاموں میں اللہ تعالیٰ کو جو سب سے زیادہ پسندیدہ کام ہے وہ اللہ کے لیے اللہ والوں سے دوستی اور اللہ کے دشمنوں اور بدعتیہوں سے نفرت و بے زاری ہے۔ اعمال صالحہ یعنی نیک روزے اور دیگر نیک عبادات اور دوسرے نیک کاموں، صدقہ خیرات وغیرہ سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ اللہ کے لیے اللہ کے دشمنوں سے دشمنی رکھے اور اللہ کے لیے اللہ کے دوستوں سے دوستی رکھے۔

یہی اصل اتحاد ہے۔ اتحاد، خلاف اسلام عقائد رکھنے والوں سے نہیں بلکہ ہم عقیدہ اور ہم مسلک سے ہوتا ہے۔ تمام بدعتیہ و بے دین مرتد فرقوں کا آپس میں اتحاد تو ہو سکتا ہے اس لیے کل کفرۃ ملۃ واحده یہ سب آپس میں ملت کفر متحد ہیں۔ اتحاد ایمانیات و اعتقادات میں ہوتا ہے۔ ایسا نہیں کہ جو فرقہ اپنے باطل و کفریہ عقائد کے حامل ہو کر وہ اہلسنت سے اتحاد کر لے یا اہلسنت مرتدوں سے اتحاد کر لیں۔ بظاہر افراد اکٹھے تو ہو سکتے ہیں لیکن اس اتحاد سے خدا اور رسول ناراض ہوں گے۔

وہی اتحاد دنیا و آخرت میں کامیابی کا ضامن ہوگا جو خدا اور رسول کی رضا کے لیے ہو جس میں اللہ کے دشمنوں یعنی کافروں، مشرکوں، مرتدوں، بے دینوں سے نفرت اور بے زاری ہو، ورنہ صرف افتراق و انتشار ہوگا اور خدا اور رسول کو ناراض کرنا ہوگا۔ یہ اتحاد کے نام پر اہلسنت میں تفرقہ اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنا ہے۔ دور صحابہ سے لے کر آج تک، تابعین و تبع تابعین، اہل بیت، احمد دین، فقہاء و محدثین، اولیاء و علماء یعنی سلف سے لے کر خلف تک امت میں وہ عقائد جو اہلسنت کے نام سے معروف و مختص ہیں، ان کے خلاف بے دینوں و مرتدوں، کفار و مشرکین سے اتحاد کے نام پر اہلسنت سے خروج و افتراق ہے۔

سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین و ملت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریک خلافت اور ترک موالات کے موقع پر امام اہلین مسٹر بولکلام آزاد اور مولوی عبد الماجد بدایونی کے رد و ابطال میں ارشاد فرماتے ہیں:

موالات، ہر کافر سے مطلقاً حرام ہے اور واضح ہو چکا۔ رب عز وجل نے عام کفار کی نسبت یہ احکام فرمائے تو بزور زبان ان میں سے کسی کافر کا استثنا ماننا عز و جل پر اور قرآن پر تحریف شدید ہے۔ بلکہ عالم الغیب عز و جل اللہ نے یہ حکم یہود و نصاریٰ سے خاص ماننے والوں کے منہ میں اپنے قہر کا عظیم پتھر دے دیا۔

ایک آیت میں صراحت کتابوں کے ساتھ باقی کفار کو جدا کر فرمایا کہ کتابی وغیرہ سب کو تقصیم حکم مفسر منور ہو جائے۔ جاہلان ضلیل کی تاویل ذلیل راہ نہ پائے فرماتا ہے: یا ایہا الذین امنوا لاتتخذوا الذین اتخذوا دینکم ہزوا ولعبا من الذین اتوا الکتاب من قبلکم والکفار اولیاء واتقوا اللہ ان کنتم مومنین: اے ایمان والوں، وہ تمہارے دین کو ہنسی کھیل ٹھہراتے ہیں جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی (یہود و نصاریٰ) اور باقی سب کافران میں کسی سے اتحاد و روادار نہ کرو اور اللہ سے ڈرو، اگر تم ایمان رکھتے ہو، اب تو کسی مفتری کے اس بکنے کی گنجائش نہ رہی کہ یہ حکم صرف یہود و نصاریٰ کے لیے ہیں نیز آیت کریمہ میں کھلا ارشاد فرماتا ہے کہ کسی قسم کے کافروں سے اتحاد منانے والا ایمان نہیں رکھتا اور اوپر آیت مسیٰ صریح تصریح گزر چکی کہ انہیں اللہ و رسول و قرآن پر ایمان ہوتا تو کافروں سے اتحاد نہ کرتے۔

نیز صاف فرمایا لا تجددوا قومایومنون باللہ والیوم الآخر یوادن من صا دانہ ورسولہ ولو کانوا آباءہم اوابناءہم اواخوانہم اوعشیرتہم: نہ پاؤ گے انہیں جو اللہ و رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی عزیز ہوں۔ مگر مشرکین یا دہابیہ نے اللہ و رسول کی مخالفت نہ کی، صرف یہود و نصاریٰ نے کی ہے قرآن کریم جا بجا شاہد ہے کہ مطلقاً موالات حرام کی علت کفر و مخالفت و عداوت اللہ و رسول ہے۔ جل و علا علیہ السلام۔

یہ معنی انہیں آیات سے یہاں تاویلات ہوئیں۔ روشن اور نہایت صریح تر الفاظ سے اس کا علت ہونا اس آیت کریمہ مسیٰ بیان مندر ما دیا کہ یا ایہا الذین

کفر میں یہود و نصاریٰ سے مجوس بدتر ہیں، مجوس سے ہنود بدتر ہیں، ہنود سے وہابیہ و سائر مرتدین بدتر ہیں۔

ہندوستان میں اہلسنت کے علاوہ سمیتے والے بنام مسلم فرقے جن کی تعداد مضمون نگار نے تیس کروڑ متعین کی ہے اس میں سب سے بدتر فرقہ وہابیہ اور تمام مرتدین جس میں قادیانی، رافضی، نیچری، صلح کلی، خوجہ، بوہرہ وغیرہ کے شامل ہیں۔ ان سے اتحاد کی بات کرنا مسلک اعلیٰ حضرت کے پرچے اڑانا ہے۔

اور یہ دیکھیے کہ اتحاد کے نام پر مسلمانان ہند پر کیسے کیسے مکر و فریب کے جال پھینکے گئے، کس طرح ان کے ایمان کو چھیننے کی کوشش کی گئی یہ بات میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ جو شخص خود کفر نہ کرے اور دوسرے کے کفر پر وہ راضی رہے خواہ ایک ساعت ہی کے لیے کیوں نہ ہو وہ خود کفر ہے۔

اگر کوئی سنی صحیح العقیدہ، مسلمان خواہ وہ عالم اہلسنت ہو، کسی بدعقیدہ و بے دین کے کفری عقائد کو جاننے ہوئے اہلسنت کو ان کے ساتھ اتحاد کی دعوت دیتا ہے اور اس کو جائز سمجھتا ہے، خود انہیں میں سے ایک ہے۔ اگر وہ اس کو جائز نہیں سمجھتا ہے، مصلحت یا سیاست کے نام پر اہلسنت کو بے دینوں کو متحد کرنا چاہتا ہے وہ گمراہ اور گمراہ گر ہے۔

اہلسنت کو اس سے بچنا لازم ہے اور اس پر اس سے توبہ و رجوع ضروری ہے جب تک اہلسنت اس کا بایکٹ کریں۔ اگر ایسا شخص کسی مدرسہ یا دارالعلوم میں پڑھاتا ہے تو انتظامیہ کمیٹی کے لیے ضروری ہے اس سے توبہ و رجوع کروائے، اگر وہ ہٹ دھرمی کرتا ہے تو فوراً اس کو علحدہ کر کے مسلک اعلیٰ حضرت کی لاج رکھ لیں اور خدا اور رسول کی خوشنودی حاصل کریں۔

دین خالص اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ اسلام ہے، جس پر تمام انبیاء و مرسلین مبعوث ہوئے۔ اسی دین کو نبی آخر الزماں حضور اکرم ﷺ نے مکمل فرمایا، اب اس میں کسی قسم کی آمیزش نہیں ہو سکتی، اسی دین خالص پر صحابہ کرام، اہل بیت، تابعین تبع تابعین، ائمہ دین، مجتہدین، فقہاء و محدثین علماء ملت اولیاء امت قائم رہے۔

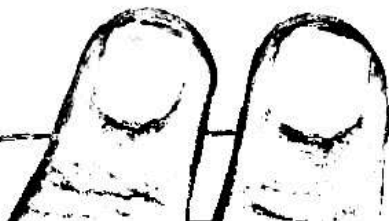
اللہ تعالیٰ نے انہیں کی دین قائم رہنے کی اس طرح تاکید فرمائی و اعتصموا بحبل اللہ جمیعاً: اسی دین پر چلنے والی جماعت کو اہل سنت و جماعت کہا گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ کہیں یہ نہیں فرمایا کہ یہ امت متحد رہے گی، تفتوح امتی: ارشاد فرمایا۔ جو امت اپنی بدعقیدگی کی بنیاد پر متفرق ہو چکی اس میں جو اتحاد پیدا کرے گا، اتحاد نہیں فساد برپا کرنے والا ہوگا۔

جو دین میں فساد برپا کرے گادہ دین سے خارج ہوگا۔ جبل اللہ و صراط مستقیم، اللہ تعالیٰ کے منعم علیہم محبوب بندوں کی راہ ہے ان کے عقائد اور اصول کا نام جبل اللہ ہے۔ یہ وہ حقانی دین ہے جو نزول قرآن کے وقت سے آج تک ایک مرکز پر قائم چلا آ رہا ہے اور قیامت تک اسی پر قائم رہے گا، ہر دور میں بدعقیدہ و بے دینوں نے مذہب اہلسنت میں پھوٹ ڈالنے کے لیے اتحاد کے نام پر اہلسنت کو اغوا کر کے اپنے میں شامل کرنے کی کوشش کی اور اہلسنت میں جو بھی ان کا رد کر کے مسلمانوں کو ان کے اغوا سے بچاتے ہیں انہیں کوفسادی کہتے ہیں اور انہیں ذلیل و خوار کرتے ہیں۔

جو مسلمان بد عقیدہ و بے دینوں کی کفرت کے باوجود اپنے مرکز پر قائم رہتا ہے وہ صراط مستقیم پر قائم رہ کر جبل اللہ کو تھامے ہوئے ہے وہ اہل باطل کی شدائد و تکالیف کو برداشت کر کے صلح کلیت اختیار نہیں کرتا، اس صراط مستقیم سے ہٹانے اور جبل اللہ سے الگ کرنے کے لیے نفس اور شیطان اپنی پوری قوت کے ساتھ مع اپنے اعمان و انصار کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں، اسے بچانے اور محفوظ رکھنے کا نام مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔

اب ہمارے علماء بھی وہی بولی بولنے لگے ہیں جو ایک بد عقیدہ و بے دین بولتا ہے جیسا کہ رسالہ اعلیٰ حضرت بریلی کے مذکورہ شمارے میں قاری عہد الرحمن صاحب نامی کسی صاحب نے لکھ دیا جو سراسر مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف ہے۔ ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس سے رجوع کا اعلان کریں، اور رسالہ اعلیٰ حضرت کے ذمہ داروں سے ہم گزارش کرتے ہیں آپ اپنے جد کریم سیدنا اعلیٰ حضرت کے مسلک کی لاج رکھیں، و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ و اہل بیتہ اجمعین۔

ماہنامہ سنی آواز ستمبر اکتوبر ۱۹۹۶ء



افکار سنیت

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العلمين والصلاة والسلام على رسوله الكريم وعلى آله

واصحابه واهل بيته وعلماء ملتہ اولیاء امتہ اجمعین برحمتك يا ارحم الراحمين:

اللہ تبارک و تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس خالق کائنات نے انسانوں کی ہدایت کے لئے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اور آخر میں حضور سرور کائنات فخر موجودات امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کو آخر الانبیاء بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ پر وہ کتاب نازل فرمائی جو قیامت تک محفوظ ہے اور محفوظ رہے گی جو ساری انسانیت کے لئے رشد و ہدایت کا سب سے بلند منارہ نور ہے اور ایک خالص مسلمان کے لئے اپنی جان سے زیادہ قیمتی سرمایہ ہے اس کے الہی فرامین پر اگر انسان عمل پیرا ہو جائے تو اس کی دنیوی و اخروی زندگی دنیا اور آخرت کی لازوال نعمتوں سے مالا مال ہو جائے اس مقدس کتاب میں تمام اولین و آخرین کا سارا علم اور روشن بیان ہے اور تمام علوم و معارف کا بحر ذخار ہے جس مقدس و محترم رسول پر یہ کتاب نازل ہوئی اس پاکیزہ اور عظمت والے رسول کی سیرت اور بلند کردار کی بہترین شاہد ہے۔ یہ قدرت خداوندی ہے کہ جہاں یہ مقدس کتاب غیر منسوخ اور اگلی کتابوں کی طرح تحریف سے محفوظ و مامون ہے اس کے باوجود اسی مقدس کتاب کو دلیل بنا کر گمراہ فرتے پیدا ہوئے خود خالق کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا: یعنی اسی قرآن مجید سے اللہ تبارک و تعالیٰ بہتوں کو گمراہ فرمایا ہے اور اسی مقدس کتاب سے بہتوں کو ہدایت فرماتا ہے۔ بات واضح ہو گئی کہ ہدایت یافتہ اور گمراہ دونوں اسی کتاب مسبین سے دلائل لے کر کامیاب اور ناکام رہے فوراً ہی ارشاد فرماتا ہے وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ: اور گمراہ نہیں فرماتا ہے مگر ہدایت کے راستہ سے خارج ہونے والوں کو۔ اس آیت میں فاسقین سے مراد فاسق عملی نہیں ہے جو کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اور صغیرہ گناہوں پر مصر رہتا ہے۔ اگرچہ وہ اپنی شامت نفس کی وجہ سے اسو حق بجا نہیں لاتا اس کے باوجود اہل سنت و جماعت کا اس پر اجماع ہے کہ وہ مسلمان ہے اگرچہ ہزار بار اس نے کبیرہ گناہ کیا، لیکن اس کے دل کے اندر ندامت اور خوف الہی کا مادہ موجود ہے یہ جان بوجہ کرمہ حق کا انکار نہیں کرتا ہے چونکہ وہ مرتکب گناہ کبیرہ ہے اس لئے اس کو گنہگار کہا جائے گا جیسا بھی اس نے گناہ کیا ہے عند اللہ اس کا مواخذہ ہوگا۔ سزا جزا خداوند قدوس کے نزدیک ہے۔ ان شاء وغفر لہ وان شاء عذبہ: اگر پروردگار عالم چاہے تو اس کو سزا دے اور اگر چاہے تو اسے عذاب میں مبتلا کرے مگر اس گنہگار کی شفاعت ہوگی، مگر اس آیت کریمہ میں فاسقین کا ذکر

فرمایا ہے اس سے فاسقین اعتقاد دی مراد ہیں، یعنی جان بوجھ کر عداوت و اہل سنت و جماعت یعنی حضور سرور کائنات ﷺ کے دور صحابہ سے لے کر تمام تابعین ائمہ دین فقہاء محدثین و علماء ظاہرین و اولیاء کاملین رضی اللہ عنہم کے اصول و ضوابط اور ان کے اعتقادات و فرمودات سے ہٹا ہوا ہو جیسا کہ فرقہ جبریہ، قدریہ، رافضی، خارجی مغربی وغیرہ اور موجودہ دور میں وہابی، دیوبندی مودودی تبلیغی چکڑ الوہی، بابی، بہائی، صلح کلی، نیچری وغیرہ اس آیت میں فاسقین سے یہی لوگ مراد ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں کو گمراہ فرماتا ہے اسی لئے ضروری ہے کہ ان عقائد پر عمل پیرا رہیں جو عقیدے کہ صحابہ کرام، اہل بیت، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین فقہاء محدثین علماء رافضیہ اور اولیاء کاملین کے ہیں ان حضرات کے عقائد پر عمل پیرا ہونے والے کو مسلک اہل سنت کا حامل کہا جاتا ہے اسی مسلک پر مضبوطی سے قائم رہنے کی تعلیم قرآن نے دی سورہ فاتحہ میں اھدنا الصراط المستقیم: فرمایا گیا ہے یہ قرآنی تعلیم بندے کو دی جا رہی ہے کہ بندے ہر گاہ خداوندی میں یہ عرض کرے اھدنا الصراط المستقیم (یا اللہ) ہمیں سیدھا راستہ چلاؤ کہ سارا راستہ ہے جسے صراط مستقیم کہا جائے اس کی تشریح خود خالق کائنات اسی سورہ فاتحہ میں ارشاد فرماتا ہے۔ صراط الذین انعمت علیہم: راستہ ان لوگوں کا جس پر تو نے احسان فرمایا۔ وہ کون لوگ ہیں جن پر خالق کائنات نے احسان فرمایا، ان بندوں کی نشاندہی بھی خود خالق کائنات فرما رہا ہے من الذین والصدیقین والشہداء والصلحین: اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے احسان یافتہ بندے انبیاء و صدیقین، صحابہ شہداء اور نیک لوگ (اولیاء کرام) ہیں انہیں کی جماعت کو سواد اعظم کہا گیا، جیسا کہ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ اتبعوا السواد الاعظم: تم سواد اعظم کی پیروی کرو۔ سواد اعظم (یعنی بڑا گروہ) اس جماعت کو کہتے ہیں جن مسائل و عقائد پر دور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک کل اولیاء علماء محدثین فقہاء مجددین سلف سے خلف تک سب کے سب متفق ہوں انہیں کی جماعت کو سواد اعظم کہا جاتا ہے، انہیں کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً: تم اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو یعنی اس گروہ کی سختی سے پیروی کرو۔ اسی گروہ کو اور انہیں کے عقائد و معمولات کو اہل سنت و جماعت کہتے ہیں۔ انہیں کے راستہ کو صراط مستقیم اور طریق الہدیٰ کہتے ہیں جو اس کے خلاف ہے وہ گمراہ بد مذہب ہے وہ اللہ کے مغضوب بندے وہی گمراہی راہ مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں، لہذا علماء سواد علماء حق کے درمیان جتنے بھی عقائد کے اختلافات ہیں اسی سواد اعظم کی کسوٹی پر رکھ کر دیکھنا چاہیے الحمد للہ بریلوی مکتب فکر کے تمام عقائد و معمولات اجماع امت اور سواد اعظم سے ہٹے ہوئے ہرگز نہیں ہیں مثلاً سلف سے خلف تک کسی نے بھی یہ عمارت نہیں لکھی جو عمارت کہ مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے رسالہ حفظ الایمان میں تحریر کیا ہے معنی آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید حج ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ (معاذ اللہ) وہابی دیوبندی تبلیغی علماء کے لئے یہ کھلا چیلنج ہے کہ وہ بتائیں ایسی عمارت اور ایسا عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے اہل بیت کرام، تابعین، تبع تابعین، مجتہدین، فقہاء محدثین کل اولیاء کاملین و علماء

صالحین میں سے کس کس کا رہا ہے اور کس کس نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے یقیناً حفظ الایمان کی یہ عبارت اور علماء دیوبند کا یہ عقیدہ سواد اعظم سے ہٹا ہوا ہے جو سواد اعظم اور اجماع امت سے ہٹ کر نئی راہ نکالے وہی گمراہوں کا راستہ ہے جب اس کتاب کے ذریعہ اس ناپاک و گمراہ عقیدہ کا اظہار ہوا تو علماء ربانین کے لئے ضروری تھا کہ اس گمراہ عقیدے کے خلاف علم جہاد بلند کرے الحمد للہ اعلیٰ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے علم غیب کے سلسلہ میں اجماع امت اور سواد اعظم کا جو عقیدہ ہے حسام الحرمین الدولۃ المسکبہ سے ظاہر فرمایا اور بارہ سو صدی کے آخر اور چودہ صدی کے شروع میں گمراہوں بد مذہبوں، وہابیوں، دیوبندیوں، نیچریوں کی طرف سے اٹھائے گئے سواد اعظم کے خلاف عقائد و فستسنوں کا رد بلغی فرمایا وہ چند عقائد ملاحظہ فرمائیے جن کے خلاف مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور علماء اہل حق نے جہاد فرمایا۔

- [۱] اللہ تعالیٰ جہت و زماں و مکاں سے پاک نہیں۔
- [۲] اللہ تعالیٰ کذب (جھوٹ) اور دیگر نقائص پر قادر ہے۔
- [۳] نبی کی حیثیت گاؤں کے چوہری اور زمیندار کی ہے۔
- [۴] حضور ذرۃ ناپیز سے کمتر ہیں۔
- [۵] انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو گھٹانا اور بھائی بتانا۔
- [۶] خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل ممکن بتانا۔
- [۷] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال نماز میں آنے کو تیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر بتانا۔
- [۸] اللہ تعالیٰ کے علم کو مشیت پر موقوف رکھنا۔
- [۹] اپنے شیخ و مرید کو خدائے قدوس کا جلیس بتانا۔
- [۱۰] اپنے پیر کے لئے وحی حقیقی ماننا۔
- [۱۱] اپنے پیر کا حق تعالیٰ کے ہاتھ دینا بتانا۔
- [۱۲] شیطان کے علم کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے بڑھانا۔
- [۱۳] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی الہام کو غلط بتانا۔
- [۱۴] انبیاء کرام کی بارگاہ میں ناپاک گالیاں اور گستاخیاں کرنا۔
- [۱۵] لا الہ الا اللہ پر مدارِ نجات رکھنا۔
- [۱۶] جنت و دوزخ حشر و نشر کو بے حقیقت قرار دینا۔
- [۱۷] اپنی رائے سے غلط تفسیر کرنا۔

[۱۸] تقلید ائمہ اربعہ کا انکار کرنا۔

[۱۹] صلح کلی فرقہ کے عقائد یعنی گمراہ باطل فرقوں کو برانہ کہو بتانا۔

[۲۰] باطل گمراہ فرقوں کے ساتھ رواداری کا سبق سکھانا۔

[۲۱] ضروریات دین کے انکار کو کفر نہ تسلیم کرنا جس کے نزدیک تمام ارتدادی اور کفری فرقوں کو اپناتے ہوئے ان کے کفری اعتقادات کے ساتھ جنتی ہونے کا اقرار کرنا اور مرتدین سے اخوت اموات کو ضروری قرار دینا جس کا نعرہ یہ ہے کہ چسپو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی جس کی بنیاد محمد علی اور شوکت علی (علی برادران) نے ۱۳۱۱ھ میں ندوہ کی شکل میں ڈالی پھر یہ فتنہ ۱۳۳۸ھ میں خلافت کمیٹی کی شکل میں پورے ہندوستان میں عام کیا گیا اور ایسی فضا قائم کی گئی کہ گمراہ و باطل فرقوں کا رد کرنا ہی سب سے بڑی کمزوری اور تنگ نظری قرار دئے جانے کی بھرپور کوشش کرنا۔

[۲۲] خالص دین اسلام کی تعلیم میں کالج اور اسکول کی شکل میں عام کرنا۔

[۲۳] اس کے ذریعہ سے نیچریت و ہریت، صلح کلیت، اور دین بے زاری کا جذبہ پیدا کرنا وغیرہ وغیرہ۔

یہ عقائد باطلہ سلف سے خلف تک یعنی دور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان زمانہ تک کس کس کے رہے ہیں؟ ان عقائد باطلہ کے خلاف مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے علاوہ دیگر علماء حق نے اپنی کتب سے رد فرمایا اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی کتب کا مطالعہ کیجئے ہر عقیدہ اور مسئلہ کے ثبوت میں اپنے اگلے علماء رہائین سے لے کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلائل کو جمع فرمایا، اور وہی عقائد اور معمولات کو امت مسلمہ میں پیش فرمایا جو سلف سے لے کر خلف تک تمام امت کے رہے ہوں، لہذا اب اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی کسی ایک فرد کا نام نہیں رہا بلکہ ایک مسلک کا نام بن گیا جسے مسلک اہل سنت کہا جاتا ہے جیسا کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور کے فرق باطلہ کا رد فرما کر دین متین کو گمراہی و آلودگی سے پاک فرمایا تو امام اعظم ابو حنیفہ ایک فرد کا نام نہیں رہا بلکہ مسلک کا نام بن گیا۔ ایسے ہی امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے خلق قرآن اور دیگر عقائد باطلہ کا رد فرما کر مسلک اہل سنت کو تقویت پہنچائی تو اب ابن حنبل ایک فرد کا نام نہیں رہا بلکہ ایک مسلک کا نام بن گیا، جب شہنشاہ اکبر جیسے ملکہ نے اپنی سلطنت کے زعم میں دین الہی اور دیگر باطل عقیدے پھیلانے جس کے ذریعہ اسلام اور کفر کو ایک کیا جانے لگا۔ آفتاب پرستی، آتش پرستی گائے پرستی کے ساتھ کافر اور مسلم کے درمیان نکاح کو جائز ٹھہرایا جانے لگا اسی پر بس نہیں خدائے قدوس کے علاوہ اپنے لئے سجدہ جائز ٹھہرا کر سجدہ کا حکم کرنے لگا تو ایسے ماحول میں رحمت پروردگار کا سہارا لے کر حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی جیسا امت مسلمہ میں مرد حق آگاہ اپنی جرأت ایمانی کے ساتھ اس کا رد تبلیغ فرمایا اس جیسے مرد مجاہد نے اکبر کے فتنے کی خوب سرکوبی کی اور دین اسلام اور سواد اعظم کی لاج رکھ لی تو اب شیخ احمد سرہندی ایک فرد کا نام نہیں رہا بلکہ اس مرد مجاہد کا نام مسلک اہل سنت اور سواد اعظم بن گیا اس زمانے میں کسی کو صرف حنفی یا مسلم کہنے سے کام نہیں چلتا تھا۔ اس لئے کہ دعویٰ

اسلام کے ساتھ بہت سارے گمراہ باطل فرقے پیدا ہوئے اور ہوتے رہیں گے حنفیت کے نام پر بھی بہت سارے گمراہ باطل فرقے پیدا ہو گئے تو اہلسنت کے لئے ضروری تھا کہ اپنے آپ کو حنفیت کے ساتھ مجددی بھی کہلائیں۔ غرض کہ جس جس امام و فقیہ و محدث نے فرق باطلہ کا رد فرمایا تو اس کی شخصیت مرکز تو جہ بن گئی۔ اسی سے وابستگی مسلک کہلانے لگی، حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی، رازی، غزالی، ابن عربی، غوث اعظم، خواجہ ہندوستان، شیخ محقق محدث دہلوی، مجدد الف ثانی وغیرہم رضی اللہ عنہ ان حضرات کی ذات جہا مسلک بن گئی اور ان سے وابستگی مسلک اہل سنت سے وابستگی ہے اسی کو اجماع امت، سواد اعظم صراط مستقیم کہتے ہیں موجودہ دور میں جبکہ مسلمان کہلانا کافی نہیں ہو گا ایسے حنفیت کے نام پر بہت سے گمراہ بدین باطل پرست ظاہر ہو چکے ہیں کوئی اپنے کو صرف حنفی کہے یہ بھی مدار نجات نہ ہو گا بلکہ سنیت کے نام پر وہابی، دیوبندی، تبلیغی اور دیگر گمراہ فرقے عالم وجود میں آچکے ہیں ایسے موقع پر سنی حنفی کہلانا صراط مستقیم پر گامزن رہنے کی علامت نہیں رہی۔ جب کہ ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں کے خون و ہڈیوں سے ظالم سامراجی انگریز حکومت کا دور اقتدار شروع ہوا ملک میں ہر چہار جانب اسلامی عقائد اور معمولات کو مٹانے اور اسلام اور مسلمانوں کو ان کی مذہبی حیثیت ختم کرنے کے لئے انگریز حکومت کا زور صرف ہونے لگا مذکورہ بالا فتنے سلطنت برطانیہ کی سرپرستی میں سنیت کے نام پر علماء سولینی و ہابیان ہند ان کے پھیلائے میں مصروف رہے سواد اعظم کے خلاف نت نئے فتنے و عقائد پھیلائے جانے لگے یہ تو محال تھا کہ صحیح عقائد و معمولات دنیا سے مٹ جاتے اس خدائے وحدہ لا شریک نے جس نے اس دین کی حفاظت اپنے ذمہ لی ہے اپنے محبوب بندوں کو پیدا فرما کر ان حضرات سے دین کی حفاظت کا کام لیا۔ اس دین متین کی حفاظت کے لیے کبھی سیدنا امام حسین شہید کر بلا اور ان کے اہل بیت و رفقاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خون کی ضرورت پڑی تو کبھی امام اعظم اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے خدمات جلیلہ کی تو کبھی رومی و غزالی کی تو کبھی غوث اعظم و خواجہ ہندوستان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تو کبھی شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی و مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہما کی ایسے ہی گذشتہ صدی میں حنفیت و سنیت کے نام پر بے شمار فتنے جگائے جا چکے تھے ضرورت پڑی ایک مرد حق آگاہ جیالے و غازی مجاہد کی اس وقت بظاہر اسلام اور اسلامیات کے مٹ جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا عین اس وقت تن تنہا مجددین و ملت اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا حناں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدا اور رسول و بزرگان دین کا سہارا لے کر تجدید احیاء دین کا کام شروع کیا اور جب آپ نے اپنی زبان و قلم کو جنبش دی تو ایوان باطل میں کھلبلی مچ گئی آپ نے اپنی نوک قلم سے باطل پرستوں گمراہوں کے مکروہ چہروں سے نقاب الٹ دی اب دن کی روشنی میں نہیں رات کی تاریکی میں جانے پہچانے لگے طریقت کے نام پر بھی انہیں باطل پرستوں نے ملک ہند میں فتنے اٹھا چکے تھے، مشائخ و سادات بھی گمراہیت کے دھاروں میں بہہ چلے جا رہے تھے اس مجدد نے سب کی قلعی کھول دی، مشائخ و سادات کی صحیح جگہ متعین فرمادیا تو اب صرف بنام سنیت و حنفیت و مجددویت صراط المستقیم پر گامزن نہیں رہ سکتے اس لئے کہ اکثر گمراہ فرقے اسی نام سے عالم وجود میں آچکے ہیں اب ضروری ہے کہ سنیت کے نام کے ساتھ مسلک اعلیٰ حضرت سے وابستگی کا اظہار کریں موجودہ دور میں مسلک اعلیٰ حضرت ہی دیگر باطل گمراہ فرقوں کے درمیان خط امتیاز ہے مجھے بڑی حیرت ہوتی

سے موجودہ دور میں گمراہوں باطل پرستوں کے ساتھ چند علماء بریلوی بھی مسلک اعلیٰ حضرت اور لفظ اعلیٰ حضرت سے روگردانی کرنے لگے ہم پہلے ہی نشاندہی کر چکے ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کسی ایک فرد کا نام نہیں ہے بلکہ مسلک اعلیٰ حضرت سے وابستگی ہی سواد اعظم کی علامت ہے صراط المستقیم پر گامزن رہنا ہی اجماع امت کو تسلیم کرنا ہے۔ واعتصموا بمحبل اللہ: پرستی سے عمل کرتا ہے۔ اب اعلیٰ حضرت مسلک اہل سنت کا اسم بن چکا تو دوسرے کسی بھی فرد کو اس لفظ سے تخصیص نہیں کیا جاسکتا۔ مسلک اعلیٰ حضرت سے وابستگی کی اہمیت ملاحظہ فرمائیے کہ ملک ہند میں سادات و مشائخ کی کمی نہیں تھی وہی سادات و مشائخ اہل سنت کے مرکز توجہ بن گئے جو سادات و مشائخ مسلک اعلیٰ حضرت سے وابستہ ہو گئے ان سادات و مشائخ میں سادات و مشائخ مارہرہ و مظہرہ اور سادات و مشائخ کچھوچھو مقدسہ اہل سنت کی آنکھ کے تارے بن گئے اس لئے کہ مسلک اعلیٰ حضرت پر یہی حضرات نہایت سختی سے کاربند رہے اور یہی انشاء اللہ العزیز رہیں گے اگر خدا نخواستہ معاذ اللہ ان حضرات میں سے کسی نے آج یہ اعلان کر دیا مجھے آج مسلک اعلیٰ حضرت کی ضرورت نہیں، میں مسلک اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے مسلک پر کاربند نہیں رہوں گا ایسا فروشیطان کا آلہ کار بنائے جانے میں کسی مسلک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے حامل کو شبہ باقی نہیں رہے گا وہ فرد جاہل جو اہل سنت کے آنکھ کا تارہ ہو گا وہی فرد اہل سنت کا مغضوب ہی نہیں بلکہ خدا اور رسول اور بزرگان دین کا مغضوب و معتبوب ہو گا لفظ اعلیٰ حضرت شریعت و طریقت مسلک اہل سنت سواد اعظم، اجماع امت صراط المستقیم کا جامع ہے لہذا ان حضرات کو جو مسلک اعلیٰ حضرت یا لفظ اعلیٰ حضرت کو پسند نہیں فرماتے ان کے لئے کچھ فکر یہ ہے کہ وہ نہایت سنجیدگی کے ساتھ بتائیں کیا وہ مسلک اعلیٰ حضرت سے علمدگی کے بعد اپنی سیادت معینیت و خانقاہ و درگاہوں کے تقدس کو برقرار رکھ سکیں گے سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ صحیح طور پر اہل سنت کہلانے کے مستحق نہیں ہوں گے تو پھر کیوں مسلک اعلیٰ حضرت یا لفظ اعلیٰ حضرت سے نفرت پیدا ہونے لگی ہے، مسلک اعلیٰ حضرت کی اہمیت کے بارے میں حضرت محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کا خطبہ مجدد اعظم قابل غور ہے جو کئی مرتبہ شائع ہو چکا ہے جس کو ماہنامہ المیزان امام احمد رضا نمبر نے بھی شائع کیا ہے اسی نمبر میں شہزادہ حضور محدث اعظم ہند حضرت علامہ مولانا سید محمد مدنی میاں صاحب مدظلہ العالی کا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے ترجمہ کے سلسلے میں طویل و مبسوط مضمون ہے یہ مضامین ان حضرات کے مسلک اعلیٰ حضرت سے وابستگی اور اس پر عمل پیرا ہونے کی دلیل ہے۔ علماء بریلی نے صرف وہابیہ دیوبندیہ کے خلاف اپنی زبان و قلم سے ان کے باطل عقائد کے رد و ابطال ہی کو خاص طور پر اپنا طرہ اختیار بنالیا ہے بے شک ان کا رد و ابطال بیحد ضروری ہے اسی کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیگر باطل گمراہ فرقوں کا رد و ابطال فرمایا تھا وہ یا تو یکسر بند ہے اگر ہے برائے نام مثلاً وہابیہ دیوبندیہ کے ساتھ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیچریوں، ندویوں، خاص طور سے صلح کلیوں، زندقہوں کے خوب خوب تردید فرمائی تھی۔ یہ کار آج بند ہو کر رہ گیا ہے، وہابیوں، دیوبندیوں کے ساتھ ساتھ ان گمراہوں کی بیحد ضروری ہے خاص طور سے نیچریوں اور صلح کلیوں کی ان کا فتنہ نہایت سخت اور قوم مسلم خاص طور سے سنیوں کے لئے سب سے زیادہ نقصان دہ ہے انہیں فتنوں سے قومیں اور نسلیں تباہ ہو رہی ہیں، اعلیٰ حضرت

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان گمراہ فرقوں کا خوب رد فرمایا تھا۔ علماء بریلوی کی خاص آج کے دور میں ایک کمزوری یہ بھی ہے کہ جہاں۔ میلاد فاتحہ، نذر و نیاز، گیارہویں وغیرہ کو بجالانے والوں کو سنی کہہ دیتے ہیں حالانکہ بعض علاقوں بالخصوص دکن کے علاقہ میں صلح کلی اگرچہ عقائد باطلہ کے حامل ہوتے ہیں اس کے باوجود ان معمولات اہل سنت پر بھی ان کا عمل ہوتا ہے۔ لہذا سنیت اور معمولات اہل سنت میلاد فاتحہ نذر و نیاز کے پردے میں صلح کلیت کی جو فضا بنائی جا رہی ہے اس کے خلاف نہایت مستعدی کے ساتھ رد و ابطال ضروری ہے، اسی صلح کلیت کی وجہ سے فرق باطلہ وہابیوں، دیوبندیوں، قادیانیوں، رافضیوں، غیر مقلدوں، تبلیغیوں، مودودیوں سے نفرت اٹھتی جا رہی ہے اور ان سے اختلاف بڑھتا جا رہا ہے ان باطل پرستوں سے الگ رہنے کی علماء اہل سنت نے قیاد کوئی جاری فرمائے اور ان کی تعظیم و توقیر کو دلائل کی روشنی میں حرام فرمایا، حضور سرور کوئین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جس نے کسی گمراہ بدعتیہ کی تعظیم کی اس نے اسلام کو منہدم کرنے میں مدد دی کافر بدعتیہوں کے ساتھ دشمنی رکھنا چاہیے اس لئے کہ یہ خدا اور رسول کے دشمن ہیں، دشمنان دین بدعتیہ لوگوں سے حتیٰ کہ کھلے کفار و مشرکین سے دشمنی کے جذبہ کو فٹا کرنے کا بیڑا انہیں صلح کلیوں نے اٹھا رکھا ہے۔ وہ سادہ لوح مسلمانوں کو یہ کہہ کر دھوکہ دیتے ہیں کہ کسی کو برا نہ کہو، حالانکہ علماء اہل سنت کے خلاف ان کی زبان اور قلم کی طاقت صرف اسی لئے خرچ ہو رہی ہے کہ علماء بریلی کو بھلا برا کہیں اور مسلمانوں کے دلوں میں ان علماء حق کی طرف سے نفرت پیدا کریں انہیں صلح کلیوں کی یہ کوشش ہے کہ یہ باور کرایا جائے کہ علماء اہل سنت کے قیاد کوئی اس قابل نہیں ہیں کہ ان پر عمل کیا جائے اور یہ صلح کلی یہ کہہ کر دھوکہ دیتے ہیں کہ ساری دنیا آپس میں کشمکش اور تفرقہ بازی میں مبتلا ہے یہ وقت بہت نازک ہے اس وقت تمام مسلمان آپس میں چند اختلافات کو بھلا کر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں اور اتفاق و اتحاد کا ماحول بنائے رکھیں، یہ خطرناک دھوکہ ہے کہ سارے مسلمان یعنی چاہے جس بھی فرقے کے ہوں وہ سب ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں یہ قرآن و حدیث کے خلاف سراسر دھوکا ہے اللہ کے رسول ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی سب ناری ہوں گے سوائے ایک کے (یعنی اہل سنت و جماعت کے) اللہ کے رسول تو صاف ارشاد فرما رہے ہیں کہ میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی اور یہ کہہ رہے ہیں تفرقہ مٹ ڈالو ایک پلیٹ پر جمع ہو جاؤ یہ ناممکن ہے امت میں تفریق ہوگی جب اللہ کے رسول امت میں تفریق کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں اور وہ کہہ رہے کہ تفریق مٹ ڈالو یہ سراسر فرمان رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے یہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور علماء اہل سنت نے یہی کام کیا باطل فرقوں کے ناپاک چہروں سے نقاب کشائی کی تو یہ صلح کلی کہنے لگے کہ ان مولویوں نے وہابی، دیوبندی، قادیانی، نیچری تبلیغی، مودودی، رافضی، قادیانی، فتنہ چار کہا ہے یہ کہتے ہیں کہ اگر چند مسلمانوں کو گمراہ قرار دے کر ان کو مسلمان ہونے کی حیثیت سے الگ کر لیں تو یہ اقلیت اور بھی کم ہو جائے گی یہ وقت تو اپنے حقوق منوانے کا ہے اگر ان تنگ نظر بے شعور علماء کے چکر میں آکر ایک دوسرے کو کافر بنانے میں مصروف ہو گئے تو ہم سیاسی حیثیت سے صفہ ہستی سے مٹ جائیں گے اور دنیا کی طاقتور قومیں ہمیں فنا کر دیں گی۔ یہ ان صلح کلیوں کا سراسر فریب ہے خالص اسلامی احکام کو پس پشت ڈال کر اپنے خود ساختہ اصول کو سیاست قرار دے کر عوام کے ذہن کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے یہ مسئلہ

حقیقت ہے کہ مذہب اور سیاست دونوں آپس میں جدا نہیں ہیں سیاست اپنے ملک اور ماحول کو چلانے کے لئے خود ساختہ اصول کا نام نہیں بلکہ سیاست مذہب کے تابع ہے ملک چلانے اور ماحول بنانے رکھنے کے لئے مسلمانوں کو جن چیزوں کی ضرورت ہے پڑتی ہے اس کو اسلام کے تابع بنا کر ملک اور ماحول کو بنائے رکھنا واقعی یہ دین اسلام کی بہت بڑی خدمت ہے جیسا کہ حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسلام اور مسلمانوں اور حکومت کے فرائض کو بحال آیا حضرت ابوبکر صدیق کا اپنے دور خلافت میں کلمہ اور نماز پڑھنے والے مکرین زکوٰۃ کے ساتھ جہاد و قتال اسی سیاست کی ایک کٹری ہے اور حضرت مولائے کائنات سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام نہروان میں بظاہر کلمہ و نماز پڑھنے والے پانچ ہزار خارجیوں کو قتل کرنا اسی سیاست کی ایک کٹری ہے۔ پھر اسی اسلامی ماحول کو بنانے کے لئے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور بہترین سیاسی اور اسلامی خدمات انجام دیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد یزید بد باطن مسند خلافت کا دعویٰ دار بن بیٹھا اس وقت یزید کو سوائے چند حضرات کے اکثر نے خلیفہ تسلیم کر لیا تھا ایسے موقع پر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا یزید کی خلافت کا انکار کرنا اس کے بدلے آپ کا اور آپ کے اہل بیت سمیت آپ کے رفقاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا جام شہادت نوش کرنا اسی کی ایک کٹری تھی جب کہ عالم اسلام نے یزید کو خلیفہ تسلیم کر لیا تھا تو زمانہ کے رخ کو دیکھتے ہوئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی خلیفہ تسلیم کر لینا چاہئے تھا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا یزید کو خلیفہ نہ تسلیم کرنا راہ صواب ہے اور دین اسلام ہی کے لئے آپ نے قربانی دی۔ الحمد للہ اہل سنت و جماعت برابر احقاق و ابطال فرماتے ہیں یہی اسوۂ حضرت امام حسین ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد و گرامی ہے۔ کان حقاً علیہما نصر المومنین: یعنی اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے کامل ایمان والوں کی مدد فرمانا اور گمراہ باطل پرست جن کو اپنی کثرت پر ناز ہے اور اپنی کثرت کی وجہ سے حق پرست علماء پر طعن کرتے ہیں انہیں ان کے لعن طعن اور ان کی کثرت کی بالکل پراہ نہیں ہے ان کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اولئک حزب الشیطن الا ان حزب الشیطن هم الخسرون: یعنی یہ لوگ شیطان کے گروہ کے ہیں جان لو شیطان کے گروہ والے ہی نقصان اٹھانے والے گروہ یہی ہے اہل سنت کو اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے حبیب اکرم صاحب لولاک ملن فیہم پر کامل بھروسہ ہے اور خدا اور رسول کی محبت ہی عین ایمان ہے اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، لا تجد قوماً یؤمنون باللہ والیومہ الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا الہاء ہم او ابناء ہم او اخوانہم او عشیرتہم: یعنی اسے محبوب تم ان لوگوں کو جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں ایسا نہ پاؤ گے کہ اللہ و رسول کے مخالفوں سے دوستی رکھیں اگرچہ وہ ان کے باپ دادا یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبے قبیلے کے لوگ ہوں، اس سے ثابت ہوا کہ اہل سنت و جماعت کی گمراہوں باطل پرستوں، بددینوں، صلح کیوں، محمدیوں، وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں، تبلیغیوں، مودودیوں وغیرہ سے دشمنی خدا اور رسول کی دشمنی کی بنیاد پر ہے۔

یہی ایمان کی علامت ہے المحبت للہ والبغض للہ: دوستی اللہ کے لئے اور دشمنی اللہ کے لئے اہل سنت و جماعت کو کسی

سیف جباری برگردن ڈاکٹر طاہر القادری

پروفیسر طاہر القادری پاکستانی صاحب کوسنی کیسے مانا جائے؟

آج کل کفر و ارتداد و زندہ والحد کا گرم بازار ہے۔ ہر چہار طرف سے اللہ و رسول و قرآن پر گالیوں بکھڑوں کی بوچھاڑ ہے، کفر بکنے والوں سے گلہ نہیں، عجب عام مدعیان اسلام سے ان کے نزدیک اللہ و رسول و قرآن پر گالیاں سنتے ہیں، چپے، شائع ہوتے دیکھتے ہیں اور تہوری پر بل بھی نہیں آتا بلکہ گالیاں دینے والوں سے میل جول یا راندہ دوستانہ بدستور رہتے ہیں۔ ان کے اعزاز و اکرام، القاب و آداب ویسے ہی منظور رہتے ہیں۔ صاف دل کشادہ جنہیں گویا کسی نے کچھ کہا ہی نہیں۔

ایسا ہی کچھ حال پروفیسر طاہر القادری پاکستانی صاحب کا ہے ایک طرف وہ مراسم اہل سنت کی تائید کرتے ہیں تو دوسری طرف خدا اور رسول و شیخین کریمین و ام المؤمنین کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے متعلق وہ ایسا قانون بناتے ہیں کہ ان کا رد نہ کیا جائے ان کو برا بھلا نہ کہا جائے ان پر تنقید نہ کی جائے ان کے عقیدے کو نہ چھیڑا جائے بلکہ ان سے ادب و احترام کے ساتھ پیش آیا جائے۔ پروفیسر صاحب کی اس دورخی پالیسی کی وجہ سے بھولے بھالے سنی مسلمان انہیں سنی عالم سمجھ رہے ہیں۔ جب کہ حقیقت کچھ اور ہے لہذا اس حقیقت کو اجاگر کرنے کے لیے پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کی کتاب ”فلسفہ شہادت امام حسین“ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ جملے اور کچھ ”سرخیاں“ لکھ کر ان کے نیچے اہل سنت و جماعت کے عقائد حقہ لکھے جا رہے ہیں تاکہ آپ پروفیسر صاحب کے اصل چہرے کو پہچان لیں، ان کے عقائد و نظریات سے واقف ہو جائیں اور انہیں صحیح العقیدہ سنی مسلمان گمان نہ کریں۔

دیکھیے پروفیسر صاحب مصلوب سنی مسلمانوں کے دینی تسلط کو تعصب بتا کر اور تعصب فی الدین رکھنے والوں کو ”نادان“ ٹھہرا کر اپنی کتاب ”فلسفہ شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ صفحہ نمبر ۲۵۹ پر انہیں یوں مشورہ دیتے ہیں۔ ”تعصب چھوڑالے نادان“۔ آئیے پروفیسر صاحب کی رائے کو حدیث شریف کی کسوٹی پر پرکھا جائے۔

”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عصبیت (تعصب) کی یہ تعریف ہے کہ تو اپنی قوم کو ظلم کرتے ہوئے دیکھ کر بھی ان کی امداد کرے۔“ سبحان اللہ اس حدیث شریف نے عصبیت (تعصب) کی صحیح تعریف فرما کر صلح کیوں بد مذہبوں کی دہن دوزی فرما دی کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تعصب یہ ہے کہ باطل پر کسی کی طرف داری کرے جیسے دیوبندی، قادیانی، رافضی وغیرہ ہم باطل فرقتے اپنے طواغیت کی باطل پرستی پر طرف داری کر رہے ہیں اور حق کا ساتھ دینا حق بات کی طرف۔ داری کرنا تعصب ہی نہیں ہے بلکہ یہ اپنے عقائد حقہ پر پختگی و سلامت روی ہے اور یہ محمود ہے اور جو اس کو تعصب کہے وہ دین سے بے گانہ

ہے اور حضور رسول کریم ﷺ کا مخالف اور بارگاہ رسالہ ﷺ سے مردود ہے۔

برادران اہل سنت! اپنے ایمان سے پوچھو کہ مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں پروفیسر صاحب کو دین سے بے گانہ، حضور کا مخالف اور بارگاہ رسالت ﷺ سے مردود کہا جائے گا یا نہیں؟ نیز اس پر بھی خوب غور کیجیے کہ حدیث شریف نے اس تعصب کی بھی وضاحت فرمادی جو آج کل پالیسی باز لیکچرار کہا کرتے ہیں کہ علمائے اہل سنت بڑے متعصب ہیں۔ ان کا یہ کہنا سراسر ظلم و افتراء ہے کیوں کہ بد مذہبوں کا رد تو محمود ہے اور تعصب یہ ہوا کہ ناحق پر طرف داری و مدد کی جائے۔ تو حضرات علمائے اہل سنت کا دامن اس تعصب سے پاک ہے وہ تو حق پسند ہیں۔ ہاں وہ قائلین مثلاً پروفیسر صاحب جیسے لوگ خود حدیث شریف کی بسن پر متعصب ثابت ہو گئے کہ وہ باطل و ناحق کی طرف داری کر رہے ہیں اور باطل کو تقویت و مدد پہنچا رہے ہیں۔ آئیے تعصب فی الدین کی اہمیت کو سمجھنے کے لیے ایک حدیث شریف اور ملاحظہ کیجیے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: یعنی رسول اللہ ﷺ ہم پر جلوہ فرما ہوئے فرمایا، تمہیں خبر ہے کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ کسی کہنے والے نے عرض کی نماز و روزہ اور کسی نے عرض کی جہاد۔ حضور رحمت مجسم ﷺ نے فرمایا بے شک تمام اعمال میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب وہ پسندیدہ عمل، اللہ کے لیے محبت، دوستی رکھنا اور اللہ کے لیے عداوت و دشمنی رکھنا۔ (اربعین شدت ص ۲۵)

دیکھیے اللہ و رسول کے دشمنوں سے عداوت و دشمنی رکھنے کا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے اور پروفیسر صاحب اسے ”تعصب“ کا نام دے رہے ہیں اور اللہ و رسول کے دشمنوں سے نفرت و دشمنی رکھنے والوں کو ”نادان“ کہہ رہے ہیں۔ تو بھلا ان کی بات کیوں کر مانی جائے گی؟ پروفیسر صاحب کہتے ہیں:

”اسلام کی اصل تعلیم اعتدال اور میانہ روی ہے“ ص ۲۶۱

جب کہ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو فرماتا ہے یعنی اے غیب کی خبریں دینے والے نبی کافروں اور منافقوں پر جہاد کیجیے اور ان پر شدت فرمائیے تو اس نے اپنے پیغمبر ﷺ کو جو خلق عظیم کے ساتھ موصوف ہیں کافروں پر جہاد اور ان پر غلظت فرمانے کا حکم دیا معلوم ہوا کہ اللہ جل جلالہ و رسول ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ غلظت و شدت برتنا خلق عظیم میں داخل ہے تو اسلام کو عزت کفار کی ذلت و رسوائی میں ہے۔ جس نے اللہ و رسول جل و علا و ﷺ کے دشمنوں کو عزت دی اس نے اہل اسلام کو ذلیل کیا۔

غور فرمائیے! پروفیسر صاحب اعتدال اور میانہ روی کو اسلام کی تعلیم ہی نہیں بلکہ اصل قرار دے رہے ہیں اور قرآن کریم میں اللہ و رسول کے دشمنوں سے غلظت و شدت رکھنے کا حکم دیا جا رہا ہے تو پروفیسر صاحب کی تسلیم قرآن کریم کے خلاف ہوئی یا نہیں؟

یہی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دوسرے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں یعنی رخصت جل جلالہ کے دوست حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ جو کچھ بزرگی پائی اور شجرہ انبیاء ہو گئے یہ سب اسی واسطے تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے بری و بے زار رہے۔ اور اس فقیر (امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ) کی نظر میں بھی اللہ عز و جل کی رضا حاصل کرنے کے لیے خدا و رسول کے دشمنوں سے بغرت و بے زاری رکھنے کے برابر کوئی کام نہیں ہے۔

یہی مجدد الف ثانی اپنے ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں: یعنی ”ایمان“ ان تمام دینی باتوں کو دل سے سچا ماننے کا نام ہے جو ضرورت اور توازن کے ساتھ ہم تک پہنچی ہیں۔ اس تصدیق کی علامت یہ ہے کہ کفر و کفار سے اور کفری باتوں سے تبری و بے زاری ظاہر کرے۔ اور اگر معاذ اللہ اس تصدیق کے دعوے کے ساتھ کوئی شخص کفر کی باتوں سے تبری نہ کرے تو اس بات کا سچائی کے ساتھ کھلا کھلا ثبوت دے رہا ہے کہ وہ ارتداد کے داغوں سے داغ دار ہے اور حقیقت میں اس کا حکم منافق کا حکم ہے کہ سنہ مسلمانوں میں داخل ہے نہ کھلے طور پر کافروں میں شامل ہے تو ایمان حاصل کرنے اور مسلمان ہونے کے لیے کفر کی باتوں سے تبری و بے زاری لازم ہے۔

اب آپ خود دیکھ لیجئے کہ مذکورہ بالا کسوٹی پر پروفیسر صاحب کیسے پورے اتریں گے؟ کہ مذکورہ بالا اسلامی تعلیمات کے خلاف انہوں نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ ”ایک قانون یہ بھی ہونا چاہئے کہ کسی دوسرے کے مسلک پر تنقید نہ کی جائے اور یہ اصول اپنایا جائے کہ اپنے عقیدے کو چھوڑ دمت اور دوسرے کے عقیدے کو چھیڑ دمت، نہ کسی کو گالی دو، نہ بے ادبی کرو، ادب و احترام سے چلو۔ ص ۲۷۲۔“ اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ص ۱۵۱ پر قرآن و حدیث کی تعلیمات اور اسلاف کرام کے ارشادات کے خلاف سنی شیعہ اختلاف میں ”اعتدال کی راہ“ نکال کر انہوں نے ”امن کا پیغام“ بھی دیا ہے۔

پروفیسر صاحب اب پروفیسر سے ڈاکٹر کے عہدے سے ترقی کر کے ڈائریکٹ ”شیخ الاسلام“ بن گئے۔ وہ اپنے آپ کو امام الحدیث منوانے کے بھی خواہاں لگتے ہیں تو کیا انہیں ترمذی شریف کی یہ حدیث نہیں معلوم کہ حضور ساقی کوثر ﷺ نے فرمایا یعنی ”میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ان میں ایک فرقے کے سوا باقی تمام منسحق و الے ناری اور جہنمی ہوں گے۔“ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ ایک جنتی فرقے والے کون ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا وہ لوگ اسی مذہب و ملت پر قائم رہیں گے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔

کیا پروفیسر صاحب کو ابن ماجہ کی یہ حدیث بھی نہیں معلوم کہ حضور شفیٰ محشر ﷺ فرماتے ہیں ”میری امت کا ایک گروہ قیامت تک حق کی خاطر لڑتا رہے گا۔“ کیا پروفیسر صاحب ”صواعق المحرقہ“ میں منقول اس حدیث شریف سے بھی بے خبر ہیں کہ حضور سید العالمین ﷺ فرماتے ہیں یعنی جب فتنے ظاہر ہوں یا بد مذہبیاں پھیلیں اور میرے صحابہ کو برا کہا جائے تو عالم کو ضروری ہے کہ اپنا علم ظاہر کرے یعنی بد مذہبوں کا حسب استطاعت کھلم کھلا رد کرے اور جو ایسے اندھے گاتو اس پر اللہ تعالیٰ اور سب فرشتوں اور تمام آدمیوں کی سب کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔

کیا پروفیسر منتخب کنز العمال ج ۱ ص ۱۴۶ میں منقول حدیث شریف کی اس تنبیہ سے بھی ناواقف ہیں کہ حضور اکرم محبوب محترم ﷺ فرماتے ہیں۔ یعنی بے شک اول بنی اسرائیل میں جو خرابی آئی وہ ایسے آئی کہ عالم دوسرے شخص سے ملتا تو کہتا کہ اے شخص اللہ تعالیٰ سے ڈر اور جو بری باتیں تو کر رہا ہیں ان کو چھوڑ دے۔ یہ تیرے لئے جائز نہیں ہے پھر دوسرے روز اس سے ملتا تو اس بدکار کو منع نہ کیا اس کے ساتھ کھانا پینا، بیٹھنا، اٹھنا اختیار کیا اور اتفاق حق و ابطال باطل کو چھوڑ دیا۔ پھر جب انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب ایک دوسرے پر مار دیئے۔

دیکھئے اس حدیث پاک میں علماء و مشائخ کو کیسے سخت تاکید اور خصوصی تنبیہ فرمائی جا رہی ہے کہ اگر فسق و بد مذہبی و کفر و ارتداد پر باوجود استطاعت رد کرنا چھوڑ دو گے تو تم بھی انہیں کے جیسے ہو جاؤ گے۔ کیا پروفیسر صاحب کو بہت سی شریف کی یہ حدیث بھی نہیں معلوم؟ ”یعنی بے شک اللہ تعالیٰ غضب فرماتا ہے جب زمین میں فاسق کی مدح کی جاتی ہے۔“

پروفیسر صاحب اور ان کے ہمنوا دیکھیں کہ جب فاسق کی مدح سرائی پر یہ قہر و غضب ہے تو بد مذہب بدوین و مرتدین کی تعریف کرنے پر کیا ہوگا۔ اور بد مذہبوں مرتدوں کے ساتھ میل جول اتحاد و اتفاق رکھنے اور یارانہ گانٹھنے پر کیا ہوگا۔ والہ اعزاز باللہ تعالیٰ۔

اسی مضمون کو جلال الملئہ والدین رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مثنوی شریف میں یوں بیان فرماتے ہیں:

سے بلزد و سرش از مدح شقی

بدگساں گرد و از وہم متقی

یعنی جو شخص مذہباً بد بخت ہیں ان کی تعریف کرنے سے عرش الہی مل جاتا ہے۔

پروفیسر صاحب غور فرمائیں کہ جب بد بخت کی تعریف سے عرش الہی مل جاتا ہے تو مرتدین کا ادب و احترام کرنے پر اللہ تعالیٰ و جبار کا کیسا شدید قہر و غضب آئے گا۔ پھر یہ بھی دیکھئے کہ حضور اکرم ﷺ فرمائیں یعنی جب فاجر سے ملے تو اس سے ترش روئی کے ساتھ ملاقات کر اور پروفیسر صاحب یہ راگ الاہیں کہ منافقوں، مرتدوں سے ادب و احترام سے پیش آئیں۔ والہ اعزاز باللہ تعالیٰ

آئیے پروفیسر صاحب کے امن و اعتدال کے خود ساختہ حکم کو حدیث پاک کی کسوٹی پر اور پرکھئے اور بحسناری و مسلم شریف کی حدیث مبارکہ سے مزید نور حاصل کیجئے۔ یعنی جب رسول اللہ ﷺ اس جہان فانی سے تشریف لے گئے اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے اور کچھ عرب مرتد ہو گئے (حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان پر جہاد کا ارادہ کیا) تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ اول سے عرض کیا کہ آپ کیوں کہ ان سے جہاد کریں گے حالانکہ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھے جہاد با کفار کا حکم دیا گیا ہے اس وقت تک کہ لوگ لا الہ الا اللہ کہہ لیں یعنی تمام ضروریات دین پر ایمان لے آئیں (مسلم شریف میں ہے ویؤمنوا بی و بجا جنت) تو جو ایمان لے آیا اس نے اپنی جان و مال کو مجھ

سے محفوظ کر لیا۔ مگر اسلام کے معاملے میں اور حساب اس کا اللہ تعالیٰ کے تمہنہ قدرت میں ہے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں ضرور ضرور اس شخص پر جہاد کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے کیوں کہ زکوٰۃ عبادت مالی ہے، خدا کی قسم اگر وہ اس رسی کو بھی روکیں گے جو حضور کے زمانہ خات ظاہری میں مذکوٰۃ میں دیتے تھے اس لئے بھی ضرور ان پر جہاد کروں گا۔ حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کے لیے ابو بکر کا سینہ کھول دیا ہے اور میں نے پہچان لیا وہی حق ہے جو آپ کی رائے ہے۔ (رواہ البخاری و مسلم عنہ)

تفسیر حقائق التنزیل میں ہے۔

یعنی جو شخص اپنے ایمان کو صحیح و درست کرے گا اور تو حید اسلامی کا اقرار کرے گا تو یقیناً وہ شخص کسی بد مذہب و بد دین سے انسیت دوستی نہیں رکھے گا اور نہ اس کے ساتھ بیٹھے اور اسٹھے گا اور نہ اس کے ساتھ کھائے، پیئے گا۔ اور اس بد مذہب و بد دین عداوت و دشمنی ظاہر کرے گا۔ اور جو مذہب کے ساتھ مہانت کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے ایمان کی چاشنی کو چھین لے گا اور جو بد مذہب کے ساتھ دوستی رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے دل سے ایمان کا نور نکال لے گا۔ (والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ)

بیچ کاراستہ نکالنے والوں اور پالیسی بازی کرنے والوں کے بابت فتاویٰ الحرمین بر حلف ندوۃ المین کا یہ فتویٰ بھی بشور مطالعہ فرمائیں ”رد بدعت باجماع امت اہم فرائض دینیہ سے ہے اس کے ترک کی طرف بلانے والے اجماع امت کے خارق جماعت ملت کے مفارق ہیں، بدعت و اہل بدعت کے دوست ہیں، سنت و اہل سنت کے بدخواہ ہیں۔ فرض سے روکتے ہیں حرام کا حکم دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی لعنت کی طرف بلاتے ہیں بحکم حدیث ایسوں پر خدا و ملائکہ و آدمیان سب کی لعنت ہے۔ ان کا فرض و نفل سب مردود ہے۔ یہ مذہب اہل سنت کو ضرر پہنچاتا ہے، بد مذہبوں کا رد اور ان پر انکار، رد و انکار سے زیادہ ضروری و اہم ہے۔ حدیث میں ہے کہ ہستی کے اٹھارہ ہزار نیک لوگ جنکے اعمال صالحہ اعلیٰ درجہ کے تھے صرف اس وجہ سے ہلاک کئے گئے کہ انہوں نے معاصی پر رد چھوڑ دیا تھا۔“

اعتدال و میانہ روی کا درس دینے والے پروفیسر صاحب اور ان کے شاگردان جو کہ پروفیسر صاحب سے صلح کلیت کا ذہن لے کر مذکورہ کتاب کے ناسٹل کے آخر صفحہ پر فرقہ واریت کے عفریت کا سر کچلنے کی خلاف شرع بات کو لکھ گئے وہ شرح صدر کے لئے مذکورہ بالا تحریرات منیرہ بغور پڑھیں اور عبرت و نور حاصل کریں۔

لیکن پروفیسر صاحب کو نہ ایمان کی چاشنی کی سلامتی کی فکر ہے نہ ایمان کا نور نکل جانے کا خوف! وہ تو غسیر مقلد، اہل حدیث، وہابیوں سے سنیوں کو نزدیک کرنے کے لئے یہاں تک لکھ گئے۔ ”یاد رکھ لیجئے کہ خواہ کوئی ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھے یا ہاتھ باندھ کر، رفع یدین کرے یا نہ کرے یہ اپنا اپنا مسلک ہے اس سے ایمان پر زد نہیں آئی۔“

جبکہ فتاویٰ جواہر میں ہے۔ یعنی اگر کوئی حنفی شافعی بن گیا تو اس کی گواہی قبول نہ ہوگی اگر حسب وہ عالم دین ہو۔ اور فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے یعنی جو حنفی، شافعی مذہب کو اختیار کرے تو اسے سزا دی جائے گی۔ شامی میں اسی کے بابت ہے وہ مردود

الطہارت ہے۔ تاہم خانہ میں ہے اسے سزا دی جائے گی۔

پروفیسر صاحب کی ایک اور جسارت بلکہ اسلاف اہل سنت کی مخالفت کا ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

آپ حیرت میں پڑ جائیں گے کہ پروفیسر صاحب نے شیعہ، سنی اختلاف میں اعتدال کی راہ نکالنے اور امن کا پیغام دینے پر اکتفا نہ کیا بلکہ انہوں نے شیعہ کو امت مسلمہ میں داخل کر کے ہی چین کی سانس لی۔ ص ۲۵۵ پر پروفیسر صاحب نے ”امت کی مختلف طبقات میں تقسیم“ کی سرخی لگا کر شیعہ کو امت مسلمہ میں شمار کیا ہے جبکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس گروہ کے بابت فرماتے ہیں یعنی میری امت کہلانے والوں میں آخر زمانے میں ایک گروہ ہوگا جس کا نام رافضی ہوگا وہ لوگ اسلام کو چھوڑ دیں گے وہ مرتد ہیں۔ ص ۲۹

دارقطنی کی روایت میں مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس گروہ سے جنگ کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ اور ان کی پہچان بھی بتائی گئی ہے۔ اور ”کھرم المعبود علی اعتقاد حزب الردود“ ص ۴۲ میں۔ ان پر یہ فتویٰ ہے ”جماع امت و قیاس مجتہدین کے دلیل شرعی ہونے کا انکار کرنے والے وہابیہ غیر مقلدین اللہ عزوجل کی تکذیب اور اس کے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے دیوبندیہ قرآن پاک کو ناقص ماننے والے رافضیہ کو مسلمان کہنے والا شرعاً خود کا فر مرتد ہے۔“

اب آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ مذکورہ بالا حکم شرعی کی روشنی میں پروفیسر صاحب کی کیا ماننا چاہئے؟ نیز ہم اہل سنت کو پروفیسر صاحب اور ان کے ادارہ منہاج القرآن سے جو دور و نفور رہنا چاہیے اس کے لئے شرعۃ الاسلام کی یہ تاکید بھی بغور پڑھ لیجئے۔ شرعۃ الاسلام میں ہے۔ یعنی سلف صالحین کا طریقہ بد مذہبوں سے کنارہ کشی ہے اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر اہل بد مذہبوں کے پاس نہ بیٹھوں کہ ان کی بلا کھلی کی طرح اڑ کر لگتی ہے۔ حضور سید القاہرین علی اعدائے رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ یعنی مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ اندیشہ ہر اس شخص کا ہے جو دل کا منافق اور زبان کا مولوی لیڈر ریفاہ مرقاہ ہو۔

ف۔ بد مذہب مولوی لیڈر لکچرار قاند سے بہت زیادہ دور رہنا چاہئے اور مسلمانوں کو ان سے دور رہ کر ہی کامیابی و فلاح دیہودی حاصل ہو سکتی ہے۔ آئیے پروفیسر صاحب کی صلح کلیت کا ایک اور نمونہ دیکھئے۔ انبیائے کرام اور قرآن کریم کے گستاخ عبدالماجد کو کافر ماننے کے بجائے وہ اسے مسلمان بلکہ ولی مانتے ہوئے نہیں شرماتے یہ دیکھئے پروفیسر صاحب نے ص ۲۷۱ پر عبدالماجد کو ”مولانا“ اور ”رح“ (رحمۃ اللہ علیہ) لکھا ہے جبکہ یہ ایسا بدتر کافر ہے کہ فتاویٰ امام اہل سنت قدس سرہ ج ۶ ص ۱۵ میں اس کے بابت صاف لکھا ہے کہ ”عبدالماجد سے بدتر کافر آج کل شاید ہی کوئی ہو، جس نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مجہول النسل بچہ کہا اور قرآن کو اپنے دعویٰ توحید میں کاذب و ناقص ٹھہرایا۔ وغیرہ وغیرہ۔ ملعونات کثیرہ جب ان باتوں پر اس کی تکفیر ہوئی چار طرف سے کو اگہار روڑ پڑی ناپاک اخباروں میں دفتر اس کی براءت میں سیاہ ہونے لگے، ایک کافر ہوا تھا اس کے پیچھے ہزاروں کے اسلام تباہ ہونے لگے۔“

پروفیسر صاحب اپنے آپ کو سنی باور کراتے ہیں، قادری کہلاتے ہیں تو اگر واقعی وہ اپنے آپ کو قادری بنانا چاہتے ہیں تو

نسبتِ قادریت کی قدر کریں۔ اور حضور پرنور سلطان بغداد سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب غنیۃ الطالبین شریف میں مرقوم اس حدیث پاک کو اپنا دستور العمل بنائیں۔ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ”یعنی جس نے کسی بد مذہب کو اللہ کے لئے نفرت سے دیکھا اللہ تعالیٰ اس کے دل کو امن اور ایمان سے بھر دے گا۔ اور جس نے بد مذہب کو اللہ کے لئے بے زاری سے جھڑک دیا اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے سوار بے بلند کرے گا۔ اور جو بد مذہب سے خوشی و مسرت سے ملے تو یقیناً اس نے ہلکا جانا اس کو جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ لہذا پروفیسر صاحب اور ان کے پیرو قرآن وحدیث اور اسلاف اہل سنت کی تعلیمات پر سر نیا زخم کر دیں اس لئے کہ ”سلف صالحی کا طریقہ بد مذہبوں سے کنارہ کشی ہی ہے“ نہ کہ ان کی تائید و حمایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بد مذہبوں بد دینوں منافقوں مرتدوں سے دور و نفور رہنے ہی کا حکم فرمایا ہے۔ مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی ہماری بھلائی چاہنے والا نہیں۔ جل وعلا و صلی اللہ علیہ وسلم جس بات کی طرف بلائیں یقیناً ہمارے دونوں جہان کا اس میں بھلا ہے اور جس بات سے منع فرمائیں بلاشبہ سراسر ضرور بلا ہے۔ مسلمان صورت میں ظاہر ہو کر جو ان کے حکم کے خلاف کی طرف بلائے یقیناً جان لو کہ یہ ڈاکو ہے۔ اس کی تاویلوں پر ہرگز کان نہ رکھو۔ رہزن جو جماعت سے باہر نکال کر کسی کو لے جانا چاہتا ہے ضرور چکنی چکنی باتیں کرے گا اور جب یہ دھوکے میں آیا اور ساتھ ہولیا تو گردن مارے گا۔ مال لوٹے گا۔ شامت اس بکری کی کہ اپنے راہی (اپنے نگہبان) کا ارشاد نہ سنے اور بھیڑ یا جو کسی بھیڑ کی اون پہن کر آیا اس کے ساتھ ہوئے۔

ارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں منع فرماتے ہیں وہ تمہاری جان سے بڑھ کر تمہارے خیر خواہ ہیں۔ حریص علیکم تمہارا مشقت میں پڑنا ان کے قلب اقدس پر گراں ہے عزیز علیہ ما عندہم واللہ وہ تم پر اس سے زیادہ مہربان ہیں جیسے نہایت چہیتی ماں اکلوتے بیٹے پر ہالہ مؤمنین دءوف رحیم۔ ارے ان کی سنو، ان کا دامن تھام لو، ان کے قدموں سے لپٹ جاؤ۔

حضرت مولانا کیف الحسن صاحب (بہار)

موبائل: 9304416241

علم و ادب کی جان حسینی میاں ہیں آپ
 حکمت کا اک جہان حسینی میاں ہیں آپ
 سنت کے پاسان حسینی میاں ہیں آپ
 ملت کے ترجمان حسینی میاں ہیں آپ
 عظمت کی داستان حسینی میاں ہیں آپ
 رفعت کا آسمان حسینی میاں ہیں آپ
 تعمیر فکر میں ہے رواں آپ کا قلم
 نقاد خوش بیان حسینی میاں ہیں آپ
 عقدہ پر کھولتے ہیں ”مقالات“ آپ کے
 خوش فکر خوش گمان حسینی میاں ہیں آپ
 قائم ہے جس کے دم سے صحافت کی آبرو
 وہ ماہر اللسان حسینی میاں ہیں آپ
 معیار فکر و فن کا ہوا آپ سے بلند
 تحقیق کا نشان حسینی میاں ہیں آپ
 پیشک شعور و آگہی فضل و کمال کے
 اک بحر بے کراں حسینی میاں ہیں آپ
 مجموعہ خلوص، سراپا ہے آپ کا
 رحمت کا ساتھ ان حسینی میاں ہیں آپ
 مسلک کا آپ نے کبھی سودا نہیں کیا
 حقانیت کی شان حسینی میاں ہیں آپ
 جلوہ نگار چراغ ہدایت کی شکل میں
 ہم سب کے درمیان حسینی میاں ہیں آپ
 کیف الحسن اک ادنیٰ غلام حسین ہے
 اس پر بھی مہربان حسینی میاں ہیں آپ

حضرت مولانا کیف الرحمن صاحب (بہار)

موبائل: 9304416241

قوم کے رہنما ہیں حسینی میاں
 دین کے مقتدا ہیں حسینی میاں
 اپنے رب کی عطا ہیں حسینی میاں
 ناعب مصطفیٰ ہیں حسینی میاں
 آج کے اس نمائش کے ماحول میں
 نازش اقتدا ہیں حسینی میاں
 مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے نقیب
 ترجمان رضا ہیں حسینی میاں
 باغ احسان و گلزار احلاق کے
 بلبل خوشنوا ہیں حسینی میاں
 درحقیقت مصافحہ کی ہیں آبرو
 اہل حق کی صدا ہیں حسینی میاں
 ازلی ابدی نسب محمدی آل رسول
 گوہر بے بہا ہیں حسینی میاں
 آنجے مسلک پر آئے، گوارا نہیں
 قاطع ہر بلا ہیں حسینی میاں
 ”سنی آواز“ ہاں ایک تحریک ہے
 بانی خوش ادا ہیں حسینی میاں
 ناز کر اپنی قسمت پہ اے ناگہ پور
 تجھ میں جلوہ نما ہیں حسینی میاں
 واقعی بڑھ گیا رجبہ راجہ پور
 جس کے شیخ بدئی ہیں حسینی میاں

ان کے تشنہ ہیں اصحابِ فضل و کمال
 بحرِ لطف۔ دے عطا ہیں حسینی میاں
 حق میں اعدائے دیں کے ہیں تیغِ قضا
 مظہرِ مسرتغنی ہیں حسینی میاں
 ان کی تحریری خدمات۔ ہیں دیدنی
 مستحقِ شرف ہیں حسینی میاں
 زورِ منکرِ یزیدی سے ڈرتے نہیں
 بہنِ گلگوںِ قرب ہیں حسینی میاں
 ان کی عظمت تو کیا جانے کیف۔ الحسن
 سرحدِ با صفا ہیں حسینی میاں

جناب شفیق رائے پوری (چھتیس گڑھ)

موبائل: 7974912700

عکس صدو شریعت حسینی میاں
فتاویٰ اہل سنت حسینی میاں
شہسریار ادارت حسینی میاں
تاجدار خطابت حسینی میاں
مسکب اعلیٰ حضرت کی شام و محرم
کر رہے ہیں حفاظت حسینی میاں
دیکھ کر لوگ کہتے ہیں یہ ہاربا
سادگی کی علامت حسینی میاں
جن کو ہر لمحہ پاس شریعت بھی ہے
ہیں وہ پیر طریقت حسینی میاں
ہو گیا وہ بھی حق راہ پر کامزن
جس نے کی تم سے بیعت حسینی میاں
جن کا شیوہ اصحاب نہ نوازی بھی ہے
ہیں وہ سرتاپا شفقت حسینی میاں
آپ کی خوش بیانی کے گلزار کی
چاروں جانب ہے نکلت حسینی میاں
دوستوں کے لیے ہر رسم و کرم
دھمن دیں پہ ہیبت حسینی میاں
پرفتن دور میں مسرحب آپ کی
دیں پہ ہے استقامت حسینی میاں

ہر برس نسبتِ غوث کا وہ جلو س
ہے تمہاری بدولتِ حسینی میاں
آپ کا سایہ عطاقت دیر تک
ہو سروں پر سلامتِ حسینی میاں
ہے لقب جن کا صدر المشرق شفیق
ہیں وہ فخر سیادتِ حسینی میاں

محمد اشرف رضا قادری
چیف ایڈیٹر سہ ماہی امین شریعت

کتنا بلند رتبہ حسینی میاں کا ہے
ہر اک زباں پہ جہ چا حسینی میاں کا ہے
اسلاف یاد آتے ہیں فوراً ہی دیکھ کر
اتنا حسین چہرہ حسینی میاں کا ہے
کیوں کر نہ دور دور سے آئیں یہاں پہ لوگ
آخر ہے کس کا جلسہ؟ حسینی میاں کا ہے
ہے مصطفیٰ کی آل سے ان کا نسب حبشہ
کتنا عظیم رشتہ حسینی میاں کا ہے
آتے ہیں بھیک لینے یہاں بادشاہ تک
کتنا سخی گھر اس حسینی میاں کا ہے
زبیں ہوئی ہیں دیکھ کے باطل جماعتیں
بارعب کیا لہجہ حسینی میاں کا ہے
دیکھا ہے جو قریب سے گردیدہ ہو گیا
اخلاق اتنا اچھا حسینی میاں کا ہے
پیشانی جگمگاتی ہے نسبت کے نور سے
بے حد حسین چہرہ حسینی میاں کا ہے
مرضا دین احمد مدظل کے واسطے

دن رات ایسا جذبہ حسینی میاں کا ہے
احمد رضا کی منکر کی تشہیر کیجئے
پیغام کتنا پیارا حسینی میاں کا ہے
دیوانو! یہ سنہ سبھو کہ ہو آپ ہی فقط
اشرف رضا بھی شیدا حسینی میاں کا ہے

ان کی تحریروں کے منتشر اجزا کا تقاضا تھا کہ اسے
 صحیفہ عشق و عرفان سمجھ کر مدون کر دیا جائے تاکہ وہ
 دست برد زمانہ سے محفوظ بھی ہو جائے اور اس سے
 استفادہ آسان بھی، مقام مسرت ہے کہ یہ کام حضرت
 مولانا اشرف رضا سہلوی کی نیک بختی و فیروزمندی کے
 سبب پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ ان کے مشاق قلم و تجربہ کار
 ذہن نے ان مضامین کو حسن ترتیب کے ساتھ کتابی شکل
 دے دی جو ”مقالات حسین“ کے نام سے منظر عام پہ
 آ رہی ہے۔

پیش نظر کتاب حضرت سید صاحب کے علمی جلال کا
 مرقع و اعیانہ جذبات کا مظہر اور مخاصانہ جدوجہد کا آئینہ
 ہے۔ اس میں شامل تحریریں اپنا خاص پس منظر رکھتی
 ہیں اور اسی تناظر میں اسے پڑھنے اور سمجھنے کی ضرورت
 ہے تاکہ مصنف کے جذبہ کی صداقت کا صحیح عرفان
 حاصل ہو سکے۔ اس مجموعہ کے مضامین ”دوست آں
 باشد کہ گیرد دست دوست“ کا مصداق ہیں۔ سید
 صاحب قبلہ کی باریک بین اور نکتہ رس نگاہ نے جسے ذرہ
 برابر بھی ”راہ اعتدال“ سے منحرف نہ دیکھا۔ ہے اسے دلائل
 و شواہد کے ذریعہ آئینہ دکھانے کی جہد تبلیغ کی ہے۔ میں
 سمجھتا ہوں یہ کتاب ”پہ چشم عشق نہیں تا سراغ ادگیری
 “ کے تناظر میں پڑھنے کی متقاضی ہے تاکہ اس کی
 معنویت صحیح طور سے آشکارا ہو سکے۔

محقق رضویات

حضرت مولانا ڈاکٹر محمد امجد رضا امجد

خادم مرکزی دارالقضا دارہ شرعیہ بہار سلطان گنج پٹنہ

ہر اک زبان پہ چڑھ چکی ہیں کافے

محمد اشرف رضا قادری

پیشہ ایڈیٹر اہل سنت سے ملی

مفکر اسلام، قائد اہل سنت، محافظ مسلک اہل سنت ہیں
طر بیعت، حضرت علامہ مولانا شاہ سید محمد حسین میاں اشرفی مدظلہ العالی
لعلہ الاقدس ملک گیر شخصیت کے مالک ہیں۔ آپ کا تعلق آستانہ عالیہ
ہمسہ را پور شریف کے سادات کرام سے ہے۔ حیات مستعار کا پیشہ
حصہ ناگ پور (مہاراشٹر) میں گزارا۔ آپ نے ایک طویل مدت تک
دارالعلوم امجدیہ (ناگ پور) میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ آپ تحریر و
تقریر ہر دو فنوں میں مہارت و انفرادیت کے حامل ہیں۔ ایک طویل
عرصے سے ”ماہنامہ سی آواز“ (ناگ پور) کے پیپ ایڈیٹر ہیں۔ پندرہ سال
اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں شائع ہوتا ہے۔ آپ کی تحریریں احتیاج
حق اور ابطال باطل کا فریضہ انجام دیتی ہیں اور آپ کے خطابات و
تقریریں قوم کو رشد و ہدایت کے جام پلاتی ہیں۔ آپ نے قوم مسلم کی
مختلف قسم کی خدمات انجام دیں۔ آپ کا تحریری ذخیرہ بھی ہزاروں
صفحات کو محیط ہے۔ عہد حاضر میں ہر سال، دو سال پر کوئی نکتہ و نما
ہوتا ہے۔ آپ ہر روز اسیدہ فتنے کا تعاقب فرماتے ہیں اور اسے حل کرنے
کی کوشش فرماتے ہیں۔ عہد حاضر میں آپ کی ذات گرامی یادگار اسلاف
ہے۔ آپ اسلاف اہل سنت کے مسلک پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہیں۔
طاعت و عبادت، دینی استقامت، اخلاق حسنة، جودت فکر، حق گوئی
، جرات و ہمت میں اپنی مثال آپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسن ظاہر
کے ساتھ حسن باطن کی دولت سے بھی مالا مال فرمایا ہے۔ آپ کے تعلق
فی الدین کا شہرہ ملک بھر میں ہے۔ اہل باطل آپ سے لرزوں و ترساں
نظر آتے ہیں۔ خطابت کی شگفتگی سامعین کی توجہ اپنی جانب کھینچ لیتی ہے۔
میدان لوح و قلم کے بھی آپ تاجدار و شہسوار ہیں۔ متعدد علمی تصانیف کے
ساتھ کئی سو مضامین و مقالات آپ نے رقم فرمائے اور تادم تحریر یہ سلسلہ
جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا ظل ہماریں تا دیر مسلمانان اہل سنت پر قائم
رکھے اور ہم سب کو آپ کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین
بجاء حبیبہ الکریم علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام

دیوانو! یہ نہ سمجھو کہ ہو آپ ہی فقط

اشرف رضا بھی شیدا حبیبی میاں کا ہے

Mahanama
Sunni
Awaz